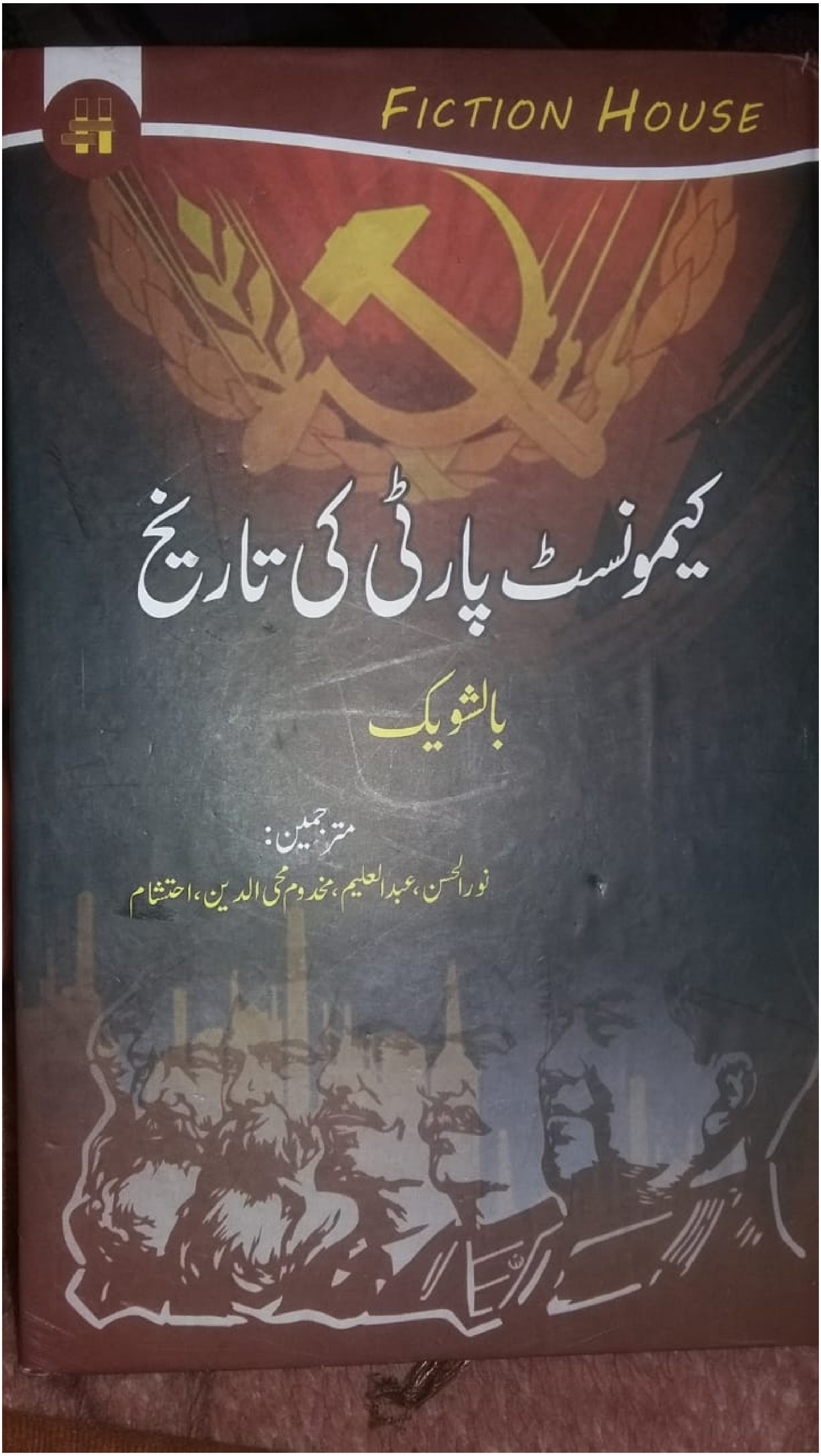
FICTION HOUSE
کیمونسٹ پارٹی کی تاریخ
بالشویک
مترجمین:
نور الحسن، عبد العلیم، مخدوم محی الدین، احتشام

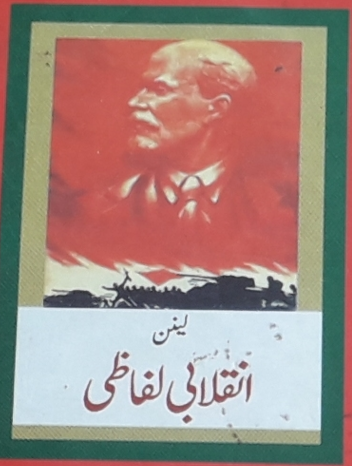

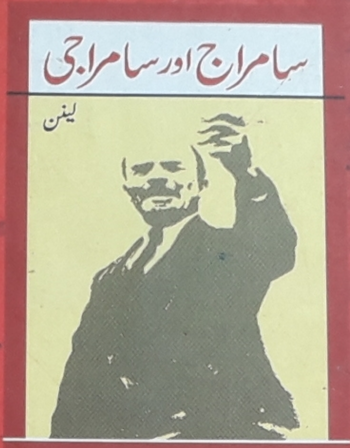

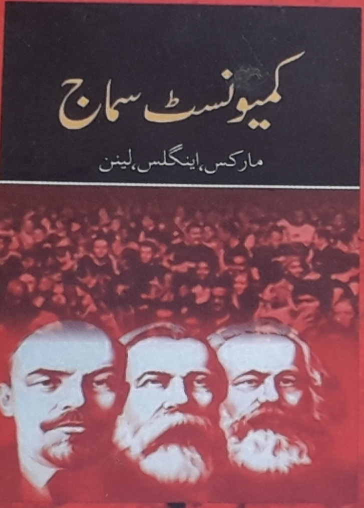

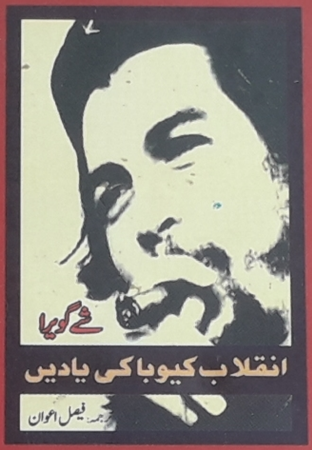

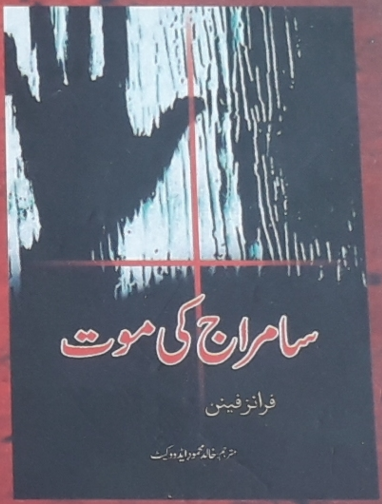

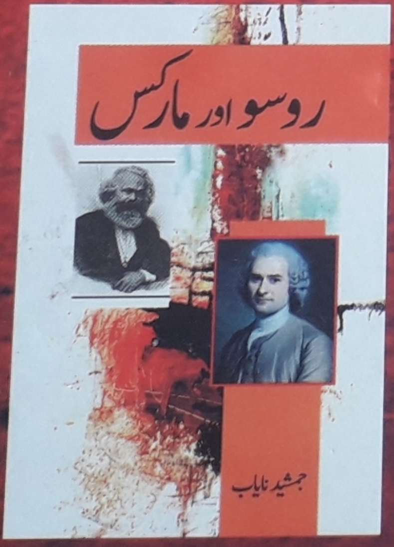

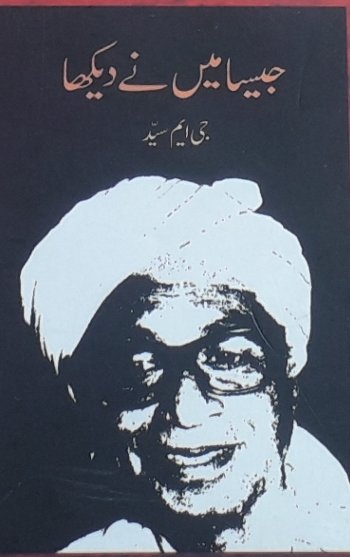

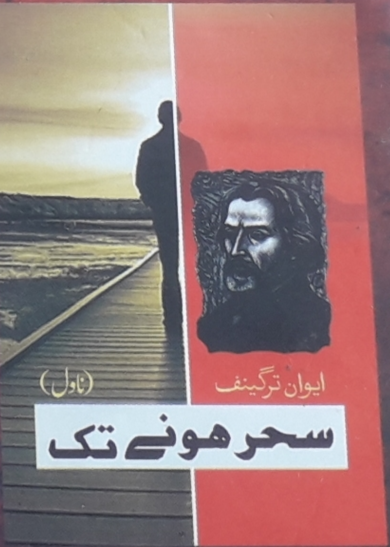

فکشن ہاؤس

لاہور • حیدر آباد • کراچی •

e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

ISBN 978-969-562-215-5

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

نام کتاب	:	کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ (بالشویک)
مترجمین	:	نورالحسن، عبدالعلیم، مخدوم محی الدین، احتشام حسین
اہتمام	:	ظہور احمد خاں
پبلشرز	:	فکشن ہاؤس، لاہور
کمپوزنگ	:	فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور
پرنٹرز	:	سیّد محمد شاہ پرنٹرز، لاہور
سرورق	:	ریاض ظہور
اشاعت	:	2018ء
قیمت	:	-/750 روپے

تقسیم کار:

فکشن ہاؤس: بک سٹریٹ، 68-مزنگ روڈ، لاہور۔فون:042-36307550-1,37249218

فکشن ہاؤس: 52,53 رابعہ سکوائر، حیدر چوک، حیدر آباد۔فون:022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور، دوکان نمبر 5، اردو بازار، کراچی۔فون:021-32603056

فکشن ہاؤس

○ لاہور ○ کراچی ○ حیدر آباد

e-mail: fictionhouse1991@gmail.com

فہرست

☆ تمہید 5

● پہلا باب

☆ روس میں سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی قائم کرنے کی جدوجہد 1883ء سے 1901ء تک 7

● دوسرا باب

☆ روسی اشتراکی جمہوری مزدور جماعت (سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی) کا قیام۔ پارٹی کے اندر بالشویک اور منشویک گروہ کا پیدا ہونا 1901ء سے 1904ء تک 36

● تیسرا باب

☆ روس اور جاپان کی جنگ کے دور میں بالشویک اور منشویک پہلا روسی انقلاب 1904ء سے 1907ء 69

● چوتھا باب

☆ استولیپن کی رجعت کے دور میں منشویکوں اور بالشویکوں کی حالت بالشویک اپنی علیحدہ پارٹی بناتے ہیں 1908ء سے 1912ء تک 122

● پانچواں باب

☆ پہلی سامراجی لڑائی کے قبل مزدور تحریک کی از سر نو ترقی کے زمانہ میں بالشویک پارٹی کی کیفیت 1912ء سے 1914ء 184

● چھٹا باب

☆ سامراجی جنگ کے دور میں بالشویک پارٹی۔ روس میں دوسرا انقلاب 1914ء سے مارچ 1917ء — 203

● ساتواں باب

☆ اکتوبر کے اشتراکی انقلاب اور اس کی تیاری کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں اپریل 1917ء سے 1918ء — 232

● آٹھواں باب

☆ بیرونی فوجی مداخلت اور خانہ جنگی کے دور میں بالشویک پارٹی 1918ء سے 1920ء — 287

● نواں باب

☆ پُرامن معاشی بحالی کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں 1921ء سے 1925ء تک — 316

● دسواں باب

☆ ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے لئے بالشویک پارٹی کی جدوجہد 1926ء سے 1929ء تک — 357

● گیارھواں باب

☆ اجتماعی زراعت کو رواج دینے کی جدوجہد کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں 1930ء سے 1934ء — 384

● بارھواں باب

☆ اشتراکی سماج کی تعمیر کی تکمیل کے لئے بالشویک پارٹی کی جدوجہد۔ نئے دستور اساسی کا آغاز 1935ء سے 1937ء — 423

● تتمہ — 451

تمہید

سوویت یونین کی کمیونسٹ (بالشویک) پارٹی لمبی اور شاندار منزلیں طے کرتی ہوئی ایک بلند مرتبہ پر پہنچ چکی ہے اس کی ابتدا ان چھوٹے چھوٹے مارکسی حلقوں سے ہوئی جو 1880ء کے قریب روس میں قائم ہوئے۔ اب یہ ایک زبردست پارٹی ہوگئی ہے جو دنیا میں مزدوروں اور کسانوں کی پہلی اشتراکی ریاست کی رہنمائی کرتی ہے۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) انقلاب کے پیشتر کی روسی مزدور تحریک میں حصہ لے کر بڑھی۔ یہ ان مارکسی حلقوں سے بڑھی جنہوں نے شروع میں مزدور تحریک سے تعلقات پیدا کئے اور اُس میں اشتراکی شعور پھیلایا۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی ہمیشہ مارکسی ولیننی اصولوں پر چلتی رہی ہے۔ سامراجیت، سامراجی جنگ اور مزدور انقلاب کے دور میں اس کے رہنماؤں نے مارکس اور اینگلس کے اصولوں کو مزید ترقی دی اور انہیں ایک بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) نے مزدور طبقے میں کام کرنے والی نچلے متوسط طبقے کی دوسری جماعتوں کا بنیادی اصولوں پر مقابلہ کر کے اپنے آپ کو مضبوط کیا۔ یہ مقابلہ خاص طور پر اشتراکی انقلابیوں، (اور ان سے پہلے نرودنکوں منشویکوں، نراجیوں، اور دوسری متوسط طبقہ کی قوم پرور جماعتوں سے ہوا۔ خود پارٹی کے اندر اس نے منشویک اور موقع پرست میلانات کا، ٹراٹسکی اور بخارن کے پیروکاروں کا، لینن ازم کے مخالفوں کا اور قوم پرست کج رویوں کا مقابلہ کیا۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) نے مزدور طبقہ کے دشمنوں سے انقلابی جنگ کر کے اپنے کو طاقتور بنایا۔ اس نے زمینداروں، سرمایہ داروں، کولک، توڑ پھوڑ کرنے والوں، جاسوسوں اور اردگرد کی سرمایہ دار حکومتوں سے پیسے لینے والے قوم فروشوں کے خلاف جدوجہد کی۔

سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) کی تاریخ تین انقلابوں کی تاریخ ہے۔ 1905ء اور فروری 1917ء کے سرمایہ دارانہ جمہوری انقلابات اور اکتوبر 1917ء کا اشتراکی انقلاب۔ اس کی تاریخ زار کے راج کے فنا ہونے کی تاریخ ہے، زمینداروں اور سرمایہ داروں کی طاقت کی بربادی کی تاریخ ہے، یہ خانہ جنگی کے زمانہ میں بیرونی فوجی مداخلت کی شکست کی تاریخ ہے، یہ ہمارے ملک میں سویت ریاست اور اشتراکی سماج کی تشکیل کی تاریخ ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر ہم اپنے ملک کے کسانوں اور مزدوروں کے اس وسیع تجربات سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو انہیں اشتراکیت قائم کرنے کی جدوجہد میں حاصل ہوا۔

سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) کی تاریخ پڑھنے سے مزدور طبقے کے دشمنوں اور مارکس و لینن کے اصولوں کے مخالفوں سے مقابلے کی تاریخ میں بالشوزم پر حاوی ہونے میں مدد ملتی ہے اور ہماری سیاسی ہوشمندی بڑھ جاتی ہے۔ بالشویک پارٹی کی شاندار تاریخ پڑھ کر ہمیں سماجی ارتقاء اور سیاسی جدوجہد کے قوانین سے واقفیت ہو جاتی ہے، اور انقلاب کی محرک طاقتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ اس تاریخ کو پڑھ کر لینن اور اسٹالین کی پارٹی کے مقصد کی آخری کامیابی اور کیمونزم کی دنیا بھر میں جیت کا یقین اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے۔

اس کتاب میں سویت یونین کی کیمونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) کی تاریخ مختصراً بیان کی گئی ہے۔

پہلا باب

روس میں سوشل ڈیموکریٹک[1] مزدور پارٹی قائم کرنے کی جدوجہد 1883ء سے 1901ء تک

(1) رعیتی[2] غلامی کا انسداد اور روس میں صنعتی[3] سرمایہ داری کی ترقی۔ موجودہ صنعتی مزدور طبقے کا فروغ۔ مزدور تحریک کا پہلا قدم۔

زار[4] کا روس صنعتی ترقی کے راستے پر دوسرے ملکوں کے بعد گامزن ہوا۔ پچھلی صدی کی چھٹی دہائی کے پہلے روس میں بہت کم مِل یا کارخانے تھے۔ زمینداری اور رعیتی غلامی کے اصولوں

---

1. Social Democratic جس کا تعلق Social Democracy (سوشل ڈیموکریسی) سے ہو۔ یعنی اشتراکی جمہوریت، یورپ میں اشتراکی تحریک کے ابتدائی دور میں اشتراکی پارٹیوں کا یہی نام تھا۔
2. سماجی تنظیم کے اس دور میں جبکہ زمین پر بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کا قبضہ تھا، اور جب اُن کے مقبوضہ علاقے میں رہنے والے تمام انسانوں، حیوانوں اور مال و اسباب پر ان کی ملکیت تھی، اس علاقے کے بسنے والے Serf یا ''غلام رعایا'' کہلاتے تھے۔ ان کو کسی قسم کی آزادی نہ تھی۔ زمیندار کا بیگار کرنا تو معمولی سی چیز تھی۔ وہ بغیر اجازت نہ کہیں آ جا سکتے تھے اور نہ شادی بیاہ ہی کر سکتے۔ اُن کی ذاتی ملکیت کچھ نہ تھی۔ ہر چیز پر جاگیردار کا قبضہ ہوتا۔ زمین کے ساتھ ساتھ رعایا بھی بیچی جا سکتی تھی۔
3. Industrial Capitalism وہ نظام جس میں چند لوگ اپنا سرمایہ لگا کر اور دوسروں کی محنت کرایہ پر لے کر اپنے ذاتی منافع کے لئے بڑے پیمانہ پر مشین کا استعمال کر کے صنعتی پیداوار کا انتظام کرتے ہیں۔ اس کی ابتداء اٹھارہویں صدی کے آخر میں انگلستان میں ہوئی۔
4. زار بمعنی قیصر۔ روسی شہنشاہ کا لقب۔

پر معاشی نظام کی بنیادیں تھیں۔ رعیتی غلامی کے زمانے میں صنعت وحرفت کی حقیقی ترقی ناممکن تھی۔ وہ مشقت جو رعایا کو کھیتی کے لئے مجبوراً کرنا ہوتی زیادہ بار آور نہیں ہو سکتی تھی۔ لہٰذا معاشی ارتقاء نے جو راستہ اختیار کیا تھا اس میں رعیتی غلامی کا انسداد لازمی ہو چکا تھا۔ 1861ء میں زار کی حکومت جو کریمیا کی جنگ[1] میں شکست کھانے سے کمزور ہو چکی تھی، زمینداروں کے خلاف کسانوں کی بغاوت سے ڈر کر رعیتی غلامی کا انسداد کرنے پر مجبور ہوگئی۔

لیکن اس کے بعد بھی زمیندار کسانوں پر ظلم کرتے رہے۔ رعیتی غلامی سے "نجات" دینے کے دوران میں انہوں نے کسانوں کو خوب لوٹا۔ جس زمین پر وہ پہلے کھیتی کرتے تھے اس کا کافی حصہ زمینداروں نے علیحدہ کر دیا۔ الگ کئے ہوئے ٹکڑوں کو کسان، اوٹریزکی (علیحدہ کیا ہوا) کہنے لگے۔ کسان مجبور کئے گئے کہ اپنی نجات حاصل کرنے کے لئے تقریباً 2 ارب روبل[2] زمینداروں کو ادا کریں۔

رعیتی غلامی ختم ہونے کے بعد کسان مجبور ہوگئے کہ زمینداروں سے بڑی سخت شرائط پر زمین کا پٹہ لیں۔ نقد لگان کے علاوہ اکثر وہ بغیر معاوضے کے زمیندار کی خود کاشت کو اپنے ہی اوزار اور گھوڑوں سے جوتنے پر مجبور کئے جاتے تھے۔ اس ہلی اور بیگاری کو وہ اوٹرابوتکی یا بارشچینا کہتے تھے۔ بعض جگہوں پر لنگ بٹائی کا رواج تھا، یعنی یہ کہ فصل تیار ہونے کے بعد زمیندار اور کسان آپس میں آدھا آدھا بانٹ لیتے۔ اس رواج کا نام اسپولو تھا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقتاً صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کسانوں کی حالت قریب قریب ویسی ہی رہی جیسی رعیتی غلامی کے زمانے میں تھی۔ فرق صرف یہ ہوا کہ انہیں ذاتی آزادی حاصل ہوگئی اور اب مویشیوں کی طرح ان کی خرید وفروخت نہیں ہو سکتی تھی۔ کمزور کسانوں پر زمیندار اور بھی ظلم کرتے تھے۔ کبھی لگان بڑھا دیتے اور کبھی جرمانے کرتے۔ زمینداروں کے مظالم کی وجہ سے کسان اپنی زراعت کو ترقی نہیں دے سکتے تھے اور اسی وجہ سے انقلاب کے پہلے روس میں زراعت کی ترقی نہیں ہوئی جس سے اکثر فصل کی بربادی اور قحطوں کا سامنا ہوتا تھا۔

---

1. 1853ء سے 1856ء تک جو جنگ ہوئی جس میں انگریز، فرانسیسی اور ترک ایک طرف تھے اور روسی دوسری طرف۔ اس میں روسیوں کو جزیرہ نما کریمیا میں شکست ہوئی۔

2. روسی سکہ۔ 1914ء کی جنگ کے پہلے اس کی قیمت تقریباً ڈیڑھ روپیہ کے تھی۔

رعیتی غلامی کے اثرات اب بھی قائم تھے۔ اپنی نجات حاصل کرنے کے لئے جو بڑی بڑی قیمتیں اور سخت لگان کسانوں کو دینا پڑے اکثر اُن کی بضاعت سے بہت زیادہ تھے۔ اس وجہ سے کسان تباہ ہوگئے۔ بہت سے گھرانوں کو مفلسی کا منہ دیکھنا پڑا اور اکثر کسان اپنے گاؤں چھوڑ کر تلاش معاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ان میں سے بہت سے ملوں اور کارخانوں میں کام کرنے لگے۔ مل مالکوں کو اس طرح سستی اُجرت پر مزدور ملنے لگے۔

زار کے راج میں شیرف[1] مجسٹریٹوں، کانسٹیبلوں اور دیہاتی پولیس والوں کی فوج کی فوج مزدوروں اور غریب کسانوں کے سینوں پر سوار تھی جو زار، سرمایہ داروں اور زمینداروں کو عوام کے غیظ وغضب سے بچاتی تھی۔ زمیندار 1903ء تک کسانوں کو پٹوا سکتے تھے۔ رعیتی غلامی ختم ہو جانے کے باوجود ذرا ذرا سی بات پر یا لگان نہ دینے پر کوڑے لگوائے جاتے تھے۔ مزدوروں کو بھی پولیس والے اور کاسک[2] مارا کرتے تھے، خاص طور پر جب مزدور سرمایہ داروں کے ظلم سے عاجز آکر ہڑتال کرتے تو اُن کی اور بھی مصیبت آجاتی۔ زار کی حکومت میں کسانوں اور مزدوروں کو کوئی سیاسی حق حاصل نہ تھا۔ زار کی استبدادیت عوام کی سب سے بڑی دشمن تھی۔

زاری روس مختلف قوموں کا قید خانہ تھا۔ ان بہت سی غیر روسی قوموں کو جو زار کے ماتحت تھیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ وہ طرح طرح کے مظالم اور تذلیل کا شکار تھیں۔ زار کی حکومت نے روسیوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ وہ دوسری قوموں کو اپنے سے حقیر سمجھیں اور ان سے نفرت کریں۔ سرکاری کاروبار میں ان قوموں کو انوروڈتسی (غیر ملکی) کہا جاتا۔ زار کی حکومت نے جان بوجھ کر قومی نفاق کا بیج بویا۔ ایک قوم کو دوسری قوم کے خلاف بھڑکایا۔ یہودیوں پر مظالم کرائے اور ماورائے قفقاز[3] میں تاتاریوں اور آرمینیوں کو آپس میں مار پیٹ کرنے کی ترغیب دی۔

اُن خطوں میں جہاں دوسری قومیں آباد ہیں تقریباً تمام عہدوں پر روسی قابض تھے۔ سرکاری

---

1. Sherriff ضلع کا افسر اعلیٰ جس کے ذمے امن قائم رکھنا اور عدالتوں کی نگرانی میں انصاف کرنا ہوتا تھا۔

2. Cossack ایک تاتاری قبیلہ جو بحیرۂ اسود کے شمال دریائے ڈان کی وادی میں آباد ہے۔ اس کے افراد بڑے مشہور شہسوار ہوتے ہیں۔ انقلاب کے پہلے ان میں سے بہت لوگ زار کے فوجی رسالوں میں تھے اور اپنی جارحانہ دلیری کے لئے مشہور تھے۔

3. Transcaucasia ماورائے قفقاز اس سے وہ علاقہ مراد ہے جو کوہ قاف کے دامن میں واقع ہے۔

اداروں، تعلیم گاہوں اور کچہریوں میں تمام کاروبار روسی زبان میں ہوتا تھا۔ غیر روسی اقوام کی مادری زبانوں میں کتابیں اور اخبار چھاپنے یا تعلیم دینے کی ممانعت تھی۔ زار کی حکومت نے اپنی محکوم قوموں کے تہذیب و تمدن کو تباہ کر دینے کا بیڑا اُٹھایا تھا اور غیر روسی قوموں پر جبریہ روسی تہذیب مسلط کرنے کی پالیسی پر عمل کیا۔ غیر روسی اقوام کے لئے زار کی حکومت ظالم اور جابر کی حیثیت رکھتی تھی۔

رعیتی غلامی کے انسداد کے بعد روس میں صنعتی سرمایہ داری نے کافی تیزی سے ترقی کی اگرچہ رعیتی غلامی کے بچے کھچے اثرات کی وجہ سے صنعتی ترقی میں رکاوٹیں پڑتی رہیں۔ 1865ء اور 1890ء کے درمیان کے پچیس سال میں اُن مزدوروں کی تعداد جو ملوں، کارخانوں یا ریلوے میں کام کرتے تھے 7,06,000 سے بڑھ 14,33,000 ہو گئی۔ گویا دوگنی سے زیادہ ہو گئی۔ 1890ء کے بعد دس سال میں بڑے پیمانے کی صنعتوں میں اور بھی تیزی سے ترقی ہوئی۔ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں (1890ء سے 1900ء کے ختم تک) ان مزدوروں کی تعداد جو بڑے بڑے ملوں اور کارخانوں، کانوں اور ریلوے میں کام کرتے تھے۔ روس کے صرف پچاس یورپین صوبوں میں 22 لاکھ، ہزار سے زیادہ پہنچ گئی اور ساری روسی سلطنت میں 27 لاکھ 92 ہزار سے زائد ہو گئی۔ یہ مزدور طبقہ جدید، پرولتاریت[1] تھا اور ان مزدوروں سے بنیادی طور پر مختلف تھا جو رعیتی غلامی کے زمانہ میں فیکٹریوں میں یا چھوٹے چھوٹے دستکاری کے کارخانوں میں کام کرتے تھے۔ اس نئے طبقہ میں پرانے قسم کے مزدوروں کے بہ نسبت ایک مستحکم جذبہ، اتحاد تھا جو بڑے پیمانے کے کارخانوں میں کام کرنے سے پیدا ہوتا ہے، اور جدوجہد کرنے کی انقلابی خصوصیات تھیں۔

1890ء کے بعد دس برس تک بہت بڑی تعداد میں ریلوے لائن تعمیر ہونے کی وجہ سے صنعتی گرم بازاری کا دور دورہ ہوا۔ دس برس کے اندر 21 ہزار ورسٹ[2] سے زیادہ نئی لائن تعمیر ہوئی۔

---

1 Proletariat مزدوروں کا وہ موجودہ طبقہ جن کے پاس خود کوئی آلات یا ذرائع پیدائش دولت نہیں ہوتے اور اس لئے وہ روزی کمانے کے لئے اس بات پر مجبور ہے کہ اپنی استعداد محنت صنعتی سرمایہ داروں کے ہاتھ بیچ دے۔ اسی لفظ سے پرولتاری نکلا ہے، یعنی پرولتاریت کا۔

2 Verst روس کا مسافت کا پیمانہ جو تقریباً دو تہائی میل کے برابر ہوتا ہے۔

اسی تعمیری پروگرام کی وجہ سے دھاتوں (ریل کی پٹری، انجن اور ویگن کے لئے) کوئلے اور تیل کی مانگ بہت بڑھ گئی جس کی وجہ سے ان صنعتوں نے بہت زیادہ ترقی کی۔

انقلاب کے پہلے روس میں ہر سرمایہ دار ملک کی طرح صنعتی گرم بازاری کے بعد صنعتی بحران اور جمود کا دور ہوتا تھا، اس بحران سے مزدوروں کو سخت نقصان پہنچتا اور لاکھوں مزدور بے روزگاری اور افلاس کا شکار ہو جاتے تھے۔

روس میں رعیتی غلامی کے انسداد کے بعد سرمایہ داری کافی تیزی سے ترقی کرنے لگی لیکن پھر بھی معاشی اعتبار سے دوسرے سرمایہ دار ملکوں کے مقابلے میں روس کافی پچھڑا ہوا تھا۔ آبادی کی بہت بڑی اکثریت اب بھی کاشتکاری میں لگی ہوئی تھی۔ لینن نے اپنی مشہور کتاب "روس میں سرمایہ داری کی ترقی" میں 1897ء کی مردم شماری کی بنا پر یہ اندازہ لگایا ہے کہ آبادی کا صرف چھٹا حصہ صنعت، تجارت، ریلوے، جہاز رانی اور ایسے کاموں میں لگا تھا، باقی پانچ حصے زراعت میں مصروف تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ سرمایہ داری ترقی کر رہی تھی لیکن روس اس وقت بھی ایک زراعتی ملک تھا۔ اس کی معاشی زندگی پچھڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک نچلے متوسط طبقے کا (پٹی[1] بورژوا) ملک تھا یعنی ایک ایسا دیس تھا جس میں ان کسانوں کی اکثریت تھی جو اپنی چھوٹی چھوٹی مقبوضہ زمینوں پر انفرادی طور سے کاشت کرتے تھے اور جس سے پیداوار کم ہوتی تھی۔

سرمایہ داری صرف شہروں میں نہیں بلکہ دیہاتوں میں بھی پھیل رہی تھی۔ کسانوں کے طبقے میں (جو انقلاب سے پہلے اکثریت میں تھا) ایک زبردست انتشار تھا۔ ایک طرف خوش حال کسانوں میں سے ایک بالائی سطح کولک[2] یا دیہی سرمایہ داروں کی ابھر رہی تھی، اور دوسری طرف بہت سے کسان تباہ ہوتے جا رہے تھے اور مفلس کسانوں، زرعی مزدوروں اور نیم مزدوروں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ متوسط طبقے کے کسانوں کی تعداد روز بروز گھٹ رہی تھی۔ 1903ء میں روس

---

1 Pett Bourgeois نچلا متوسط طبقہ۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں کا درمیانی طبقہ جو روزی کماتا تو ضرور ہے لیکن اس کے پاس کچھ نہ کچھ املاک بھی ہوتی ہے۔ جیسے دوکاندار، یا کسان جو خود ہی ایک یا دو آدمیوں کی مدد سے اپنا کھیت جوتتے ہیں۔

2 Kulak وہ امیر کسان جو بڑی بڑی زمینوں کے مالک ہوتے تھے اور دیہاتی مزدوروں سے اپنے کھیت جتواتے تھے۔ قرض کے لین دین کا بھی کام کرتے تھے۔

میں کسانوں کے تقریباً ایک کروڑ گھرانے تھے۔ لینن نے (اپنے مضمون "دیہاتی غریبوں سے خطاب" میں) حساب لگایا تھا کہ ان میں سے کم از کم 35 لاکھ ایسے گھرانے تھے جن کے پاس ہل چلانے کے لئے گھوڑے نہ تھے۔ یہ غریب ترین کسان تھے جو اپنی زمین کے صرف چھوٹے سے حصے کو جوتتے تھے باقی کو لکوں (متمول کسانوں) کو کرایہ پر دیدیتے اور گذر بسر کے لئے دوسرے ذرائع ڈھونڈتے تھے۔ ایسے غریب کسانوں کی حیثیت پرولتاریت سے ملتی جلتی تھی۔ لینن نے ان کا نام دیہی پرولتاریت یا نیم پرولتاریت رکھا تھا۔ دوسری جانب تقریباً 15 لاکھ کولک گھرانوں کے قبضے میں کل مزروعہ زمین کا آدھا حصہ تھا۔ یہ "کسان بورژوا[1]" غریب اور متوسط طبقے کے کسانوں کو کچل کر اور زراعتی مزدوروں کی محنت سے نفع خوری کر کے روز بروز دولتمند ہوتے اور دیہی سرمایہ دار بنتے جاتے تھے۔

روسی مزدور طبقے میں 1870ء اور خصوصاً 1880ء سے بیداری کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے، اور سرمایہ داروں کے خلاف جدوجہد شروع ہو گئی تھی۔ زار کے راج میں مزدوروں پر سخت مصیبت تھی۔ 1880ء میں اُنہیں ملوں اور کارخانوں میں ساڑھے بارہ گھنٹے روزانہ سے زیادہ کام کرنا پڑتا اور پارچہ بافی کے کارخانوں میں چودہ اور پندرہ گھنٹے روز کام کرنا ہوتا۔ سرمایہ دار عورتوں اور بچوں سے کام لے کر نفع کماتے تھے۔ بچوں کو دن بھر اسی قدر کام کرنا ہوتا جتنا کہ بڑوں کو لیکن عورتوں کی طرح انہیں مزدوری نسبتاً بہت کم ملتی۔ مزدوریاں یوں بھی بے حد کم تھیں۔ زیادہ تر مزدوروں کی تنخواہ سات یا آٹھ روبل ماہوار تھی۔ سب سے زیادہ مزدوری اُن لوگوں کو ملتی جو دھات کے کارخانوں میں یا کانوں میں کام کرتے۔ لیکن وہ بھی 35 روبل ماہوار سے زیادہ نہ ہوتی۔ مشینوں سے مزدوروں کے تحفظ کے لئے کوئی قاعدے نہ تھے جس کی وجہ سے اکثر وبیشتر وہ اپنے جسم کا کوئی عضو کھو بیٹھتے یا مر جاتے۔ ان کا بیمہ نہیں ہوتا تھا انہیں طبی امداد کے لئے پیسہ خرچ کرنا پڑتا۔ مزدوروں کے مکانات کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مالکوں کی بنوائی ہوئی بارکوں کی چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں میں دس بارہ آدمی بھر دیے جاتے تھے۔ سرمایہ دار اکثر مزدوری بانٹنے میں بے ایمانی کرتے اور کبھی کبھی مزدوروں کو اس بات پر مجبور کرتے کہ وہ مالکوں کی دکانوں سے گراں نرخ پر

[1] Bourgeoisie موجودہ سرمایہ داروں کا طبقہ جو پیدائش دولت کے ذرائع کا مالک ہے اور جو اپنے ذاتی منافع کے لئے دوسروں کی استعداد محنت مول لیتا ہے۔ اسی سے ہے بورژوا Bourgeois یعنی اس طبقہ کا ایک فرد۔

چیزیں خریدیں۔ جرمانے بھی عام طور پر لئے جاتے تھے۔

رفتہ رفتہ مزدوروں نے مل جل کر اپنی حالت سدھارنے کے لئے متحد ہو کر سرمایہ داروں سے مطالبے کرنا شروع کئے۔ کبھی کبھی وہ کام بند کر کے ہڑتال بھی کرتے تھے۔ 1870ء سے 1880ء تک زیادہ تر ہڑتالیں جرمانوں میں سختی یا مزدوری دینے میں بے ایمانی یا مزدوری کی شرح گھٹانے کی وجہ سے ہوئی تھیں۔ شروع کی ہڑتالوں میں کبھی کبھی مزدور عاجز آ کر مشینیں توڑ ڈالتے یا ملوں کی کھڑکیاں توڑ ڈالتے، ملوں کی دکانوں اور دفتروں کو برباد کر دیتے۔

زیادہ سمجھدار مزدوروں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ سرمایہ داروں کے خلاف جدوجہد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے تنظیم کی ضرورت ہے۔ اس احساس کے پیدا ہوتے ہی مزدور سبھائیں (یونین) بننا شروع ہو گئیں۔ 1875ء میں اوڈیسہ میں دکھنی روسی مزدور یونین قائم ہوئی۔ مزدوروں کی یہ پہلی انجمن کوئی نو دس مہینے قائم رہی جس کے بعد زار کی حکومت نے اسے توڑ ڈالا۔ 1878ء میں روسی مزدوروں کی شمالی یونین کی سینٹ پیٹرسبرگ میں بنا پڑی۔ اس کے بانیوں میں خلتورین (جو ایک بڑھئی تھا) اور اوبنورسکی (جو ایک فیٹر تھا) شامل تھے۔ اس کے پروگرام میں یہ بتایا گیا کہ اس کے اغراض ومقاصد وہی ہیں جو مغربی ملکوں کی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹیوں کے ہیں۔ اس کا آخری مقصد اشتراکی انقلاب تھا یعنی موجودہ انتہائی غیر منصفانہ سیاسی اور معاشی نظام کا تہہ وبالا کرنا۔ اوبنورسکی جو کچھ زمانہ تک غیر ممالک میں رہ چکا تھا مارکسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں اور پہلی انٹرنیشنل[1] سے (جس کی رہنمائی خود مارکس نے کی تھی) واقف ہو چکا تھا۔ اس لئے روسی مزدوروں کی شمالی یونین کے پروگرام میں مارکسی اصولوں کی کچھ جھلک نظر آتی ہے۔ اس یونین کے فوری مطالبوں میں روزانہ کام کرنے کے گھنٹوں میں کمی کے

[1] First International دنیا کے مزدوروں کی بین الاقوامی انجمن جو مارکس کی رہنمائی میں 1864ء میں قائم ہوئی۔ اس انجمن کے اجلاس وقتاً فوقتاً ہوا کرتے تھے۔ نراجیوں نے باکونن کی رہنمائی میں اس میں پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی اور 1872ء میں یہ انجمن ختم ہو گئی۔ 1889ء میں ایک اور بین الاقوامی انجمن قائم ہوئی جسے دوسری انٹرنیشنل کہا جاتا ہے۔ جنگ عظیم کے زمانے میں جب اس کے رہنماؤں نے مزدور طبقہ کے نصب العین سے غداری کی اور اپنی سرمایہ دار حکومتوں کے ساتھ مل کر پہلی سامراجی جنگ میں شریک ہوئے تو کمیونسٹوں نے اپنی ایک اور بین الاقوامی انجمن بنائی جسے تیسری یا کمیونسٹ انٹرنیشنل کہا جاتا تھا۔

علاوہ عوام کے لئے سیاسی آزادی اور سیاسی حقوق کا حاصل کرنا تھا (جیسے تقریر، اشاعت وطباعت اور جلسے وغیرہ کی آزادی)۔ اس یونین کے تقریباً دو سو ممبر تھے اور قریب اتنے ہی ہمدرد۔ اس نے مزدوروں کی ہڑتالوں میں حصہ لینا شروع کیا اور اُن کی رہنمائی کرنے لگی۔ لیکن زار کی حکومت نے اسے بھی توڑ ڈالا۔

پھر بھی مزدوروں کی تحریک زور پکڑتی گئی اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں پھیلتی گئی۔ 1880ء کے بعد (1890ء) تک بہت ہڑتالیں ہوئیں۔ 1881ء سے 1886ء تک پانچ سال کے عرصہ میں 48 ہڑتالیں ہوئیں۔ ان میں 80 ہزار مزدوروں نے شرکت کی۔

موروزوف مِل واقع اور ے خوووزولیے وو میں جو ہڑتال 1885ء میں ہوئی اس کی انقلابی تحریک کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت ہے۔ اس مل میں قریب 8 ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ مزدوروں کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ 1882ء سے 1884ء تک پانچ مرتبہ مزدوری گھٹائی گئی۔ آخری سال ایک دم سے 25 فیصدی مزدوری کاٹ دی گئی۔ اس کے علاوہ موروزوف (جو مل کا مالک تھا) مزدوروں پر جرمانے کر کے انہیں ستایا کرتا تھا۔ ہڑتال کے بعد جو مقدمہ چلا اس میں یہ انکشاف ہوا کہ مزدوری میں سے فی روبل 30 سے 50 کوپک[1] جرمانے کی شکل میں مالک کی جیب میں جاتے۔ اس ظلم سے عاجز آ کر جنوری 1885ء میں مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ ہڑتال کی تنظیم پہلے سے ہو چکی تھی۔ اس کی رہنمائی پیوتر موائی سینکو نامی ایک سیاسی شعور رکھنے والے مزدور نے کی جو روسی مزدوروں کی شمالی یونین کا ممبر رہ چکا تھا اور جسے انقلابی تحریک کا کچھ تجربہ بھی تھا۔ ہڑتال سے پہلے موائی سینکو اور طبقاتی احساس رکھنے والے چند دوسرے مُجے کے مزدوروں نے مل مالک کے سامنے پیش کرنے کے لئے مطالبوں کی ایک فہرست بنائی جسے مزدوروں کی ایک خفیہ میٹنگ نے منظور کیا۔ ان کا خاص مطالبہ سخت جرمانوں کا بند کر دینا تھا۔ اس ہڑتال کو مسلح پولیس نے کچل دیا۔ چھ سو سے زیادہ مزدور گرفتار کر لئے گئے اور بیسیوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ اُسی سال آئی وانوو دوازنیسنسک کی ملوں میں بھی اسی قسم کی ہڑتالیں ہوئیں۔

اس کے اگلے سال زار کی حکومت نے بڑھتی ہوئی مزدور تحریک سے خوف زدہ ہو کر ایک ایسا قانون بنا دیا جس کی رو سے مزدوروں پر جرمانے کی رقم مل کے مالک خود نہیں رکھ سکتے تھے بلکہ وہ

---

1 Kopek تانبے کا روسی سکہ تقریباً ایک پیسے کے برابر 1000 کوپک کا ایک روبل ہوتا ہے۔

مزدوروں ہی کی بھلائی کے لئے خرچ کی جا سکتی تھی۔ موروزوف مل اور دوسرے ملوں کی ہڑتالوں سے مزدوروں کو یہ سبق ملا کہ منظم جدوجہد سے بہت کچھ کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ مزدوروں کی تحریک میں ایسے رہنما اور تنظیم کرنے والے پیدا ہونے لگے جنہوں نے مضبوطی سے مزدوروں کے حقوق کے لئے آواز اُٹھائی۔ اسی دور میں مزدور تحریک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اور مغربی ممالک کی مزدور تحریک کے اثر سے روس میں پہلے پہل مارکسی انجمنیں قائم ہونے لگیں۔

(2) روس میں نارودزم[1] (عمومیت) اور مارکسیت۔ پلیخنوف[2] اور اس کا ''مزدوروں کی نجات'' کا حلقہ۔ پلیخنوف کی نارودزم سے جدوجہد۔ روس میں مارکسیت کی اشاعت۔

مارکسی حلقوں کے قائم ہونے سے پہلے روس میں انقلابی تحریک نارودنک چلا رہے تھے جو مارکسیت کے مخالف تھے۔ پہلا روسی مارکسی حلقہ 1883ء میں قائم ہوا۔ یہ تھا ''مزدوروں کی نجات'' کا حلقہ جسے پلیخنوف نے جنیوا میں قائم کیا۔ پلیخنوف اپنی انقلابی کارروائیوں کی وجہ سے زار کی حکومت کے ظلم سے پیچھا چھڑا کر جنیوا میں پناہ گزیں تھا۔ پہلے پلیخنوف بھی نارودنک تھا۔ لیکن بیرونی ممالک میں مارکسیت کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے نارودزم سے قطع تعلق کر لیا۔ مارکسیت پھیلانے والوں میں اُس نے ایک ممتاز درجہ حاصل کر لیا۔ ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے نے روس میں مارکسیت کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ مارکس اور اینگلس کی کتابوں کا روسی زبان میں ترجمہ کر کے انہیں چھپوا کر خفیہ طور پر شائع کیا۔ پلیخنوف، زاسولچ، ایکسلرود[3] اور اس کے حلقے کے دوسرے ممبروں نے ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے نے مارکس اور اینگلس کے

---

1 Narodism عمومیت کا اصول۔ روس کی ایک نچلے متوسط طبقے کی انقلابی جماعت کا نظریہ۔ اس جماعت کے افراد کو نارودنک کہا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے مارکسیت کی شدید مخالفت کی۔

2 جارج وی پلیخنوف (پیدائش 1856ء، موت 1918ء) روس میں مارکسیت کا بانی۔ اس نے مارکس دشمن اور خاص طور پر نارودنک نظریوں کی مخالفت میں لینن کا ہاتھ بٹایا۔ 1914ء کی جنگ میں اس پر قوم پرستی کا جذبہ طاری ہو گیا۔ اس نے بالشویک انقلاب کی مخالفت کی۔

3 پی۔ بی۔ ایکسلرود (پیدائش 1850ء، موت 1928ء) 1903ء میں سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی میں پھوٹ پڑ جانے کے بعد منشویک پارٹی کا رہنما ہو گیا۔

اصولوں کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا۔

"مزدوروں کی نجات" کے حلقے نے روس کے باہر کے روسی اخباروں میں مارکسزم کا پرچم اس زمانے میں لہرایا جبکہ روس میں سوشل ڈیموکریٹک تحریک شروع نہ ہوئی تھی۔ تحریک چلانے کے پہلے یہ ضروری تھا کہ تحریک کی نظری اور خیالی بنیادیں مستحکم کر لی جائیں۔ مارکسزم اور سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے راستہ میں نارودنک نظریہ سب سے بڑی نظری رکاوٹ تھی۔ یہ نظریہ اُس وقت سیاست سے باخبر مزدوروں اور انقلابی ذہنیت رکھنے والی تعلیم یافتہ جماعت میں پھیلا ہوا تھا۔

روس میں جیسے جیسے سرمایہ داری کا عروج ہوا مزدور طبقہ بھی اسی قدر مضبوط ہوتا گیا اور اس قابل ہو گیا کہ منظم انقلابی تحریک چلا سکے۔ لیکن نارودنک یہ نہ سمجھ سکے کہ مزدور انقلاب کی پیشوائی کر سکتے ہیں۔ نارودنک غلطی سے یہ سمجھتے رہے کہ سب سے بڑی انقلابی طاقت مزدوروں کی نہیں بلکہ کسانوں کی ہے اور زار اور زمینداروں کا راج صرف کسانوں ہی کی بغاوت سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ نارودنک مزدوروں سے ناواقف تھے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ بغیر مزدوروں کی مدد اور اُن کی رہنمائی کے کسان تنہا زار اور زمینداروں کو شکست نہیں دے سکتے۔ نارودنک یہ نہ جان سکے کہ مزدور طبقہ سماج کا سب سے زیادہ ترقی پسند اور انقلابی طبقہ ہے۔

نارودنکوں نے پہلے زار کے خلاف کسانوں کو بغاوت کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے تعلیم یافتہ انقلابی نوجوان کسانوں کا بھیس بدل کر کے دیہاتوں میں جانے لگے (وہ اسے "عوام میں پہنچنا" کہتے تھے) اسی لئے یہ لوگ نارودنک کہلائے (کیونکہ روسی زبان میں نارود کے معنی ہیں عوام) لیکن انہیں کسانوں کی امداد نہیں ملی کیونکہ وہ کسانوں کے حالات وجذبات سے بھی اچھی طرح واقف نہیں تھے۔ پولیس نے ان میں سے اکثر وبیشتر کو گرفتار کر لیا۔ اس پر نارودنکوں نے یہ طے کیا کہ وہ تنہا بغیر عوام کی شرکت کے زار کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اس وجہ سے انہوں نے اور بھی شدید غلطیاں کیں۔

ایک خفیہ نارودنک سوسائٹی جس کا نام نارودنایا وآلیا (آزادی عوام) تھا زار کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگی۔ 1-مارچ 1881ء کو نارودنایا وآلیا کے ممبران زار الیگزانڈر دوم کو ایک بم سے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ چند افراد کو ہلاک

کر کے نہ تو زار کا راج ختم ہو سکتا تھا اور نہ زمینداری۔ مقتول زار کے بجائے ایک دوسرا شخص الیگزانڈر سوم زار ہو گیا اور اس کے دور میں مزدوروں اور کسانوں کی حالت اور بھی ابتر ہو گئی۔

زار کی حکومت کا مقابلہ کرنے کا جو طریقہ نارودنکوں نے اختیار کیا تھا (یعنی مختلف افراد کی انفرادی دہشت انگیزی سے ہلاک کرنا) وہ غلط تھا اور انقلابی تحریک کے لئے نقصان دہ تھا۔ انفرادی دہشت انگیزی کی پالیسی اس غلط نظریہ پر مبنی تھی کہ بے عمل عوام کا انبوہ چند سرگرم عمل بہادروں کے کارناموں کا منتظر ہے۔ اس غلط نظریہ کے مطابق چند ممتاز ہستیاں تاریخ کی تشکیل کر سکتی ہیں۔ اس کے برخلاف عوام الناس بھیڑ بھڑ نچلا طبقہ (جیسا کہ نارودنک عوام کو حقارت سے بیان کرتے ہیں) باخبر منظم تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا وہ صرف آنکھ بند کر کے "بہادروں" کی پیروی کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے نارودنکوں نے کسان اور مزدور عوام میں انقلابی کام کو چھوڑ کر انفرادی دہشت انگیزی کا راستہ اختیار کیا۔ اُنہوں نے اس زمانہ کے ایک ممتاز انقلابی، اسٹیپن خلتورین کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ایک انقلابی مزدور یونین کی تنظیم کے کام کو ترک کر کے خونریزی اور دہشت انگیزی میں مصروف ہو جائے۔

ظلم کرنے والے طبقے کے چند افراد کو قتل کر کے (ایسے قتل جن سے انقلاب کو کوئی مدد نہیں ملتی) نارودنکوں نے مزدوروں کی توجہ اس سارے طبقے کے خلاف جدوجہد کرنے سے ہٹا دی۔ اُنہوں نے مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی پیش قدمی اور تحریک کے راستے میں رکاوٹ ڈالی۔ نارودنکوں نے مزدور طبقہ کو اس کا احساس نہ ہونے دیا کہ وہی انقلابی تحریک کی پیشوائی کر سکتا ہے، اور مزدوروں کی اپنی پارٹی قائم ہونے میں رکاوٹ ڈالی۔

اگرچہ زار کی حکومت نے نورودنکوں کی خفیہ جماعت کو توڑ ڈالا، پھر بھی انقلابی ذہنیت رکھنے والے پڑھے لکھے لوگوں میں نارودنک خیالات مدتوں تک قائم رہے۔ بچے کھچے نارودنکوں نے مارکسزم کی اشاعت کا سختی سے مقابلہ کیا اور مزدور جماعت کی تنظیم میں رکاوٹ ڈالی۔ اس لئے روس میں مارکسزم کی کامیابی کے لئے نارودزم کا مقابلہ کرنا ضروری تھا۔

"مزدوروں کی نجات" کے حلقے نے نارودنکی نظریوں کا مقابلہ کیا اور لوگوں کو یہ بتایا کہ نارودنکی خیالات اور جدوجہد کے طریقے مزدور تحریک کے حق میں کس قدر نقصان دہ ہیں۔ پلیخنوف نے اپنے مضامین میں یہ ظاہر کر دیا کہ یہ لوگ اپنے کو چاہے اشتراکی کیوں نہ کہیں لیکن ان کے

نظریے سائنٹفک اشتراکیت سے بالکل مختلف ہیں۔ پلیخنوف ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے مارکسی نقطہ نظر سے نارودنکی نظریوں کی غلطیاں ثابت کیں اور اسی کے ساتھ ساتھ مارکسی خیالات کو پھیلایا۔ جن خاص غلطیوں پر پلیخنوف نے اعتراضات کئے یہ تھیں۔

پہلی غلطی یہ تھی کہ نارودنکوں کے خیال کے مطابق روس میں سرمایہ داری محض ''اتفاقی'' طور پر پہنچ گئی، اس کی ترقی کے کوئی امکانات نہیں تھے اور اس وجہ سے مزدور طبقے کے بڑھنے کا بھی امکان نہیں۔ دوسرے یہ کہ نارودنک یہ نہیں مانتے تھے کہ مزدور طبقہ انقلاب کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ وہ بغیر مزدوروں کی مدد کے اشتراکیت قائم کرنے کے خواب دیکھا کرتے تھے۔ وہ کسانوں کو (پڑھے لکھے طبقوں کی قیادت میں) سب سے اہم انقلابی طاقت سمجھتے تھے اور کسانوں کی برادریوں کو اشتراکیت کی بنیادی اور ابتدائی شکل کہتے تھے۔ تیسرے یہ کہ انسانی تاریخ کی ساری رفتار کے بارے میں نارودنکوں کے خیالات غلط اور نقصان دہ تھے۔ سماج کے سیاسی اور معاشی ارتقاء کے قوانین سے وہ ناواقف تھے، اور اس بات میں وہ کافی پچھڑے ہوئے تھے۔ ان کے خیال کے مطابق تاریخ کا انحصار سماجی طبقوں اور اُن کی آپس کی کشمکش پر نہیں بلکہ ان نمایاں افراد (ویروں اور بہادروں) پر ہے جن کی عوام الناس آنکھ بند کر کے پیروی کرتے ہیں۔

نارودنکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پلیخنوف نے بہت سے مارکسی مضامین اور کتابیں لکھیں جن کی مدد سے روسی مارکسیوں کی تعلیم و تربیت ہوسکی۔ ''اشتراکیت اور سیاسی جدوجہد''، ''ہمارے اختلافات''، ''تاریخ کے وحدانی نظریہ کا ارتقاء'' جیسی کتابوں نے روس میں مارکسزم کی جیت کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ ان کتابوں میں پلیخنوف نے مارکسزم کے بنیادی اصولوں کو سمجھایا۔ اس کی کتاب ''تاریخ کے وحدانی نظریہ کا ارتقاء'' جو 1895ء میں شائع ہوئی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ لینن نے کہا کہ اس کتاب نے روسی مارکسیوں کی ایک پوری پشت کی تعلیم میں مدد دی۔

نارودنک نظریہ کے خلاف جو کتابیں لکھیں ان میں پلیخنوف نے یہ دکھایا کہ یہ سوال کس قدر مہمل تھا کہ سرمایہ داری کو روس میں بڑھنا چاہئے یا نہیں؟ پلیخنوف نے واقعات کی بنا پر یہ ثابت کیا تھا کہ روس سرمایہ داری کے راستہ پر چل کھڑا ہوا اور کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ انقلابیوں کا کام یہ نہ ہونا چاہئے کہ وہ سرمایہ داری کی ترقی روک دیں، اور یہ تو وہ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ اس زبردست انقلابی طاقت کی مدد حاصل کریں جو سرمایہ داری کی ترقی کی بناء پر

پیدا ہوئی تھی، یعنی مزدور طبقہ۔ ان کو چاہئے کہ اس کے طبقاتی احساس کو بڑھائیں، اس کی تنظیم کریں اور اس کو اپنی مزدور پارٹی بنانے میں مدد دیں۔

پلیخنوف نے نارودنکوں کی دوسری بڑی غلطی کا انسداد کیا۔ یعنی اُن کے اس خیال کا کہ مزدور طبقہ انقلابی جدوجہد کا ہراول نہیں بن سکتا۔ مزدوروں کی ترقی کو وہ ''تاریخی بدقسمتی'' اور اس کے وجود اور اس کے اصولوں کو ''ناسور'' سمجھتے تھے۔ پلیخنوف نے مارکسزم کے اصولوں کو پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ وہ روسی حالات میں بھی درست تھے۔ باوجود اس کے کہ روس میں کسانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مزدوروں کی تعداد نسبتاً کم تھی لیکن پھر بھی مزدور طبقے اور اُس کی ترقی ہی پر انقلابیوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ اس کی وجہیں اس نے یہ بیان کیں:

اگرچہ مزدوروں کی تعداد اس زمانے میں بہت کم تھی لیکن اُنہیں کا ایک ایسا محنت کش طبقہ تھا جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ معاشی نظام یعنی بڑے پیمانے کی پیداوار سے وابستہ تھا اور اس وجہ سے اس کے سامنے ایک نمایاں مستقبل تھا ___ مزدور بحیثیت ایک طبقہ کے روز بروز بڑھ رہے تھے اور اُن کے سیاسی احساس میں ترقی ہو رہی تھی۔ بڑے پیمانے کی صنعتوں میں کام کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کی وجہ سے مزدوروں کی تنظیم زیادہ آسانی سے ممکن تھی۔ اس کے علاوہ پرولتاری حیثیت کی وجہ سے ان کا سب سے زیادہ انقلابی طبقہ تھا کیونکہ ان کے پاس ان کی غلامی کے سوا اور کیا تھا جو انقلاب ان سے چھین لیتا۔

کسانوں کی حالت اس سے مختلف تھی۔ کسانوں[1] کا طبقہ اپنی تعداد کی کثرت کے باوجود محنت کشوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جو سب سے پسماندہ معاشی نظام یعنی چھوٹے پیمانے کی پیداوار سے وابستہ ہے اور اس لئے اس کا مستقبل زیادہ اُمید افزا نہیں ہو سکتا۔ بحیثیت مجموعی سارے طبقے کا بڑھنا تو درکنار اس طبقہ میں پھوٹ پڑ رہی تھی۔ ایک حصہ متمول کولک ہوتا جارہا تھا اور دوسرا حصہ مفلس ترین کسانوں کا تھا جن کو نیم پرولتاریت کہا جا سکتا تھا۔

اس کے علاوہ چونکہ کسان دیہاتوں میں بکھرے ہوئے تھے اس لئے اُن کی تنظیم مزدوروں کے بہ نسبت زیادہ مشکل تھی، اور پھر چھوٹی چھوٹی زمینوں کے مالک ہونے کی وجہ سے وہ مزدوروں کے مقابلہ میں انقلابی تحریک میں شرکت کرنے پر مشکل سے آمادہ ہوتے تھے۔

---

1 یہاں مراد ان لوگوں سے ہے جو انفرادی حیثیت سے اپنی اپنی زمینوں پر کاشت کرتے ہیں۔

نارودنکوں کا خیال تھا کہ روس میں اشتراکیت مزدور راج کے ذریعے سے نہیں بلکہ کسانوں کی برادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوسکتی ہے۔ ان برادریوں کو وہ اشتراکیت کی بنیاد اور اس کی ابتدائی شکل سمجھتے تھے لیکن یہ برادریاں نہ تو اشتراکیت کی بنیاد تھیں اور نہ اس کی ابتدائی شکل کیونکہ ان پر کولک حاوی تھے جو غریب اور متوسط طبقے کے کسانوں پر ظلم کرتے تھے۔ آراضی پر نام کے لئے برادری کا قبضہ ہو جانے سے یا کبھی کبھی ضرورت کے مطابق بٹوارہ ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا تھا۔ گاؤں کے صرف وہی لوگ آراضی سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے جن کے پاس مویشی، اوزار اور بیجوں کا ذخیرہ ہوتا، اور وہ صرف کولک یا متمول کسان تھے۔ غریب کسان جن کے پاس کھیت جوتنے کے لئے گھوڑے نہ تھے اپنی آراضی واپس کر دیتے اور روزی کمانے کے لئے کولکوں کی زمینوں پر مزدوری کرنے پر مجبور تھے۔ دراصل کسانوں کی پنچائتیں کولکوں کے تسلط پر پردہ ڈال دینے کا مناسب ذریعہ تھیں۔ زار کے ہاتھ میں کسانوں سے لگان وصول کرنے کا یہ ایک ستا طریقہ تھا۔ کیونکہ برادری پر لگان کی وصول یابی کی مجموعی ذمہ داری تھی۔ اسی وجہ سے زار کی حکومت نے کسانوں کی برادریوں کو قائم رہنے دیا۔ ایسی برادری کو اشتراکیت کی بنیاد سمجھنا مہمل تھا۔

پلیخنوف نے نارودنکوں کی تیسری بڑی غلطی بھی ظاہر کر دی۔ وہ یہ کہ سماجی ارتقاء کی بنیاد بہادروں اور نمایاں افراد اور ان کے خیالات پر ہے عوام کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ پلیخنوف نے نارودنکی فلسفہ پر عینیت کا الزام لگایا اور یہ بتایا کہ حقیقت مارکس اور اینگلس کے مادی فلسفہ میں ہے عینیت میں نہیں۔ اس نے مارکسی مادیت کے فلسفہ کو سمجھایا اور ثابت کیا۔ اُس نے یہ بھی دکھایا کہ بالآخر سماجی ارتقاء نمایاں افراد کے خیالات وجذبات پر نہیں بلکہ سماج کے مادی حالات کے ارتقاء پر مبنی ہے۔ سماج کی ضرورت کے لئے مادی دولت کی پیدائش کے طریقوں کی تبدیلی پر، ان طبقات کے آپس کے تعلقات میں تبدیلی پر جو اس دولت کو پیدا کرنے میں مصروف ہیں، اور اس کشمکش پر جو مختلف طبقوں میں دولت کی پیدائش اور تقسیم پر قابو حاصل کرنے کے لئے جاری ہے، سماجی ارتقاء کا دارومدار ہے۔ خیالات انسانوں کے سماجی اور معاشی حالات کا تعین نہیں کرتے بلکہ اُن کی سماجی اور معاشی حالات ہی اُن کے خیالات کی تشکیل کرتے ہیں۔ نمایاں افراد گمنامی میں پڑ جائیں اگر ان کے خیالات سماج کے معاشی ارتقاء کے خلاف ہوں، سماج کے اہم ترین طبقہ کے متضاد ہوں، اور اسی طرح نمایاں افراد کے نام بھی روشن ہو جاتے ہیں اگر ان کے خیالات وجذبات

سماج کی معاشی ترقی کی ضرورتوں کی اور اس کے اہم ترین طبقہ کے مفاد کی صحیح ترجمانی کرتے ہوں۔

نارودنکوں کے اس خیال کی مخالفت میں کہ عوام کی حیثیت بھیڑ بھکڑ سے بہتر نہیں اور ویروں کے کارنامے ہی تاریخ کی تشکیل کرتے ہیں اور اس بھیڑ کو ایک قوم بناتے ہیں، مارکسیوں نے یہ کہا کہ ویر اور بہادر ہستیاں تاریخ کی تشکیل نہیں کرتیں بلکہ تاریخ ہی انہیں ممتاز بناتی ہے اور اس لئے افراد قوم کو نہیں بناتے بلکہ قوم ہی چند افراد کو نمایاں کر دیتی ہے اور تاریخ کی رفتار کو بڑھاتی ہے۔ سماجی زندگی میں نمایاں افراد صرف اسی قدر اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ سماجی ترقی کے حالات اور اُسے بہتر بنانے کے اصولوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ ان اصولوں کو نہ سمجھیں اور تاریخ کا خالق ہونے کے زعم میں سماج کی تاریخی ضروریات کے خلاف قدم اُٹھائیں تو نمایاں ہونے کے بجائے اپنی ہنسی اُڑوائیں گے۔ انہیں بدقسمت ''بہادروں'' میں نارودنکوں کا بھی شمار ہے۔

پلیخنوف کی کتابوں نے اور نارودنکوں کے خلاف اس کی جدوجہد نے انقلابی تعلیم یافتہ طبقہ سے ان کا اثر زائل کر دیا۔ لیکن نارودزم کے نظریات کی تباہی ابھی مکمل نہ ہوئی تھی۔ یہ کام بعد میں لینن نے انجام دیا۔

''نارودنایا والیا'' پارٹی کے کچل جانے کے بعد زیادہ تر نارودنکوں نے زار کی حکومت کی انقلابی مخالفت چھوڑ کر اس سے سمجھوتے اور اتفاق کی پالیسی کو پھیلانا شروع کیا۔ 1880ء کے بعد نارودنک کولکوں کے مفاد کی نمائندگی کرنے لگے۔

''مزدوروں کی نجات'' کے حلقہ نے ایک روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے لئے پروگرام کے دو مسودے تیار کئے، ایک 1884ء میں اور دوسرا 1887ء میں۔ روس میں مارکسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تشکیل میں یہ ایک اہم قدم تھا۔ لیکن اس کے باوجود ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے نے چند شدید غلطیاں کیں۔ پہلے مجوزہ پروگرام میں نارودنک خیالات کے اثرات باقی تھے۔ انفرادی دہشت انگیزی کی پوری مخالفت نہیں کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ پلیخنوف نے یہ محسوس نہ کیا کہ انقلاب کے دوران میں مزدور طبقہ کسانوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور اُسے کرنا بھی چاہئے۔ اس نے یہ نہ سمجھا کہ مزدور صرف کسانوں کی مدد سے ہی زاریت پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کو روشن خیال سرمایہ داروں سے امید تھی کہ وہ انقلاب کی مدد کر سکتے ہیں خواہ اس کی مدد کتنی ہی ڈانواں ڈول کیوں نہ ہو، اور جہاں تک کسانوں کا تعلق تھا، اس نے اپنی بعض تصانیف میں ان کو

بالکل نظر انداز کر دیا اور ایک مقام پر صاف کہا کہ ''سرمایہ داروں اور کسانوں کے علاوہ، مجھے اپنے ملک میں کوئی ایسے سماجی عناصر نظر نہیں آتے جن سے مخالفانہ یا انقلابی تحریک کو مدد مل سکے'' (پلیخنوف کی تصانیف، روسی ایڈیشن، جلد نمبر 3 صفحہ 119)۔ انہیں غلطیوں میں ہمیں پلیخنوف کے آئندہ منشویک ہونے کے جراثیم ملتے ہیں۔

اس زمانے میں نہ تو ''مزدوروں کے نجات کے حلقے'' کا اور نہ دوسرے مارکسی حلقوں کا روسی مزدور تحریک سے کوئی عملی تعلق تھا۔ یہ وہ دور تھا جس میں مارکسزم کا نظریہ اور اس کے خیالات اور سوشل ڈیموکریٹک پروگرام کے اصول روس میں ابھی پہلے پہل نمودار ہو رہے تھے اور اپنا اثر قائم کرنے لگے تھے۔ 1884ء سے 1894ء تک سوشل ڈیموکریٹک تحریک مختصر اور الگ الگ حلقوں تک محدود تھی جن کا عام مزدوروں کی تحریک سے یا تو کوئی تعلق نہیں تھا یا اگر تھا تو بہت کم۔ بقول لینن کے سوشل ڈیموکریٹک تحریک اس بچہ کی طرح تھی جو اپنی ماں کے پیٹ میں بڑھ رہا ہے لیکن ابھی پیدا نہیں ہوا۔ ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے نے، جیسا کہ لینن نے کہا، سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی صرف نظری بنیادیں رکھیں، اور مزدور طبقہ کی تحریک کی طرف پہلا قدم اُٹھایا۔ مارکسزم اور مزدور تحریک میں اتحاد قائم کرنے اور ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے کی غلطیاں درست کرنے کا کام لینن کے سر پڑا۔

(3) لینن کی انقلابی سرگرمیوں کی ابتداء۔ مزدوروں کی نجات کے لئے جدوجہد کرنے کی سینٹ پیٹرسبرگ کی لیگ

بالشویزم کے بانی ولادیمیر ایلیچ یولیانوف (لینن) کی ولادت سمبرسک کے شہر میں (جواب لیانوفسک کہلاتا ہے) 1870ء میں ہوئی۔ 1887ء میں لینن قزان یونیورسٹی میں داخل ہوئے لیکن جلد ہی طالب علموں کی انقلابی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے اور یونیورسٹی سے نکال دیئے گئے۔ قزان میں لینن نے فیدوسیف کے بنائے ہوئے ایک مارکسی حلقہ میں شرکت کی۔ چند دنوں بعد لینن سمارا چلے گئے جہاں انہوں نے ایک مارکسی حلقہ قائم کیا۔ اس زمانے میں بھی لوگ لینن کی مارکسزم کی واقفیت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

1893ء کے آخر میں لینن سینٹ پیٹرسبرگ چلے گئے وہاں کے مارکسی حلقوں میں لینن نے

اپنی پہلی ہی تقریروں سے اثر پیدا کر لیا۔ مارکسی اصولوں سے انتہائی واقفیت، مارکسی اصولوں کے مطابق روس کے سیاسی اور معاشی حالات کو سمجھنے کی اہلیت، مزدوروں کی جیت میں زبردست عقیدہ اور تنظیم کرنے کا حیرت انگیز مادہ، یہی وہ چیزیں تھیں جنہوں نے لینن کو سینٹ پیٹرسبرگ کے مارکسیوں کا مُسلّم لیڈر بنا دیا۔ سیاست سے باخبر مزدور جوان حلقوں میں لینن سے تعلیم پاتے ان کے عقیدت مند ہو جاتے۔ ان میں سے ایک شخص بابشکن بیان کرتا ہے کہ ''ہمارے لیکچر نہایت شگفتہ اور دلچسپ ہوتے تھے۔ ہم لوگ ان لیکچروں سے بہت محظوظ ہوتے اور اپنے لیکچر دینے والے کی عقلمندی کے قائل ہو جاتے تھے۔''

1895ء میں لینن نے سینٹ پیٹرسبرگ کے تمام مارکسی مزدور حلقوں کو (جن کی تعداد اس وقت تقریباً بیس تھی) متحد کر کے ''مزدوروں کی نجات کے لئے جدوجہد کرنے والی لیگ'' کی بنا ڈالی۔ اس طرح انہوں نے ایک مارکسی انقلابی مزدور پارٹی بنانے میں پہلا قدم اٹھایا۔ لینن نے اس لیگ کے سامنے مزدور تحریک سے زیادہ گہرے تعلقات قائم کرنے کی اور اُن کی سیاسی رہنمائی کی تجویز پیش کی۔ لینن ہی کی یہ تجویز تھی کہ چند سیاسی احساس رکھنے والے مزدوروں میں مارکسزم کے پروپیگنڈا کے دور سے آگے بڑھ کر مزدور عوام میں روزمرہ کے سوالات پر سیاسی ایجی ٹیشن شروع کر دینا چاہئے۔ عوام میں ایجی ٹیشن کرنے کے اس فیصلہ کی روسی مزدور تحریک کی ترقی میں خاص اہمیت ہے۔

1۔ پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کی تشریح کرتے ہوئے ایک جگہ لینن نے لکھا ہے: ''پروپیگنڈا کرنے والے کا کام بہت سے خیالات پیش کرنا ہے جو فی الواقع اتنے زیادہ ہوں کہ ان کو پوری طرح سے نسبتاً بہت کم لوگ سمجھ سکیں گے۔ لیکن ایجی ٹیشن کرنے والا اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ایک ایسے واقعہ کی مثال پیش کرے گا جس سے لوگ عام طور سے واقف ہوں، اور سننے والوں میں جس کی شہرت ہو...... اور اس مثال سے کام لے کر کوشش کرے گا کہ ''عوام'' کے سامنے محض ایک خیال پیش کرے...... اس کھلی بے انصافی کے خلاف عوام میں بے چینی اور ناراضی پیدا کرے اور اس تضاد کو مفصل بیان کرنے کا کام پروپیگنڈا کرنے والے کے لئے چھوڑ دے۔ لہٰذا پروپیگنڈا کرنے والے کے الفاظ چھاپے کے ذریعہ نمودار ہوتے ہیں اور ایجی ٹیشن کرنے والے کے الفاظ خود اس کی زبان سے ادا ہوتے ہیں، ان میں جان ہوتی ہے۔ ایجی ٹیشن کرنے والے کے لئے جو اوصاف ضروری ہیں اُن کی ضرورت پروپیگنڈا کرنے والے کو نہیں ہوتی۔'' (''کیا کرنا ہے؟'' از لینن۔ صفحہ 22۔ مطبوعہ نیشنل بک ایجنسی۔ کلکتہ)

1890ء کے بعد کے چند سال صنعتی گرم بازاری کے تھے۔ مزدوروں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور ان کی تحریک مضبوط ہو رہی تھی۔ 1895ء اور 1899ء کے درمیان کم از کم دو لاکھ اکیس ہزار مزدوروں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا۔ ملک کی سیاسی زندگی میں مزدوروں کی تحریک ایک اہم طاقت بنتی جا رہی تھی۔ واقعات کی رفتار مارکسیوں کے اس نظریہ کی تصدیق کر رہی تھی جو انہوں نے نارودنکوں کے خلاف پیش کیا، یعنی یہ کہ مزدور طبقہ انقلابی تحریک میں سب سے نمایاں حصہ لینے والا ہے۔

لینن کی رہنمائی میں اس لیگ نے مزدوروں کے معاشی مطالبوں (مثلاً کام کرنے کے حالات بہتر کرنا، زیادہ مزدوری، کام کرنے کے گھنٹوں میں کمی وغیرہ) کو زاریت کے خلاف سیاسی جدوجہد سے وابستہ کر دیا۔ لیگ نے مزدوروں کو سیاسی تعلیم دی۔ یہ لیگ ہی روس کی پہلی جماعت تھی جس نے لینن کی قیادت میں اشتراکیت اور مزدور تحریک کو متحد کرنے کا کام شروع کیا۔ جب کسی کارخانے میں ہڑتال ہو جاتی تو یہ لیگ (جو اپنے ممبروں کے ذریعہ سے مزدوروں کے حالات سے اچھی طرح واقف رہتی) فوراً ہی پرچے اور اشتراکی اعلانات شائع کرتی۔ ان پرچوں میں مزدوروں پر مالکوں کے مظالم کی تشریح ہوتی، ان کے مطالبوں کو پیش کیا جاتا اور یہ بتایا جاتا کہ مزدوروں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کیوں کر جدوجہد کرنا چاہئے۔ ان پرچوں میں سرمایہ داری کی خرابیاں صاف صاف بیان کی جاتیں، مزدوروں کی مفلسی، بارہ چودہ گھنٹے روزانہ کی ناقابل برداشت مشقت، ان کو کوئی حق حاصل نہ ہونے وغیرہ کا تذکرہ ہوتا۔ ان کے علاوہ مناسب سیاسی مطالبے بھی پیش کئے جاتے، بابشکن کی مدد سے 1894ء کے آخر میں لینن نے اس قسم کا پہلا احتجاجی اعلان نامہ لکھا اور سیمیانیکوف ورکس واقع سینٹ پیٹرسبرگ کے مزدوروں سے جو اس وقت ہڑتال کئے ہوئے تھے۔ اپیل کی۔ 1895ء میں تھارنٹن مِل کے ہڑتالیوں کے لئے لینن نے ایک اور پرچہ لکھا۔ اس مِل کے مالک انگریز تھے جو کروڑوں کا فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ اِن مِلوں میں مزدوروں کو روزانہ 14 گھنٹہ سے زیادہ کام کرنا پڑتا۔ بُننے کا کام کرنے والوں مزدوروں کی مزدوری تقریباً 7 روبل ماہوار تھی۔ مزدوروں کو ہڑتال میں کامیابی ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس لیگ نے اس قسم کے متعدد اعلان نامے مختلف مِلوں کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہوئے شائع کئے۔ ان میں سے ہر ایک نے مزدوروں کی ہمت بڑھائی۔ انہوں نے

جان لیا کہ اشتراکی ان کی مدد اور اُن کے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں۔

1896ء کی گرمیوں میں اسی لیگ کی رہنمائی میں سینٹ پیٹرسبرگ کے 30 ہزار پارچہ بافی کے مزدوروں کی ہڑتال ہوئی۔ ان کا خاص مطالبہ یہ تھا کہ کام کرنے کے گھنٹوں میں کمی کی جائے۔ اس ہڑتال سے مجبور ہو کر زار کی حکومت نے 2۔ جون 1897ء کو ایک ایسا قانون بنایا جس کی رو سے ساڑھے گیارہ گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام لینے کی ممانعت ہو گئی۔ اس سے پہلے کام کرنے کے گھنٹوں پر کوئی پابندی نہ تھی۔

دسمبر 1895ء میں زار کی حکومت نے لینن کو گرفتار کر لیا۔ لیکن قید میں بھی لینن نے اپنی انقلابی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ وہ لیگ کو برابر مشورے دیتے رہے اور اس کی رہنمائی کے لئے پمفلٹ اور پرچے لکھتے رہے۔ اُنہوں نے ایک پرچہ ہڑتالوں پر لکھا اور ایک ''زار کی حکومت سے خطاب'' جس میں اُنہوں نے زار کی حکومت کی وحشیانہ مطلق العنانی کی قلعی کھولی تھی۔ قید میں ہی لینن نے پارٹی کے لئے پروگرام تیار کیا۔ (وہ ایک طبی کتاب کی سطروں کے درمیان دودھ سے لکھا کرتے تھے تا کہ لکھائی نظر نہ آ سکے)۔

سینٹ پیٹرسبرگ کی اس لیگ کی کامیابی کو دیکھ کر روس کے دوسرے شہروں اور علاقوں کے مارکسی حلقے بھی اسی قسم کی لیگوں میں متحد ہو گئے۔ 1895ء کے قریب ماورائے قفقاز میں مارکسی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 1894ء میں ماسکو میں مزدوروں کی ایک یونین قائم ہوئی۔ انیسویں صدی کے ختم کے قریب سائبیریا میں ایک سوشل ڈیموکریٹک یونین قائم ہوئی۔ اسی دوران میں آئوانووو، وازنیسنسک، یاروسلاول، کوستروما میں مارکسی حلقے قائم ہوئے جن کو بعد میں ملا کر سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی شمالی یونین بنائی گئی۔ اس کے بعد ہی روستوف، ایکاترینوسلاف، کیف، نکولائیف، تولا، سمارا، قزان، اور نجووزوے دودغیرہ میں سوشل ڈیموکریٹک یونینیں اور حلقے قائم ہوئے۔ سینٹ پیٹرسبرگ کی لیگ کی خاص اہمیت یہ تھی کہ بقول لینن کے، یہی جماعت ایک ایسی انقلابی پارٹی کی ابتدائی شکل تھی جس کی پشت پر مزدوروں کی تحریک ہو۔ لینن نے بعد میں مارکسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم کرنے میں اس لیگ کے تجزیہ سے بہت فائدہ اُٹھایا۔

لینن اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کے بعد لیگ کی باگ ڈور بالکل دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یہ لوگ اپنے کو ''نوجوان'' اور لینن اور ان کے ساتھیوں کو ''پرانے لوگ'' کہا

کرتے تھے۔ ان لوگوں نے ایک غلط سیاسی راستہ اختیار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مزدوروں کو اپنے مِل مالکوں کے خلاف صرف معاشی جدوجہد کرنا چاہئے، جہاں تک سیاسی لڑائی کا تعلق ہے، وہ "لبرل" بورژوازی[1] کا معاملہ ہے اور اُس کی رہنمائی پر چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ لوگ "معاشیاتی" کہلائے۔ روس کی مارکسی جماعتوں میں یہ لوگ پہلے موقع پرست اور سمجھوتہ باز تھے۔

(4) نارودزم اور "قانونی مارکسزم" کے خلاف لینن کی جدوجہد:

مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد پر لینن کے خیالات:

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی کانگرس کا پہلا اجلاس۔

گو پلیخنوف نے نارودنکی خیالات کو کافی کچل دیا تھا لیکن پھر بھی انیسویں صدی کے نویں دہ سالے کے شروع میں بعض انقلابی نوجوانوں کو نارودزم سے ہمدردی باقی تھی۔ ان میں سے بعض اس وقت تک یہ سوچتے تھے کہ روس سرمایہ داری کے راستہ سے بچ کر آگے بڑھ سکتا ہے اور یہ کہتے تھے کہ انقلاب میں اہم ترین حصہ کسانوں کا ہوگا نہ کہ مزدوروں کا۔ جو بچے کھچے نارودنک رہ گئے تھے اُنہوں نے مارکسزم کی پوری مخالفت کی اور مارکسیوں کو بدنام کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ اس لئے مارکسزم اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی کامیابی کے لئے یہ ضروری تھا کہ نارودنکی نظریوں کو پوری طرح ختم کر دیا جائے۔ یہ کام لینن نے انجام دیا۔

اپنی کتاب ("عوام کے دوست، کون ہیں؟ اور وہ ڈیموکریٹوں کا کیوں کر مقابلہ کرتے ہیں") میں لینن نے نارودنکوں کی حقیقت کا انکشاف کیا اور یہ ثابت کیا کہ وہ عوام کے جھوٹے دوست ہیں اور عوام کے مفاد کے خلاف کام کرتے ہیں۔ 1890ء کے قریب دراصل رودنک زاریت

[1] Liberalism جب صنعتی سرمایہ داری نے مختلف ملکوں میں کافی ترقی حاصل کر لی اور جب اسے اپنے محفوظ ہونے کا احساس ہونے لگا تو عوام کو راضی رکھنے کے لئے اس نے جمہوری اداروں کو بڑھانا شروع کیا۔ اس کے علاوہ سرمایہ داری کی بنیاد Leisser-fair یا انفرادی آزادی کے اصول پر ہے۔ یعنی ہر شخص کو اس بات کی آزادی ہو کہ وہ اپنے ذاتی منافع کے لئے پیدائش دولت کا انتظام کرے۔ حکومت یا سماج اس پر پابندیاں عائد نہ کرے۔ اس لئے سرمایہ داری کی ترقی کا لازمی فلسفہ انفرادی آزادی ہو گیا۔ یہ آزادی صرف معاشی سرگرمی کی نہ تھی بلکہ اس میں تقریر، تحریر اور تنظیم کی آزادی بھی شامل تھی۔ انفرادی آزادی اور جمہوریت کے ان اصولوں کو لبرلزم کہتے ہیں۔

کے خلاف انقلابی تحریک کو چھوڑ چکے تھے۔ لبرل نارودنک زار کی حکومت سے سمجھوتے کی راہ دکھا رہے تھے۔ لینن نے لکھا کہ "وہ سمجھتے ہیں کہ اگر موجودہ حکومت سے مناسب طرح پر گڑگڑا کر درخواست کی جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" (لینن کی چیدہ تصانیف انگریزی ایڈیشن، جلد اول صفحہ 413)

اس زمانے کے نارودنکی غریب کسانوں کے حالات سے، دیہاتوں کی طبقاتی کشمکش سے اور کسانوں پر کولکوں کے مظالم سے نگاہیں پھیرے ہوئے تھے۔ وہ کولک طریقۂ کاشت کی تعریفیں کرتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ کولکوں ہی کے مفاد کی ترجمانی کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ نارودنک اور اُن کے اخبارات مارکسیوں پر بے جا اعتراضات کیا کرتے تھے۔ وہ روسی مارکسیوں کے خیالات کو جان بوجھ کر مسخ کرتے اور غلط بیانی سے کام لے کر یہ سمجھانے کی کوشش کرتے کہ مارکسی دیہاتوں کی تباہی کے خواہاں ہیں، اور اُن کی خواہش یہ ہے کہ "ہر موزیک[1] کارخانے کی بھٹی میں جھونک دیا جائے۔" لینن نے اُن کی دروغ بیانی واضح کر دی اور یہ بتایا کہ مارکسیوں کی "خواہش" کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ تھی کہ سرمایہ داری روس میں بڑھ رہی تھی اور اس کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا، اور مزدوروں کا ہی وہ طبقہ ہے جو سرمایہ داری کی قبر کھودے گا۔ لینن نے یہ ثابت کر دیا کہ عوام کے حقیقی دوست نارودنک نہیں بلکہ مارکسی ہیں۔ یہ مارکسی ہی ہیں جو سرمایہ داروں اور زمینداروں کے طوق غلامی کو اُتار پھینکنا اور زاریت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

لینن نے اپنی کتاب "عوام کے دوست کون ہیں" میں پہلی مرتبہ کسانوں اور مزدوروں کے انقلابی اتحاد کو زاریت، زمینداروں اور سرمایہ داروں کی بربادی کے لئے ضروری بتایا۔

اس زمانے میں اپنے بہت سے مضامین میں لینن نے سیاسی جدوجہد کے ان طریقوں پر اعتراضات کئے جو نارودنکوں کی خاص جماعت نارودنایا والیا نے اور پھر ان کے بعد "اشتراکی انقلابیوں" نے اختیار کئے تھے، خاص طور پر انفرادی دہشت انگیزی لینن کی رائے میں یہ طریقے انقلابی تحریک کے لئے نقصان دہ تھے کیونکہ یہ لوگ عوام کی جدوجہد کے بجائے نمایاں افراد کی جدوجہد کی راہ بتاتے۔ ان طریقوں سے عوام کی انقلابی تحریک میں بے اعتمادی کی جھلک نظر آتی تھی۔

[1] Muzhik اور کسان جو اپنی زمینوں کے مالک ہوں۔

اسی کتاب میں لینن نے روسی مارکسیوں کے خاص فرائض بھی بتائے۔ ان کی رائے میں پہلا فرض مختلف مارکسی حلقوں کو ایک متحدہ اشتراکی مزدور پارٹی میں شامل کر دینا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مزدوروں ہی کا طبقہ ہے جو کسانوں سے اتحاد کر کے زار کے راج کو ختم کریگا اس کے بعد جفاکش اور مظلوم عوام کی مدد سے اور دوسرے ملکوں کے مزدوروں سے اشتراک عمل کر کے کمیونسٹ انقلاب کے لئے سیاسی جدوجہد کا سیدھا راستہ اختیار کرے گا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے لینن نے مزدوروں کا صحیح لائحہ عمل بتا دیا تھا۔ انہوں نے مزدوروں کو موجودہ سوسائٹی کا سب سے زیادہ انقلابی طبقہ ثابت کیا اور کسانوں کا فرض مزدوروں کی مدد کرنا بتایا۔

نارودنکوں کے خلاف لینن اور ان کے ساتھیوں کی جدوجہد کی وجہ سے نارودزم کو 1890ء کے بعد کے سالوں میں ہی مکمل نظری شکست ہوئی۔

''قانونی مارکسزم'' کے خلاف بھی لینن کی جدوجہد ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ تاریخ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب بڑی بڑی سماجی تحریکیں چلتی ہیں تو تھوڑے عرصے کے لئے ان کے بہت سے ''ہم سفر'' بھی نکل آتے ہیں۔ ''قانونی مارکسی'' بھی ایسے ہی ہم سفروں میں سے تھے۔ جب مارکسزم بڑے زور شور سے روس میں پھیلنے لگا تو بہت سے سرمایہ دار دانشمند بھی بھیس بدل کر اپنے کو مارکسی کہنے لگے۔ وہ لوگ قانونی اخباروں اور رسالوں میں (یعنی ان رسالوں میں جن کو زار نے غیر قانونی قرار نہیں دیا تھا) اپنے مضامین بھیجا کرتے تھے اور اسی لئے وہ ''قانونی مارکسی'' کہلائے۔

ان لوگوں نے بھی اپنے ڈھنگ سے نارودزم کا مقابلہ کیا۔ لیکن انہوں نے اس مقابلہ سے اور مارکسی جھنڈے سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ ان کی خواہش تھی کہ مزدوروں کی تحریک کو سرمایہ دارانہ سماج اور سرمایہ دار طبقے کی ضروریات کے مطابق چلایا جائے۔ انہوں نے پرولتاری انقلاب اور پرولتاری آمریت جیسے بنیادی مارکسی نظریوں کو چھوڑ دیا۔ پیٹر اسٹروو نے جو (ایک ممتاز قانونی مارکسی تھا) سرمایہ دار طبقے کی مدح سرائی کی اور بجائے اس کے کہ سرمایہ داری کے خلاف انقلابی جنگ کا نعرہ بلند کرے اس نے کہا کہ ''ہم اپنی تہذیب کی کمی کا اعتراف کرتے ہیں اور سرمایہ داری سے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔''

نارودنکوں کے مقابلہ کے لئے لینن نے ''قانونی'' مارکسیوں سے وقتی سمجھوتہ کرنا مصلحت کے خلاف نہ سمجھا۔ ان سے مل جل کر نارودزم کے خلاف مضامین بھی نکالے۔ لیکن اس کے باوجود لینن نے ان پر اعتراض کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور ان کی لبرل سرمایہ دار ذہنیت کو بے نقاب کرتے رہے۔ ان کے ایسے بہت سے ''ہم سفر'' بعد میں آئینی جمہوریت پسند ہو گئے اور خانہ جنگی کے دوران میں انقلاب کے مخالف ہو گئے۔

سینٹ پیٹربرگ، ماسکو، کیف اور دوسری جگہوں میں مزدوروں کی لیگوں کے علاوہ روس کی بھی سرحدی قوموں میں بھی سوشل ڈیموکریٹک انجمنیں قائم ہونے لگیں۔ 1890ء کے بعد پولینڈ کی قومی پارٹی سے علیحدہ ہو کر مارکسیوں نے اپنی ایک الگ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی پولینڈ اور لتھوانیا میں بنائی۔ انیسویں صدی کے ختم پر لیٹویا میں سوشل ڈیموکریٹک انجمنیں قائم ہوئیں۔ اکتوبر 1897ء میں یہودیوں کی سوشل ڈیموکریٹک یونین (جو ''بند'' کہلاتی تھی) روس کے مغربی علاقوں میں قائم ہوئی۔ 1898ء میں پہلے پہل یہ کوشش کی گئی کہ سینٹ پیٹربرگ، ماسکو، کیف اور دوسری جگہوں کی لیگوں اور ''بند'' کو متحد کر کے ایک سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم کی جائے۔ اسی مقصد سے روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کی پہلی کانگرس مارچ 1898ء میں منسک کے شہر میں منعقد ہوئی۔ اس پہلی کانگریس میں صرف نو آدمی شریک ہوئے۔ لینن سائبیریا میں جلاوطن ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ اس کانگرس نے جس مرکزی کمیٹی کا انتخاب کیا وہ فوراً ہی گرفتار کر لی گئی۔ اس کانگرس کی طرف سے جو مینفسٹو (اعلان نامہ) شائع کیا گیا اس میں کئی خامیاں تھیں اس میں اس سوال کا کوئی ذکر نہیں تھا کہ مزدوروں کو سیاسی طاقت حاصل کرنا چاہئے۔ نہ تو اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مزدور طبقہ ہی سماج کا سب سے اہم طبقہ ہے اور نہ یہ کہ زراعت اور سرمایہ داروں کے مقابلے میں کون سے طبقے اس کی مدد کریں گے۔ بہر حال اس کانگرس کی خاص اہمیت اسی میں ہے کہ اس نے روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی بنانے کا باقاعدہ فیصلہ کیا جس کی وجہ سے انقلابی تحریک نے بہت شہرت حاصل کی۔

لیکن اس پہلی کانگرس کے ہو جانے کے باوجود اس وقت تک روس میں کوئی مارکسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس کانگرس نے بکھرے ہوئے مارکسی حلقوں اور اداروں کو تنظیمی طور پر متحد نہیں کیا۔ مختلف مقامی اداروں کا اب تک نہ کوئی مشترکہ پروگرام تھا، نہ پارٹی کے

قوانین تھے اور نہ ایسا کوئی ایک مرکز تھا جو سبھوں کی قیادت کر سکے۔ کچھ تو اس وجہ سے اور کچھ دوسری وجہوں سے مقامی اداروں میں نظری انتشار بڑھنے لگا، اور اس انتشار کی وجہ سے مزدور تحریک میں موقع پرستی کے ایسے رجحانات بڑھنے لگے جن کو ''معاشیت'' کہتے ہیں۔ لینن اور ان کے جاری کئے ہوئے اخبار ''اسکرا'' (چنگاری) کی کئی سال کی شدید محنت کے بعد یہ نظری انتشار ختم ہوا، موقع پرستوں کو شکست ہوئی اور روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کے قائم ہونے کا راستہ صاف کیا۔

(5) ''معاشیت'' کے خلاف لینن کی جدوجہد۔ لینن کے اخبار ''اِسکرا'' کا اجراء

روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کی پہلی کانگرس میں لینن موجود نہ تھے۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں مدتوں قید جھیلنے کے بعد وہ جلاوطن ہو کر سائبیریا کے گاؤں شُشنسکو بھیج دیے گئے تھے۔ لیکن جلاوطنی میں بھی لینن نے اپنی انقلابی سرگرمی جاری رکھی۔ وہیں انہوں نے اپنی مشہور کتاب ''روس میں سرمایہ داری کی ترقی'' مکمل کی جس سے نارودزم کو آخری نظری شکست ہوئی، اور وہیں انہوں نے اپنا مشہور پمفلٹ ''روسی سوشل ڈیموکریٹوں کے فرائض'' بھی لکھا۔

اگرچہ لینن خود انقلابی تحریک میں حصہ لینے سے معذور تھے پھر بھی ان کے تعلقات ان لوگوں سے قائم تھے جو تحریک میں حصہ لے رہے تھے۔ لینن کی ان لوگوں سے خط و کتابت جاری رہی۔ وہ لوگ انہیں واقعات کی خبر دیتے رہتے اور لینن انہیں مشورے دیتے۔ اس زمانے میں لینن کی خاص توجہ ''معاشیت'' کے مقابلہ کی طرف تھی۔ وہ دوسروں سے زیادہ اچھی طرح یہ بات سمجھتے تھے کہ ''معاشیت'' سمجھوتہ بازی اور موقع پرستی کی جڑ ہے۔ اگر مزدوروں کی تحریک پر ''معاشیت'' کا غلبہ ہوگیا تو مزدوروں کی انقلابی تحریک کو شدید صدمہ پہنچے گا اور مارکسزم کو شکست ہوگی۔ چنانچہ جیسے ہی ''معاشیاتی'' منظر عام پر آنے لگے، لینن نے ان کا زبردست مقابلہ کیا۔

''معاشیاتیوں'' کا یہ قول تھا کہ مزدوروں کو صرف معاشی جدوجہد میں تحریک ہونا چاہیے۔ جہاں تک سیاسی جدوجہد کا تعلق ہے وہ روشن خیال سرمایہ داروں پر چھوڑ دی جائے جن کی مزدوروں کو مدد کرنا چاہیے۔ لینن کی رائے میں یہ نظریہ مارکسزم سے غداری کا نظریہ تھا۔ مزدور طبقے کی ایک آزاد سیاسی پارٹی کی ضرورت سے انکار کے مترادف تھا اور مزدوروں کو سرمایہ داری کا

دم چھلا بنا دینا چاہتا تھا۔

1899ء میں چند ''معاشیاتیوں'' نے (جن میں پروکوپوویچ کسکووا وغیرہ شامل تھے جو بعد میں آئینی جمہوریت پسند ہو گئے) ایک منفیسٹو (اعلان نامہ) شائع کیا جس میں اُنہوں نے انقلابی مارکسزم کی مخالفت کی اور اس بات پر اصرار کیا کہ مزدوروں کی آزاد سیاسی پارٹی اور ان کے علیحدہ سیاسی مطالبوں کے خیال سے باز آیا جائے۔ ''معاشیاتیوں'' کا خیال تھا کہ سیاسی جدوجہد روشن خیال سرمایہ داروں کا کام ہے۔ جہاں تک مزدوروں کا تعلق ہے، سرمایہ داروں کے خلاف معاشی جدوجہد ان کے لئے کافی ہے۔

یہ موقع پرستی کا مضمون جب لینن کی نظر سے گذرا تو انہوں نے آس پاس کے تمام مارکسی سیاسی جلاوطنوں کی کانفرنس منعقد کی۔ لینن کی قیادت میں سترہ آدمی جمع ہوئے۔ انہوں نے ''معاشیاتیوں'' کے نظریوں کی مخالفت میں ایک زوردار مضمون شائع کیا۔

یہ مضمون (جسے لینن نے لکھا تھا) روس کے تمام مارکسی اداروں کے پاس بھیجا گیا۔ مارکسی خیالات اور مارکسی پارٹی کی تشکیل میں اس کا نمایاں حصہ ہے۔

روسی ''معاشیاتیوں'' نے اُنہیں خیالات کو پھیلایا جو دوسرے ملکوں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں مارکسزم کے مخالف پھیلاتے تھے۔ دوسرے ملکوں میں یہ لوگ برنشٹائنی (یعنی ابن الوقت برنشٹائن کے پیرو) کہلاتے تھے۔ اس لئے ''معاشیاتیوں'' کا مقابلہ دراصل دنیا بھر کے موقع پرستوں کا مقابلہ تھا۔ لینن کے قائم کیے ہوئے غیر قانونی اخبار ''اسکرا'' نے ''معاشیت'' کے خلاف جدوجہد کی اور مزدوروں کی آزاد سیاسی پارٹی بنانے میں سب سے زیادہ مدد دی۔

1900ء کے شروع میں لینن اور ان کے دوسرے ساتھی سائبیریا میں جلاوطنی کے دن کاٹ کر روس لوٹ آئے۔ وہاں سے لوٹ کر لینن نے بڑے پیمانے پر ایک ایسے غیر قانونی اخبار جاری کرنے کی اسکیم بنائی جو روس بھر میں پہنچ سکے۔ وہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مارکسی حلقے جو روس بھر میں بکھرے ہوئے تھے اب تک متحد نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بقول کامریڈ اسٹالن ''نوسکھیا پن اور محدود مقامی نقطۂ نظر پارٹی کو اندر ہی اندر سے کھائے جا رہے تھے، جب کہ نظری انتشار پارٹی کی اندرونی زندگی میں روزمرہ کی بات ہو چکا تھا'' ایک ایسے غیر قانونی اخبار کا جاری

ہونا جو روس بھر میں پہنچ سکے روسی انقلابی مارکسیوں کا پہلا فرض ہو گیا۔ صرف ایسا ہی اخبار متفرق مارکسی اداروں کو متحد کر کے ایک حقیقی پارٹی قائم کرنے کا راستہ صاف کر سکتا تھا۔

لیکن زار کے روس میں پولیس کے مظالم کی وجہ سے ایسا اخبار نہیں چھپ سکتا تھا۔ مہینے دو مہینے میں زاری جاسوس اس کا پتہ لگا لیتے اور اُسے کچل دیتے۔ اس لئے لینن نے یہ طے کیا کہ روس کے باہر اس کی طباعت ہو۔ وہاں بہت پتلے مگر مضبوط کاغذ پر یہ چھاپا جاتا تھا اور خفیہ طور پر روس میں لایا جاتا۔ ''اسکرا'' کے بعض نمبر روس میں باکو، کشی نیف اور سائبیریا کے خفیہ پریسوں میں دوبارہ چھاپے جاتے تھے۔ 1900ء میں خزاں کے موسم میں لینن اس اخبار کا انتظام کرنے کے لئے ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے کے ساتھیوں سے ملنے ملک کے باہر گئے اس کی مکمل اسکیم لینن نے جلاوطنی ہی کے زمانے میں تیار کر لی تھی۔ سائبیریا سے واپسی پر سینٹ پیٹرسبرگ، ماسکو، اوفا اور پسکوف میں اس کے بارے میں اُنہوں نے بہت سے لوگوں سے گفتگو کی۔ ہر جگہ انہوں نے ساتھیوں سے خفیہ خط و کتابت کے لئے کوڈ[1] کچھ ایسے لوگوں کے پتے جن پر اخبارات و رسائل حفاظت سے پہنچ سکیں اور اس قسم کے دیگر معاملات طے کئے۔

زار کی حکومت کو بھی یہ پتہ چل گیا کہ لینن اس کا سب سے خطرناک دشمن ہے۔ زوباتوف نے (جو زار کی خفیہ پولیس کا ایک افسر تھا) ایک خفیہ رپورٹ میں یہ لکھا کہ ''آج انقلابی تحریک میں یولیانوف (لینن) سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے'' اور اس لئے اس کی رائے میں مناسب یہ تھا کہ لینن کو قتل کر دیا جائے۔

یورپ پہنچ کر لینن نے ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے سے، خاص طور پر پلیخنوف، اکسلرود اور زاسولیچ سے مل کر ''اسکرا'' کے اجراء کے انتظامات کئے۔ یہ اسکیم شروع سے آخر تک لینن ہی کی بنائی ہوئی تھی۔

''اسکرا'' کا پہلا نمبر روس کے باہر ہی دسمبر 1900ء میں شائع ہوا۔ سرورق پر یہ الفاظ لکھے تھے ''چنگاری سے شعلے بھڑکیں گے''۔ یہ الفاظ اس پیغام میں سے لئے گئے تھے جو ''دسمبریوں''[2]

1. Code خفیہ لغت اور مخصوص اشارے جن کے ذریعہ سے پوشیدہ خط و کتابت ہو سکے۔

2. طبقہء امرا کے وہ انقلابی جنہوں نے روس میں مطلق العنانی اور رعیتی غلامی کے خلاف ایک ناکامیاب بغاوت دسمبر 1825ء میں شروع کی تھی۔

نے سائبیریا سے مشہور شاعر پشکن[1] کی تہنیت کے جواب میں بھیجا تھا، اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس چنگاری (''اسکرا'') نے انقلاب کی ایک ایسی آگ بھڑکائی جس نے زار کی حکومت، زمینداری اور سرمایہ داری کو بھسم کر دیا۔

1. الیگزنڈر سرگے وچ پشکن۔ روس کا زبردست قومی شاعر۔ امراء کے ایک خاندان میں 26۔ مئی 1799ء کو پیدا ہوا۔ کئی مرتبہ عوام سے ہمدردی اور مطلق العنانی کی مخالفت کی وجہ سے حکام سے جھڑپ ہوئی۔ ایک ذاتی دشمن سے تلوار زنی کرتے ہوئے زخمی ہوا اور 29۔ جنوری 1837ء کو انتقال کیا۔

خلاصہ

روس میں مارکسی سوشل ڈیموکریٹی مزدور پارٹی اولاً نارودیت اور اس کے اصولوں کے خلاف جدوجہد کر کے قائم کی گئی۔ یہ اصول غلط اور انقلاب کے حق میں مضر تھے۔

نارودنکوں کے اصولوں کو نظری اعتبار سے ڈھا دینے کے بعد ہی روس میں مارکسی مزدور پارٹی کے لئے راستہ صاف کیا جا سکتا تھا۔ آٹھویں دہ سالے میں پلیخنوف اور اس کے ''مزدوروں کی نجات'' کے حلقے نے نارودیت پر کاری ضرب لگائی۔

نویں دہ سالے میں لینن نے نارودیت پر آخری وار کیا اور اس کو پوری شکست دی۔

''مزدوروں کی نجات'' کا حلقہ 1883ء میں قائم ہوا۔ روس میں مارکسیت کو پھیلانے میں اس نے بہت بڑا کام کیا۔ اس نے سوشل ڈیموکریسی کی نظری بنیادیں رکھیں اور مزدور طبقے کی تحریک سے ربط قائم کرنے میں پیش قدمی کی۔

روس میں سرمایہ داری کی نشوونما کے ساتھ ساتھ صنعتی مزدور طبقے کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی۔ آٹھویں دہ سالے کے درمیانی سالوں میں مزدور طبقے نے منظم جدوجہد کا راستہ اختیار کیا اور منظم ہڑتالوں کی شکل میں عوامی عمل شروع کیا۔ لیکن مارکسی حلقے اور گروہ صرف تبلیغ کرتے رہے۔ اُنہوں نے عام طور پر مزدوروں میں ایجی ٹیشن کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ لہٰذا ابھی تک مزدور طبقے کی تحریک سے ان کا عملی تعلق نہیں قائم ہوا اور نہ وہ اس کی رہنمائی کر سکے۔

لینن نے 1890ء میں سینٹ پیٹرسبرگ میں مزدور طبقے کی نجات کے لئے جدوجہد کرنے والی لیگ قائم کی جس نے مارکسیت کو مزدور طبقے کی تحریک سے متحد کرنے کے لئے تمام مزدوروں میں ایجی ٹیشن شروع کیا۔ سینٹ پیٹرسبرگ کی لیگ روس میں ایک انقلابی مزدور پارٹی کی ابتدائی

شکل تھی۔ سینٹ پیٹرسبرگ کی لیگ قائم ہونے کے بعد تمام بڑے بڑے صنعتی شہروں اور سرحدی علاقوں میں بھی مارکسی تنظیمیں بننے لگیں۔

1898ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کی پہلی کانگرس منعقد ہوئی جس میں مارکسی سوشل ڈیموکریٹی انجمنوں کو متحد کر کے ایک پارٹی بنانے کی پہلی مگر ناکام کوشش کی گئی۔ اس کانگرس میں پارٹی قائم نہیں کی جا سکی۔ پارٹی کا نہ تو کوئی دستور العمل تھا اور نہ اصول۔ رہنمائی کرنے کے لئے کوئی ایک مرکز بھی نہیں تھا، اور مختلف مارکسی حلقوں اور گروہوں میں ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

مختلف مارکسی انجمنوں کو باہم متحد اور مربوط کرنے کی غرض سے لینن نے اخبار ''اسکرا'' کے اجراء کی تجویز پیش کی اور اس کو عملی جامہ پہنایا۔ انقلابی مارکسیوں کا یہ پہلا اخبار تھا جو کل روس میں پہنچا کرتا تھا۔

اس دور میں مزدور طبقے کی واحد سیاسی پارٹی قائم کرنے کے اصل مخالف ''معاشیاتی'' لوگ تھے۔ وہ اس پارٹی کی ضرورت سے انکار کرتے تھے۔ الگ الگ حلقوں کی نااتفاقی اور ان کے شوقیہ پن کو وہ قائم رکھنا چاہتے تھے۔ لینن اور ان کے اخبار ''اسکرا'' کے حملوں کا رخ انہی کے خلاف تھا۔

''اسکرا'' کے اجراء (1900-01ء) سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں علیحدہ علیحدہ حلقوں اور گروہوں کو ملا کر اصل معنی میں ایک روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی قائم کی گئی۔

روسی اشتراکی جمہوری مزدور جماعت (سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی) کا قیام۔ پارٹی کے اندر بالشویک اور منشویک گروہ کا پیدا ہونا 1901ء سے 1904ء تک

(1) 1901ء سے 1904ء تک روس میں انقلابی تحریک کا زور

انیسویں صدی کے آخر میں یورپ میں صنعتی بحران بہت نمایاں ہو گیا تھا اور جلد ہی اس کا اثر روس پر بھی پڑا۔ بحران کے زمانے میں (1900ء سے 1903ء تک) تقریباً تین ہزار بڑے اور چھوٹے کاروبار بند ہو گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ مزدور بے کار مارے مارے پھرنے لگے۔ جو مزدور کام سے لگے ہوئے تھے ان کی مزدوریاں بھی بہت گھٹا دی گئیں اور سرمایہ داروں سے لمبی اور کٹھن معاشی ہڑتالوں کے بعد جو چھوٹی چھوٹی رعایتیں حاصل ہوئی تھیں وہ بھی اُنھوں نے واپس لے لیں۔

صنعتی بحران اور بے کاری کی وجہ سے مزدور تحریک میں رکاوٹ یا کمزوری نہیں پیدا ہوئی بلکہ مزدوروں کی جدوجہد نے تیزی کے ساتھ انقلابی رنگ پکڑ گیا۔ معاشی ہڑتالوں سے گزر کر مزدور سیاسی ہڑتالوں پر آ گئے اور آخر میں مظاہرے بھی کرنے لگے۔ اُنھوں نے جمہوری آزادی کے

لئے سیاسی مطالبے پیش کیے۔ اس دوران میں ان کا نعرہ تھا ''زاریت برباد ہو۔''

پہلی مئی 1901ء کو سینٹ پیٹرس برگ کے اوبُوخوف نامی ہتھیاروں کے کارخانے میں جو ہڑتال ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مزدوروں اور فوجیوں کے درمیان ایک خونی معرکہ پیش آیا۔ زار کی ہتھیار بند فوجوں کے مقابلے میں مزدوروں کے پاس پتھروں اور لوہے کے ٹکڑوں کے سوا اور کیا تھا؟ مزدوروں کا زور ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اُن سے بہت سخت بدلا لیا گیا۔ تقریباً آٹھ سو مزدور پکڑ لئے گئے، بہتیرے قید خانوں میں ڈال دیئے گئے یا جلاوطن کر دیئے گئے، مگر ''اوبُوخوف کا بہادرانہ مقابلہ'' تمام روسی مزدوروں کے دل پر ایک گہرا نقش چھوڑ گیا اور ان میں ہمدردی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

مارچ 1902ء میں باطوم میں مزدوروں کی بڑی بڑی ہڑتالیں اور مظاہرے ہوئے جن کا انتظام باطوم کی سوشل ڈیموکریٹک کمیٹی نے کیا تھا۔ ان مظاہروں سے قفقاز کے مزدوروں اور کسانوں میں بھی جوش پیدا ہو گیا۔

مارچ 1902ء میں روستوف میں بھی بہت بڑی ہڑتال شروع ہوئی جس میں سب سے پہلے ریلوے کے مزدور شریک ہوئے اور بہت جلد ہی دوسرے کارخانے کے مزدوروں نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اس ہڑتال سے سارے مزدوروں میں بے چینی پیدا ہو گئی اور اکثر شہر کے کنارے پر جو جلسے ہوتے تھے ان میں متواتر تیس تیس ہزار مزدور شریک ہوتے تھے۔ ان جلسوں میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے اعلان سنائے جاتے تھے اور تقریریں بھی کی جاتی تھیں۔ پولیس اور قزاق سپاہی بھی ان ہزاروں آدمیوں کے مجمعوں کو درہم برہم نہیں کر پاتے تھے۔ ایک دفعہ جب پولیس کے ہاتھوں کئی مزدور مارے گئے تو اس کے دوسرے دن ان کے جنازے کے ساتھ مزدوروں کا ایک بہت بڑا جلوس نکلا۔ زار کی حکومت کو مجبوراً آس پاس کے شہروں سے فوج بلانا پڑی تب جا کر کہیں وہ اس ہڑتال کو توڑ سکی۔ روستوف کے مزدوروں کی اس جدوجہد کی رہنمائی ر۔س۔ڈ۔ل۔پ[1] کی ڈان کمیٹی نے کی تھی۔

1903ء میں جو ہڑتالیں ہوئیں وہ اس سے بھی بڑی تھیں۔ اُس سال دکھن میں عام سیاسی ہڑتالیں ہوئیں جنھوں نے قفقاز (باکو، طفلس، باطوم) اور یوکرین (اودیسا، کیف، ایکا تیرینوسلوف)

[1] روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی۔

میں ہیجان پیدا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ہڑتالیں سخت ہوتی گئیں اور ان کی تنظیم بھی بہتر ہونے لگی۔ مزدور طبقہ کی پچھلی کارروائیوں کے برخلاف یہ سیاسی جدوجہد ہر جگہ سوشل ڈیموکریٹک کمیٹیوں کی رہنمائی میں ہوئی۔ روس کا مزدور طبقہ زاریت کے خلاف ایک انقلابی جدوجہد کے لئے اُٹھنے لگا تھا۔

مزدوروں کی تحریک نے کسانوں پر بھی اثر کیا۔ 1902ء کے موسم بہار اور گرمی میں یوکرین کے (پولتاوا اور خارکوف کے صوبوں) اور وولگا کے علاقے میں کسانوں کی ایک تحریک شروع ہوئی۔ کسانوں نے زمینداروں کے محلوں میں آگ لگا دی، ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا اور زمینداروں اور دیہاتی مکھیاؤں کو، جو زمسکی نچالنک[1] کہلاتے تھے اور جن سے سب لوگ نفرت کرتے تھے، مار ڈالا۔ باغی کسانوں کو دبانے کے لئے فوجیں بھیجی گئیں۔ کسان مارے گئے، سینکڑوں گرفتار ہوئے اور ان کے رہنما اور ان کی تنظیم کرنے والے قید کر لئے گئے لیکن انقلابی کسان تحریک برابر بڑھتی ہی رہی۔

مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی کارروائیوں سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ روس میں انقلاب کے لئے زمین تیار ہو رہی تھی اور اس کا وقت قریب آ رہا تھا۔

مزدوروں کی انقلابی جدوجہد کے اثر سے حکومت کے خلاف طالب علموں کی تحریک بھی زور پکڑنے لگی۔ طالب علموں کے مظاہروں اور ہڑتالوں کے جواب میں حکومت نے یونیورسٹیوں کو بند کر دیا، سینکڑوں طالب علموں کو قید کر دیا اور آخر میں یہ طے کیا کہ سرکش طالب علموں کو فوج میں معمولی سپاہیوں کی حیثیت سے بھرتی کر دیا جائے۔ اس کے جواب میں سب یونیورسٹیوں کے طالب علموں نے 1901ء سے 1902ء کے درمیان جاڑے کے موسم میں ایک عام ہڑتال کا انتظام کیا جس میں تقریباً تین ہزار طالب علم شریک تھے۔

مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی تحریکوں اور خاص کر طالب علموں کے خلاف جو کارروائیاں ہوئیں ان سے لبرل (آزاد خیال) سرمایہ داروں اور زمینداروں میں بھی جو زمستووف[2] کے ممبر تھے کچھ ہلچل مچی اور اُنہوں نے بھی اپنی ’’احتجاجی آواز‘‘ ان ’’زیادتیوں‘‘ کے خلاف اُٹھائی جو اُن

---

1 زار کے مقرر کئے ہوئے وہ افسران جن کے انتظامی، پولیس اور مجسٹریٹی کے فرائض ہوتے تھے اور جو طبقہ امراء میں سے مقرر کئے جاتے تھے۔

2 دیہاتی مقامی بورڈ جن پر زمینداروں کا قبضہ تھا۔

کی طالب علم اولاد پر کی گئی تھیں۔ ان لوگوں کی طاقت کا مرکز زمستوو یعنی وہ دیہاتی مقامی بورڈ تھے جن کے ہاتھوں میں چند خالص مقامی معاملات مثلاً سڑکوں، اسپتالوں اور مدرسوں کے انتظام کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ ان بورڈوں میں لبرل زمینداروں کا خاصا اثر تھا۔ یہ لوگ لبرل سرمایہ داروں سے بہت گہرے تعلقات رکھتے تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ ان میں قریب قریب مدغم ہو چکے تھے۔ رعیتی غلامی کے نظام کے بچے کھچے اثرات کو چھوڑ کر انہوں نے سرمایہ دارانہ طریقے پر اپنی جائیدادوں کی کاشت شروع کر دی تھی کیونکہ اس میں نفع زیادہ تھا۔ لبرلوں کے یہ دونوں گروہ زاریت کے حامی تو تھے ہی لیکن وہ زاریت کی ’’زیادتیوں‘‘ کی مخالفت کرتے تھے اس لئے کہ اُن کو ڈر تھا کہ یہ ’’زیادتیاں‘‘ انقلابی تحریک کو اور زیادہ مضبوط بنا دیں گی۔ اگر ان کو زاریت کی زیادتیوں سے کچھ ڈر لگتا تھا تو انقلاب سے وہ اس سے کہیں زیادہ خوف کھاتے تھے۔ ان ’’زیادتیوں‘‘ کے خلاف احتجاج کرنے سے ان کے دو مقصد پورے ہوتے تھے ایک تو یہ کہ اس طرح وہ زار کو ’’ہوش میں لانا چاہتے تھے‘‘ اور دوسرے یہ کہ ’’زاریت سے انتہائی بیزاری‘‘ کا ڈھونگ رچا کر وہ عوام کا اعتماد حاصل کرنا چاہتے تھے اور اس طرح ان سب کو یا کم از کم ایک حصے کو انقلاب کی تحریک سے ہٹا کر اس تحریک کی جڑ کاٹنا چاہتے تھے۔

اگرچہ زمستوو کے لبرل گروہ کی تحریک سے زاریت کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس سے یہ بات ضرور ظاہر ہوئی کہ زاریت کے یہ ’’ابدی ستون‘‘ بھی اب کھوکھلے ہونے لگے تھے۔ 1902ء میں اس تحریک کی بدولت سرمایہ داروں کا ایک حلقہ ’’آزادی‘‘ قائم ہوا جس نے آگے چل کر اس پارٹی کی شکل اختیار کی جو روس میں سرمایہ داروں کی سب سے بڑی ترجمان تھی اور جس کا نام ’’آئینی جمہوری پارٹی‘‘ پڑا۔

جب زار کی حکومت نے دیکھا کہ مزدوروں اور کسانوں کی تحریک سیلاب کی طرح سارے ملک میں پھیلتی جا رہی ہے تو اس نے اس انقلابی تحریک کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مسلح فوجیں ہر موقع پر مزدوروں کی ہڑتالوں اور مظاہروں کو درہم برہم کرنے کے لئے بھیجی جانے لگیں اور مزدوروں اور کسانوں کی مانگوں کا جواب گولیوں اور لاٹھیوں سے ملنے لگا۔ قید خانوں اور جلاوطنی کے مقامات کی آبادی برابر بڑھنے لگی۔

زار کی حکومت نے ایک طرف تو سختیوں میں اضافہ کرنا شروع کیا اور دوسری طرف

مزدوروں کو انقلابی تحریک سے ہٹانے کے لئے کچھ نرم اور ''لچکدار'' طریقے اختیار کئے۔ اس بات کی کوشش شروع ہوئی کہ پولیس اور سپاہیوں کی سرپرستی میں مزدوروں کی نقلی سبھائیں بنائی جائیں۔ ایسی سبھاؤں کو لوگ ''پولیس سوشلزم'' کی سبھائیں یا زوباتوف کی سبھائیں، کہنے لگے اس لئے کہ زوباتوف سپاہیوں کا کرنل تھا جس نے ان سبھاؤں کو قائم کرنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔ ''اوخرانا'' یعنی خفیہ پولیس نے اپنے گرگوں کے ذریعہ مزدوروں کو یہ یقین دلانا چاہا کہ خود زار کی حکومت ان کے معاشی مطالبات کی تکمیل میں ان کی مدد کرنے کو تیار ہے۔ زوباتوف کے ایجنٹ مزدوروں سے کہتے تھے کہ ''جب زار خود مزدوروں کا طرف دار ہے تو پھر سیاست میں کیوں پڑتے ہو اور ناحق انقلاب کیوں کرنا چاہتے ہو؟'' اس قسم کی سبھائیں کئی شہروں میں قائم ہوئیں اور ان ہی کے نمونے پر اور ان ہی مقصدوں کو لے کر گاپون نامی ایک پادری نے بھی ایک سبھا قائم کی جس کا نام ''سینٹ پیٹرس برگ کے کارخانوں کے روسی مزدوروں کی سبھا'' تھا۔

لیکن زار کی خفیہ پولیس کی یہ کوشش ناکام رہی۔ وہ مزدوروں کو اپنے جال میں نہ پھنسا سکی اور نہ اس قسم کے طریقوں سے مزدور تحریک کی بڑھتی ہوئی رفتار کو کم کر سکی۔ بہت جلد بڑھتی ہوئی انقلابی تحریک کے دھارے نے ان سبھاؤں کو اپنے راستے سے ہٹا دیا۔

(2) ایک مارکسی پارٹی کے قیام کے لئے لینن کا خاکہ۔ ''معاشیاتیوں'' کی موقع پرستی۔ لینن کے پروگرام کے لئے ''اسکرا'' کی جدوجہد۔ لینن کی کتاب ''کیا کرنا ہے؟'' مارکسی پارٹی کی نظری بنیاد

باوجودیکہ روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پہلی کانگریس 1898ء میں ہو چکی تھی اور اس میں پارٹی کے قیام کا اعلان بھی ہو چکا تھا حقیقی معنی میں ابھی تک پارٹی وجود میں نہیں آئی تھی۔ نہ تو پارٹی کا کوئی پروگرام تھا اور نہ قواعد و ضوابط۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی، جو پہلی کانگریس میں چنی گئی تھی، گرفتار ہو چکی تھی اور اس کی جگہ کوئی دوسری کمیٹی نہیں چنی جا سکی تھی اس لئے کہ کوئی باقی ہی نہ بچا تھا۔ اس سے بھی زیادہ بُری بات یہ تھی کہ نظری انتشار اور تنظیم اور یک جہتی کی کمی پہلی کانگریس کے بعد اور زیادہ نمایاں ہونے لگی۔ 1884ء سے 1894ء تک کا دور نارودزم کے خلاف کامیابی کا دور

تھا۔ اسی دور میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے قیام کے لئے نظری تیاری ہوئی تھی۔ 1894ء سے 1898ء تک کے دور میں مختلف مارکسی اداروں کو ملا کر ایک پارٹی بنانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ کوشش ناکام رہی۔ مگر 1898ء کے فوراً بعد کا زمانہ پارٹی کے اندر نظری اور تنظیمی پراگندگی کا زمانہ تھا۔ نارودزم کے خلاف مارکسیوں کو جو کامیابی حاصل ہوئی اور مزدوروں کی انقلابی تحریک جس طرح بڑھنے لگی اس سے یہ ظاہر ہوا کہ مارکسیوں کا کہنا صحیح تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مارکسزم سے انقلاب پرست نوجوانوں کو ایک ہمدردی سی ہو گئی اور مارکسزم گویا اُس زمانے کا فیشن ہو گیا۔ تعلیم یافتہ انقلابی نوجوانوں کے جھنڈ کے جھنڈ مارکسی اداروں میں شامل ہونے لگے۔ ان نوجوانوں میں نہ تو نظری پختگی تھی اور نہ انہیں سیاسی تنظیم کا تجربہ تھا۔ ان کے دماغوں میں مارکسزم کی ایک دھندلی اور عموماً غلط تصویر تھی جو موقع پرست ''قانونی'' مارکسیوں کی تحریروں کا نتیجہ تھی۔ اس قسم کی تحریریں اس زمانے کے اخباروں اور رسالوں میں کثرت سے شائع ہوتی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارکسی اداروں کا نظری اور سیاسی معیار گر گیا، ان میں ''قانونی'' مارکسیوں کے موقع پرستانہ رجحانات پیدا ہونے لگے، اور نظری انتشار سیاسی تذبذب اور تنظیمی پراگندگی کا دور دورہ ہو گیا۔

مزدوروں کی تحریک کی تیز رفتاری اور بہ ظاہر انقلاب کے قریب آ جانے کا یہ تقاضا تھا کہ مزدوروں کی ایک ایسی پارٹی موجود ہو جس میں اتحاد اور مرکزیت ہو اور جو انقلابی تحریک کی رہنمائی کی صلاحیت بھی رکھتی ہو۔ لیکن پارٹی کے مقامی ادارے، کمیٹیاں، گروہ اور حلقے ایسی خراب حالت میں تھے اور ان میں نظری اختلاف اور تنظیمی انتشار اتنا زیادہ تھا کہ ایسی پارٹی قائم کرنا بہت ہی دشوار نظر آتا تھا۔ مشکل صرف یہی نہیں تھی کہ پارٹی کی تنظیم میں زار کی حکومت کے مظالم کی وجہ سے رکاوٹ پڑتی رہتی تھی، وہ برابر اچھے کام کرنے والوں کو قید اور جلاوطنی کا شکار بناتی ہی تھی لیکن دوسری مشکل یہ بھی تھی کہ مقامی کمیٹیوں کے ممبر صرف اپنے مقامی معاملات کی اُدھیڑبُن میں لگے رہتے تھے اور ان کو اپنے چھوٹے روزمرہ کے سوالوں کے سوا اور کسی چیز سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ وہ یہ بالکل نہ سوچتے تھے کہ پارٹی میں نظری اور تنظیمی اتحاد اور یک جہتی کے نہ ہونے سے کتنا نقصان ہو رہا تھا۔ بلکہ وہ تو اس اختلاف اور انتشار کے عادی ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ایک متحدہ مرکزی پارٹی کے بغیر بھی کام کسی نہ کسی طرح چل ہی جائے گا۔

چنانچہ پارٹی میں اتحاد اور مرکزیت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ مقامی اداروں کی

سستی، تنگ نظری اور جہالت کو دور کیا جائے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ پارٹی کے اندر ایک خاصا بڑا گروہ ان لوگوں کا تھا جن کے پاس اپنے نجی اخبار بھی تھے۔ روس کے اندر ربوچایا مسل (مزدوروں کے خیالات) اور روس کے باہر رابوچے دیلو (مزدوروں کا مفاد) یہ دو اخبار ان لوگوں کے تھے جو پارٹی کے اندر تنظیمی اتحاد کی کمی اور نظری انتشار کو نظریاتی بنیاد پر جائز ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے۔ حتیٰ کہ اکثر موجودہ صورت حال کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتے اور کہتے کہ مزدور طبقے کی ایک متحدہ اور مرکزی سیاسی پارٹی قائم کرنے کی کوشش غیر ضروری اور مصنوعی ہے۔ یہ لوگ وہی ''معاشیاتی'' اور ان کے پیرو تھے۔

چنانچہ متحد سیاسی پارٹی کے قیام کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ پہلے ''معاشیت'' کا زور توڑا جائے۔ اس کام کی طرف لینن نے فوراً توجہ کی۔ اس معاملے میں کئی رائیں تھیں کہ مزدوروں کی پارٹی میں ایکا پیدا کرنے کا کام کس طرح شروع کیا جائے۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ پارٹی کی تعمیر کے لئے سب سے پہلے پارٹی کی دوسری کانگرس بلانی چاہئے کیونکہ اس طرح مقامی اداروں میں ایکا پیدا ہو جائے گا اور پارٹی خود بخود بن جائے گی۔ لیکن لینن نے اس خیال کی مخالفت کی اُن کی یہ رائے تھی کہ کانگرس کے انعقاد سے پہلے یہ ضروری ہے کہ پارٹی کے اغراض و مقاصد کو خوب واضح کیا جائے اور یہ بات صاف کر دی جائے کہ کس قسم کی پارٹی کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ ساتھ ''معاشیت'' کے نظریہ سے کھلم کھلا اختلاف کیا جائے اور پارٹی کے ممبروں کو صاف صاف اور ایمان داری کے ساتھ یہ بتا دیا جائے کہ پارٹی کے اغراض و مقاصد کے بارے میں دو بالکل مختلف رائیں ہیں ایک ''معاشیاتیوں'' کی اور دوسری انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کی۔ اس کے علاوہ جس طرح ''معاشیاتی'' گروہ اپنے خیالات کو اخباروں کے ذریعہ پھیلا رہا تھا اسی طرح سوشل ڈیموکریٹوں کو بھی چاہئے کہ اپنے خیالات کو خوب پھیلائیں تاکہ مقامی اداروں کو یہ موقع مل سکے کہ وہ دونوں راستوں میں سے ایک کو سمجھ بوجھ کر اختیار کر سکیں۔ جب تک یہ ضروری کام نہ ہو جائے اس وقت تک پارٹی کانگرس کو بلانا مناسب نہ ہوگا۔ لینن نے صاف صاف کہا کہ ''اتحاد سے پہلے اور اتحاد قائم کرنے کے لئے ہمیں تمام اختلافات کو اچھی طرح واضح کر دینا چاہئے۔''[1] ان حالات میں لینن کی رائے تھی کہ سب سے پہلے ایک پُر جوش سیاسی اخبار کی بنیاد رکھنی چاہئے جو تمام روس میں

[1] لینن، چیدہ تصانیف جلد 2، صفحہ 45۔

پہنچ سکے اور جو انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے خیالات کو ملک میں پھیلا سکے۔ پارٹی کی تنظیم میں پہلا قدم یہی ہوگا۔

لینن نے اپنے مشہور مضمون ''کام کیسے شروع کیا جائے'' میں پارٹی کی تنظیم کا ایک متعین خاکہ پیش کیا تھا اور اسی کو آگے چل کر اپنی کتاب ''کیا کرنا ہے؟'' میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اس مضمون میں لینن نے لکھا تھا:

> ''ہماری رائے میں ہمارے کام کی ابتدا، مجوزہ تنظیم (یعنی پارٹی) کو قائم کرنے میں ہمارا پہلا عملی قدم ایک ایسا سیاسی اخبار ہونا چاہئے جو تمام روس کے لئے ہو اُس کے ذریعہ پارٹی کی تنظیم میں پھیلاؤ اور گہرائی پیدا ہو سکتی ہے اور اس کا دامن پکڑ کے ہم اپنے کام میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ بغیر ایسے اخبار کے ہم قاعدہ اور ہر پہلو پر حاوی اور با اصول پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن بھی نہیں کر سکتے۔ یہ دو کام ہر زمانے میں سوشل ڈیموکریٹوں کے لئے نہایت ضروری ہیں اور خاص کر آج کل جب سیاست اور اشتراکیت کے ساتھ عام دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ یہی دونوں کام ہم کو اس اخبار کے ذریعہ کرنے ہیں۔''[1]

لینن کا خیال تھا کہ یہ اخبار نہ صرف نظری اعتبار سے پارٹی کو مستحکم کر سکے گا بلکہ تنظیمی اعتبار سے بھی مختلف مقامی اداروں کو پارٹی کے اندر متحد کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اخبار کے نامہ نگار اور ایجنٹ جو مقامی اداروں کے نمائندے ہوں گے پارٹی کی تنظیم کے لئے بھی کار آمد ثابت ہوں گے اس لئے کہ بقول لینن کے ''اخبار صرف پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن ہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ اس سے تنظیم میں بھی بہت مدد مل سکتی ہے۔'' اسی مضمون میں لینن نے لکھا ہے ''ایجنٹوں کا یہ جال اس ادارے کی بنیاد ہوگا جس کو ہم بنانا چاہتے ہیں یعنی ایک ایسا ادارہ جو اتنا وسیع ہو کہ سارے ملک میں پھیل سکے، اس میں ہر قسم کے لوگ ہوں تاکہ کام کی صحیح اور تفصیلی تقسیم ہو سکے، اس کے ممبر اتنے سمجھ بوجھ اور جچے تلے ہوں کہ اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں بلکہ ہر حالت، ہر موقع اور ہر ''موڑ'' پر اپنے کام پر ہی نظر رکھیں۔ اس ادارے میں اتنی لچک ہونی چاہئے کہ بے حساب طاقت رکھنے والا دشمن جب

[1] ایضاً صفحہ 19۔

اپنا سب زور ایک جگہ پر لگا دے تو وہیں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے بدلے کاوا کاٹ کر کسی ایسی جگہ حملہ کر سکے جس کا دشمن کو وہم بھی نہ ہو۔''[1] اسکرا کو ایسا اخبار بنانے کی کوشش کی گئی اور وہ دراصل ایسا سیاسی اخبار ثابت بھی ہوا جس نے سارے روس میں پارٹی کی نظری اور تنظیمی استحکام کے لئے زمین تیار کی۔

پارٹی کی بناوٹ اور ترکیب کے بارے میں لینن کا خیال تھا کہ اس کے دو حصے ہونا چاہئے (1) ایک تو آگے بڑھے ہوئے پارٹی کے کارکنوں کا محدود اور باقاعدہ گروہ جن میں زیادہ تر انقلاب پیشہ لوگ ہوں یعنی وہ لوگ جن کا بغیر پارٹی کے کام کے اور کوئی مشغلہ نہ ہو اور جن کے اندر کافی نظری علم، سیاسی تجربہ اور تنظیمی صلاحیت موجود ہو اور جو لوگ زار کی پولیس کا مقابلہ کرنے اور اُس سے بچ نکلنے کا فن بھی جانتے ہوں۔ (2) اور دوسرے پارٹی کے مقامی اداروں کا پھیلا ہوا جال اور پارٹی کے معمولی ممبروں کی ایک بہت بڑی تعداد جن کو لاکھوں مزدوروں کی ہمدردی اور مدد حاصل ہو۔

لینن نے لکھا ہے: ''میرا دعویٰ ہے کہ (1) کوئی انقلابی تحریک اس وقت تک نہیں چل سکتی جب تک اس میں رہنماؤں کی ایک منظم جماعت نہ ہو جو تسلسل کو قائم رکھ سکے اور (2) جتنے زیادہ لوگ خود بخود جدوجہد کی طرف کھنچ کھنچ کر آنے لگیں اتنی ہی زیادہ اس قسم کی جماعت کی ضرورت ہے .... اور زیادہ ہی مضبوط اس کو ہونا چاہئے .... (3) اس جماعت میں زیادہ تر وہی لوگ ہوں جو انقلابی کام کو اپنا مستقل پیشہ بنا چکے ہوں (4) ایک مطلق العنان حکومت کے اندر اس جماعت کے ارکان کی تعداد کو جتنا زیادہ صرف انہی لوگوں تک محدود رکھا جائے جو انقلاب پیشہ ہوں اور جو پولیس کے مقابلے کے لئے باقاعدہ تربیت پا چکے ہوں اتنا ہی زیادہ حکومت کے لئے اس ادارہ کو توڑنا مشکل ہوگا اور (5) اتنی ہی زیادہ تعداد میں مزدور طبقے اور دوسرے طبقے کے لوگ اس تحریک میں شریک ہوکر عملی حصہ لے سکیں گے۔''[2]

پارٹی کی نوعیت اور اغراض و مقاصد اور اس کام کے بارے میں جو اسے مزدور طبقے کے اندر انجام دینا تھا لینن کی یہ رائے تھی کہ پارٹی کو مزدور طبقے کا ہراول ہونا چاہئے اور اس کو مزدور تحریک

1 ایضاً صفحہ 21و22۔

2 ایضاً صفحہ 138و139۔

کی رہنمائی کی ذمہ داری اپنے سر لینا چاہئے تاکہ وہ مزدوروں کی طبقاتی جدوجہد میں ترتیب و تنظیم پیدا کر سکے اور اس کو آگے بڑھا سکے۔ پارٹی کا آخری مقصد سرمایہ داری کی تباہی اور اشتراکیت کا قیام تھا اور اس کا فوری مقصد زاریت کا خاتمہ اور جمہوری نظام قائم کرنا، اور چونکہ سرمایہ داری کو ختم کرنا اس وقت تک ناممکن تھا جب تک اس سے پہلے زاریت کا خاتمہ نہ ہو جائے اس لئے اس خاص موقع پر پارٹی کا سب سے پہلا فرض یہ تھا کہ مزدور طبقہ اور تمام ملک کے لوگوں کو زاریت کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے اُبھارے اور ایک عام انقلابی تحریک کو بڑھا کر زار کے راج کو تباہ کر دے کیونکہ اشتراکیت کی راہ میں یہی سب سے بڑا روڑا ہے۔

لینن نے لکھا ہے کہ ''تاریخ نے ہم پر ایک ایسا فوری فرض عائد کیا ہے جو اُن سب فوری فرضوں سے زیادہ انقلابی ہے جو کسی ملک کے مزدور طبقے پر عائد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اس فرض کو ادا کر دیا اور نہ صرف تمام یورپ بلکہ ایشیا کی رجعت پسندی کے سب سے مضبوط قلعے کو مسمار کر دیا تو روسی مزدور طبقہ تمام دنیا کے مزدوروں کا ہراول بن جائے گا۔''[1] اور آگے چل کر لکھا ہے کہ ''ہم لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سرکار سے جزوی مانگوں کے لئے کشمکش یا جزوی رعایتوں کے حصول میں کامیابی دشمن سے معمولی جھڑپ یا دور کی چوکیوں پر معمولی مقابلے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں اور فیصلہ کن لڑائی تو ابھی باقی ہی ہے؟ ہمارے دشمن کا مضبوط قلعہ ہے جہاں سے گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور ہمارے بہترین سپاہی مارے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس قلعہ پر قبضہ کرنا ہے اور ہم اس پر ضرور قبضہ کر لیں گے اگر ہم جاگتے ہوئے مزدور طبقے کی ساری طاقت کو ملک کی تمام انقلابی طاقتوں سے متحد کر کے ایک ایسی پارٹی بنا لیں جس کی طرف روس کے سب مخلص اور زندہ عناصر کھنچ کر آ جائیں، صرف اُسی حالت میں پیوتر الکسیف (روسی انقلاب پسند مزدور) کی اہم پیشین گوئی پوری ہو سکتی ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ ''مزدور جماعت کا گٹھیلا بازو اُٹھے گا اور ظلم کے جوئے کو جس کی حفاظت سپاہیوں کی برچھیاں کر رہی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔''[2] یہ تھا وہ خاکہ جو مطلق العنان زاری روس میں مزدوروں کی پارٹی کی تشکیل کے لئے لینن نے پیش کیا تھا۔

1 ایضاً صفحہ 50۔

2 لینن، مجموعہ، جلد 4، صفحہ 59۔

معاشیاتیوں نے لینن کے خاکے کی مخالفت کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کی۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ زاریت کے خلاف سیاسی جدوجہد کا تعلق ہر طبقے اور خاص کر سرمایہ دار طبقے سے ہے اس لئے اس میں مزدور جماعت کو خاص طور پر حصہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو تو اس بات کی ضرورت ہے کہ مالکوں اور سرکار کے خلاف مزدوری بڑھوانے اور کام کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ اس لئے سوشل ڈیموکریٹوں کا فوری مقصد یہ نہیں ہونا چاہئے کہ زاریت کے خلاف سیاسی تحریک پیدا کریں اور اس کو تباہ کردیں بلکہ ان کا کام تو یہ ہے کہ مل مالکوں اور حکومت کے خلاف مزدوروں کی معاشی جدوجہد کی تنظیم کریں' سرکار کے خلاف معاشی جدوجہد سے ان کی مراد تھی کارخانوں کے قانون کو بہتر کرانے کی کوشش۔ معاشیاتیوں کا دعویٰ تھا کہ "اس طرح ممکن ہے کہ معاشی جدوجہد کو ایک سیاسی رنگ دیا جاسکے۔"

معاشیاتیوں کو اس کی جرات تو نہ ہوئی کہ اب بھی کھلم کھلا یہ کہتے کہ مزدور طبقے کی سیاسی پارٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن ان کا خیال تھا کہ مزدور طبقے کی تحریک کی مکمل رہنمائی اس پارٹی کے ہاتھوں میں نہیں ہونی چاہئے اور نہ اس پارٹی کو چاہئے کہ مزدور طبقے کی خودرو تحریک میں مداخلت کرے اس کو تو رہنمائی کے بدلے اس تحریک کے پیچھے پیچھے چلنا چاہئے اور اس کا مطالعہ کرکے سبق لینا چاہئے۔

اس کے علاوہ معاشیاتی یہ بھی کہتے تھے کہ مزدور تحریک میں جو باشعور گروہ ہے اس کا کام یعنی اشتراکی شعور اور اشتراکی نظریہ کی رہنمائی میں تنظیم کا کام، زیادہ اہمیت نہیں رکھتا سوشل ڈیموکریٹوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ مزدوروں کے دماغوں کو بلند کرکے اشتراکی شعور کی سطح تک لائیں بلکہ برخلاف اس کے ان کو چاہئے کہ خود اپنی دماغی سطح کو اوسط درجے کے مزدوروں کی دماغی سطح کے برابر کریں بلکہ بہتر تو یہ ہو کہ ان مزدوروں کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ پچھڑے ہوئے ہیں۔ سوشل ڈیموکریٹوں کو مزدور طبقے میں اشتراکی شعور پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک مزدوروں کی خودرو تحریک خود بخود اشتراکی شعور کی سطح تک نہ پہنچ جائے۔ پارٹی کی تنظیم کے بارے میں لینن نے جو خاکہ بنایا تھا اس کو تو معاشیاتی گروہ خودرو تحریک کے خلاف ایک تشدد آمیز فعل سمجھتا تھا۔

لینن نے اسکرا کے صفحات میں اور خاص کر اپنی مشہور کتاب "کیا کرنا ہے" میں معاشیاتیوں

کے اس فلسفے کی جو موقع پرستی پر مبنی تھا سخت مخالفت کی اور اس کو رد کر کے چھوڑا۔

(1) لینن نے یہ ثابت کردیا کہ مزدور طبقے کو زاریت کے خلاف عام سیاسی جدوجہد سے الگ رکھنے اور صرف مالکوں اور حکومت کے خلاف معاشی کشمکش میں پھنسائے رکھنے اور خود مالکوں اور سرکار کو بچنے چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مزدور ابدی غلامی کے لئے وقف ہو جائیں گے۔ مالکوں اور حکومت کے خلاف مزدوروں کی معاشی جدوجہد کا مطلب ٹریڈ یونینوں (مزدور سبھاؤں) کی جدوجہد ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اپنی استعداد محنت بیچنے میں مزدوروں کو سرمایہ داروں سے بہتر معاوضہ ملے۔ لیکن مزدور اپنی استعداد محنت کا بہتر معاوضہ حاصل کرنے کے لئے ہی لڑنا نہیں چاہتے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام ہی کا خاتمہ ہو جائے جو نہیں اپنی استعداد محنت سرمایہ داروں کے ہاتھ بیچنے پر مجبور کرتا ہے اور ان کے ظلم کا شکار بناتا ہے۔ مگر مزدور سرمایہ داری کے خلاف اور اشتراکیت کے حق میں اپنی تحریک کو اس وقت تک اچھی طرح آگے نہیں بڑھا سکیں گے جب تک زاریت جو سرمایہ داری کی محافظ ہے ان کا راستہ روکے رہے گی۔ اس لئے پارٹی اور مزدور طبقے کا یہ فوری فرض ہے کہ زاریت کو راستے سے دور کریں اور اشتراکیت کے لئے میدان صاف کریں۔

(2) لینن نے یہ بھی ثابت کردیا کہ مزدور تحریک کی خودروی کو سراہنے، اور اس حقیقت سے کہ پارٹی کا کام تحریک کی رہنمائی ہے، انکار کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پارٹی خودرو تحریک کا دم چھلا بن کر رہ جائے اور چپ چاپ دور سے بیٹھی تحریک کو دیکھا کرے اور واقعات کو من مانی شکل اختیار کرنے دے۔ اس کو لینن نے "دم چھلا پن" سے تعبیر کیا ہے۔ اس بات کی حمایت کرنے کا مطلب پارٹی کو تباہ کرنے کی کوشش کرنا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مزدوروں کے پاس کوئی پارٹی نہیں رہے گی، گویا وہ بالکل نہتے ہو جائیں گے اور ایسی حالت میں جب اُن کو زاریت کا مقابلہ کرنا ہے جو سر سے پاؤں تک مسلح ہے اور سرمایہ داروں سے لڑنا ہے جو جدید طریقے پر منظم ہیں اور جن کے پاس اپنی ایک پارٹی بھی موجود ہے جو مزدور دشمن تحریک میں اُن کی رہنمائی کرتی ہے، مزدوروں کو نہتا رکھنے کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کے ساتھ دغابازی کی جائے

(3) لینن نے یہ بھی دکھایا کہ خود مزدور تحریک کی پرستش اور اشتراکی شعور اور اشتراکی نظریے کی تحقیر کے معنی ہیں اس مزدور طبقے کی توہین جو بیداری اور روشنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے

علاوہ پارٹی کی نگاہ میں نظریے کی وقعت کو کم کرنے کے معنی ہیں اُس آلے کو گھٹیا بتانا جس کی مدد سے پارٹی موجودہ حالات کو سمجھتی ہے اور آئندہ حالات کی پیش بینی کر سکتی ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نقطہ نظر کے معنی ہیں موقع پرستی کے دلدل میں اس طرح پھنس جانا کہ اس سے نجات ممکن ہی نہ ہو۔ لینن نے کہا ہے کہ ''بغیر انقلابی نظریے کے انقلابی تحریک ناممکن ہے...... اور تحریک کے ہراول کا کام وہی پارٹی کر سکتی ہے جس کے پاس رہنمائی کے لئے سب سے زیادہ ترقی یافتہ نظریہ موجود ہو۔''[1]

(4) لینن نے ثابت کیا کہ ''معاشیاتی'' جب یہ کہتے ہیں کہ اشتراکی خیالات مزدور طبقے کی خودرو تحریک سے پیدا ہو سکتے ہیں تو وہ مزدوروں کو دھوکا دیتے ہیں اس لئے کہ دراصل اشتراکی خیالات خودرو تحریک سے نہیں پیدا ہو سکتے بلکہ ان کی بنیاد سائنس پر ہے۔ مزدور طبقے میں اشتراکی شعور پیدا کرنے کی ضرورت سے انکار کر کے ''معاشیاتی'' سرمایہ دارانہ خیالات کے لئے راستہ صاف کرتے ہیں اور مزدور طبقے کے اندر ان خیالات کے پھیلنے میں آسانی پیدا کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مزدور طبقے کی تحریک اور اشتراکیت کے اتحاد کا تصور ہی غائب ہو جائے گا اور سرمایہ دار طبقے کو فائدہ پہنچے گا۔

لینن نے لکھا ہے کہ ''مزدور تحریک کی خودروی کی پرستش اور باشعور عنصر یعنی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی اہمیت کو کم کر کے دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ مزدوروں کے اندر سرمایہ دارانہ خیالات کے اثر کو تقویت پہنچائی گئی چاہے اس بات کو وہ لوگ جو پارٹی کی اہمیت کو کم کرتے ہیں پسند کریں یا نہ کریں۔''[2] آگے چل کر لینن نے یہ بھی کہا ہے کہ:

''دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو سرمایہ دارانہ خیالات یا اشتراکی خیالات۔ ان دونوں کے بیچ کا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے اشتراکی خیالات کی اہمیت کو ذرہ برابر بھی کم کرنے یا اُن سے تھوڑا سا بھی ہٹ کر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ خیالات کو قوت دی جائے۔''[3]

(5) ''معاشیاتی'' گروہ کی ان سب غلطیوں کا جائزہ لینے کے بعد لینن نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ

---

1 لینن، چیدہ تصانیف، جلد 2، صفحہ 47، 48۔

2 لینن، چیدہ تصانیف، جلد 2، صفحہ 61۔

3 ایضاً صفحہ 62۔

لوگ ایسی پارٹی نہیں چاہتے جو سماجی انقلاب کے ذریعے مزدور طبقے کو سرمایہ داری کے چنگل سے آزاد کرائے بلکہ وہ سماجی سدھار کی پارٹی بنانا چاہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ حکومت قائم رہے۔ گویا معاشیاتی محض اصلاح پسند ہیں جو مزدوروں کے بنیادی مفاد کو نقصان پہنچا کر ان سے غداری کر رہے ہیں۔

(6) آخر میں لینن نے یہ دکھایا کہ ''معاشیت'' روس میں اتفاقی طور پر پیدا نہیں ہو گئی ہے بلکہ ''معاشیاتی'' مزدور طبقے میں سرمایہ دار طبقے کے اثر کو پھیلانے کا ایک ذریعہ ہیں اور مغربی یورپ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کام میں اُن کے شریک ہیں مثلاً موقع پرست برنسٹائن[1] کے پیرو جن کو ''ترمیمی'' کہا جاتا ہے۔ مغربی یورپ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں موقع پرستی کا رجحان بڑھتا جا رہا تھا اور ''تنقید کی آزادی'' کے نام پر ایسے لوگ مارکس کی نظریوں میں ترمیم کرانا چاہتے تھے۔ (اسی لئے یہ لوگ ''ترمیمی'' کہلائے) یہ لوگ چاہتے تھے کہ انقلاب، اشتراکیت اور پرولتاریت کی آمریت کے خیالات کو ترک کر دیا جائے۔ لینن نے یہ دکھایا کہ روسی ''معاشیاتی'' بھی ان خیالات کو ترک کرانے کے چکر میں تھے۔

یہ تھے وہ اہم نظری اصول جنہیں لینن نے اپنی کتاب ''کیا کرنا ہے'' میں وضاحت سے بیان کیا۔ اس کتاب کی وسیع اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی دوسری کانفرنس تک یعنی کتاب کے شائع ہونے کے ایک سال کے اندر ہی (کتاب مارچ 1903ء میں شائع ہوئی تھی) ''معاشیت'' کے نظری اصول کی گرد بھی باقی نہ رہی اور صرف ان کی ناخوشگوار یاد ہی ذہنوں میں رہ گئی اور پارٹی کے اکثر ممبران کے نزدیک کسی کو ''معاشیاتی'' کہنا اس کو گالی دینے کے برابر تھا۔ یوں ''معاشیت''، موقع پرستی، دم چھلے پن اور خودروی کے خیالات کو پوری شکست نصیب ہوئی۔

لیکن لینن کی کتاب کی بس اتنی ہی اہمیت نہیں ہے۔ اس مشہور کتاب کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس میں لینن نے حسب ذیل باتیں واضح کر دیں:

(1) مارکسی خیالات کی تاریخ میں سب سے پہلی دفعہ لینن نے موقع پرستی کی نظری بنیادوں کو کھول کر رکھ دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ بنیادیں مزدور تحریک کی خودروی کی پرستش اور اشتراکی شعور

---

1 پیدائش 1850ء، جرمنی کا ممتاز سوشل ڈیموکریٹ رہنما۔

کی تحقیر ہی ہیں۔

(2) لینن نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ دکھایا کہ مزدور طبقے کی تحریک میں نظری علم، سیاسی شعور اور پارٹی کی انقلابی رہنمائی کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔

(3) اس بنیادی مارکسی دعوے کو بڑی خوبی سے ثابت کیا کہ ایک مارکسی پارٹی مزدور تحریک اور اشتراکیت کے اتحاد سے بنتی ہے۔

(4) مارکسی پارٹی کی نظری بنیادوں کو بہت صفائی کے ساتھ پیش کیا۔

"کیا کرنا ہے" میں جو نظریے پیش کئے گئے تھے اُنہی پر آگے چل کر بالشویک پارٹی کے تصورات کی بنیاد رکھی گئی۔

چونکہ اسکرا کے پاس یہ علمی دولت موجود تھی اس لئے اس نے کامیابی کے ساتھ لینن کے خاکے کو عام طور پر پھیلانے اور پارٹی کی تعمیر، اس کی طاقت کو ایک مرکز پر جمع کرنے، دوسری پارٹی کانگرس کو بلانے، سوشل ڈیموکریسی کے انقلابی خیالات کو پھیلانے اور "معاشیاتی"، "ترمیمی" اور ہر قسم کے موقع پرستوں کی تردید کا کام کیا۔

اسکرا نے جو کام کئے ان میں سب سے اہم یہ تھا کہ اسی میں پارٹی کا پروگرام سب سے پہلے شائع ہوا۔ مزدوروں کی پارٹی کا پروگرام، ایک مختصر علمی اور منطقی بیان ہے جس میں مزدور طبقے کی جدوجہد کے اغراض و مقاصد کو واضح کیا گیا ہے۔ اس پروگرام میں یہ بتایا گیا ہے کہ انقلابی تحریک کا آخری مقصد کیا ہے اور یہ بھی کہ آخری مقصد کے حصول کے دوران میں پارٹی کو کس قسم کے مطالبات کے لئے لڑنا چاہئے۔ اس لئے اس پروگرام کو تیار کرنے کا کام بہت ضروری اور اہم تھا۔

پروگرام کی تیاری کے سلسلے میں اسکرا کی مجلس ادارت میں بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے۔ اس جھگڑے میں ایک طرف تو لینن اور دوسری طرف پلیخوف اور مجلس کے دوسرے ممبر تھے۔ ان اختلافات کی وجہ سے قریب تھا کہ لینن اور پلیخوف کے باہمی تعلقات بالکل ختم ہی ہوجائیں لیکن اس وقت یہ جھگڑا کسی نہ کسی طرح ٹل گیا۔ لینن نے پروگرام کے مسودے میں پرولتاریت کی آمریت کی اہم دفعہ داخل کرالی اور یہ بھی واضح کرایا کہ انقلاب میں رہنمائی مزدور طبقہ ہی کرے گا۔

اس کے علاوہ لینن نے ہی پروگرام کا وہ حصہ لکھا جس میں زرعی سوال سے بحث کی گئی ہے۔

اسی وقت لینن کی رائے زمین کو قومی ملکیت بنانے کے حق میں قائم ہو چکی تھی لیکن ان کا خیال تھا کہ جدوجہد کے ابتدائی زمانے میں یہ مطالبہ ضروری ہے کہ اوتر زکی (یعنی وہ زمینیں جو کسانوں سے زمینداروں نے اس وقت الگ کرلی تھیں جب ان کو زرعی غلامی سے آزاد کیا تھا) پھر کسانوں کو واپس دیدی جائیں۔ پلیخوف کی رائے زمین کو قومی ملکیت بنانے کے مطالبے کے خلاف تھی۔ لینن اور پلیخوف کے یہی اختلافات ایک حد تک ان جھگڑوں کی جڑ ہیں جو بالشویکوں اور منشویکوں کے درمیان آگے چل کر پیدا ہوئے۔

(3) سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس۔ پروگرام اور قواعد وضوابط کی منظوری اور واحد پارٹی کا قیام۔ کانگرس میں اختلافات اور پارٹی میں دو مختلف رجحانات بالشویک اور منشویک کا پیدا ہونا

لینن کے اصولوں کی فتح اور لینن کے تنظیمی خاکے کے لئے اسکرا کی کامیاب جدوجہد کی وجہ سے پارٹی کی صحیح تشکیل کے لئے مناسب حالات پیدا ہوگئے۔ روس کے سوشل ڈیموکریسی اداروں میں اسکرا کے خیالات کا اثر بہت زیادہ پھیل گیا تھا۔ اب گویا دوسری پارٹی کانگرس منعقد کرنے کا وقت آگیا تھا۔

ر۔س۔ڈ۔ل۔پ کی دوسری کانگرس 17- جولائی 1903ء (نئے حساب سے 30- جولائی) کو شروع ہوئی۔ یہ روس سے باہر خفیہ طور پر منعقد ہوئی تھی۔ پہلے تو اس کا اجلاس بُروسلز میں ہوا لیکن بلجیم کی پولیس نے ڈیلی گیٹوں سے کہا کہ وہ اُس ملک کے باہر چلے جائیں اس لئے کانگرس کے باقی اجلاس لندن میں ہوئے۔ اس کانگرس میں 26 اداروں کی طرف سے کل 43 ڈیلیگیٹ جمع ہوئے تھے۔ ہر کمیٹی کو دو نمائندے بھیجنے کا حق تھا لیکن بعض نے ایک ہی نمائندہ بھیجا۔ انہی 43 آدمیوں کو مجموعی حیثیت سے 51 ووٹوں کا حق حاصل تھا۔

کانگرس کا خاص مقصد "ایک اصلی پارٹی کی تشکیل تھا جو صحیح طور پر اسکرا کے بنائے ہوئے اصولوں اور تنظیم کے طریقوں پر مبنی ہو۔"[1] کانگرس میں اَن مل اور بے جوڑ لوگ جمع ہوگئے تھے۔

[1] لینن کی چیدہ تصانیف، انگریزی ایڈیشن، ج 2، ص 412۔

کھلے ہوئے ''معاشیاتی'' تو موجود نہیں تھے اس لئے کہ ان کو پوری شکست پہلے ہی ہو چکی تھی لیکن اب ان لوگوں نے اس کاریگری سے بھیس بدل لیا تھا کہ اس کانگرس میں بھی ان کے کئی چھپے ہوئے ہمدرد موجود تھے۔ اس کے علاوہ بند[1] کے ڈیلیگیٹ بھی صرف دیکھنے ہی میں ''معاشیاتیوں'' سے مختلف تھے ورنہ اصل میں وہ اُن کے حامی ہی تھے۔

اس طرح کانگرس میں اسکرا کے حامی ہی شریک نہیں تھے بلکہ اس کے مخالف بھی تھے۔ 33 ڈیلیگیٹ ''اسکرا'' کے حامی تھے یعنی اکثریت انہی کی تھی۔ لیکن جو لوگ اپنے کو ''اسکرا والے'' کہتے تھے وہ سب لینن کے حامی نہیں تھے بلکہ ان میں بھی کئی گروہ تھے۔ لینن کے حامی یعنی پکے ''اسکرا والوں'' کے پاس صرف 24 ووٹ تھے۔ نو اسکرا والے، مارتوف کے پیرو تھے اور اُن پر پوری طرح بھروسا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کچھ ڈیلیگیٹ مذبذب تھے کبھی اسکرا کا ساتھ دیتے اور کبھی اس کے مخالفوں کا، ان کے قبضے میں دس ووٹ تھے۔ اسکرا کے کھلے مخالفوں کے پاس آٹھ ووٹ تھے جن میں تین معاشیاتی تھے اور پانچ ''بندی''۔ اگر ایسی حالت میں اسکرا والوں میں جھگڑا ہو جاتا تو اس کے مخالفوں کی بن آتی۔ گویا کانگرس میں حالات بہت پیچیدہ ہو گئے تھے۔ لینن نے اسکرا کی کامیابی کے لئے بہت سخت محنت کی۔

سب سے اہم مسئلہ پارٹی پروگرام کو منظور کرنا تھا۔ اس کی جس دفعہ کی موقع پرستوں نے سب سے زیادہ مخالفت کی وہ پرولتاریت کی آمریت کا سوال تھا۔ اس کے علاوہ دوسری دفعات کی بھی اُنہوں نے مخالفت کی لیکن اپنا سارا زور ان لوگوں نے اسی مسئلے کے خلاف لگایا اور ان کی دلیل یہ تھی کہ کئی دوسرے ملکوں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے پروگرام میں اس قسم کی کوئی دفعہ موجود نہ تھی اس لئے روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے پروگرام میں بھی اس کا ہونا لازمی نہیں ہے۔

موقع پرستوں نے پارٹی کے پروگرام میں زرعی مطالبات کو داخل کرنے کی بھی مخالفت کی۔ وہ لوگ انقلاب نہیں چاہتے تھے اس لئے وہ مزدور طبقے کے مددگار کسانوں سے بھی الگ ہی رہنا چاہتے تھے اور ان کی ہمدردی کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔

''بندی'' گروہ اور پولینڈ کے سوشل ڈیموکریٹوں کو یہ اعتراض تھا کہ قوموں کی خودمختاری کا سوال نہیں اُٹھانا چاہئے۔ لینن نے شروع سے یہ تعلیم دی تھی کہ مزدور طبقے کا فرض ہے کہ مظلوم

---

[1] سوشل ڈیموکریٹک یہودیوں کا ادارہ۔

قوموں کا ساتھ دے۔ اس مطالبہ کو پروگرام میں نہ داخل کرنے کے یہ معنی ہوتے کہ پرولتاری بین الاقوامیت کے عقیدے کو ترک کر دیا جائے اور قوموں پر جو مظالم کئے جاتے ہیں ان میں خود بھی شرکت کی جائے۔

لینن نے ان تمام اعتراضات کو بہت آسانی سے رد کر دیا اور اسکرا کا پیش کیا ہوا پروگرام منظور ہو گیا۔ اس پروگرام کے دو حصے تھے۔ ایک انتہائی پروگرام اور دوسرا ابتدائی پروگرام۔ انتہائی یا مکمل پروگرام میں مزدور طبقے کی پارٹی کے سب سے اہم مقصد یعنی اشتراکی انقلاب سے بحث کی گئی تھی جس کے معنی ہیں سرمایہ داروں کی طاقت کو ختم کرنا اور مزدور راج کا قائم کرنا۔ ابتدائی پروگرام میں پارٹی کے فوری مقاصد کا ذکر تھا یعنی وہ مقاصد جن کو سرمایہ داری کی تباہی سے پہلے حاصل کرنا تھا مثلاً زار کے استبداد کا خاتمہ، ایک جمہوری حکومت کا قیام، ایک دن میں زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے کام کرنے کے اصول کو منوانا، دیہات میں زرعی غلاموں کے جو اثرات باقی رہ گئے تھے اُن کو مٹانا اور کسانوں کو وہ زمین واپس دلوانا جو زمینداروں نے ان سے چھین لی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد بالشویکوں نے اس آخری مطالبے کی جگہ تمام زمینداریوں کو ضبط کر لینے کا مطالبہ پیش کیا۔

دوسری کانگرس نے جو پروگرام منظور کیا وہ مزدور طبقے کی پارٹی کا انقلابی پروگرام تھا۔ یہ پروگرام آٹھویں پارٹی کانگرس تک، جو مزدوروں کے انقلاب کی فتح کے بعد منعقد ہوئی تھی، جاری رہا۔ اُس وقت ہماری پارٹی نے ایک نیا پروگرام منظور کیا۔

پروگرام کی منظوری کے بعد پارٹی کے قواعد وضوابط کے مسودے پر بحث شروع ہوئی۔ چونکہ پروگرام کی منظوری سے پارٹی کی نظری وحدت کی بنیاد پڑ چکی تھی اس لئے اب ضروری تھا کہ پارٹی کے قواعد وضوابط بھی مرتب ہو جائیں تاکہ اناڑی پن، مقامی تنگ نظری، تنظیمی انتشار اور ڈسپلن کی کمی کا خاتمہ کیا جا سکے۔

پروگرام کی منظوری تو نسبتاً آسانی کے ساتھ ہو گئی تھی مگر قواعد وضوابط پر بڑے بڑے جھگڑے کھڑے ہوئے۔ سب سے زیادہ اختلاف قواعد کی پہلی دفعہ کے بارے میں پیدا ہو گیا اس دفعہ میں پارٹی کی ممبری کی شرطوں کا ذکر تھا۔ پارٹی کا ممبر کون ہو سکتا ہے؟ پارٹی کی تشکیل کیا ہو؟ پارٹی کی تنظیم کس ڈھنگ سے ہو؟ پارٹی منظم اور مکمل ہو یا یوں ہی ڈھیلی ڈھالی رہے؟ یہ اور اس قسم کے سوال اسی سلسلے میں اُٹھے۔ دو مسودے پیش کئے گئے ایک تو لینن نے پیش کیا جس کی تائید

پلیخوف اور اسکرا کے پکے حامیوں نے کی اور دوسرا مارتوف نے پیش کیا اور اس کے حامی اسکرا کے مذبذب ساتھی اکسلر دوزاسولچ، ٹرانسکی اور سب موقع پرست تھے۔

لینن کے مسودے کے مطابق صرف وہی لوگ پارٹی کے ممبر ہو سکتے تھے جو پارٹی کے پروگرام سے متفق ہوں۔ اس کی مالی مدد کرتے ہوں، اور اس کے کسی ادارے کے رکن ہوں۔ مارتوف کے مسودے میں پہلی دو شرطوں یعنی پروگرام سے اتفاق اور مالی مدد کو تو ضروری قرار دیا گیا تھا لیکن اس بات کو لازمی نہیں مانا گیا تھا کہ پارٹی کے ممبر کو پارٹی کے کسی ادارے کا رکن بھی ہونا چاہئے۔ ان کا خیال تھا کہ بغیر اس شرط کو پورا کئے ہوئے بھی کوئی شخص پارٹی کا ممبر ہو سکتا ہے۔

لینن کا خیال تھا کہ پارٹی ایک منظم ''دستہ'' ہے جس میں ہر شخص نام نہیں لکھوا سکتا بلکہ پارٹی کا کوئی ادارہ ہی اس کو داخل کر سکتا ہے اور اس بنا پر اُسے پارٹی کی ڈسپلن کو ماننا پڑے گا۔ مارتوف کا اس کے برخلاف یہ خیال تھا کہ پارٹی ایک ڈھیلی ڈھالی چیز رہے اور جو شخص چاہے اس کا ممبر بن سکے اور کسی کو ادارے کا رکن ہو کر پارٹی کی ڈسپلن ماننے پر مجبور نہ کیا جائے۔

مارتوف کی تجویز کے یہ معنی نکلتے تھے کہ پارٹی کا دروازہ بالکل کھول دیا جائے اور ناقابلِ اعتماد غیر پرولتاری لوگ بھی اس کے ممبر بن سکیں۔ سرمایہ دارانہ انقلاب سے تھوڑا عرصہ پہلے سرمایہ دار تعلیم یافتہ طبقے میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو وقتی طور پر انقلاب کی حمایت کرتے تھے اور کبھی کبھی پارٹی کے فائدے کا کوئی چھوٹا موٹا کام بھی کر دیتے تھے لیکن ایسے لوگ نہ تو کسی ادارے کے رکن ہونے والے تھے، نہ پارٹی کی ڈسپلن کو ماننے والے تھے، نہ پارٹی کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو پورا کرنے والے تھے اور نہ اس کے خطرات میں پڑنے کو تیار تھے۔ باوجود اس کے مارتوف اور دوسرے منشویکوں کی رائے تھی کہ ان کو پارٹی کا ممبر سمجھا جائے اور ان کو اس بات کا حق اور موقع دیا جائے کہ پارٹی کے معاملات پر اثر ڈال سکیں۔ اُنہوں نے تو یہ بھی تجویز کر دیا کہ ہر اس شخص کو جو ہڑتال میں شریک ہو چکا ہو اس کا حق دیدینا چاہئے کہ وہ پارٹی کا ممبر بن سکے حالانکہ ہڑتال تو غیر اشتراکی نراجی اور ''اشتراکی انقلابی'' بھی کیا کرتے تھے۔

اس طرح مارتوف کے پیرو یہ چاہتے تھے کہ ایسی پارٹی نہ بن سکے جس میں خیال اور عمل کی وحدت ہو، جو باہمت ہو اور ایک واضح تنظیم رکھتی ہو اور جس کے لئے لینن اور لینن کے پیرو کانگرس کے اجلاس میں جدوجہد کر رہے تھے بلکہ ایک انمل، بے جوڑ، ڈھیلی ڈھالی اور بے ڈیل ڈول کی

پارٹی بن جائے جس میں نہ تنظیم ہو اور نہ ڈسپلن۔

اسکرا کے مذبذب حامیوں کے نوٹ کریچ والے گروہ سے مل جانے سے اور کھلے ہوئے موقع پرستوں کے ایک رائے ہو جانے سے پلہ مارتوف کے حق میں جھک گیا اور 28 رائے کی موافقت اور 22 کی مخالفت سے مارتوف کی تجویز منظور ہو گئی (اس موقع پر ایک شخص غیر جانبدار تھا)۔

اسکرا کے حامیوں میں پھوٹ پڑ جانے کی وجہ سے کانگرس میں آپس کے جھگڑے اور زیادہ بڑھ گئے۔ جب کانگرس کی کارروائی قریب ختم کے پہنچی اور صرف ایک کام باقی رہ گیا یعنی پارٹی کے مرکزی اخبار (اسکرا) کی مجلس ادارت اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا چناؤ تو کچھ ایسے واقعے پیش آئے کہ دونوں گروہوں کی تعداد میں کافی اُلٹ پھیر ہو گیا۔

قواعد وضوابط کے سلسلے میں کانگرس کو ''بند'' کے معاملے کو بھی طے کرنا پڑا۔ ''بند'' کا یہ مطالبہ تھا کہ پارٹی کے اندر اس کو ایک خاص جگہ دی جائے اور اس کو روس کے یہودی مزدوروں کا واحد نمائندہ سمجھا جائے۔ اس مطالبے کو ماننے کے یہ معنی ہوتے کہ پارٹی کے اداروں میں مزدوروں کو قومیت کی بنا پر تقسیم کر دیا جائے، اور ہر علاقے میں مزدوروں کی مشترکہ طبقاتی تنظیم کے اصول کو ترک کر دیا جائے۔ اس لئے پارٹی نے اصولی طور پر اس مطالبے کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس فیصلے کے بعد ''بند'' والے کانگرس سے کنارہ کش ہو گئے۔ دو ''معاشیاتی'' بھی کانگرس سے الگ ہو گئے اس لئے کہ ان کی ''بیرونی لیگ'' کو روس کے باہر پارٹی کا نمائندہ نہیں تسلیم کیا گیا۔ ان سات آدمیوں کے چلے جانے سے کانگرس میں لینن کے پیروؤں کی اکثریت ہو گئی۔

شروع ہی سے لینن نے اپنی توجہ اس بات پر رکھی تھی کہ پارٹی کے مرکزی اداروں میں صحیح قسم کے لوگ چنے جائیں اور خاص کر مرکزی کمیٹی میں پکے انقلابی ہی رکھے جائیں۔ مارتوف کے حامیوں کی کوشش تھی کہ مرکزی کمیٹی میں ڈانوا ڈول اور موقع پرست عناصر کا غلبہ ہو جائے۔ کانگرس کی اکثریت نے لینن کا ساتھ دیا اور جو مرکزی کمیٹی چنی گئی اس میں سب لینن کے پیرو تھے۔

لینن کی تجویز پر اسکرا کی مجلس ادارت کے لئے لینن، پلیخوف اور مارتوف کے نام منظور ہوئے۔ مارتوف نے مطالبہ کیا تھا کہ مجلس ادارت کے پرانے چھ ممبر سب کے سب پھر سے منتخب کئے جائیں اس لئے کہ اس میں اکثریت مارتوف کی حامی تھی۔ کانگرس نے یہ مطالبہ رد کر دیا اور

لینن کے پیش کئے ہوئے تین نام منظور ہو گئے۔ اس پر مارتوف نے اعلان کر دیا کہ وہ مرکزی اخبار کی مجلس ادارت میں کام کرنے کو تیار نہیں۔

اس طرح پارٹی کے مرکزی اداروں کے سوال پر کانگرس نے اپنے ووٹ سے مارتوف کی شکست اور لینن کی فتح پر مہر لگا دی۔ اُسی وقت سے لینن کے پیرو جن کو زیادہ ووٹ ملے تھے بالشویک (اکثریت والے) اور لینن کے مخالف جن کو کم ووٹ ملے تھے منشویک (اقلیت والے) کہے جانے لگے۔

دوسری کانگرس کے کام کے پورے جائزے کے بعد ہم یہ نتیجے نکال سکتے ہیں:

(1) کانگرس میں ''معاشیت'' اور کھلی موقع پرستی کے خلاف مارکسزم کو مکمل فتح حاصل ہوئی۔

(2) پروگرام اور قواعد وضوابط کو منظور کر کے کانگرس نے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی باقاعدہ تشکیل کی اور ایک واحد پارٹی کے لئے ڈھانچا تیار کیا۔

(3) کانگرس میں تنظیم کے سوال پر بہت بڑے بڑے اختلافات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے پارٹی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی یعنی بالشویک اور منشویک۔ ان میں سے پہلے گروہ نے انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے تنظیمی اصولوں کی حمایت کی اور دوسرا گروہ تنظیمی انتشار اور موقع پرستی کے دلدل میں پھنس کر رہ گیا۔

(4) کانگرس میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ پرانے موقع پرستوں یعنی ''معاشیاتیوں'' کی جگہ (جن کو پارٹی میں پہلے ہی شکست ہو چکی تھی) اب نئے موقع پرستوں یعنی منشویکوں نے لے لی ہے۔

(5) کانگرس میں اس کی صلاحیت نہیں تھی کہ تنظیمی سوالوں کو پوری طرح حل کر سکتی اس میں کافی تذبذب ظاہر ہوا اور کبھی کبھی تو منشویکوں کی بات بھی مان لی گئی اور اگرچہ آخر میں کانگرس کی حالت سدھر گئی لیکن پھر بھی یہ ممکن نہ ہو سکا کہ منشویکوں کی موقع پرستی کا بھانڈا اچھی طرح پھوٹ جاتا اور پارٹی میں ان کا اثر باقی نہ رہتا یا کم سے کم یہ فرض ہی پارٹی کے سامنے صاف طور پر آ جاتا کہ ان لوگوں کو الگ کرنا ہے۔ یہی خاص وجہ تھی کہ کانگرس کے بعد بالشویکوں اور منشویکوں کی باہمی کشمکش بجائے کم ہونے کے اور زیادہ سخت ہو گئی۔

(4) دوسری کانگرس کے بعد منشویک رہنماؤں کی تفرقہ اندازی اور پارٹی کے اندر کشمکش میں اضافہ۔ منشویکوں کی موقع پرستی۔ لینن کی کتاب ''ایک قدم آگے دو قدم پیچھے'' مارکسی پارٹی کے تنظیمی اصول۔

دوسری کانگریس کے بعد پارٹی کی اندرونی کشمکش اور زیادہ سخت ہو گئی۔ منشویکوں نے دوسری کانگرس کے فیصلوں کو ناکام بنانے اور پارٹی کے مرکزی اداروں پر قبضہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ان کے اتنے نمائندوں کو اسکرا کی مجلس ادارت اور مرکزی کمیٹی میں شامل کیا جائے کہ مجلس ادارت میں ان کی اکثریت ہو جائے اور مرکزی کمیٹی میں وہ اور بالشویک برابر ہو جائیں۔ چونکہ یہ مطالبہ دوسری کانگرس کے فیصلے کے بالکل خلاف تھا اس لئے بالشویکوں نے اس کو رد کر دیا۔ تب منشویکوں نے چپکے چپکے اپنی ایک ٹولی بنائی جو پارٹی کے مفاد کے خلاف تھی۔ اس میں مارتوف، ٹراٹسکی اور اکسلر ود آگے آگے تھے۔ ان لوگوں نے جیسا کہ مارتوف نے خود ہی لکھا ''لینن ازم کے خلاف بغاوت کر دی۔'' ان لوگوں نے پارٹی کی مخالفت کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بقول لینن یہ تھا کہ ''پارٹی کے سارے کام کو درہم برہم کر دیا جائے، پارٹی کے مفاد کو نقصان پہنچایا جائے، اور ہر بات میں روڑے اٹکائے جائیں۔'' اُنہوں نے ''روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی بیرونی لیگ'' میں اپنا مضبوط اثر قائم کر لیا، جس میں نوے فیصدی تعلیم یافتہ طبقے کے ایسے افراد تھے جو ملک کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ملکی حالات سے بے خبر تھے۔ اس مقام سے ان لوگوں نے لینن اور ان کے پیرووں کے خلاف حملہ کرنا شروع کر دیا۔

منشویکوں کو پلیخنوف سے کافی مدد ملی۔ دوسری کانگرس میں تو پلیخنوف نے لینن کا ساتھ دیا تھا لیکن اس کے بعد وہ منشویکوں کی اس دھمکی میں آ گیا کہ اگر اُن لوگوں کی بات نہ مانی گئی تو وہ پارٹی سے الگ ہو جائیں گے۔ چنانچہ پلیخنوف نے یہ فیصلہ کیا کہ منشویکوں سے بہر صورت سمجھوتا کر لینا چاہئے۔ اپنی پرانی موقع پرستانہ غلطیوں کے بھاری بوجھ سے پلیخنوف نے آہستہ آہستہ منشویکوں کی طرف گھسنا شروع کیا اور اُن موقع پرستوں سے سمجھوتے کی حمایت کرتے کرتے وہ حضرت خود ہی منشویک بن گئے۔ پلیخنوف نے بھی اب یہ مطالبہ کیا کہ اسکرا کی مجلس ادارت کے سب پرانے

منشویک ممبر جن کے نام کانگرس نے مسترد کر دیے تھے پھر اس مجلس میں شامل کر لیے جائیں۔ لینن بھلا اس بات کو کب مان سکتے تھے اس لیے اُنہوں نے اسکرا کی مجلس ادارت سے استعفیٰ دے دیا اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں اپنی طاقت کو بڑھا کر موقع پرستوں کو شکست دینے کا ارادہ کیا۔ بغیر کسی سے مشورہ کیے ہوئے اور کانگرس کے منشاء کے بالکل خلاف پلیخنوف نے اسکرا کے پرانے منشویک اڈیٹروں کو مجلس ادارت میں شامل کر لیا۔ اس وقت سے (یعنی باونویں پرچے سے) منشویکوں نے اسکرا کو بالکل اپنا اخبار بنا لیا اور اس کے صفحات میں اپنی موقع پرستی کا پروپیگنڈا کرنے لگے۔ تب ہی سے پارٹی کے اندر لینن کے بالشویکی اسکرا کو ''پرانا اسکرا'' اور منشویکی اسکرا کو ''نیا اسکرا'' کہا جاتا ہے۔

منشویکوں کے ہاتھ میں جا کر اسکرا لینن اور بالشویکوں کے خلاف جدوجہد کا ایک آلہ بن گیا اور خاص کر تنظیمی معاملات میں منشویکی موقع پرستی کی حمایت کرنے لگا۔ ''معاشیاتیوں'' اور ''بندیوں'' سے مل کر منشویکوں نے اسکرا کے صفحات میں (بقول خود) لینن ازم کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ پلیخنوف نے بھی اپنی سمجھوتا کرانے کی پالیسی چھوڑ دی اور بہت جلد وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ مل گیا منطقی اعتبار سے ایسا ہونا بالکل لازمی تھا اس لیے کہ جو کوئی موقع پرستوں سے سمجھوتا کرنے پر اصرار کرے گا وہ لازمی طور پر خود بھی موقع پرستی کی دلدل میں پھنس جائے گا۔ اب ''نئے اسکرا'' کے صفحات میں مضامین اور بیانات کی بھرمار ہونے لگی کہ پارٹی کے لیے مکمل تنظیم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آزاد افراد اور گروہوں کو پارٹی کے اندر رہنے کی اجازت ہونا چاہئے اور ان پر پارٹی کے اداروں کے فیصلوں کی پابندی لازمی نہیں ہونا چاہئے یہی نہیں بلکہ تعلیم یافتہ طبقے کے ہر فرد کو جس کو پارٹی سے ہمدردی ہو اور ہر ہڑتالی اور ہر اس شخص کو جو کسی مظاہرے میں حصہ لیتا ہے اس بات کا حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو پارٹی کا ممبر کہہ سکے اور یہ بھی کہ فیصلوں کی پابندی کا مطالبہ محض ''رسمیت'' اور دفتریت ہے اور اقلیت کو اکثریت کا فیصلہ ماننے پر مجبور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پارٹی کے ممبروں کی آزادی کو بے سوچے سمجھے سلب کر لیا جائے اور یہ مطالبہ کرنا کہ پارٹی کے ہر ممبر کو چاہے وہ رہنما ہو یا معمولی پیرو پارٹی کی ڈسپلن کا پابند ہونا چاہئے ''غلامی'' کو رائج کرنا ہے اور یہ کہ ''ہم'' کو پارٹی میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ مرکزیت نہیں ہے بلکہ نراجی ''خود اختیاری'' ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ افراد اور اداروں کو پارٹی کے فیصلوں کو ٹھکرا

دینے کی ضرورت ہے۔

اس طرح تنظیمی بے عنوانی کی حمایت میں بے مہار پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ پارٹی کے اصول اور ڈسپلن کی جڑ کٹ جاتی، یہ تعلیم یافتہ طبقے کی انفرادیت کو آسمان پر چڑھانا تھا اور نراجیوں کو ڈسپلن سے جو فطری نفرت ہے اس کے لئے عذر تراشنا تھا۔ یہ بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا کہ منشویک پارٹی کو دوسری کانگرس سے پہلے کے تنظیمی انتشار، مقامی تنگ نظری اور اناڑی پن کی طرف واپس لے جانا چاہتے تھے۔

ضرورت تھی کہ منشویکوں کو سختی کے ساتھ جواب دیا جائے۔ چنانچہ یہ کام لینن نے اپنی مشہور کتاب ''ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے'' میں، جو مئی 1904ء میں شائع ہوئی، انجام دیا لینن نے حسب ذیل تنظیمی اصول اس کتاب میں بیان کئے جو آگے چل کر بالشویک پارٹی کی تنظیم میں بنیاد کی طور پر کام آئے:

(1) مارکسی پارٹی مزدور طبقے کا ایک حصہ بلکہ ایک دستہ ہے لیکن مزدور طبقے کے بہت سے دستے ہیں اس لئے ہر دستے کو مزدور طبقے کی پارٹی نہیں کہا جا سکتا۔ پارٹی اور دوسرے دستوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ پارٹی ایک معمولی دستہ نہیں ہے بلکہ ہراول دستہ ہے، طبقاتی احساس رکھنے والا اور مارکسی دستہ ہے، جس کے پاس سماج کی زندگی اور اس کی نشوونما اور طبقاتی جنگ کے اصول کا علم موجود ہے اور اس لئے وہ مزدور طبقے کی رہنمائی اور تحریک کو چلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے پارٹی اور مزدور طبقے کو ایک ہی نہیں سمجھنا چاہئے بالکل اسی طرح جیسے جزو کو کل نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ مطالبہ کرنا غلط ہے کہ ہر ''ہڑتالی'' کو پارٹی کا ممبر مان لیا جائے کیونکہ جو کوئی پارٹی اور طبقے کو ایک ہی سمجھتا ہے وہ پارٹی کے سیاسی شعور کی سطح کو نیچا کر کے ہر ''ہڑتالی'' کی سطح تک لے آتا ہے اور پارٹی کی اس حیثیت کو ختم کر دیتا ہے کہ وہ طبقاتی احساس رکھنے والا ہراول دستہ ہے۔ پارٹی کا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی سطح کو نیچا کر کے ہر ''ہڑتالی'' کی سطح تک لے آئے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ عام مزدوروں کو اوپر اٹھائے اور ہر ''ہڑتالی'' کو اونچا کر کے پارٹی کی سطح تک پہنچائے۔

لینن نے لکھا ہے کہ ''ہم مزدور طبقے کی پارٹی ہیں اس لئے تقریباً پورے مزدور طبقے کو (اور لڑائی اور خانہ جنگی کے زمانے میں تو پورے طبقے کو) ہماری پارٹی کی رہنمائی میں کام کرنا چاہئے اور

جہاں تک ہو سکے اس سے گہرا تعلق رکھنا چاہیے لیکن یہ سمجھنا کہ سرمایہ داری کے دور میں پورا طبقہ یا تقریباً پورا طبقہ اپنے ہراول دستے یعنی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی بیداری اور عمل کی سطح تک پہنچ جائے گا "مانی لوفزم" (ذرا سی کامیابی پر مطمئن ہو کر بیٹھ جانا) اور خوستزم ("دم چھلا پن") ہے۔ کسی سمجھدار سوشل ڈیموکریٹ کو اب تک اس بات میں شک نہیں پیدا ہوا ہے کہ سرمایہ داری کے دور میں ٹریڈ یونین کے اداروں میں بھی، جو بالکل ابتدائی ادارے ہوتے ہیں اور غیر ترقی یافتہ طبقے کو بھی جن کی ضرورت کا احساس ہو سکتا ہے، سب کے سب مزدور نہیں شریک ہوتے۔ ہراول دستے اور عام لوگوں میں جو اس کی طرف کھنچ کر آتے ہیں بہت فرق ہوتا ہے۔ اس فرق کو بھول جانا اور یہ نہ سوچنا کہ ہراول کا کام ہے کہ برابر زیادہ سے زیادہ عوام کو اٹھا کر اونچی سطح تک پہنچائے اپنے آپ کو دھوکا دینا اور اپنے فرض کی عظمت کو نہ سمجھنا بلکہ اس فرض ہی کو محدود کر دینا ہے۔"[1]

(2) پارٹی مزدور طبقے کا محض ذی شعور ہراول دستہ نہیں ہے بلکہ ایک منظم دستہ ہے اور اس کی ڈسپلن کا معیار بھی خاص ہے جس کی پابندی ہر ممبر پر لازم ہے اس لئے پارٹی کے ہر ممبر کے لئے ضروری ہے کہ کسی ادارے کا رکن ہو۔ اگر پارٹی ایک منظم دستہ نہ بن سکے اور اس کی تنظیم میں باقاعدگی نہ ہو بلکہ ان افراد کا محض ایک مجموعہ ہو جو اپنے آپ کو پارٹی کا ممبر تو کہتے ہوں لیکن جو پارٹی کے کسی ادارے کے رکن نہ ہوں، اس لئے خود منظم نہ ہوں، اور اسی بنا پر پارٹی کے فیصلوں کو ماننے پر مجبور نہ ہوں تو ایسی حالت میں پارٹی کا نہ کوئی متحدہ ادارہ ہو سکتا ہے اور نہ متحدہ عمل اور نہ وہ مزدور طبقے کی جدوجہد کی رہنمائی ہی کر سکتی ہے۔ پارٹی اُسی وقت مزدوروں کی جدوجہد کی عملی رہنمائی کر سکتی ہے اور اس کو ایک منزل تک پہنچا سکتی ہے جب اس کے سب ممبر منظم ہوں اور ایک مشترک دستے میں ایک ارادے ایک عمل اور ایک ڈسپلن کے ساتھ مضبوطی سے شامل ہوں۔

منشویکوں کا یہ اعتراض ہے کہ ایسی حالت میں بہت سے تعلیم یافتہ طبقے کے افراد مثلاً پروفیسر یونیورسٹی یا ہائی اسکول کے طالب علم وغیرہ پارٹی کے اندر نہیں آ سکتے کیونکہ وہ پارٹی کے کسی ادارے کا رکن بننا پسند نہیں کریں گے یا تو اس وجہ سے کہ وہ پارٹی کی ڈسپلن سے گھبراتے ہیں یا اس لئے کہ جیسا پلیخنوف نے دوسری کانگرس میں کہا تھا وہ لوگ کسی مقامی ادارے میں شریک ہونا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔ یہ اعتراض ایسا ہے کہ اس سے خود منشویکوں کے دعوے پر چوٹ پڑتی ہے اس

[1] لینن کی تصانیف کا مجموعہ، روسی ایڈیشن، ج6، ص 205-206

لئے کہ پارٹی کو ایسے ممبروں سے کیا فائدہ جو نہ اس کی ڈسپلن مانیں اور نہ اس کے کسی ادارے میں شریک ہونے کو تیار ہوں۔ مزدور ڈسپلن سے نہیں ڈرتے اور جب وہ یہ طے کر لیتے ہیں کہ انہیں پارٹی کا ممبر بننا ہے تو وہ پارٹی کے کسی ادارے میں بھی خوشی سے شریک ہو جاتے ہیں۔ انفرادیت پسند تعلیم یافتہ لوگ البتہ ڈسپلن اور تنظیم سے گھبراتے ہیں اور پارٹی کے اندر پابند ہو کر نہیں رہنا چاہتے۔ تو اس میں سراسر فائدہ ہی ہے اس لئے کہ پارٹی ایسے آدمیوں کے ہجوم سے بچ جائے گی جن پر پورا بھروسا نہیں کیا جا سکتا اور جن کے پارٹی کے اندر گھس آنے کا اس زمانے میں خاص طور پر خطرہ تھا کیونکہ سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کی تحریک زوروں پر تھی۔

لینن نے لکھا ہے کہ "جب میں یہ کہتا ہوں کہ پارٹی کو اداروں کا مجموعہ ہونا چاہیے تو میں اپنی اس خواہش کو صاف صاف بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پارٹی کو جو طبقے کی ہراول ہے اچھی طرح منظم ہونا چاہیے اور پارٹی میں صرف انہی لوگوں کو داخل کرنا چاہیے جو تنظیم کی ایک مقرر حد کی پابندی کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔"[1]

آگے چل کر پھر لینن نے لکھا ہے کہ "مارتوف کی تجویز سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مزدور طبقے کی کثیر تعداد کے مفاد کی حفاظت کرتی ہے لیکن دراصل وہ سرمایہ دار تعلیم یافتہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے جو پرولتاری ڈسپلن اور تنظیم سے گھبراتے ہیں۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان کی یہی انفرادیت پسندی اور ڈسپلن اور تنظیم سے عدم مناسبت ہی ہے جو تعلیم یافتہ لوگوں کو جدید سرمایہ دارانہ سماج میں ایک علیحدہ جماعت کی حیثیت سے ممتاز کرتی ہے۔"[2] اس کے بعد:

"مزدور جماعت تنظیم اور ڈسپلن سے نہیں ڈرتی .... اس طبقہ کو ان معزز پروفیسروں اور اونچے درجے کے طالب علموں کی ضرورت نہیں ہے جو محض اس وجہ سے پارٹی کے کسی ادارے میں شریک ہو کر پارٹی کا ممبر نہیں بننا چاہتے کہ ان کو اس ادارے کی نگرانی میں کام کرنا پڑے گا .... جن لوگوں میں تربیت نفس کی کمی ہے اور جو اپنے آپ کو تنظیم اور ڈسپلن کا عادی نہیں بنا سکتے وہ مزدور طبقے کے افراد نہیں بلکہ ہماری پارٹی کے چند پڑھے لکھے لوگ ہیں۔"[3]

[1] ایضاً ص 203

[2] ایضاً ص 212

[3] ایضاً ص 307

(3) پارٹی محض ایک منظم دستہ نہیں بلکہ مزدور طبقے کی تنظیم کی اعلیٰ ترین شکل ہے، اور اس کا فرض ہے کہ مزدور طبقے کے تمام دوسرے اداروں کی رہنمائی کرے۔ چونکہ یہ تنظیم کی مکمل ترین شکل ہے جس میں طبقے کے بہترین افراد شامل ہیں اور چونکہ اس کے پاس ترقی یافتہ نظریہ اور طبقاتی جنگ کے اصولوں کا علم اور انقلابی تحریک کا تجربہ بھی موجود ہے اس لئے اس میں مزدور طبقے کے دوسرے اداروں کی بھی رہنمائی کی صلاحیت ہے اور یہ کام اس کے لئے نہایت ضروری ہے۔ منشویکوں کی یہ کوشش کہ پارٹی کی رہنمایانہ حیثیت کو کم کر کے دکھایا جائے مزدوروں کے دوسرے اداروں کو بھی کمزور کرنے کے برابر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مزدور جماعت کمزور اور نہتی ہو جائے گی اس لئے کہ "طاقت حاصل کرنے کی جدوجہد میں اس کے پاس تنظیم کے علاوہ اور کوئی دوسرا ہتھیار نہیں ہے۔"[1]

(4) پارٹی اس تعلق کا مجسمہ ہے جو مزدور طبقے کے ہراول اور لاکھوں مزدوروں کے درمیان ہونا چاہئے۔ پارٹی کتنی ہی عمدہ ہراول کیوں نہ ہو اور اُس کی تنظیم کتنی ہی مکمل کیوں نہ ہو لیکن وہ اس وقت تک نہ زندہ رہ سکتی ہے اور نہ ترقی کر سکتی ہے جب تک وہ ان عوام سے تعلقات نہ پیدا کرے جو پارٹی کے باہر ہیں اور ان تعلقات کو برابر بڑھاتی اور مضبوط کرتی نہ رہے۔ جو پارٹی اپنی چہاردیواری میں بند ہو کر رہ جائے اور عوام سے الگ ہو جائے یا اپنے طبقے سے اپنے رشتے کو کمزور کرلے وہ لازمی طور پر عوام کا اعتماد اور اُن کی مدد کھودے گی اور پھر اس کا ختم ہو جانا یقینی ہو جائے گا پوری طور پر زندہ رہنے اور ترقی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پارٹی عوام سے اپنے تعلق کو بڑھاتی رہے اور اپنے طبقے کے لاکھوں انسانوں کا اعتماد حاصل کرتی رہے۔

"سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خاص کر طبقے کی مدد حاصل کرے۔"[2]

(5) اپنا کام ٹھیک طریقے سے انجام دینے کے لئے اور عوام کی باقاعدہ رہنمائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ پارٹی کی تنظیم مرکزیت کے اصول پر ہو، پارٹی کے مقررہ قواعد و ضوابط ہوں، سب کے لئے، ایک طرح کی ڈسپلن ہو، ایک مرکزی ادارہ، پارٹی کی کانگرس، اور کانگرسوں کے درمیانی وقفہ کے لئے پارٹی کی مرکزی کمیٹی ہو، اقلیت اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کرے اور ہر نچلا ادارہ اپنے

[1] لینن کے چیدہ مضامین، انگریزی ایڈیشن، ج 2، ص 466

[2] لینن، مجموعہ، روسی ایڈیشن، ج 6، ص 208

اوپر کے ادارے کا حکم مانے۔ اگر یہ شرطیں پوری نہ ہوئیں تو مزدور طبقے کی پارٹی صحیح طور پر قائم نہیں ہو سکتی اور نہ طبقے کی رہنمائی کا فرض پورا کر سکتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ زاریت کے زمانے میں پارٹی غیر قانونی تھی اس لئے پارٹی کی تنظیم اس اصول پر نہیں ہو سکتی تھی کہ نیچے سے منتخب ہو کر اوپر کی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ پارٹی کو سختی سے "سازشی" طریقہ کار اختیار کرنا پڑا۔ لیکن لینن کا خیال تھا کہ پارٹی کی زندگی میں یہ ایک عارضی دور ہے جو زاریت کے ختم ہوتے ہی بدل جائے گا کیونکہ اس وقت پارٹی قانون ہو جائے گی اور اعلانیہ کام کرے گی۔ اس وقت پارٹی کی تنظیم جمہوری انتخاب اور جمہوری مرکزیت کے اصول کے مطابق ہوگی۔

"پہلے ہماری پارٹی ایک منظم اور باقاعدہ پارٹی نہیں تھی بلکہ مختلف گروہوں کا مجموعہ تھی اس لئے اُن گروہوں کے درمیان سوا اس کے کوئی دوسرا رشتہ ممکن نہ تھا کہ ایک دوسرے کے خیالات پر اثر ڈالے لیکن اب ہماری پارٹی منظم ہو گئی ہے اس لئے اب اقتدار اور اختیار قائم کرنے کی ضرورت ہے اور خیالات کی طاقت کو عملی اقتدار کی طاقت میں بدل جانا چاہئے جس کے معنی یہ ہیں کہ پارٹی کے نچلے اداروں کو اوپر کے اداروں کے فیصلوں کو ماننا چاہئے۔"[1]

لینن نے منشویکوں پر تنظیمی عدم پسندی، اور رئیسانہ مزاج پسندی کا جرم عائد کیا کیونکہ وہ پارٹی کے اقتدار اور ڈسپلن کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اور یہ لکھا:

"یہ رئیسانہ مزاج پسندی روسی "عدم پسندوں" کا خاص نشان ہے۔ وہ پارٹی کی تنظیم کو ایک ہیبت ناک "کارخانہ" کہتے ہیں اور جزو کو کُل کا ماتحت بنانے یا اقلیت کو اکثریت کا تابع رکھنے کو "غلامی" سے تعبیر کرتے ہیں، ایک مرکز کی نگرانی میں کام کی تقسیم کو دیکھ کر وہ چلا اُٹھتے ہیں کہ "انسانوں کو کل پرزوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے" پارٹی کے تنظیمی قواعد و ضوابط کا ذکر سن کر وہ ایک حقارت آمیز طریقہ سے منہ بنا کر کہتے ہیں کہ "قواعد و ضوابط کی آخر ضرورت کیا ہے؟"[2]

[1] ایضاً ص 291 [2] انتخاب، انگریزی، ج 2، ص 242-243

(7) اگر پارٹی اپنے عملی کام میں اندرونی اتحاد قائم رکھنا چاہتی ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ ایک قسم کی ڈسپلن پارٹی کے سب ممبروں پر عائد کرے چاہے وہ رہنما ہوں یا معمولی پیرو۔ پارٹی کے اندر اس قسم کی کوئی تقسیم نہیں ہونا چاہئے کہ یہ تو چند ممتاز افراد ہیں جن کے لئے ڈسپلن لازمی نہیں اور باقی ''بہت سے معمولی لوگ'' ہیں جن پر ڈسپلن لازمی ہے۔ اگر اس شرط کی پابندی نہیں کی جائے گی تو پارٹی کی وحدت اور ممبروں کا اتحاد قائم نہیں رہ سکتا۔

''مارتوف وغیرہ کے پاس کانگرس کے اُس فیصلے کے خلاف جو اُس نے مجلس ادارت کے تقرر کے بارے میں کیا ہے کہ کوئی معقول دلیل ہے۔ اس کا کھلا ہوا ثبوت تو خود ان کا یہ فقرہ ہے کہ غلام نہیں ہیں، سرمایہ دارانہ تعلیم یافتہ طبقے کی دماغی کیفیت کا بیان اس فقرے میں بہت صفائی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وہ لوگ اپنے آپ کو ''ممتاز افراد'' خیال کرتے ہیں جو عام تنظیم اور ڈسپلن سے بالاتر ہیں ''ایسے لوگوں'' کی انفرادیت کو مزدور طبقہ کی ساری تنظیم ''غلامی'' ہی نظر آتی ہے۔ (مجموعہ، روسی، ج6، ص282)

آگے چل کر لینن نے لکھا ہے:

''جیسے جیسے ہم اصلی پارتی کی تعمیر میں قدم آگے بڑھاتے جائیں طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو دو قسم کی ذہنیتوں میں امتیاز کرنا چاہئے۔ ایک تو مزدوروں کی فوج کے سپاہی کی ذہنیت اور دوسری ان سرمایہ دار تعلیم یافتہ لوگوں کی ذہنیت جو نراجی خیالات کی نمائش کرتے ہیں۔ اُن کو یہ مطالبہ کرنا بھی سیکھنا چاہئے کہ پارٹی کے فرائض کو پورا کرنا صرف معمولی ممبروں کا ہی کام نہیں ہے بلکہ ان کا بھی ہے جو ''سرگروہ'' ہیں۔ (انتخاب، انگریزی ج2، ص445-446)

لینن نے تمام اختلافات کی تحلیل کر کے یہ دکھا دیا کہ منشویکوں کا نقطۂ نظر ''تنظیمی معاملات میں موقع پرستی'' کا ہے اور اپنا یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ پارٹی کی تنظیم کو، جو مزدوروں کی جنگ آزادی میں ہتھیار کا درجہ رکھتی ہے، غیر اہم چیز بتاتے ہیں۔ منشویکوں کا خیال تھا کہ انقلاب کی آخری کامیابی کے لئے مزدوروں کی پارٹی کی تنظیم کوئی خاص

اہمیت نہیں رکھتی۔ برخلاف اس کے لینن کا خیال تھا کہ کامیابی کے لئے مزدوروں کا نظری اتحاد ہی کافی نہیں ہے۔ اگر کامیابی حاصل کرنا ہے تو نظری اتحاد کو مزدور طبقہ کی ''تنظیم کے مادی اتحاد'' کے ذریعے ٹھوس بنانا پڑے گا۔ بغیر اس کے مزدور جماعت ایک ناقابل شکست طاقت نہیں بن سکتی۔

''طاقت حاصل کرنے کی جدوجہد میں مزدور جماعت کے پاس تنظیم کے علاوہ کوئی دوسرا ہتھیار نہیں ہے۔ وہ سرمایہ دارانہ دنیا کے نراجی مقابلے کی وجہ سے غیر متحد ہے سرمایہ داروں کی مشقت کے بوجھ سے دبی جا رہی ہے اور مفلسی بدحالی اور جہالت کی انتہائی گہرائی میں دھنستی جا رہی ہے۔ ایسی حالت میں یہ طبقہ اُسی وقت ایک ناقابل شکست طاقت بن سکتا ہے جب مارکسزم کے اصول پر اس کا نظری اتحاد ہو اور یہ اتحاد ٹھوس بن کر ایک ایسے ادارے کی شکل میں ظاہر ہو جس میں مادی تنظیم موجود ہو اور جو لاکھوں محنت کشوں کو ملا کر مزدور طبقے کی ایک باقاعدہ فوج تیار کر سکے۔ پھر اس فوج کا مقابلہ نہ تو زار کی بوسیدہ حکومت کر سکے گی اور نہ کہن سال بین الاقوامی سرمایہ داری''۔ (ایضاً ص466)

ان زوردار الفاظ کے ساتھ لینن نے اپنی کتاب ختم کی اور یہ ہیں وہ اصول جو اُس کتاب میں بیان کئے گئے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس نے نہایت کامیابی سے حلقوں کے اصول کے مقابلے میں پارٹی کے اصول کو صحیح ثابت کیا اور پارٹی کو انتشار پیدا کرنے والوں سے بچایا۔ اس نے تنظیمی معاملات میں منشویکوں کو موقع پرستی کی دھجیاں اُڑا دیں اور بالشویک پارٹی کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس کتاب کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس میں لینن نے مارکسزم کی تاریخ میں پہلی بار پارٹی کے نظریہ کو واضح کیا اور اس کو مزدور طبقہ کا سب سے اہم ہتھیار بتایا جس کے بغیر اس طبقہ کی آمریت کی جدوجہد کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتی۔

لینن کی کتاب ''ایک قدم آگے، دو قدم پیچھے'' کی اشاعت سے پارٹی کے کارکن اور مقامی ادارے زیادہ تر لینن کے ساتھ ہو گئے لیکن یہ ادارے لینن سے جتنا ہی قریب ہوتے گئے منشویکوں رہنماؤں کا رویہ اتنا ہی زیادہ تلخ ہوتا گیا۔ 1904ء کی گرمیوں میں پلیخوف کی مدد اور بگڑے ہوئے بالشویکوں کراسین اور نوسکوف کی بدعہدی کی وجہ سے مرکزی کمیٹی میں منشویکوں کی

کمیٹی دونوں کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے بالشویکوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثریت ہوگئی۔ اب یہ ظاہر ہوگئی کہ منشویک، پارٹی میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اسکرا اور مرکزی

اب یہ ضروری ہوگیا کہ بالشویک خود اپنا ایک اخباری جاری کریں اور پارٹی کی تیسری کانگرس بھی بلائی جائے تا کہ ایک نئی مرکزی کمیٹی مقرر ہو سکے اور منشویکوں کا زور توڑا جائے۔

چنانچہ لینن کی سرکردگی میں بالشویکوں نے یہ کام شروع کیا۔ اگست 1904ء میں لینن کی رہنمائی میں بائیس بالشویکوں کی ایک کانفرنس سوئٹزرلینڈ میں منعقد ہوئی اس کانفرنس نے ''پارٹی کے نام'' ایک اپیل تیار کی۔ اس اپیل نے تیسری کانگرس کو بلانے کی تحریک میں بالشویکوں کے لئے ایک پروگرام کا کام دیا۔

بالشویک کمیٹیوں کی تین صوبائی کانفرنسوں (جنوبی، شمالی، قفقازی) میں ایک اکثریت کی کمیٹیوں کی مجلس، کا انتخاب ہوا اور اس مجلس نے پارٹی کی تیسری کانگرس کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ 4۔ جنوری 1905ء کو بالشویک اخبار وپریو (یعنی ''اقدام'' کا پہلا پرچہ شائع ہوا ___ اس طرح پارٹی کے اندر دو گروہ......... پیدا ہو گئے جن کی اپنی اپنی الگ مرکزی کمیٹی تھی اور اخبار بھی الگ الگ تھے۔ یہ دو گروہ تھے بالشویک اور منشویک۔

خلاصہ

1901ء تا 1904ء کے دور میں مزدور طبقے کی انقلابی تحریک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ روس میں مارکسی سوشل ڈیموکریٹی انجمنوں نے بھی ترقی کی اور تقویت حاصل کی۔ ''معاشیاتیوں'' کے خلاف اصولوں کی سخت لڑائی میں لینن اور اسکرا کے انقلابی اصولوں کو فتح ہوئی اور نظری انتشار اور ''کام میں اناڑی پن'' کا خاتمہ ہو گیا۔

اسکرا نے الگ الگ سوشل ڈیموکریٹی حلقوں اور گروہوں کو ایک دوسرے سے ملایا اور دوسری پارٹی کانگریس منعقد کرنے کی تیاری کی۔ 1903ء میں دوسری کانگریس ہوئی جس میں روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی قائم کی گئی، پارٹی کا دستور العمل اور قاعدے منظور کئے گئے اور پارٹی کی رہنمائی کے لئے مرکزی ادارے قائم کئے گئے۔

ر۔س۔ڈ۔ل۔ پارٹی میں اسکرائی رجحان کی مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے دوسری کانگریس میں بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ اس جدوجہد کے دوران میں دو گروہ نمودار ہوئے۔ بالشویک اور منشویک۔

دوسری کانگریس کے بعد بالشویکوں اور منشویکوں میں اصلی اختلاف تنظیم کے سوال پر تھا۔ منشویک ''معاشیاتیوں'' کی طرف قدم بڑھاتے گئے اور پارٹی میں انہیں کی قائم مقامی کرنے لگے۔ اس زمانے میں منشویکوں کی موقع پرستی تنظیمی مسائل میں ظاہر ہوئی۔ منشویک اس قسم کی جنگجو انقلابی پارٹی کے مخالف تھے جس کی تلقین لینن کرتے تھے۔ وہ ایک ڈھیلی ڈھالی غیر منظم پارٹی چاہتے تھے جو دم چھلا بنی رہے۔ اُنہوں نے پارٹی میں پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ پلیخنوف کی مدد سے اُنہوں نے اسکرا اور مرکزی کمیٹی پر قبضہ کرلیا اور ان مرکزی اداروں کو اپنے

مقصد یعنی پارٹی میں پھوٹ ڈالنے کے لئے استعمال کیا۔

یہ دیکھ کر کہ منشویک پارٹی میں پھوٹ پیدا کرنے کی فکر میں ہیں، بالشویکوں نے پھوٹ ڈالنے والوں کا زور توڑنے کی تدبیر کی۔ تیسری کانگریس منعقد کرنے کے لئے اُنہوں نے مقامی انجمنوں کی حمایت حاصل کی، اور اپنا الگ اخبار ؔپریود جاری کیا۔

غرضکہ پہلے روسی انقلاب سے کچھ قبل ہی، جب کہ روس اور جاپان کی جنگ شروع ہو چکی تھی، بالشویکوں اور منشویکوں نے دو الگ الگ سیاسی پارٹیوں کی حیثیت اختیار کر لی۔

روس اور جاپان کی جنگ کے دور میں بالشویک اور منشویک

پہلا روسی انقلاب: 1904ء سے 1907ء

1- روس اور جاپان کی جنگ۔ روسی انقلابی تحریک کی ترقی۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں ہڑتالیں۔ قصرِ سرما کے سامنے مزدوروں کا مظاہرہ۔ 9۔ جنوری 1905ء مظاہرہ کرنے والوں پر گولیوں کی بوچھاڑ۔ انقلاب کی ابتداء۔

اُنیسویں صدی کے اختتام پر سامراجی طاقتوں میں بحرالکاہل پر تسلط حاصل کرنے اور چین کا بٹوارہ کرنے کی شدید جدوجہد ہوئی۔ زاری روس نے بھی اس کش مکش میں حصہ لیا۔ 1900ء میں زار کی فوجوں نے جاپانی، انگریزی، جرمن اور فرانسیسی فوجوں سے مل کر سامراجی طاقتوں کے خلاف چینیوں کی بغاوت کو نہایت بے رحمی اور بے دردی سے کچلا۔ اس بغاوت کے پہلے بھی روس چینی حکومت کو اس بات پر مجبور کر چکا تھا کہ وہ لیاؤ تنگ کا جزیرہ نما اور بندرگاہ آرتھر روس کے حوالے کر دے۔ روس کو چینی سرزمین پر ریلوے لائن تعمیر کرنے کے اختیارات مل گئے۔ شمالی منچوریا میں اس نے ایک ریلوے بھی بنائی (مشرقی چینی ریلوے) اور روسی فوجیں اس کی حفاظت کے لئے متعین ہوئیں۔ اس طرح سے شمالی منچوریا پر زار کا فوجی تسلط ہو گیا۔ اس کے بعد زار نے کوریا کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ روسی سرمایہ دار طبقہ نے منچوریا میں ایک ''زرد[1] روس'' قائم کرنے کی

[1] چینی اور جاپانی قومیں زرد قومیں کہلاتی ہیں۔ زرد روس سے مراد چین میں روس کا ایک سلطنت قائم کرنا۔

ترکیبیں شروع کیں۔

مشرق[1] بعید کے صوبوں کے الحاق کی وجہ سے زار کو ایک اور لٹیرے یعنی جاپان کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ جاپان جو بہت جلد ایک سامراجی ملک بن گیا تھا ایشیائی سرزمین پر قبضہ کرنے کی گھات میں تھا۔ سب سے پہلے اس نے چینی سرزمین پر دانت لگائے۔ زار کی طرح وہ بھی منچوریا اور کوریا پر قبضہ جمانا چاہتا تھا۔ وہ یہ بھی آس لگائے تھا کہ سخالن اور روسی مشرق بعید پر بھی قابض ہو جائے گا۔ برطانیہ زار کے روس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ ہو کر چپکے چپکے جاپان کو شہہ دیتا گیا۔ رفتہ رفتہ روس اور جاپان کے درمیان جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں نے جو اپنے صنعتی مال کے لئے منڈیوں کے پھیر میں تھے اور زمینداروں کے رجعت پسند طبقوں نے زار کو اس جنگ میں دھکیل دیا۔

روس کی طرف سے اعلان جنگ کا انتظار کیے بغیر جاپان نے خود ہی لڑائی شروع کر دی۔ روس میں جاپان کا جاسوسی انتظام بہت اچھا تھا۔ جاپان نے یہ اندازہ لگا لیا کہ اس وقت روس جنگ کے لئے تیار نہیں۔ جنوری 1904ء میں لڑائی کا اعلان کیے بغیر جاپان نے بندرگاہ آرتھر کی روسی قلعہ بندیوں پر اچانک حملہ کر کے روس کے سمندری بیڑے کو جو اس بندرگاہ میں تھا شدید نقصان پہنچایا۔

اُس طرح روس اور جاپان میں جنگ چھڑ گئی۔

زار کی حکومت کو یہ اُمید تھی کہ یہ جنگ اس کی سیاسی پوزیشن کو مضبوط کرنے میں اور انقلاب کو روکنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ لیکن اُس کا اندازہ صحیح نہ نکلا۔ لڑائی نے حکومت کی بنیادیں اور بھی ہلا دیں۔ روسی فوجوں کے پاس نہ تو کافی اسلحے تھے اور نہ انہیں معقول فوجی تربیت دی گئی تھی۔ ان کے جنرل نالائق اور بے ایمان تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں شکست پر شکست ہوئی۔ سرمایہ دار، سرکاری افسر اور جنرل لڑائی میں منافع خوری کر کے دولتمند ہو گئے۔ غبن کرنے کا رواج ہو گیا تھا۔ فوجوں کو رسد پہنچانے کا مناسب انتظام نہ تھا۔ اس وقت جب کہ فوجوں کو سامان جنگ کی ضرورت ہوتی،

---

[1] ہندوستان سے پورب جتنے ممالک ہیں اہل مغرب انہیں مشرق بعید کے نام سے موسوم کرتے ہیں، افغانستان، ایران اور عراق وغیرہ مشرق وسطیٰ کہلاتے ہیں۔ ترکی، شام، فلسطین کو مشرق قریب کہتے ہیں۔

حکومت انہیں گاڑیوں ایکون[1] (حضرت عیسیٰ کے چھوٹے چھوٹے بت) بھیج دیا کرتی۔ سپاہی عاجز آ کر یہ کہا کرتے تھے کہ "جاپانی تو ہمیں گولوں سے شکستیں دے رہے ہیں، ہم سے یہ اُمید کی جاتی ہے ہم اُن سے بتوں کی مدد سے جنگ کریں۔" اسپیشل ٹرینیں بجائے اس کے کہ زخمیوں کو محاذ سے لے جائیں جنرلوں کے لوٹ مار کیے ہوئے سامان سے بھر دی جاتی تھیں۔

جاپانیوں نے بندرگاہ آرتھر کا محاصرہ کیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ زار کی فوجوں کو کئی مرتبہ ہرانے کے بعد انہیں مکدن کے قریب آخری شکست دی۔ اس مقام پر 3 لاکھ کی فوج میں سے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روسی یا تو مارے گئے یا زخمی ہوئے یا جاپانیوں کے ہاتھ لگے۔ اس کے بعد ہی ابنائے سوشیمار میں وہ روسی سمندری بیڑا جو بالٹک سے بندرگاہ آرتھر کی کمک کو بھیجا گیا تھا جاپانیوں نے تباہ کردیا۔ سوشیما کی ہار روسیوں کے لئے سخت تباہ کن ثابت ہوئی۔ بیس جنگی جہازوں میں سے تیرہ تباہ ہو گئے اور سات پر جاپانیوں نے قبضہ کرلیا۔ زار کے روس کی شکست مکمل ہو گئی تھی اور زار کی حکومت جاپان سے ایک شرمناک صلح کرنے پر مجبور تھی۔ جاپان نے کوریا اور سخالن جزیرہ کے آدھے حصے پر قبضہ کرلیا۔

عوام الناس جنگ نہیں چاہتے تھے اور اُن کو یہ احساس تھا کہ جنگ ملک کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے۔ اُنہوں نے زاری روس کے پچھڑے ہوئے ہونے سے سخت نقصان اٹھایا۔ اس جنگ کی طرف بالشویکوں اور منشویکوں کا نظریہ مختلف تھا۔

منشویکوں کا جس میں ٹراٹسکی بھی تھا نظریہ یہ تھا کہ زار، زمیندار اور سرمایہ دار کے "وطن" کی حفاظت ان کا فرض تھا۔ برخلاف ان کے لینن کی رہنمائی میں بالشویکوں کا نظریہ یہ تھا کہ اس لڑائی میں زار کی شکست فائدہ مند ہوگی کیونکہ اس سے حکومت کمزور ہوگی اور انقلابی طاقتیں مضبوط ہوں گی۔

زار کی فوجوں کی شکست نے عوام کی آنکھیں کھول دیں۔ انہیں زار کی حکومت کی خرابیاں صاف صاف دکھائی دینے لگیں۔ زار کے راج سے ان کی نفرت روز بروز بڑھنے لگی۔ بندرگاہ آرتھر کی ہار کے موقع پر لینن نے لکھا کہ وہ مطلق العنانی کی شکست کی ابتداء ہے۔

---

[1] یونانی کلیسائی نظام کے پیرو عیسائی، حضرت عیسیٰ یا دوسری مقدس ہستیوں کے بتوں کو باعث برکت تصور کرتے ہیں۔ روس میں اُسی مذہبی نظام کا دور دورہ تھا۔

زار اس لڑائی کے بہانے انقلاب کا گلا گھونٹ دینا چاہتا تھا۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس ہوا۔ روس اور جاپان کی جنگ نے انقلاب کو اور جلد شروع کر دیا۔

زار کے زمانے میں سرمایہ داری کی بندشیں، زاری بندشوں کی وجہ سے اور بھی سخت ہو گئیں۔ مزدوروں پر نہ صرف سرمایہ داروں کے ظلم کی مصیبت تھی، نہ صرف لامحدود اور غیر فطری محنت کی مصیبت تھی، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ سارے عوام پر بھی یہ مصیبت تھی کہ انہیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ اس لئے سیاسی احساس رکھنے والے مزدوروں نے اس بات کی کوشش کی کہ زار کے راج کے خلاف شہروں اور دیہاتوں کے تمام جمہوری عناصر کی انقلابی تحریک کی رہنمائی کریں۔

کسان زمین نہ ہونے اور زرعی غلامی کے بچے کھچے اثرات اور زمینداروں اور کولکوں کی گرفت ہونے کی وجہ سے سخت مصیبت میں تھے۔ زار کی محکوم قوموں پر دوہری مصیبت تھی۔ ایک تو ان کی اپنی قوم کے زمینداروں اور سرمایہ داروں کے مظالم اور دوسرے روسی سرمایہ داروں اور زمینداروں کے مظالم 1900ء اور 1903ء کی معاشی بدحالی نے محنت کشوں کی مصیبت دوبالا کر دی۔ جنگ نے اسے اور بھی بڑھا دیا۔ جنگ میں شکست کی خبروں نے آگ پر تیل کا کام کیا۔ عوام کے صبر کا پیمانہ چھلک چکا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انقلاب کے کافی اسباب مہیا ہو چکے تھے۔

دسمبر 1904ء میں بالشویکوں کی باکو کمیٹی کی رہنمائی میں مزدوروں کی ایک نہایت منظم اور زبردست ہڑتال ہوئی۔ ہڑتال میں مزدوروں کی جیت ہوئی اور تیل کے چشموں کے مالکوں نے مزدوروں سے مجموعی حیثیت سے سمجھوتہ کیا۔ روس کی مزدور تحریک میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ مزدوروں سے مجموعی طور پر سمجھوتہ ہوا ہو۔ باکو کی ہڑتال نے ماورائے قفقاز اور روس کے دوسرے حصوں میں انقلابی تحریک کی ابتداء کی۔ بقول اسٹالین ''باکو کی ہڑتال ان شاندار کارناموں کا پہلا قدم تھا جو جنوری اور فروری میں روس بھر میں ہوئے۔'' انقلاب کی ابتداء 9- جنوری (22- جنوری نئے حساب[1] سے) 1905ء کو سینٹ پیٹربرگ سے ہوئی۔

3- جنوری 1905ء کو سینٹ پیٹربرگ کے سب سے بڑے کارخانے، پتی لوف ورکس میں

---

1 روم کے مشہور جنرل جولیس سیزر نے موجودہ کیلنڈر بنایا جس میں سال کو 365 دنوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بموجب شمسی حساب سے سال چند منٹ کم ہوتا تھا۔ پاپائے روم گریگری نے 1582 میں اس غلطی کو درست کیا اور سال چند دن بڑھا دیا۔ یہ نیا حساب روس میں 1929ء میں منظور ہوا۔ پرانے حساب میں 13 دن جوڑ کر نیا حساب ہو جاتا ہے۔

(جو اب کروف ورکس کہلاتا ہے) ایک ہڑتال شروع ہوئی۔ یہ ہڑتال چار مزدوروں کی برخاستگی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جلد ہی یہ دوسرے ملوں اور کارخانوں میں پھیل گئی۔ یہ تحریک اس قدر زبردست ہو گئی کہ زار کی حکومت نے اس کو ابتداء ہی سے ختم کر دینے کی کوشش کی۔

1904ء میں پتی لوف کی ہڑتال کے پہلے، پولیس نے ایک سیاسی اشتعالئے[1] پادری کی مدد سے جس کا نام گاپون تھا، ایک مزدوروں کی انجمن قائم کرائی۔ اس انجمن کی (جس کا نام ''روسی کارخانوں کے مزدوروں کی سبھا'' تھا) شاخیں سینٹ پیٹربرگ کے ہر محلہ میں تھیں جب ہڑتال شروع ہوئی تو گاپون نے اپنی سبھا کے سامنے ایک بے ایمانی کی تجویز پیش کی۔ تجویز یہ تھی کہ 9- جنوری کو تمام مزدور ایک جگہ جمع ہو کر زار کی تصویریں اور مذہبی علم اپنے ہاتھوں میں لئے ایک پُرامن جلوس بنا کر قصر سرما تک جائیں اور زار کی خدمت میں اپنی عرضداشت پیش کریں۔ زار باہر آ کر مزدوروں کی شکایتیں سنے گا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرے گا۔ گاپون نے زاری اوخرانا[2] کو یہ مدد دینے کا وعدہ کیا کہ وہ پولیس کے لئے ایسا موقع پیدا کرا دیگا کہ وہ مزدوروں پر گولیاں چلا سکے اور مزدور تحریک کو خون کی ندیوں میں غرق کر دے۔ لیکن بمصداق ''چاہ کن را چاہ درپیش'' یہ پولیس کی سازش خوداراویت کے خلاف پلٹ گئی۔

اس عرضداشت پر مزدوروں کے جلسوں میں بحث ہوئی اور ترمیمیں کی گئیں۔ ان جلسوں میں اپنے کو کھلم کھلا بالشویک کہے بغیر بالشویک مقرروں نے بھی تقریریں کیں۔ انہیں کے اثر کی وجہ سے عرضداشت میں کچھ اور مطالبے بڑھائے گئے جیسے تقریر و تحریر کی آزادی، مزدوروں کو تنظیم کی آزادی، روس کا سیاسی نظام بدلنے کے لئے مجلس قانون ساز کا مطالبہ، قانون کی نظر میں سب کا برابر ہونا، حکومت اور مذہبی ادارے کی علیحدگی، جنگ کو ختم کرنے کا مطالبہ، کارخانوں میں مزدوروں کے لئے زیادہ سے زیادہ 8 گھنٹے روزانہ کا کام اور زمین پر کسانوں کا قبضے کا مطالبہ۔

ان جلسوں میں بالشویکوں نے یہ بھی بتایا کہ زار کی خدمت میں عرضداشتیں پیش کر کے آزادی

---

1 Agent Provocateur اشتعال دلانے والا سیاسی سازشی۔ عموماً خفیہ پولیس کا گویندہ جو گرفت میں نہ آنے والے لوگوں کو اشتعال دلا کر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد کروا دے کہ پولیس دست اندازی کر سکے۔

2 Okhrana زار کے راج میں محکمہ پولیس کی خفیہ سیاسی شاخ کا نام اوخرانا تھا۔ اس کا مقصد انقلابی تحریک کا مقابلہ کرنا تھا۔

حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ہتھیاروں سے لڑ کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ بالشویکوں نے مزدوروں کو متنبہ کر دیا کہ ان پر گولیاں چلائی جائیں گی۔ لیکن وہ جلوس کو قصر سرما تک جانے سے روک نہ سکے۔ بہت سے مزدوروں کو یہ امید تھی کہ زار ان کی مدد کرے گا۔ یہ تحریک عوام میں جڑ پکڑ چکی تھی۔

سینٹ پیٹر سبرگ کے مزدوروں کی عرضداشت میں حسب ذیل باتیں تھیں۔

''اے ہمارے شہنشاہ! ہم سینٹ پیٹر سبرگ کے مزدور، ہماری عورتیں اور بچے، ہمارے بوڑھے ماں باپ تیرے پاس حق اور اعانت کے طلب گار ہو کر آئے ہیں۔ ہم غریب اور مظلوم ہیں، ہم کو نا قابل برداشت سختیوں کا سامنا کرنا ہوتا ہے، ہم طرح طرح کی ذلت سہتے ہیں، ہم سے انسانوں کا برتاؤ نہیں کیا جاتا.......... ہم نے یہ سب اب تک صبر سے برداشت کیا، لیکن ہم روز بروز مفلسی میں ڈوبتے جا رہے ہیں، ہمارے نہ کچھ حقوق ہیں اور نہ ہم میں کچھ تعلیم ہے۔ ہم مطلق العنانی اور ظلم کا شکار ہیں.......... ہمارے صبر کا پیمانہ چھلک اٹھا ہے۔ وہ خوفناک وقت آ چکا ہے جبکہ ہم ایسی مصیبت سہنے سے مر جانا بہتر سمجھتے ہیں۔''

9۔ جنوری 1905ء کو صبح سویرے مزدوروں کا جلوس قصر سرما تک پہنچ گیا جہاں اس زمانے میں زار مقیم تھا۔ مزدور وہاں اپنے خاندانوں کے ساتھ گئے تھے۔ وہاں ان کی عورتیں بچے اور بوڑھے سب ہی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں زار کی تصویریں تھیں اور مذہبی علم۔ وہ مذہبی گیت گا رہے تھے۔ سب کے سب غیر مسلح تھے۔ ان کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔

زار نکولس دوم نے ان نہتے مزدوروں کا خیر مقدم گولیوں کی بوچھاڑ سے کیا۔ اس دن ایک ہزار سے زیادہ مزدور مارے گئے اور دو ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔ سینٹ پیٹر سبرگ کے گلی کوچوں میں مزدوروں کے خون کی ندیاں بہنے لگیں۔

بالشویک بھی مزدوروں کے ساتھ گئے تھے۔ ان میں بہت سے یا تو مارے گئے یا گرفتار ہو گئے۔ ان میں سے جو بچ گئے اُنہوں نے مزدوروں کو سمجھایا کہ اس ظلم کی ذمہ داری کس پر ہے اور اس کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔

9۔ جنوری کے دن کو لوگ ''خونی اتوار'' کہنے لگے۔ اس خون نے مزدوروں کو بہت بڑا سبق دیا۔ ان گولیوں نے زار کے انصاف میں اُن کا عقیدہ ختم کر دیا۔ وہ جاننے لگے کہ ان کے حقوق جدوجہد سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسی شام سے مزدوروں کے محلوں میں مورچہ بندی شروع

ہو گئی۔ مزدور زار سے بدلہ لینے کی تیاری کرنے لگے۔

زار کے اس خونی جرم کی خبر روس کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ سارا مزدور طبقہ، سارا ملک نفرت اور غصہ کے جذبات سے مشتعل ہو گیا۔ کوئی شہر ایسا نہیں بچا جہاں مزدوروں نے زار کے اس شرمناک عمل کے خلاف ہڑتال نہ کی ہو، جہاں اُنہوں نے مزدوروں کے سیاسی مطالبے نہ پیش کیے ہوں۔ مزدور ''مطلق العنانی برباد ہو!'' کے نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ جنوری کے مہینے میں ہڑتالیوں کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس ایک مہینے میں پچھلے دس سال کے نسبت زیادہ مزدوروں نے ہڑتال میں حصہ لیا۔ مزدور تحریک غیر معمولی تیزی کے ساتھ بڑھ گئی۔ روس میں انقلاب کی ابتداء ہو گئی۔

2۔ مزدوروں کی سیاسی ہڑتالیں اور جلوس۔ کسانوں میں انقلابی تحریک کی ترقی۔ جنگی جہاز ''پوتمکن'' پر بغاوت۔

9۔ جنوری کے بعد مزدوروں کی انقلابی تحریک زیادہ شدید ہو گئی اور اس نے سیاسی رنگت اختیار کر لی۔ مزدور معاشی ہڑتالوں اور ہمدردی کی ہڑتالوں کے دور سے آگے بڑھ کر سیاسی ہڑتالوں اور مظاہروں کے دور میں داخل ہو گئے اور کہیں کہیں اُنہوں نے زار کی فوجوں کا مسلح ہو کر مقابلہ بھی کیا۔ سینٹ پیٹر سبرگ، ماسکو، وارسا، ریگا اور باکو جیسے بڑے بڑے شہروں میں جہاں مزدوروں کا کثرت سے اجتماع تھا ہڑتالیں خاص طور پر منظم اور مضبوط تھیں۔ دھات کے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور جنگ جو، مزدور طبقے کی اگلی صف میں تھے۔ اپنی ہڑتالوں سے مزدوروں کے ہراولی دستوں نے ان مزدوروں کو بھی بیدار کر دیا جن میں طبقاتی احساس کی کمی تھی اور اس طرح سارا مزدور طبقہ انقلاب کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ سوشل ڈیموکریٹوں کا اثر تیزی سے بڑھنے لگا۔

پہلی مئی کے مظاہرے کے موقع پر کئی شہروں میں پولیس اور فوجوں اور مزدوروں میں ٹکریں ہوئیں۔ وارسا میں مظاہرہ کرنے والوں پر گولیاں چلائی گئیں جس سے سینکڑوں آدمی ہلاک ہوئے یا زخمی ہوئے۔ پولینڈ کے سوشل ڈیموکریٹوں کی تجویز پر مزدوروں نے اس گولی چلانے کا جواب ایک عام احتجاجی ہڑتال کر کے دیا۔ مئی کے پورے مہینے میں ہڑتالیں اور

مظاہرے ہوتے رہے۔ اس ایک مہینے میں روس بھر میں تقریباً دو لاکھ مزدوروں نے ہڑتال میں شرکت کی۔ باکو، لوڈز اور ایوانوفوز نے سینسک میں عام ہڑتالیں ہوئیں۔ کئی کئی مرتبہ ہڑتالیوں اور مظاہرہ کرنے والوں کی زار کی فوجوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اوڈیسا میں ریگا، لوڈز اور دوسرے مقامات پر بھی ایسی جھڑپیں ہوئیں۔

پولینڈ کے صنعتی مرکز، لوڈز میں نہایت سخت مقابلہ ہوا۔ مزدوروں نے لوڈز کی سڑکوں پر بیسیوں مورچے تیار کئے، اور تین دن تک (22 سے 24 جون تک) گلی کوچوں میں مزدوروں اور زار کی فوجوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔ اس شہر میں عام ہڑتال بڑھ کر مسلح مقابلہ کی حد تک پہنچ گئی۔ لینن کی رائے میں روسی مزدوروں نے یہاں پہلی مرتبہ مسلح مقابلہ کیا۔

اس زمانہ کی سب سے معرکہ کی ہڑتال ایوانوفوز نے سینسک کے مزدوروں کی تھی۔ یہ ہڑتال آخر مئی سے شروع اگست تک تقریباً ڈھائی مہینے چلتی رہی۔ اس میں ستر ہزار مزدوروں نے (جن میں عورتیں بھی شامل تھیں) حصہ لیا۔ اس کی رہنمائی شمالی بالشویک کمیٹی نے کی۔ ہزاروں مزدور روزانہ شہر کے باہر دریائے تالکا کے کنارے جمع ہوا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں وہ اپنی ضروریات پر بحث کرتے، اور ان میں بالشویک تقریریں کرتے۔ ہڑتال توڑنے کے لئے زار کے حکام نے فوجوں کو حکم دیا کہ وہ مزدوروں کو تتر بتر کر دیں اور ان پر گولیاں چلائیں۔ بیسیوں مزدور ہلاک ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ شہر میں ہنگامی قوانین کا نفاذ ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود مزدوروں نے کام پر لوٹنے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے اور اُن کے خاندانوں نے فاقے کئے لیکن ہار ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر میں جب وہ بالکل ہی تھک گئے تو کام پر لوٹے۔ اس ہڑتال نے مزدوروں کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ ان کی ہمت، استقلال اور ایکا لاجواب تھا۔ ایوانوفوز نے سینسک کے مزدوروں کے لئے یہ حقیقی سیاسی تعلیم تھی۔ اس ہڑتال کے دوران میں مزدوروں نے ایک نمائندہ کونسل بنائی تھی جو فی الواقع روس کی پہلی مزدوروں کی نمائندہ سوویت[1] تھی۔

مزدوروں کی سیاسی ہڑتالوں نے سارے ملک میں بیداری کی لہر دوڑا دی۔

شہروں سے متاثر ہو کر دیہاتوں میں بھی عوام اُٹھنے لگے۔ بہار کے موسم میں کسانوں میں بے چینی پھیلنے لگی۔ کسانوں کی کثیر تعداد نے زمینداروں، اور اُن کی ذاتی کھیتیوں، شکر اور شراب کشی

---

1 Soviet پنچایت۔

کے کارخانوں پر دھاوا کر دیا اور اُن کی کوٹھیوں اور محلوں کو آگ لگا دی۔ کئی جگہوں پر کسانوں نے زمین پر قبضہ کر لیا، جنگلات کاٹ ڈالے اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ تمام مزروعہ زمین جو زمینداروں کے قبضے میں ہے کسانوں کو بانٹ دی جائے۔ اُنہوں نے زمینداروں کے غلہ کے گوداموں پر قبضہ کر لیا اور بھوکے انسانوں میں غلہ تقسیم کر دیا۔ زمینداروں میں کھلبلی مچ گئی، اور وہ خوف زدہ ہو کر شہروں کو بھاگ گئے۔ زار کی حکومت نے کوسک سپاہیوں کو کسانوں کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجوں نے کسانوں پر گولیاں چلائیں، ان کے رہنماؤں کو گرفتار کیا اور کوڑے مارے لیکن کسانوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اُن کی تحریک وسط روس میں، دریائے وولگا کے علاقے میں، ماورائے قفقاز اور خاص طور پر جیارجیا میں تیزی سے پھیل گئی۔ سوشل ڈیموکریٹوں کا اثر دیہاتوں میں پھیلنے لگا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے کسانوں کے نام ایک اپیل شائع کی جس کا عنوان تھا ''اے کسانو! ہمارا خطاب تم سے ہے''۔ تیویر[1]، ساراتوف، پولتاوا، شرنی گوف[2]، ایکاترینوسلاف[3] طفلس اور دوسرے صوبوں کی ڈیموکریٹک کمیٹیوں نے کسانوں کے نام اپیلیں شائع کیں۔ مختلف گاؤں میں سوشل ڈیموکریٹ جلسے کرتے کسانوں کے سیاسی حلقے بناتے اور کسان کمیٹیوں کی تشکیل کرتے تھے۔ 1905ء کے گرمی کے موسم میں زراعتی مزدوروں کی کئی ہڑتالیں ہوئیں جن کی تنظیم سوشل ڈیموکریٹوں نے کی تھی۔

لیکن یہ کسانوں کی جدوجہد کی ابتداء رہی تھی۔ کسانوں تحریک نے صرف 85 اُویزد یعنی ضلعوں میں زور پکڑا جو کہ یوروپین روس کا صرف ساتواں حصہ تھا۔

کسانوں اور مزدوروں کی تحریک نے اور ان متعدد شکستوں نے جو روسی فوجوں کو جاپانیوں نے دیں فوجوں پر گہرا اثر ڈالا۔ زاریت کے اس پشتے کی دیواریں ٹوٹنے لگیں۔

جون 1905ء میں بحیرۂ اسود کے بیڑے کے جنگی جہاز ''پوتمکن'' پر ایک بغاوت ہو گئی۔ یہ جہاز اس وقت اوڈیسہ کے قریب لنگر انداز تھا جہاں اس وقت مزدوروں کی ایک ہڑتال ہو رہی تھی۔ باغی جہازیوں نے ان افسروں سے جن سے وہ خاص طور پر نفرت کرتے تھے۔ اپنا بدلہ نکالا اور

---

1 Tver

2 Chernigov

3 Ekaterinoslav

جہاز کو اوڈیسہ لے آئے۔ یہ جنگی جہاز بھی انقلابیوں کے ساتھ ہو گیا۔

لینن نے اس بغاوت کو خاص اہمیت دی اور یہ ضروری سمجھا کہ بالشویک اس تحریک کی رہنمائی کریں اور اُسے کسانوں، مزدوروں اور مقامی فوجوں کی تحریک سے مربوط کریں۔

زار نے پوتمکن کے خلاف کئی جنگی جہاز روانہ کئے لیکن ان جہازوں کے جہازیوں نے اپنے باغی ساتھیوں پر گولے برسانے سے انکار کر دیا۔ کئی دنوں تک پوتمکن جہاز پر انقلاب کا سرخ پرچم لہراتا رہا۔ لیکن اس زمانے میں صرف بالشویک پارٹی ہی نہ تھی جو اس تحریک کی رہنمائی کر رہی ہو، جیسا کہ 1917ء میں ہوا۔ پوتمکن جہاز پر بہت سے منشویک، اشتراکی انقلابی اور نراجی بھی تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند سوشل ڈیموکریٹ افراد کی شرکت کے باوجود اس جہاز کے باغیوں کی صحیح اور تجربہ کار قیادت نہ ہو سکی۔ اکثر فیصلہ کن موقعوں پر جہازیوں کے ایک حصے میں ہچکچاہٹ کے آثار پائے جاتے تھے۔ کوئلہ اور رسد کم ہو جانے کی وجہ سے یہ انقلابی جہاز مجبوراً رومانیہ کے ساحل کی طرف گیا اور وہاں ہتھیار ڈال دیے۔

پوتمکن کے جہازیوں کی بغاوت کو شکست ہوئی۔ بعد میں یہ جہازی زار کی حکومت کے ہاتھ لگے اور ان پر مقدمے چلائے گئے چند کو پھانسی ہوئی اور دوسرے یا تو جلاوطن کئے گئے یا اُنہوں نے قید بامشقت کی سزا پائی۔ لیکن اس بغاوت کا ہونا خود ہی ایک نہایت اہم واقعہ تھا۔ پوتمکن کی بغاوت فوج اور جہازی بیڑے میں عام انقلابی اقدام کا پہلا واقعہ تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب کہ زار کی فوج کے ایک بڑے ٹکڑے نے انقلاب کا ساتھ دیا ہو۔ اس بغاوت نے فوجیوں کو یہ سمجھایا کہ وہ کسانوں، مزدوروں اور عوام کی انقلابی تحریک میں شرکت کریں۔

مزدوروں کی سیاسی ہڑتالیں اور مظاہرے، کسان تحریک کی ترقی، عوام اور فوجوں میں جھڑپ اور بحیرۂ اسود کے بیڑے میں بغاوت، ان سب باتوں نے یہ ظاہر کر دیا کہ عوام کی مسلح بغاوت کا وقت آ گیا ہے۔ اس سے اصلاح پسند سرمایہ داروں کی جماعت بھی اُٹھ کھڑی ہوئی انقلاب کے خوف سے اور اسی کے ساتھ زار کو انقلاب سے ڈرا کر اس نے یہ کوشش کی کہ انقلاب کے خلاف زار سے سمجھوتہ کر لے۔ اس نے ''عوام'' کے واسطے چند اصلاحوں کا مطالبہ کیا تاکہ ان کا جوش ٹھنڈا کیا جائے اور انہیں ''تسکین'' ہو جائے، تاکہ انقلابی طاقتوں میں پھوٹ پڑ جائے اور ملک انقلاب کی ''مصیبتوں'' سے بچ جائے۔ اصلاح پسند زمینداروں کا یہ کہنا تھا کہ ''اپنی جانیں

کھونے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ اپنی زمین کے کچھ حصے سے ہاتھ دھویا جائے۔'' اصلاح پسند سرمایہ داروں کی جماعت زار کے ساتھ سیاسی طاقت کا ساجھا کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔ ''مزدور طبقہ لڑ رہا ہے لیکن سرمایہ دار طبقہ چوری سے سیاسی طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے۔'' لینن نے ان الفاظ میں دونوں طبقوں کی سیاسی تحریک کا صحیح اندازہ کیا۔

زار کی حکومت کسانوں اور مزدوروں کو ظالمانہ بے دردی سے کچلتی رہی۔ لیکن اسے یہ احساس ہونے لگا کہ صرف جبر و تشدد سے انقلاب دبایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے تشدد کم کئے بغیر اس نے چال بازی شروع کی۔ ایک طرف تو اپنے سیاسی اشتعالیوں کی مدد سے روس کے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا، یہودیوں کے خلاف بلوے اور قتل عام کرائے، آرمینی اور تاتاریوں کو ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ کیا اور دوسری طرف اس نے یہ وعدہ کیا کہ ایک ''نمائندہ ادارہ'' زمسکی سوبور[1] (دیوما[2]) قائم کیا جائے گا۔ بلی گن نامی وزیر کے سپرد یہ خدمت ہوئی کہ وہ اس دیوما کے لئے دستور العمل تجویز کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ اس جماعت کو قانون سازی کا حق نہ ہوگا۔ یہ تمام ترکیبیں اس لئے کی گئیں کہ انقلابی طاقتوں میں پھوٹ پڑ جائے اور اعتدال پسند لوگ انقلاب کا ساتھ چھوڑ دیں۔

بالشویکوں نے بلی گن دیوما کے بائیکاٹ[3] کرنے کا اعلان کیا تاکہ عوامی نمائندگی کو کھلواڑ

1. Zemsky Sobor روس کے جاگیرداروں، پادریوں اور تاجر پیشہ انسانوں کی ایک مجلس جو سولہویں اور سترہویں صدی میں حکومت کو مشورہ دینے کے لئے طلب کی گئی۔

2. Duma روسی نمائندہ ریاستی ادارہ۔

3. آئرلینڈ میں انیسویں صدی میں زیادہ تر زمیندار انگریز تھے۔ انہوں نے آئرلینڈ کے کسانوں کا جی بھر کر خون چوسا اور ایسے قوانین بنائے کہ اگر کوئی کسان اُن کے مقرر کئے ہوئے سخت لگان کو وقت پر ادا نہ کرے تو وہ بے دخل کر دیا جاتا۔ اس مصیبت سے عاجز آ کر کسانوں نے ایک تحریک شروع کر دی اور 1880ء میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر کوئی کسان بے دخل کر دیا جائے تو کوئی دوسرا شخص اس اراضی کو نہ لے۔ اگر کوئی لے لے تو اسے برادری سے الگ کر کے اس سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد بائیکاٹ نامی ایک شخص نے باوجود کسانوں کی مخالفت کے ایک بے دخل کئے ہوئے کسان کی زمین لے لی۔ کسانوں نے اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیئے اور اس بات کی کوشش کی کہ کوئی بھی اس کا کام نہ کرے۔ اس لئے بائیکاٹ کے معنی اب کسی چیز کی مخالفت کر کے اس سے لوگوں کے تعلقات ختم کروا دینا ہیں۔

بنانے کی اس کوشش کو ناکامیاب کیا جائے۔ اس کے برخلاف منشویکوں نے یہ طے کیا کہ دیوما کی تجویز کو بیکار نہ کر دیا جائے۔ اُنہوں نے اس میں شرکت کرنا ضروری سمجھا۔

3-بالشویکوں اور منشویکوں کی حکمت عملی میں اختلاف۔ پارٹی کی تیسری کانگرس

لینن کی کتاب ''جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریٹوں کے دو مختلف راستے''

مارکسی پارٹی کی حکمت عملی کی بنیادیں

انقلاب نے سماج کے تمام طبقوں میں حرکت پیدا کر دی۔ انقلاب کی وجہ سے سیاسی حالت میں جو اُلٹ پھیر ہوا اس نے مختلف طبقوں کو اپنے پرانے مورچوں سے ہٹا کر اس بات پر مجبور کیا کہ نئے حالات کی مناسبت سے دوبارہ جتھا بندی کریں۔ ہر طبقے اور ہر جماعت نے اپنی حکمت عملی، اپنا لائحہ عمل، دوسرے طبقوں کی طرف اور حکومت کی طرف اپنا رویہ طے کرنے کی کوشش کی۔ خود زار کی حکومت کو ایسی نئی حکمت عملی اختیار کرنا پڑی جس کی کہ اُسے عادت نہ تھی جیسا کہ بُلی گن دیوما طلب کرنے کی تجویز سے ظاہر ہوتا ہے۔

سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کو بھی اپنی حکمت عملی طے کرنا پڑی۔ انقلاب کی بڑھتی ہوئی رَو کا یہی مطالبہ تھا۔ اس کے علاوہ اس پارٹی کے سامنے وہ عملی سوال تھے جنہیں مزدور طبقے کو فوراً حل کرنا تھا یعنی مسلح انقلاب کی تنظیم، زار کی حکومت کا خاتمہ کرنا، عارضی انقلابی حکومت کی تشکیل، اس حکومت میں سوشل ڈیموکریٹوں کی شرکت، کسانوں کی طرف رویہ، اصلاح پسند سرمایہ داروں کی طرف رویہ اور اس قسم کے دوسرے سوال۔ سوشل ڈیموکریٹوں کو سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا تھا اور ایسی حکمت عملی اختیار کرنا تھی جو پوری طرح مارکسی اصولوں کے مطابق ہو۔

لیکن منشویکوں کی موقع پرستی اور تفرقہ اندازی کی وجہ سے روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں اس وقت دو فرقے ہو گئے۔ یہ علیحدگی اس وقت تک مکمل نہ تھی اور نام کے لئے دونوں فرقے ایک ہی جماعت میں تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں مختلف پارٹیوں کی طرح تھے جن کا علیحدہ مرکز تھا اور جن کا علیحدہ جماعتی اخبار تھا۔ نا اتفاقی کے بڑھ جانے کا ایک سبب اور بھی تھا۔ تنظیمی مسائل پر تو منشویک جماعت پارٹی کی اکثریت سے اختلاف رکھتی ہی تھی، اب حکمت عملی کے مسائل پر

نئے اختلافات پیدا ہو گئے۔

ایک متحدہ پارٹی کے نہ ہونے کی وجہ سے متحدہ حکمت عملی بھی ممکن نہ تھی۔ اس مسئلہ کا ایک ممکن حل یہ تھا کہ فوراً ایک کانگرس طلب کی جائے (تیسری پارٹی کانگرس) جو ایک متفقہ حکمت عملی طے کر دے اور جو اقلیت کو اس بات پر مجبور کر دے کہ وہ سچائی سے کانگرس کے اکثریت کے فیصلوں پر عمل کرے۔ بالشویکوں نے منشویکوں کے سامنے یہی تجویز رکھی لیکن منشویک تیسری کانگرس منعقد ہونے پر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ بالشویکوں کا یہ خیال تھا کہ اس موقعہ پر اگر پارٹی کی ایسی حکمت عملی نہ ہوئی جس کو پارٹی منظور کر چکی ہو اور جس کی پابندی ساری پارٹی پر لازم ہو تو یہ بہت بڑا جرم ہوگا۔ اس لئے بالشویکوں نے تیسری پارٹی کانگرس کو منعقد کرنے کے لئے اقدام کا فیصلہ کیا۔

پارٹی کے تمام اداروں کو (بالشویک اور منشویک دونوں کو) کانگرس میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔ لیکن منشویکوں نے تیسری کانگرس میں شرکت کرنے سے انکار کیا اور اپنی الگ کانگرس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ اُن کی کانگرس میں بہت کم نمائندے شریک ہوئے اُنہوں نے اُسے کانفرنس کہنا شروع کیا۔ لیکن درحقیقت یہ منشویک پارٹی کانگرس تھی جس کے فیصلے تمام منشویک افراد پر واجب تھے۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تیسری کانگرس کا جلسہ لندن میں اپریل 1905ء میں ہوا۔ اس میں 20 بالشویک کمیٹیوں کے 34 نمائندوں نے شرکت کی۔ پارٹی کی تمام بڑی بڑی انجمنوں کے نمائندے شریک تھے۔ کانگرس نے منشویکوں پر پارٹی چھوڑ بھاگنے کا الزام عائد کیا اور پھر زیادہ ضروری سوال طے کرنے میں مصروف ہو گئی، یعنی پارٹی کی حکمت عملی طے کرنا۔

اسی زمانہ میں جبکہ یہ کانگرس ہو رہی تھی، منشویکوں نے بھی جنیوا میں اپنی کانفرنس کی۔

''دو کانگرسوں کے معنی ہیں دو پارٹیاں'' یہ تھی اس صورت حال پر لینن کی رائے۔

کانگرس اور کانفرنس دونوں نے ایک ہی طرح کے عملی مسائل سے بحث کی لیکن دونوں کے فیصلے ایک دوسرے کے خلاف تھے۔ کانگرس اور کانفرنس کی تجویزوں کو دیکھنے سے بالشویکوں اور منشویکوں کی مختلف حکمت عملی کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان اختلافات کے خاص نکتے یہ ہیں۔

تیسری پارٹی کانگرس کی حکمت عملی

کانگرس کا نظریہ تھا کہ اس انقلاب کی سرمایہ دارانہ جمہوری حیثیت کے باوجود، اور اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اس وقت انقلاب سے اچھے سے اچھا ایسا ہی سماجی نظام بنایا جا سکتا ہے جو سرمایہ داری کی چار دیواری کے اندر ہو، اس انقلاب کی مکمل فتح میں سب سے زیادہ دلچسپی مزدور طبقے ہی کو ہو سکتی ہے کیونکہ اس انقلاب کے کامیاب ہونے پر مزدور طبقہ اپنی تنظیم کر سکے گا، اپنے سیاسی شعور میں اضافہ کر سکے گا، محنت کش عوام کی سیاسی رہنمائی کی اہلیت اور تجربہ حاصل کر سکے گا اور سرمایہ دارانہ انقلاب سے قدم بڑھا کر اشتراکی انقلاب تک پہنچ سکے گا۔

مزدور طبقہ کو سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب میں مکمل کامیابی حاصل کرنے میں صرف کسانوں سے مدد مل سکتی تھی۔ کیونکہ بغیر انقلاب کی کامیابی کے نہ تو کسان زمینداروں سے نپٹ سکتے تھے اور نہ زمین پر ان کا قبضہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے کسانوں کا طبقہ مزدور طبقہ کا فطری ساتھی تھا۔

اصلاح پسند سرمایہ داروں کو انقلاب کی مکمل کامیابی میں فائدہ نہ تھا کیونکہ کسانوں اور مزدوروں کو (جن سے وہ سب سے زیادہ خوف زدہ تھے) اپنی جگہ پر رکھنے کے لئے انہیں زاریت کی مدد کی ضرورت تھی۔ اس لئے وہ زاریت کو ختم کرنا نہیں بلکہ صرف اس کی طاقت کو کم کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا امکان یہ تھا کہ اصلاح پسند سرمایہ دار دستوری بادشاہت قائم کرنے کی بنیاد پر زاریت سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

انقلاب صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا تھا جبکہ اس کی رہنمائی، مزدور طبقہ کرتا ہو، جبکہ مزدور طبقہ، انقلاب کے رہنما کی حیثیت سے کسان طبقے کی حمایت حاصل کر کے اُسے اپنا شریک کار بنائے، جبکہ اصلاح پسند سرمایہ داروں کو بے یار و مددگار کر دیا جائے، اور جبکہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی زاریت کے خلاف عوام کی بغاوت کی تنظیم میں عملی حصہ لے۔ انقلاب کی کامیابی کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ بغاوت ہو جانے کے بعد ایک ایسی عارضی انقلابی حکومت بنے جو انقلاب دشمن عناصر کو پوری طرح کچل سکے اور ایک نمائندہ مجلس قانون ساز طلب کر سکے، اور جس میں سازگار حالات کے پیش نظر سوشل ڈیموکریٹک پارٹی انقلاب کو مکمل کرنے کے لئے شریک ہونے سے انکار نہ کرے۔

منشویک کانفرنس کی حکمت عملی

چونکہ یہ انقلاب سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب تھا، صرف اصلاح پسند سرمایہ دار ہی اس کی رہنمائی کر سکتے تھے۔ مزدوروں کو کسانوں سے نہیں بلکہ اصلاح پسند سرمایہ داروں سے قریبی تعلقات قائم کرنا چاہئے۔ خاص کر کوشش اس کی کرنا چاہئے کہ اصلاح پسند سرمایہ داروں کو انقلابی جوش دکھا کر اُتنا نہ بھڑکا دیا جائے کہ انہیں انقلاب سے علیحدہ ہونے کا بہانہ مل سکے، کیونکہ اگر وہ انقلاب سے علیحدہ ہو گئے تو انقلاب کمزور پڑ جائے گا۔

اس بات کا امکان ضرور تھا کہ یہ بغاوت کامیاب ہو جائے، لیکن اس کی کامیابی کے بعد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کو الگ ہٹ جانا چاہئے تا کہ اصلاح پسند سرمایہ دار خوفزدہ ہو کر کنارہ کش نہ ہو جائیں، اور اس وقت اگر کوئی عارضی انقلابی حکومت بنے تو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کو کسی صورت میں بھی اس میں شرکت نہ کرنا چاہئے اس وجہ سے کہ اس حکومت کی نوعیت اشتراکی نہیں ہوگی، اور اس وجہ سے بھی (اور یہی خاص وجہ تھی) کہ ایسی عارضی حکومت میں شرکت کر کے اور اپنا انقلابی جوش دکھا کے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اصلاح پسند سرمایہ داروں کو اس قدر ڈرا دے گی کہ وہ کنارہ کش ہو جائیں گے ایسی صورت میں انقلاب کمزور پڑ جائے گا۔

لہٰذا انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ایک قسم کا نمائندہ ادارہ قائم کیا جائے جیسا کہ دیوما تھا جس پر مزدور طبقے کا دباؤ پڑ سکے اور جس کو باہر سے دباؤ ڈال کر یا تو ایک مجلس قانون ساز میں تبدیل کر دیا جائے اور یا اسے اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ ایک مجلس قانون ساز طلب کرے۔

مزدور طبقے کے اپنے معاشی مطالبے تھے جن کا حاصل کرنا اس کا فرض تھا۔ لیکن اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ وہ سرمایہ دارانہ انقلاب کی رہنمائی کرنے کی کوشش کرے کیونکہ ایک عام سیاسی انقلاب ہونے کی وجہ سے یہ ہر طبقے کا انقلاب تھا، صرف مزدور طبقے کا نہیں۔

مختصراً یہ دو مختلف لائحہ عمل سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دونوں فرقوں نے اختیار کئے۔

لینن نے اپنی کتاب ''جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریٹوں کے دو راستے'' میں منشویکوں کی غلطیاں دکھائیں اور بالشویکوں کی حکمت عملی بیان کی۔ یہ کتاب جولائی 1905ء میں

تیسری کانگرس کے دو مہینے بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب میں سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کے دور میں نہ صرف روسی منشویکوں کی غلطیاں بیان کی گئیں ہیں بلکہ ایسے دور میں تمام اقوام کی موقع پرست جماعتوں کی حکمت عملی واضح کر دی گئی ہے۔ جہاں لینن نے اس کتاب میں سرمایہ دارانہ انقلاب کے دور میں مارکسیوں کی حکمت عملی بیان کی ہے اور سرمایہ دارانہ اور اشتراکی انقلاب کا فرق بتایا ہے، وہاں سرمایہ دارانہ انقلاب اور اشتراکی انقلاب کے درمیانی دور کی مارکسی حکمت عملی کے بنیادی اصول بھی بتائے ہیں۔ جو خاص عملی اصول لینن نے بیان کئے ہیں حسب ذیل ہیں:

(1) سب سے اہم اصول یہ ہے کہ مزدور طبقے کو سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کی رہنمائی ضرور کرنا چاہئے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے۔ اسے روس کے سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کی محرک طاقت ہونا چاہئے۔

لینن نے یہ تسلیم کیا کہ یہ ایک سرمایہ دارانہ انقلاب تھا کیونکہ ''یہ اس قابل نہ تھا کہ یک لخت محض جمہوری انقلاب کے حدود سے قدم بڑھا سکے۔'' لیکن یہ انقلاب اونچے طبقوں کا نہیں بلکہ عوام کا انقلاب تھا، جو سارے عوام میں حرکت پیدا کر دے گا۔ سارے کسانوں اور مزدوروں کو محرک کر دے گا اس لئے منشویکوں کی یہ کوشش کہ مزدور طبقے کے سامنے اس سرمایہ دارانہ انقلاب کی اہمیت گھٹائی جائے، یہ کوشش کہ مزدور طبقہ اس میں کم حصہ لے، اور اس سے علیحدہ رہے دراصل مزدور طبقے کے مفاد سے غداری کرنا تھا۔

لینن نے یہ کہا:

''مارکسزم نے مزدور طبقے کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ انقلاب سے نہ صرف کنارہ کشی اور بے رخی اختیار نہ کرے اور سرمایہ داروں کو اس کی رہنمائی نہ کرنے دے بلکہ اس میں خود نہایت سرگرمی سے حصہ لے، نہایت مستقل مزاجی سے مزدور طبقے کی جمہوریت حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرے اور انقلاب کو کامیاب اختتام تک پہنچائے۔''[1]

اس کے بعد لینن نے کہا ہے:

''ہم کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ اس وقت اشتراکیت حاصل کرنے کا مکمل

[1] لینن کی چیدہ تصانیف کا انگریزی ایڈیشن (جو آئندہ انتخاب لکھا جائے گا) تیسری جلد صفحہ 77۔

سیاسی آزادی اور جمہوری ریپلک[1] سے بہتر نہ تو کوئی ذریعہ ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔''[2]

لینن نے کہا کہ اس انقلاب کے صرف دو نتیجے ممکن تھے: (ا) یا تو زاریت پر مکمل فتح حاصل ہو زاریت کا خاتمہ ہو جائے اور جمہوری ریاست قائم ہو۔ (ب) اور یا اگر انقلابی طاقتیں کافی مضبوط نہ ہو جائیں تو زار اور سرمایہ دار طبقے کے درمیان عوام کے خلاف ایک سمجھوتہ ہو جائے جس سے کسی قسم کا محدود یا مسخ شدہ دستور اساسی مل جائے۔

مزدور طبقے کا نفع ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے زیادہ بہتر نتیجہ میں ہے یعنی زاریت پر مکمل فتح حاصل ہونے میں۔ لیکن یہ نتیجہ اسی وقت ممکن ہو سکتا تھا جبکہ مزدور طبقہ انقلاب کا رہنما اور رہبر بن جائے۔

لینن نے کہا:

''انقلاب کا نتیجہ اس بات پر منحصر ہے کہ آیا مزدور طبقہ سرمایہ داروں کی امدادی فوج کی حیثیت اختیار کرتا ہے جو مطلق العنان حکومت پر حملہ کرنے میں تو بہت زور دکھائے مگر سیاسی اعتبار سے کمزور رہو، یا وہ عوامی انقلاب کی رہنمائی کی باگ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔''[3]

لینن کا خیال تھا کہ یہ اچھی طرح ممکن تھا کہ مزدور طبقہ سرمایہ دار طبقے کی ضمنی طاقت ہونے کی بجائے سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کا رہنما ہو جائے۔ یہ امکان حسب ذیل وجوہ سے تھا۔

پہلا سبب یہ کہ:

''مزدور طبقہ اپنی حیثیت کی وجہ سے فطری طور پر سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ مستقل مزاج انقلابی طبقہ ہے، اور اسی وجہ سے روس کی عام جمہوری انقلابی تحریک میں اسے سب سے زیادہ نمایاں حصہ لینا چاہئے۔''[4]

[1] وہ ریاست جس میں کوئی بادشاہ یا موروثی رہنما نہ ہو۔

[2] ایضاً صفحہ 122۔

[3] ایضاً صفحہ 41۔

[4] لینن کی مکمل تصانیف کا روسی ایڈیشن (جو آئندہ مجموعہ میں لکھا جائے گا) جلد 8، صفحہ 75۔

دوسرا یہ کہ مزدور طبقے کی خود اپنی ایک سیاسی جماعت ہے جو سرمایہ داروں کی محتاج نہیں اور جس کی وجہ سے یہ ممکن ہے کہ مزدور طبقہ اپنے اندر اتحاد قائم کر کے ''ایک متحد اور آزاد سیاسی طاقت بن جائے۔''[1]

تیسرا سبب یہ کہ مزدور طبقے کو سرمایہ داروں کے بہ نسبت انقلاب کی مکمل کامیابی کی زیادہ غرض ہے کیونکہ ''ایک طرح سے سرمایہ دارانہ انقلاب سے مزدوروں کو سرمایہ داروں کی نسبت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔''[2]

لینن نے لکھا کہ:

''سرمایہ داروں کا اس میں فائدہ ہے کہ مزدوروں کے مقابلے میں وہ ماضی کے چند بچے کھچے عناصر پر بھروسہ کریں جیسے کہ شاہی حکومت، مستقل فوج، وغیرہ۔ سرمایہ دار طبقے کے لئے یہ زیادہ ضروری ہے کہ سرمایہ دارانہ انقلاب سارا موجودہ سیاسی نظام ختم نہ کردے بلکہ ماضی کی کچھ چیزیں باقی رہنے دے۔ یعنی یہ کہ انقلاب میں پوری استقامت نہ ہو اور اس کی تکمیل نہ ہو۔ سرمایہ دار طبقے کے لئے یہ زیادہ فائدہ مند ہے کہ سرمایہ دارانہ جمہوریت انقلاب کے بجائے تدریجی اصلاحوں سے حاصل ہو۔ اس کا فائدہ اسی میں ہے کہ ان تبدیلیوں میں عوام کی اور خاص طور پر مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی پیش قدمی جس قدر کم ممکن ہو بڑھ سکے نہیں تو بقول فرانسیسیوں کے ایک کندھے سے بندوق کو دوسرے کندھے تک پہنچتے دیر نہیں لگتی، جو بندوقیں سرمایہ دارانہ انقلاب کی وجہ سے مزدوروں کے ہاتھ میں پہنچ جائیں گی وہ سرمایہ داروں کے خلاف بھی موڑی جاسکتی ہیں۔ اس کے برخلاف مزدور طبقہ کا نفع اسی میں ہے کہ سرمایہ دارانہ جمہوریت اصلاحی طریقہ سے نہیں بلکہ انقلابی طریقہ سے قائم ہو۔ کیونکہ اصلاحی طریقے میں بڑی دیر لگتی ہے۔ اس طریقہ میں قومی زندگی کے سڑے

1 لینن کی مکمل تصانیف کا روسی ایڈیشن (جو آئندہ مجموعہ میں لکھا جائے گا) جلد 8، صفحہ 75۔

2 ایضاً صفحہ 57۔

ہوئے اجزاء تکلیف دہ تاخیر کے ساتھ علیحدہ ہوتے ہیں، اور اس تاخیر سے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ تکلیف کسان اور مزدور اُٹھاتے ہیں۔ انقلابی طریقہ یہ ہے کہ سڑے ہوئے اجزاء سرعت کے ساتھ کاٹ کر پھینک دیئے جائیں، اس طریقہ سے مزدور طبقے کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ شاہی حکومت اور اس کے ساتھ دوسرے سڑے ہوئے زہر پھیلانے والے ادارے کم سے کم پس و پیش کے ساتھ برباد کردیئے جائیں۔''[1]

آگے چل کر لینن نے لکھا ہے۔

''اسی وجہ سے مزدور طبقہ جمہوریت حاصل کرنے کی جنگ میں صفِ اوّل میں رہتا ہے اور اس شرمناک مشورہ کو کہ سرمایہ داروں کو بھڑکانا نہ چاہئے نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے۔''[2]

مزدور طبقے کے رہنما ہونے کے امکان کو حقیقت میں تبدیل کرنے کے لئے اور مزدور طبقے کو سرمایہ دارانہ انقلاب کا حقیقی رہنما اور رہبر بنانے کے لئے دو شرائط پوری ہونا چاہئیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ مزدور طبقے کا ایک ایسا مددگار ضرور ہو جو زار کے راج پر مکمل فتح حاصل ہونے سے فائدہ اٹھا سکے اور جو مزدور طبقے کی قیادت منظور کرنے کے لئے تیار ہو، اور اس کی ضرورت تو اس وجہ سے بھی ہے کہ کوئی طبقہ رہنما اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ ایک دوسرا طبقہ ایسا نہ ہو جس کی رہنمائی کی جائے۔ لینن کی رائے میں کسانوں کا طبقہ ہی ایسا مددگار ہو سکتا تھا۔

دوسری شرط یہ کہ اس طبقے کو جو انقلاب کی رہنمائی اور پیشوائی کے لئے مزدور طبقے کا مقابلہ کرے اور جو یہ چاہتا ہے کہ انقلاب کی قیادت صرف وہی کرے، سیاسی میدان سے بے دخل کر کے الگ کر دینا چاہئے، اور یہ بھی اسی نظریہ کا نتیجہ ہے کہ مزدور طبقہ ہی انقلاب کی پیشوائی کر سکتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ انقلاب کے دو رہنما نہیں ہو سکتے۔ لینن کے مطابق اصلاح پسند سرمایہ داروں کا وہ طبقہ تھا جو انقلاب کی قیادت کے لئے مزدور طبقے کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس مسئلے پر

1 انتخاب جلد 3 صفحہ 75و76۔

2 ایضاً صفحہ 108۔

لینن نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا:

''صرف مزدور طبقہ ہی جمہوریت کے لئے مستقل مزاجی سے جدوجہد کر سکتا ہے اور جمہوریت حاصل کرنے کی جنگ میں اسے کامیابی صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ کسان عوام اس کی انقلابی جدوجہد میں شریک ہو جائیں۔''[1]

اور پھر آگے چل کر لینن نے لکھا:

''کسانوں کے طبقے میں بہت سے نیم مزدور اور چھوٹی پونجی والے عناصر بھی شامل ہیں اس وجہ سے اس میں استقلال ممکن نہیں اور اسی وجہ سے مزدور طبقہ اپنی مخصوص طبقاتی پارٹی بنانے پر مجبور ہے۔ لیکن کسان طبقے کی بے استقلالی، سرمایہ دار طبقے کی بے استقلالی سے بہت مختلف ہے، کیونکہ اس زمانے میں کسانوں کی خواہش ذاتی ملکیت کو پوری طرح برقرار رکھنا اس قدر نہیں ہے جتنا کہ بڑے بڑے زمینداروں کی ریاستیں ضبط کر لینا ہے جو کہ ذاتی ملکیت کی ایک نہایت اہم شکل ہے۔ اگرچہ اس سے کسانوں کا طبقہ اشتراکی نہیں ہو جاتا اور نہ یہی ہوتا ہے کہ اس کی چھوٹی پونجی کے طبقے کی حیثیت نہ رہے، لیکن پھر بھی جمہوری انقلاب کا وہ جی بھر کر قطعی اور پُر جوش طریقہ پر ساتھ دے سکتا ہے۔ انقلاب کی رفتار سے کسانوں کا طبقہ لازمی طور پر مزدور طبقے کا ایسا مددگار بن جائے گا اگر یہ رفتار جلد ہی سرمایہ داروں کی غداری اور مزدور طبقے کی شکست کی وجہ سے ختم نہ ہو گئی۔ لیکن اگر انقلاب کی رفتار جاری رہی تو کسانوں کا طبقہ انقلاب اور ریپبلک کی پشت پناہی کرے گا کیونکہ انقلاب کی مکمل فتح ہونے پر ہی زمین کی ملکیت اور تقسیم میں وہ تمام اصلاحیں کی جا سکتی ہیں جو کہ وہ چاہتا ہے اور جس کی اُسے سخت ضرورت ہے۔''[2]

---

[1] ایضاً صفحہ 86۔

[2] ایضاً صفحہ 108، 109۔

منشویک یہ کہتے تھے کہ بالشویکوں کی حکمت عملی سرمایہ دار طبقوں کو انقلاب سے بھڑکا کر انقلاب کو محدود کر دے گی۔ لینن کی رائے میں یہ اعتراضات ''انقلاب سے غداری'' کے تھے اور ایک ایسی حکمت عملی تجویز کر رہے تھے جو ''مزدور طبقے کو سرمایہ دار طبقے کا دم چھلا بنا دے۔''

اسی سلسلے میں لینن نے لکھا کہ:

''جو لوگ ایک کامیاب روسی انقلاب کے لئے کسانوں کی مدد کی اہمیت اچھی طرح سمجھتے ہیں بھول کر بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر سرمایہ دار طبقہ انقلاب سے علیحدہ ہو گیا تو انقلاب کمزور پڑ جائے گا۔ کیونکہ روسی انقلاب صرف اسی صورت میں اس تکمیل کو پہنچے گا جو سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کے دور میں ممکن ہے جبکہ سرمایہ دار طبقہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور کسانوں کا طبقہ کھلے طور پر اسی جوش سے انقلابی جدوجہد میں شرکت کرے جس سے کہ مزدور طبقہ کرتا ہے، اور انقلاب کو استقلال کے ساتھ اس کے لازمی نتیجہ پر پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان عناصر پر بھروسہ کیا جائے جو سرمایہ دار طبقے کے تلون کو روک سکیں یعنی جو سرمایہ دار طبقے کو انقلاب سے بیزار کر دیں۔''[1]

یہ تھے وہ عملی اصول جو لینن نے مندرجہ بالا کتاب میں سرمایہ دارانہ انقلاب میں مزدور طبقے کی رہنمائی اور اہمیت کے بارے میں بیان کئے۔

سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کے دور میں ایک مارکسی پارٹی کے لئے یہ بالکل نیا لائحہ عمل تھا، اور اس کے پہلے کے عملی اصولوں سے مختلف تھا۔ اس کے پہلے عام طور پر یہ ہوتا تھا کہ سرمایہ دارانہ انقلاب کے دور میں سرمایہ داروں کا طبقہ پیش قدمی کرتا تھا (جیسا کہ مغربی یورپ میں ہوا) اور مزدور طبقے کی مجبوراً ذیلی حیثیت ہو جاتی۔ کسانوں سے تعلقات قائم کرنا سرمایہ داروں پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ مارکسیوں کے خیال میں مختلف طبقوں کی ایسی جتھا بندی لازمی تھی۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مزدوروں کو اپنے مخصوص طبقاتی مطالبوں اور اپنی علیحدہ سیاسی پارٹی کے لئے بھی جدوجہد جاری رکھنا چاہئے۔ لیکن نئے تاریخی حالات میں لینن کے مطابق صورت حال اس تیزی

---

[1] ایضاً صفحہ 110۔

سے بدل رہی تھی کہ سرمایہ دارانہ انقلاب میں مزدور طبقہ پیشوائی کر سکتا تھا، اور سرمایہ دار طبقے کو انقلاب کی قیادت سے کھسکایا جا سکتا تھا۔ مزدور کسانوں میں اب کام کر سکتے تھے۔

یہ خیال کہ پلیخوف بھی مزدور طبقے کی رہنمائی کا قائل تھا غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زبان سے وہ اس بات کا اعتراف کرنے پر تیار تھا۔ لیکن حقیقتاً وہ اس خیال کے خلاف تھا۔ مزدور طبقے کی قیادت تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ سرمایہ دارانہ انقلاب کے دور میں بھی اس کی رہنمائی تسلیم کی جائے اور اسی کے ساتھ کسانوں سے اشتراکِ عمل اور سرمایہ دار طبقے کو الگ کر دینے کا بھی قائل ہوا جائے۔ برخلاف اس کے پلیخوف اصلاح پسند سرمایہ داروں کو علیحدہ کر دینے کے نہ صرف خلاف تھا بلکہ ان سے سمجھوتہ کرنا چاہتا تھا اور اس کے علاوہ کسانوں سے اتحاد کرنے کے خلاف تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ پلیخوف کی حکمتِ عملی منشویکوں کے نظریئے سے مختلف نہ تھی جو مزدور طبقے کی قیادت کے قائل نہ تھے۔

(2) لینن کے خیال میں زار کے راج کا تختہ اُلٹ دینے کا اور جمہوری ریپلک بنانے کا سب سے کارگر طریقہ عوام کی مسلح اور کامیاب بغاوت کا تھا۔ منشویکوں کی رائے کے خلاف لینن نے کہا کہ

''جمہوری انقلاب تحریک کے بڑھنے سے مسلح بغاوت کا وقت آ چکا ہے۔
اس بغاوت کے لئے مزدور طبقے کو منظم کرنا پارٹی کا سب سے اہم اور ضروری فرض ہے، اور اس لئے یہ ضروری ہے کہ مزدور طبقے کو مسلح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے تا کہ وہ بغاوت کی رہنمائی کر سکے۔''[1]

عوام کو بغاوت کی طرف لے جانے کے لئے اور اسے سارے عوام الناس کی بغاوت بنانے کے لئے لینن کی رائے میں چند ایسے نعرے پیش ہونے کی ضرورت تھی جو عوام کی انقلابی پیش قدمی کے جذبات کو برانگیختہ کر دیں، جو انہیں بغاوت کے لئے منظم کر سکیں اور جو زار کی طاقت کو منتشر کر دیں۔ ایسے نعرے تیسری پارٹی کانگریس کے عملی فیصلوں نے پیش کئے اور جنہیں سمجھانے کے لئے لینن نے متذکرہ بالا کتاب لکھی۔ لینن کی رائے میں یہ نعرے حسب ذیل ہیں:

(ا) ''عام سیاسی ہڑتالیں، جو بغاوت کی ابتداء اور دوران میں ایک خاص

---

1. مجموعہ۔ جلد 8، صفحہ 75۔

اہمیت رکھتی ہیں۔''[1]

(ب) ''مزدوروں کے فوری مطالبوں کا (جیسے روزانہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام نہ کرنا) انقلابی طریقوں سے فوراً منوالینا۔''[2]

(ج) ''کسانوں کی ایسی انقلابی کمیٹیوں کی فوراً تنظیم کرنا جو انقلابی طریقے سے سب جمہوری تبدیلیاں کر سکیں۔ جن میں جاگیروں کی ضبطی بھی شامل ہے۔''[3]

(د) مزدوروں کو مسلح کرنا۔

اس سلسلے میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔

پہلی بات یہ کہ شہروں میں 8 گھنٹے روزانہ کے مطالبے پر عمل کرنے اور دیہاتوں میں جمہوری اصول پر تبدیلیاں کرنے کا انقلابی راستہ جو حکام و قوانین کی پرواہ نہ کرے موجودہ قوانین کو توڑ دیتا ہے اور ایک نیا نظام غیر قانونی عمل سے تیار کر کے پیش کر دیتا ہے۔ یہ ایک نیا عملی راستہ تھا جس نے زار کی طاقت کو بے کار کر دیا اور عوام کی انقلابی پیش قدمی اور سرگرمی کو شروع کر دیا۔ اس عملی راستے کی وجہ سے شہروں میں انقلابی ہڑتال کمیٹیاں اور دیہاتوں میں انقلابی کسان کمیٹیاں بن گئیں۔ اول الذکر بعد میں بڑھ کر کے مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں (پنچائتیں) اور آخر الذکر کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں بن گئیں۔

دوسری بات عام سیاسی ہڑتالوں کا استعمال تھا جو آگے چل کر انقلاب کے دوران میں عوام کی انقلابی صف بندی کرنے میں بہت کارآمد ثابت ہوا۔ مزدور طبقے کے ہاتھ میں یہ ایک نیا لیکن نہایت اہم حربہ تھا جس سے اب تک مارکسی پارٹیاں ناواقف تھیں لیکن جس کو اُنہوں نے بعد میں اختیار کر لیا۔

لینن کا یہ کہنا تھا کہ عوام کی کامیاب بغاوت کے بعد زار کی حکومت کے بجائے ایک عارضی انقلابی حکومت قائم ہونا چاہئے۔ اس عارضی انقلابی حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ انقلاب کی جیت کو

---

1. ایضاً صفحہ 75۔

2. ایضاً صفحہ 47۔

3. ایضاً صفحہ 88۔

مستحکم کرے، روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ابتدائی پروگرام کو پورا کرے اور انقلاب دشمن عناصر کو کچل دے۔ لینن نے کہا کہ جب تک ان باتوں پر عمل نہ ہوگا زاریت کو مکمل شکست دینا ممکن نہیں۔ ان فرائض پر عمل کرنے کے لئے اور زاریت پر مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے عارضی حکومت کو ایک معمولی حکومت نہ ہونا چاہئے بلکہ فتح مند طبقوں یعنی کسانوں اور مزدوروں کی انقلابی آمریت ہونا چاہئے۔ مارکس کے اس خیال کو نظیر میں پیش کرتے ہوئے کہ ''ہر انقلاب کے بعد ریاست کی عارضی تنظیم میں مضبوط آمریت کی ضرورت ہے'' لینن اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر عارضی انقلابی حکومت کو زاریت پر مکمل غلبہ حاصل کرنا ہے تو اسے بھی کسانوں اور مزدوروں کی آمریت ہونا چاہئے۔ لینن نے کہا کہ:

''کسانوں اور مزدوروں کی انقلابی آمریت قائم کرنا ہی انقلاب کی زاریت پر مکمل فتح ہے اور اس فتح کو آمریت ہی حاصل کر سکتی ہے کیونکہ اس کا انحصار فوجی طاقت، عوام کے مسلح ہونے پر اور بغاوت پر ہے نہ کہ ایک یا دوسرے ادارے پر اور نہ پُرامن قانونی طریقوں پر۔ آمریت اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ جو تبدیلیاں مزدوروں اور کسانوں کے لئے لازمی ہیں اس قسم کی ہیں کہ انہیں روکنے کے لئے جاگیردار، سرمایہ دار اور زار جی توڑ مخالفت اور کوشش کریں گے۔ آمریت کے بغیر ان انقلاب دشمن عناصر کے مقابلے کو توڑنا محال ہے، لیکن یہ آمریت جمہوری ہوگی اشتراکی نہیں۔ انقلابی تحریک کے درمیانی درجوں سے گذرے بغیر یہ سرمایہ داری کی جڑیں نہ ہلا سکے گی۔ یہ زیادہ سے زیادہ صرف یہی کر سکتی ہے کہ زمین کو کسانوں کے حق میں نئے سرے سے تقسیم کردے، ایک مکمل جمہوریت اور ریپبلک قائم کردے، ایشیائی غلامی کی نمایاں خصوصیات کو شہروں اور دیہاتوں سے دور کردے، مزدوروں کے حالات زندگی کو بہتر کرنے کی پالیسی کی بنیاد رکھے اور انقلابی سرگرمی کو یورپ میں پھیلا دے۔ یہ کامیابی ہمارے ملک کے سرمایہ دارانہ انقلاب کو بھی اشتراکی انقلاب میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ ایک سرمایہ دارانہ انقلاب ہماری سماجی اور معاشی

زندگی کی سرمایہ دارانہ تنظیم کے حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس کے باوجود زاریت پر کامیابی حاصل ہونا نہ صرف روس بلکہ ساری دنیا کی ترقی کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کامیابی سے زیادہ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا کے مزدور طبقے کی ہمتیں بڑھا دے اور ان کو کامیابی کے راستے پر لگا دے۔''[1]

اس سوال پر کہ سوشل ڈیموکریٹوں کا عارضی انقلابی حکومت کی طرف کیا رویہ ہونا چاہئے اور کیا انہیں اس میں شرکت کرنا چاہئے، لینن نے تیسری پارٹی کانگرس کی اس تجویز کی تائید کی:

''اگر مختلف طبقوں کی طاقتوں کا توازن مناسب ہو اور اگر وہ دوسرے عناصر جن کا پہلے سے اندازہ نہیں کیا جا سکتا موافق ہوئے تو پارٹی ایک عارضی انقلابی حکومت میں انقلاب دشمن طاقتوں کو کچلنے کے لئے اور مزدوروں کے مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے شرکت کر سکتی ہے لیکن اس کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ پارٹی اپنے نمائندوں پر جو ایسی حکومت میں شامل ہوں پورا قابو رکھے اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی آزادی پر جو کہ مکمل اشتراکی انقلاب کی کوشش کر رہی ہے اور جو تمام سرمایہ دار پارٹیوں کی جی توڑ مخالف ہے کوئی پابندی نہ ہو۔ لیکن چاہے سوشل ڈیموکریٹوں کا ایسی عارضی حکومت میں شرکت کرنا ممکن ہو یا نہ ہو، ہم کو مزدور عوام میں پرچار کرنا چاہئے کہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی قیادت میں مزدور طبقے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ انقلاب کے نفعوں کو بچانے اور کامیاب بنانے کے لئے عارضی حکومت پر مستقل دباؤ ڈالتا رہے۔''[2]

منشویکوں کے اس اعتراض کے بارے میں کہ چونکہ عارضی حکومت ایک سرمایہ دارانہ حکومت ہوگی اس لئے سوشل ڈیموکریٹوں کو ایسی حکومت میں شرکت نہ کرنا چاہئے نہیں تو وہ وہی

---

1 انتخاب، جلد 3، صفحہ 83-83۔

2 ایضاً صفحہ 46و47۔

غلطی کریں گے جو فرانسیسی اشتراکی ملی ران[1] نے کی جبکہ وہ فرانسیسی سرمایہ دارانہ حکومت میں شامل ہو گیا۔ لینن نے یہ کہا کہ منشویک دراصل دو مختلف صورتوں میں امتیاز نہیں کر رہے ہیں جیسا کہ مارکسیوں کو چاہئے۔ فرانس میں اشتراکیوں کے ایک رجعت پسند سرمایہ دارانہ حکومت میں ایسے وقت میں شامل ہونے کا سوال تھا جبکہ ملک میں کوئی انقلابی صورت حال نہ تھی اور اس وجہ سے ان کا یہ فرض تھا کہ وہ شامل نہ ہوں۔ اس کے برخلاف روس میں اشتراکیوں کے ایک ایسی انقلابی سرمایہ دارانہ حکومت میں شرکت کرنے کا سوال ہے جو انقلاب کی کامیابی کے لئے لڑ رہی ہو اور جبکہ انقلاب اپنے پورے جوش پر ہو۔ یہ صورت ایسی ہے جس میں اشتراکی اگر چاہیں تو حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر حالات سازگار ہوئے تو اشتراکیوں کا یہ فرض بھی ہو سکتا ہے کہ وہ انقلاب کے دشمنوں کو حکومت کے باہر اور حکومت کے اندر سے کچلنے کے لئے ایسی حکومت میں شامل ہو جائیں۔

(3) اگرچہ لینن سرمایہ دارانہ انقلاب کی کامیابی کی اور جمہوری ریپلک قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ان کا یہ بالکل ارادہ نہ تھا کہ جمہوری دور میں پہنچ کر ٹھہرا جائے اور انقلابی تحریک کو سرمایہ دارانہ جمہوری فرائض تک محدود کر دیا جائے۔ برخلاف اس کے لینن کا کہنا تھا کہ جمہوریت حاصل کرنے کے بعد مزدوروں اور دوسرے مظلوم عوام کو ایک اور جدوجہد اشتراکی انقلاب کے لئے کرنا ہوگی۔ لینن ان باتوں کو جانتے تھے اور اس لئے سوشل ڈیموکریٹوں کا یہ فرض سمجھتے تھے کہ وہ اس بات کی ہر ممکن کوشش کریں کہ سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب بڑھ کر کے اشتراکی انقلاب کے دور تک پہنچ جائے۔ لینن کا یہ کہنا تھا کہ مزدوروں اور کسانوں کی آمریت صرف اس لئے ضروری نہیں ہے کہ زاریت پر فتح کی تکمیل کی جائے بلکہ اس لئے بھی کہ جہاں تک ہو سکے انقلابی کیفیت برقرار رکھی جائے، ہر ممکن انقلاب دشمن طاقت کو ختم کیا جائے، انقلاب کے شعلوں کو یورپ بھڑکایا جائے اور اسی دوران میں مزدور طبقے کو یہ موقع مل سکے کہ وہ سیاسی تعلیم حاصل کر سکے اور اپنے کو ایک زبردست فوج میں منظم کر سکے تاکہ فوراً ہی اشتراکی انقلاب کا آغاز ممکن ہو جائے۔

---

[1] الیگزنڈر ملی ران۔ فرانسیسی سیاست داں۔ پیدائش 1859ء۔ 1885ء میں ایک انتہا پسند اشتراکی کی حیثیت سے فرانسیسی مجلس قانون ساز کا ممبر منتخب ہوا۔ 1893ء میں وزیر ہوا اور فوجی تنظیم اور ہڑتالوں کو کچلنے میں مصروف رہا۔ اگست 1914ء میں فرانس کا وزیر جنگ ہو گیا اور 1920ء میں فرانسیسی ریپلک کا صدر ہو گیا۔ 1927ء میں صدارتی انتخاب میں شکست ہوئی۔

سرمایہ دارانہ انقلاب کے حدود کیا ہیں اور ایک مارکسی جماعت کو اسے کیا رنگ دینا چاہئے، ان سوالات کے بارے میں لینن نے حسب ذیل باتیں لکھیں:

''مزدور طبقے کا یہ فرض ہے کہ کسان عوام سے اتحاد کر کے جمہوری انقلاب کو تکمیل تک پہنچائے تاکہ وہ مطلق العنان حکومت کے مقابلے کو جبریہ کچل سکے اور سرمایہ داروں کی ہچکچاہٹ کو ختم کر دے۔ مزدوروں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اشتراکی انقلاب حاصل کرنے کے لئے عوام میں سے تمام نیم مزدور عناصر سے اتحاد کریں تاکہ سرمایہ داروں کے مقابلہ کو جبریہ کچلا جا سکے اور کسانوں اور چھوٹی پونجی کے طبقوں کی ہچکچاہٹ کو ختم کیا جا سکے۔ انقلاب کی وسعت کے بارے میں مزدور طبقے کے اصلی فرائض یہ ہیں جن کو نئے ''اسکرائی''[1] اپنی بحثوں اور تجویزوں میں اس قدر محدود بنا کر بیان کرتے ہیں۔''[2]

آگے چل کر لینن نے لکھا کہ:

''پوری آزادی، مکمل جمہوری انقلاب اور پبلک قائم کرنے کی جدوجہد کے لئے؟ مزدور طبقے کو سارے عوام اور خاص طور پر کسانوں کی رہنمائی کرنا چاہئے۔ مزدوروں کو اشتراکیت حاصل کرنے کی جنگ میں تمام محنت کشوں اور مظلوموں کی اگلی صف میں ہونا چاہئے انقلاب کے دور میں انقلابی مزدور طبقے کی عملاً یہی پالیسی ہونا چاہئے اور اس طبقے کو تمام عملی سوالات اسی نعرے کے مطابق حل کرنا چاہئے۔''[3]

اس کتاب کی اشاعت کے دو مہینے بعد لینن نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ''کسانوں کی تحریک کی طرف سوشل ڈیموکریٹوں کا رویہ'' تاکہ اس سوال پر کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے۔ اس میں حسب ذیل باتیں بیان کی گئی ہیں:

---

[1] وہ لوگ جن کے ہاتھ میں اخبار ''اسکرا'' لینن کے استعفے کے بعد چلا گیا تھا یعنی منشویک۔

[2] ایضاً صفحہ 110 و 111۔

[3] ایضاً صفحہ 124۔

''جمہوری انقلاب کے بعد فوراً اپنی اور طبقاتی شعور رکھنے والے منظم
مزدور طبقے کی طاقت کے مطابق ہم اشتراکی انقلاب شروع کردیں گے۔
ہمارا عقیدہ مسلسل انقلاب میں ہے ہم آدھے راستے پر پہنچ کر رک نہ
جائیں گے۔''[1]

جمہوری اور اشتراکی انقلاب کے باہمی تعلق کا یہ ایک نیا نظریہ تھا جس کے بموجب سرمایہ دارانہ انقلاب کے اختتامی دور میں مزدور طبقے کے اردگرد طاقتوں کا جماؤ اس طرح ہو کہ فوراً ہی اشتراکی انقلاب شروع ہو سکے یعنی یہ نظریہ کہ جمہوری انقلاب بڑھ کر اشتراکی انقلاب میں تبدیل ہو جائے۔

اس نئے عملی راستے کو پیش کرنے میں لینن نے سب سے پہلے مسلسل انقلاب کے اس نظریہ کو مدنظر رکھا جو مارکس نے 1850ء کے قریب کمیونسٹ لیگ [2] کو خطاب کرتے ہوئے بیان کیا دوسری چیز جس نے لینن نے مدد لی وہ خط و کتابت تھی جو مارکس اور اینگلس کے مابین مزدور انقلاب اور کسانوں کی انقلابی تحریک میں اتحاد پیدا کرنے کی ضرورت کے مسئلے پر ہوئی۔ مارکس نے 1856ء میں اینگلس کو لکھا کہ ''مزدور انقلاب کی مدد کے لئے ایک دوسری کسانوں کی جنگ [3] کے امکان پر جرمنی کی قسمت کا فیصلہ ہے۔'' لیکن ان بیش بہا خیالات کی زیادہ توضیح مارکس یا اینگلس نے نہ کی، برخلاف اس کے دوسری انٹرنیشنل [4] کے عقلاء نے انہیں دبانے اور چھپانے

---

1 انتخاب جلد 3، صفحہ 145

2 Communist League انیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں جرمن مزدوروں کی ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام ''کیمونسٹ لیگ'' تھا۔ اس کے رہنما مارکس اور اینگلس تھے۔ قائم ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ایک بین الاقوامی انجمن ہوگئی۔ اس لیگ کی کانگرس منعقدہ لندن (نومبر 1847ء) نے مارکس اور اینگلس کو پارٹی کے مکمل عملی اور نظری پروگرام تیار کرنے کے کام پر مامور کیا۔ یہ مضمون 1848ء میں تیار ہوا اور کیمونسٹ مینفسٹو کے نام سے مشہور ہوا۔ 1852ء میں یہ لیگ ختم ہوگئی۔

3 1525ء میں پروٹسٹنٹ تحریک شروع ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد جرمنی کے کسانوں نے بغاوت کردی تھی جو کسانوں کی جنگ کہلاتی ہے۔ اس بغاوت کو شہنشاہ چارلس پنجم نے کچل دیا تھا۔

4 یعنی اشتراکی انٹرنیشنل جو 1882ء میں قائم ہوئی اور جس کا مقصد تھا کہ اشتراکیت کو آئینی نہ کہ انقلابی طریقوں سے قائم کیا جائے۔

کی ہر ممکن کوشش کی۔ مارکس کے ان بھولے ہوئے خیالات کو لینن نے پھر سے عوام کے سامنے پیش کیا۔ لیکن ان خیالات کو اعلیٰ قدر مراتب پیش کرنے میں لینن نے صرف انہیں دہرایا ہی نہیں اور نہ یہ ممکن ہی تھا بلکہ اس میں ایک نیا عنصر شامل کر کے اسے ایک مکمل نظریہ بنا دیا۔ یعنی اشتراکی انقلاب کے لئے مزدور طبقے اور شہروں و دیہاتوں کے نیم مزدور طبقے میں اتحاد ضروری ہے اور صرف اسی صورت میں مزدور انقلاب کامیاب ہو سکتا ہے۔

اس لائحہ عمل نے مغربی یورپ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے ان تمام خیالات کو بے بنیاد کر دیا جو جمہوری انقلاب اور اشتراکی انقلاب کے آپس کے تعلق کے بارے میں قائم کئے گئے تھے۔ یعنی ان کا یہ خیال کہ سرمایہ دارانہ انقلاب کے بعد غریب کسان لازمی طور پر انقلاب کو ترک کر دیں گے اور اس وجہ سے سرمایہ دارانہ انقلاب کے بعد ایک لمبا وقفہ کوئی سو پچاس برس کا سناٹا گذرے گا جس میں مزدور طبقے کا ''پُر امن'' طریقے سے استحصال ہو سکے گا اور سرمایہ دار طبقہ قانونی طریقوں سے اپنی دولت بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک نئے انقلاب یعنی اشتراکی انقلاب کا وقت آ جائے۔

لینن کا پیش کیا ہوا نظریہ بالکل نیا تھا جس کے مطابق اشتراکی انقلاب میں مزدور طبقہ تمام سرمایہ داروں کے خلاف تنہا جدوجہد نہ کرے گا بلکہ وہ ایک رہنمائی کرنے والا طبقہ ہوگا اور اس کے مددگار عوام کے تمام نیم مزدور طبقے ہوں گے۔ ''وہ تمام کروڑوں آدمی جو محنت کرتے ہیں اور ظلم سہتے ہیں۔'' اس نظریئے کے مطابق سرمایہ دارانہ انقلاب کے دور میں کسانوں سے اتحاد کر کے مزدور طبقہ رہنمائی کرے گا، رفتہ رفتہ اشتراکی انقلاب کے لئے رہنمائی ہوگی اور تمام محنت کش اور مظلوم عوام سے اتحاد کی بنا قائم ہوگی، اور کسانوں اور مزدوروں کی جمہوری آمریت مزدوروں کی اشتراکی آمریت کا راستہ دکھائے گی۔

اس سے پچھمی یورپ کے سوشل ڈیموکریٹوں کے نظریئے کی تردید ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ شہر اور دیہات کے نیم مزدور عوام میں انقلابی صلاحیت نہیں ہے اور جو یہ تسلیم کئے بیٹھے تھے کہ ''سرمایہ داروں اور مزدوروں کے علاوہ ہمیں اپنے ملک میں کوئی ایسی دوسری سماجی طاقتیں نہیں دکھائی دیتیں جن سے انقلابی جماعتوں کو مدد مل سکے۔'' (یہ پلیخوف کے الفاظ ہیں اور بالکل ویسے ہی ہیں جیسے کسی پچھمی یورپ کے سوشل ڈیموکریٹ کے ہو سکتے تھے۔)

بھی یورپ کے سوشل ڈیموکریٹوں کا یہ خیال تھا کہ اشتراکی انقلاب میں مزدور طبقے کو بغیر کسی ساتھی کے سارے سرمایہ دار طبقے اور ان تمام طبقوں کے خلاف لڑنا پڑے گا جو مزدور نہیں ہیں۔ وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے تھے کہ سرمایہ داری نہ صرف مزدوروں کا خون چوستی ہے بلکہ شہروں اور دیہاتوں کے نیم مزدور طبقوں کے کروڑوں آدمیوں پر بھی ظلم کرتی ہے اور اس وجہ سے سامراج کو سرمایہ داری سے نجات دلانے کی جدوجہد میں وہ مزدور طبقے کے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ اس بنا پر مغربی سوشل ڈیموکریٹک یہ کہتے تھے کہ یورپ میں اشتراکی انقلاب کا وقت نہیں آیا ہے۔ یہ وقت جب ہی آئے گا جب کہ سماج کی معاشی ترقی کی وجہ سے مزدور طبقہ سماج اور قوم میں اکثریت حاصل کرلے۔ اہل مغرب کے اس فرضی اور مزدور دشمن نظریہ کو لینن نے بالکل ختم کر دیا۔

اگر چہ اس وقت تک لینن کے نظریے میں صاف طور پر اس بات کا اعلان نہیں کیا گیا تھا کہ ایک ملک میں علیحدہ طور پر اشتراکیت کی فتح ممکن ہے لیکن وہ تمام باتیں جن سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں بیان کر دی گئی تھیں۔ لینن خود اس نتیجہ پر دس برس کے بعد 1915ء میں پہنچے۔

یہ تھے وہ بنیادی عملی اصول جو لینن نے اپنی یادگار کتاب ''جمہوری انقلاب کے دور میں سوشل ڈیموکریسی کے دو عملی راستے'' میں بیان کئے۔ اس کتاب کی خاص تاریخی اہمیت اس بات میں ہے کہ اس نے منشویکوں کی ٹٹ پونجیا حکمت عملی کو مکمل شکست دی اور روسی مزدوروں کے ہاتھ میں ایک نیا ہتھیار دیا جس سے وہ سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب کو بڑھانے کے لئے اور زاریت کو ختم کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس نے روسی سوشل ڈیموکریٹوں پر اس بات کی اہمیت بھی جتادی کہ سرمایہ دارانہ انقلاب کا اشتراکی انقلاب میں تبدیل کر دینا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ اس نے مارکسزم کے نظری ذخیرے میں انقلابی حکمت عملی کا اضافہ کیا اور بالشویک پارٹی کی اس حکمت عملی کی بنا ڈالی جس کی مدد سے 1917ء میں ہمارے ملک کے مزدور طبقے نے سرمایہ داری پر فتح پائی۔

4- انقلاب کی ترقی۔ اکتوبر 1905ء کی کل روسی سیاسی ہڑتال۔ زاریت کی پسپائی۔ زار کا مینفسٹو۔ مزدوروں کے نمائندوں کی سویت کی ترقی۔

1905ء کے خزاں کے موسم تک انقلابی تحریک ملک بھر میں پھیل چکی تھی اور بہت تیزی سے

بڑھنے لگی تھی۔ 19- ستمبر کو ماسکو میں چھاپہ خانے کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ ہڑ[illegible] جلد ہی سینٹ پیٹرس برگ اور چند دوسرے شہروں میں پھیل گئی۔ خود ماسکو میں دوسر[illegible]ں کے مزدوروں نے چھاپہ خانے کے مزدوروں کی مدد کی اور یہ ایک عام سیاسی ہڑتال ہو گئی۔

اکتوبر کے شروع میں ماسکو قزان ریلوے پر ایک ہڑتال ہو گئی۔ دو دن کے اند[illegible] ماسکو بھر کے ریلوے کے مزدوروں نے ہڑتالیوں کا ساتھ دیا اور بہت جلد ملک بھر کی ریلوں پر ہڑتال ہو گئی۔ ڈاک اور تار کا کام بھی بند ہو گیا۔ روس کے مختلف شہروں میں مزدوروں نے بڑے بڑے جلسے کئے اور کام بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہڑتال ایک کارخانے سے دوسرے کارخانے میں، ایک مل سے دوسرے مل میں، ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں پھیل گئی۔ چھوٹے اہلکاروں، طالبعلموں اور تعلیم یافتہ طبقے نے (جیسے کہ وکیل، انجینئر اور ڈاکٹر) اس ہڑتال میں شرکت کی۔ اکتوبر کی یہ سیاسی ہڑتال ملک بھر کی ہڑتال ہو گئی جس میں دور دور کے اضلاع اور ہر طبقے کے مزدوروں نے حصہ لیا۔ ان میں 10 لاکھ سے زیادہ تو صرف صنعتی مزدور تھے۔ ریلوے میں کام کرنے والے، ڈاک اور تار کے محکمے میں کام کرنے والے اور دوسرے لوگ اس کے علاوہ تھے۔ ملک بھر کی زندگی مسدود ہو گئی اور حکومت لاچار ہو گئی۔ مطلق العنانی کے خلاف عوام کی اس جدوجہد میں مزدوروں کا طبقہ سب سے آگے تھا۔ بالشویکوں کا یہ نعرہ کہ ایک عام سیاسی ہڑتال ہونا چاہئے بار آور ہوا۔

اکتوبر کی عام ہڑتال نے مزدور تحریک کی طاقت کا اظہار کیا اور خوف زدہ زار کو اس بات پر مجبور کیا کہ 17- اکتوبر 1905ء کو وہ ایک مینفسٹو (اعلان نامہ) شائع کرے۔ اس مینفسٹو نے شہرادی آزادی کے بنیادی حقوق مثلاً جسم انسانی کی حرمت، تخیل، تحریر، تقریر اور تنظیم کی آزادی کو اٹل بنادینے کا وعدہ کیا۔ اس میں اس بات کا بھی وعدہ کیا گیا کہ ایک قانون ساز دیوما بلائی جائے گی اور ہر طبقے کو رائے دہندگی کا حق ہوگا۔

اس طرح بلی گن کی سوچ بچار کرنے والی دیوما انقلاب کی رفتار کی وجہ سے ختم ہو گئی۔ بالشویکوں کا بلی گن کی دیوما کو بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ درست ثابت ہوا۔

بہرحال 17- اکتوبر کا مینفسٹو عوام کو دھوکا دینے کی ایک ترکیب تھی کہ زاریت کو دم لینے کی مہلت مل جائے جس میں سیدھے سادھے آدمیوں کو مطمئن کر دیا جائے اور انقلاب کو کچل

دیا جائے۔ زار نے لفظی طور پر آزادی دینے کا وعدہ کر لیا لیکن حقیقتاً اس نے کچھ بھی نہ دیا۔ مزدوروں اور کسانوں کو زار نے سوائے وعدے کے اور کچھ بھی نہ دیا۔ بجائے اس کے کہ تمام سیاسی قیدیوں کو عام معافی دے دی جائے جس کی کہ اُمید کی جا رہی تھی، 21-اکتوبر کو سیاسی قیدیوں کے ایک چھوٹے سے حصے کو رہا کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام کی طاقت کو منتشر کرنے کے لئے حکومت نے یہودیوں کے خلاف عوام کو بھڑکا دیا جس سے ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ انقلاب کو کچلنے کے لئے اس نے پولیس کی نگرانی میں گنڈا جماعتیں بنوائیں جن کے نام تھے ''روسی عوام کی لیگ'' اور ''میکائیل کی لیگ'' ان جماعتوں کو جن میں رجعت پسند زمیندار، سوداگر، پادری اور بدمعاش جرائم پیشہ قسم کے لوگ ایک خاص حصہ لے رہے تھے عوام نے ''کالا سیکڑا'' کہنا شروع کر دیا۔ اس ''کالے سیکڑے'' نے پولیس کی مدد سے ان مزدوروں کو جو سیاست میں آگے تھے، انقلابی تعلیم یافتہ طبقے کو اور طالبعلموں کو کھلم کھلا مارنا اور قتل کرنا شروع کر دیا، ان کے جلسوں میں آگ لگانے لگے اور عوام کے مجمعوں پر گولیاں چلانے لگے۔ اس وقت تک زار کے منیفسٹو کے صرف یہی آثار نمایاں ہوئے تھے۔ اس زمانے میں اس کے متعلق ایک مقبول گیت تھا جس کے شروع کے الفاظ یہ تھے۔

ڈر کر جو کیا زار نے شائع منیفسٹو
آزاد ہوئے مُردے، زندہ گئے جیلوں کو

بالشویکوں نے عوام کو سمجھایا کہ 17-اکتوبر کا منیفسٹو دراصل ایک جال ہے، جس میں زار کی حکومت عوام کو پھنسانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے افعال جو اس منیفسٹو کے شائع ہونے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں عوام کو اشتعال دینے کے لئے ہیں۔ بالشویکوں نے مزدوروں کو ہتھیار سنبھالنے کی دعوت دی اور مسلح بغاوت کے لئے تیار ہونے کو کہا۔

مزدوروں نے اور زیادہ انہماک سے جنگی دستے بنانا شروع کئے۔ ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ 17-اکتوبر کی پہلی کامیابی کا جو عام سیاسی ہڑتالوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے تقاضا یہ ہے کہ زاریت کا تختہ اُلٹ دینے کی جدوجہد جاری رکھی جائے اور اپنی کوشش کو دوبالا کر دیا جائے۔

لینن نے اس منیفسٹو کو طاقتوں کے عارضی توازن کا اظہار بتایا۔ وہ اگرچہ یہ جانتے تھے کہ کسان اور مزدور زار سے اس منیفسٹو کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں لیکن وہ ابھی تک اس

قابل نہیں ہوئے کہ زاریت کو اُلٹ دیں۔ ساتھ ہی ساتھ زاریت اب اتنی مضبوط نہیں رہی کہ پرانے طریقوں سے حکومت کرتی جائے اور اس بات پر مجبور ہوئی کہ شہری آزادی اور قانون ساز دیوما دینے کا کاغذی وعدہ کرے۔

اکتوبر کی سیاسی ہڑتال کے اس طوفانی زمانے میں اور زاریت کے خلاف جنگ کے دوران مزدوروں کے انقلابی تخلیقی اقدام نے ایک نیا مضبوط حربہ تیار کیا، یہ تھا مزدوروں کے نمائندوں کی سویت (پنچایت)۔

مزدوروں کے نمائندوں کی سویت جن میں تمام مِلوں اور کارخانوں کے نمائندے شامل تھے، مزدوروں کی ایسی زبردست سیاسی جماعت تھی کہ دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ 1905ء کی سویتیں ان سویتوں کا نمونہ تھیں جو مزدور طبقے نے بالشویک پارٹی کی قیادت میں 1917ء میں قائم کیں۔ عوام کی انقلابی جماعتوں نے زار کے تمام قوانین واحکام کی نافرمانی کر کے ان کو قائم کیا تھا۔ یہ عوام کے آزاد عملی اقدام کا مظاہرہ تھا جو زاریت کے خلاف جنگ کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

بالشویک ان سویتوں کو انقلابی طاقت کی ابتدائی شکل سمجھتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ان سویتوں کی طاقت اور اہمیت کا انحصار بغاوت کی مضبوطی اور کامیابی پر ہے۔

منشویک ان سویتوں کو نہ تو انقلابی طاقت کی ابتدائی شکل سمجھتے تھے اور نہ وہ انہیں بغاوت کا آلہ مانتے تھے۔ وہ ان جماعتوں کو بس مقامی خود انتظامی ارادہ سمجھتے تھے جیسے کہ جمہوری میونسپل بورڈ۔

سینٹ پیٹرسبرگ میں مزدوروں کے نمائندوں کی سویت کا چناؤ تمام مِلوں اور کارخانوں میں 13-اکتوبر (نئے حساب سے 26-اکتوبر) 1905ء کو ہوا۔ اسی رات کو سویت کا ایک جلسہ ہوا۔ ماسکو میں بھی اس کے فوراً بعد سویت کی تشکیل ہوئی۔

سینٹ پیٹرسبرگ کی سویت کو جو کہ ملک کے سب سے بڑے صنعتی اور انقلابی مرکز کی اور زار کے پایہ تخت کی سویت تھی 1905ء کے انقلاب میں ایک فیصلہ کن حصہ لینا چاہئے تھا۔ لیکن منشویکوں کی غلط رہنمائی کی وجہ سے اس نے اپنا فرض ادا نہیں کیا جیسا کہ ہم جانتے ہیں لینن اس وقت تک سینٹ پیٹرسبرگ میں نہیں پہنچے تھے اور ایک ملک کے باہر ہی تھے منشویکوں نے لینن کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر سینٹ پیٹرسبرگ کی سویت پر اپنا قبضہ جمالیا۔ یہ کوئی

تعجب کی بات نہیں کہ ان حالات میں خرستالیف، ٹراٹسکی[1]، پاروس اور دوسرے منشویکوں نے سینٹ پیٹرسبرگ کی سویت کو بغاوت کی مخالفت پر آمادہ کرلیا۔ بجائے اس کے کہ وہ فوجی سپاہیوں اور سویت کے درمیان تعلقات قائم کریں اور انہیں مشترک جدوجہد میں شامل کریں، منشویکوں نے یہ مطالبہ کیا سپاہیوں کو سینٹ پیٹرسبرگ سے ہٹالیا جائے۔ یہ سویت بجائے اس کے کہ مزدوروں کو مسلح کرتی اور انہیں بغاوت کے لئے تیار کرتی وقت ضائع کرتی رہی اور بغاوت کی تیاری کی مخالفت کرتی رہی۔

ماسکو کی سویت نے بالکل مختلف کام کیے۔ ابتداء ہی سے اس نے پوری طرح انقلابی راستے پر چلنا شروع کیا۔ ماسکو سویت کی قیادت بالشویک کر رہے تھے۔ ان کی اور ماسکو کی مزدور سویت کی وجہ سے سپاہیوں کے نمائندوں کی بھی ایک سویت قائم ہوگئی۔ ماسکو سویت مسلح بغاوت کی ترجمان ہوگئی۔

اکتوبر سے لے کر دسمبر 1905ء تک مزدوروں کی سویتیں بہت سے بڑے بڑے شہروں میں اور تقریباً تمام مزدوروں کے علاقوں میں قائم ہوگئیں۔ سپاہیوں اور جہازیوں کے نمائندوں کی سویتیں قائم کرنے کی اور انہیں مزدوروں کی سویتوں سے متحد کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ بعض علاقوں میں مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سویتیں بھی قائم کی گئیں۔

ان سویتوں کا بہت زبردست اثر پڑا۔ باوجود اس کے کہ ان میں سے بہت سی سویتیں خودرو تھیں اور ٹھیک طرح منظم نہ تھیں پھر بھی انہوں نے اس طرح پر عمل کرنا شروع کیا جیسے کہ حکومتی طاقت انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ بغیر قانونی اجازت کے انہوں نے اخبار اور مضامین شائع کرنے کی آزادی دے دی اور یہ قاعدہ بنایا کہ کسی مزدور کو دن بھر میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے عوام سے کہا کہ وہ زاری حکومت کو ٹیکس نہ دیں۔ بعض موقعوں پر انہوں نے سرکاری خزانوں پر قبضہ کرلیا اور انہیں انقلابی کام میں صرف کیا۔

---

[1] لیون ٹراٹسکی۔ اس کا اصلی نام براونسٹائن تھا۔ پیدائش 1877ء تعلیم اوڈیسہ یونیورسٹی۔ انقلابی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے 1898ء میں گرفتار کرکے سائبیریا بھیج دیا گیا۔ وہاں سے بھاگ کر انگلستان گیا جہاں 1905ء میں لینن سے ملا۔ اس کے بعد حالات متن کتاب میں ملیں گے۔

5۔ دسمبر کی ہتھیار بند بغاوت اور اس کی شکست۔ انقلاب کی پسپائی۔ پہلی ریاستی دیوما۔ چوتھی (اتحادی) پارٹی کانگرس۔

اکتوبر اور نومبر 1905ء میں عوام کی انقلابی جدوجہد زور پکڑتی گئی۔ مزدوروں کی ہڑتالیں بھی ہوتی رہیں۔ اسی سال خزاں کے موسم میں زمینداروں کے خلاف کسانوں کی جدوجہد بھی پھیل گئی۔ ملک کے ایک تہائی سے زیادہ اضلاع میں کسانوں کی تحریک پھیل گئی۔ ساراتوف، تامبوف، شرنی گوف، طفلس، کوتائیس اور دوسرے صوبوں میں کسانوں میں بغاوت کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ لیکن کسانوں کا دباؤ ابھی تک کافی نہ تھا۔ کسان تحریک میں تنظیم اور صحیح قیادت کی کمی تھی۔

بہت سے شہروں میں جیسے طفلس، ولادی وستوک، تاشقند، سمرقند، کرسک، سخوم، وارسا، کیف اور ریگا میں سپاہیوں میں بھی بے چینی بڑھنے لگی۔ کرونشتاد میں سپاہیوں نے اور سباستوپول میں بحیرۂ اسود کے بیڑے کے جہازیوں نے بغاوت کر دی (نومبر 1905ء) لیکن یہ بغاوتیں الگ الگ تھیں اور زار کی حکومت نے انہیں کچل دیا۔

فوجی اور جہازی دستوں میں بغاوت عام طور پر افسروں کے جارحانہ برتاؤ، خراب غذا یا ایسی ہی باتوں سے مشتعل ہو کر ہوتی تھی۔ زیادہ تر باغی سپاہیوں یا جہازیوں کو ابھی اس بات کا احساس نہ تھا کہ زار کی حکومت کا تختہ اُلٹ دینا ضروری ہے اور اس وجہ سے اس کے خلاف نہایت سرگرمی سے مسلح جدوجہد کرنا چاہیے۔ اس وقت تک ان میں امن پسندی اور خود اطمینانی بہت زیادہ تھی۔ انہوں نے اکثر یہ حماقت کی کہ ان افسروں کو جنہیں بغاوت کے شروع میں گرفتار کیا گیا تھا رہا کر دیا اور اکثر وہ اپنے افسروں کے وعدوں اور خوشامد کے چکمے میں آگئے۔

انقلابی تحریک مسلح بغاوت کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ بالشویکوں نے عوام کو پیغام عمل دیا کہ وہ زار اور زمینداروں کے خلاف ہتھیار اٹھائیں، اور انہیں یہ سمجھایا کہ ایسا کرنا لازمی ہے۔ بالشویک مسلح بغاوت کے لئے انتھک تیاریاں کرتے رہے۔ سپاہیوں اور جہازیوں میں انقلابی کام ہوتا رہا اور پارٹی نے فوجوں میں اپنی فوجی جماعتیں قائم کیں۔ مزدوروں کے بھی جنگجو دستے کئی شہروں میں بنائے گئے اور انہیں اسلحے استعمال کرنا سکھایا گیا۔ ملک کے باہر ہتھیار خریدنے کا اور اسے خفیہ طور پر روس لانے کا انتظام کیا گیا۔ پارٹی کے چند نمایاں ممبروں نے اس کام میں حصہ لیا۔

نومبر 1905ء میں لینن روس واپس آئے۔ زار کے جاسوسوں اور پولیس والوں سے چھپتے ہوئے اُنہوں نے مسلح بغاوت کے انتظام میں خاص حصہ لیا۔ بالشویک اخبار نوواژیزن (نئی زندگی) میں لینن کے مضامین نے روزمرہ کے کام میں پارٹی کی رہبری کی۔

اس زمانے میں کامریڈ[1] اسٹالین قفقاز میں بڑے زوروں پر انقلابی تحریک پھیلا رہے تھے۔ اُنہوں نے منشویکوں کا رویہ واضح کر کے بتایا کہ وہ لوگ انقلاب اور مسلح بغاوت کے دشمن ہیں۔ اُنہوں نے نہایت استقلال سے مزدوروں کو مطلق العنانی کے خلاف آخری جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ طفلس میں مزدوروں کے ایک جلسے میں اس دن جبکہ زار کا مینفسٹو شائع ہوا تھا تقریر کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالین نے کہا: ''ہم کو کامیابی کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ صرف تین پہلی چیز ہتھیار، دوسری چیز ہتھیار اور تیسری چیز ہتھیار اور زیادہ ہتھیار۔''

دسمبر 1905ء میں تامرفورس واقع فن لینڈ میں بالشویکوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ اگرچہ نام کے لئے بالشویک اور منشویک دونوں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل تھے لیکن حقیقت میں دونوں کی الگ الگ پارٹیاں اور علیحدہ مرکزی کمیٹیاں تھیں۔ اس کانفرنس میں پہلی مرتبہ لینن اور اسٹالین ایک دوسرے سے ملے حالانکہ اس کے پہلے ہی سے خط و کتابت اور دوسرے ساتھیوں کے ذریعہ سے دونوں میں تعلقات قائم ہو چکے تھے۔

اس کانفرنس کے دو فیصلے خاص ہیں۔ پہلا پارٹی میں اتحاد پیدا کرنے کا فیصلہ جو کہ اس وقت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی تھی اور دوسرا فیصلہ پہلی ڈیوما (جسے وِٹ[2] ڈیوما بھی کہتے ہیں) کو بائیکاٹ کرنے کا تھا۔

اس وقت ماسکو میں مسلح بغاوت شروع ہو چکی تھی اور لینن کے مشورہ پر کانفرنس نے جلد ہی اپنا کام ختم کر دیا تاکہ کانفرنس کے ممبران خود بھی بغاوت میں شریک ہو سکیں۔

---

1 بمعنی رفیق، یا ساتھی۔ اشتراکی ایک دوسرے کو اسی لفظ سے پکارتے ہیں۔

2 1905ء تک زار کی حکومت Pohyedoustev پر یوبرازینکی نامی ایک شخص چلاتا تھا۔ جب زار مینفسٹو شائع کرنے پر مجبور ہوا تو اس نے ایک دوسرے شخص کاؤنٹ وِٹ کو وزیراعظم مقرر کیا۔ مینفسٹو اور پہلی ریاستی ڈیوما وٹ کے دوران حکومت کے کارنامے ہیں۔ پہلی ڈیوما کے ختم ہونے کے بعد اپریل 1906ء میں اس نے استعفیٰ دیدیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے اصلاح پسند خیالات سے ہمدردی تھی۔

لیکن اس دوران میں زار کی حکومت بھی سو نہیں رہی تھی۔ وہ بھی ایک فیصلہ کن جدوجہد کی تیاریاں کر رہی تھی۔ جاپان سے صلح[1] کر کے اور اس طرح اپنی مشکلوں کو کم کر کے زار کی حکومت نے مزدوروں اور کسانوں پر حملہ شروع کر دیا۔ کئی صوبوں میں جہاں کسانوں میں بغاوت پھیلی ہوئی تھی۔ مارشل لاء[2] کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ جارحانہ احکام جاری کئے گئے کہ ''لوگوں کو قیدی نہ بناؤ'' (یعنی انہیں گولی سے مار ڈالو) اور ''گولیوں کا مصرف کم نہ کرو''۔ اس بات کے بھی احکام دیئے گئے کہ انقلابی تحریک کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا جائے اور مزدوروں کے نمائندوں کی سویتوں کو درہم برہم کر دیا جائے۔

اس کے جواب میں ماسکو کے بالشویکوں نے اور ماسکو کے مزدوروں کی سویت نے جس کی کہ وہ رہنمائی کرتے تھے اور جو مزدور عوام سے وابستہ تھی، یہ فیصلہ کیا کہ مسلح بغاوت کی فوری تیاری کی جائے۔ 5- دسمبر[3] کو ماسکو کی بالشویک کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ماسکو سویت کو ایک ایسی عام سیاسی ہڑتال کا اعلان کرنے پر آمادہ کیا جائے جو اس جدوجہد کے دوران میں مسلح بغاوت میں تبدیل ہو جائے۔ مزدوروں کے بڑے بڑے جلسوں میں اس تجویز کی تائید کی گئی۔ ماسکو سویت نے مزدور طبقے کی خواہش کا احساس کرتے ہوئے بالاتفاق عام سیاسی ہڑتال شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

جب ماسکو کے مزدوروں نے بغاوت شروع کی تو اس کے پاس قریب ایک ہزار لڑنے والوں کا دستہ تھا جن میں آدھے سے زیادہ بالشویک تھے۔ ان کے علاوہ ماسکو کے بہت سے کارخانوں میں لڑنے والے چھوٹے چھوٹے دستے تھے۔ کل ملا کر باغیوں کی فوج تقریباً دو ہزار تھی۔ مزدوروں کو یہ اُمید تھی کہ زار کے فوجی رسالوں کو وہ غیر جانبدار بنا لیں گے اور ان میں سے اکثر کو اپنی طرف توڑ لیں گے۔

سیاسی ہڑتال ماسکو میں، 7- دسمبر کو شروع ہوئی۔ لیکن اُسے سارے ملک میں پھیلانے کی

---

1 روس اور جاپان میں صلح امریکی صدر تھیوڈور روزویلٹ کی مداخلت پر 3- ستمبر 1905ء کو پورٹسمتھ کے صلح نامے سے ہوئی تھی۔ اس کے مطابق روس نے منچوریا، کوریا، جزیرہ نما لیاؤتنگ اور بندرگاہ آرتھر کو جاپان کے حوالے کر دیا۔

2 فوجی قانون۔

3 اس سلسلے میں جتنی تاریخیں درج کی گئی ہیں پرانے حساب سے ہیں نئے حساب کے لئے تیرہ دن بڑھا دینا چاہئے۔

کوششیں ناکامیاب ہوئیں۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں اسے بہت کم مدد ملی اور اس وجہ سے ابتدا ہی میں اس کی کامیابی کے امکانات کم ہوگئے۔ نکولائیفسکایا ریلوے (جواب ''اکتوبر'' ریلوے کہلاتی ہے) زار کی حکومت کے قبضے میں رہی۔ اس راستے پر آمدورفت جاری رہی جس کی وجہ سے حکومت سینٹ پیٹرسبرگ سے فوجیں ماسکو بھیج سکی تاکہ وہ بغاوت فرو کریں۔

خود ماسکو میں زار کی فوجیں ہچکچا رہی تھیں۔ مزدوروں نے بغاوت کچھ اس امید پر بھی شروع کر دی تھی کہ انہیں فوجوں سے مدد کی اُمید تھی۔ لیکن انقلابیوں نے بہت زیادہ توقف کیا اور حکومت کو اس کا موقع مل گیا کہ ماسکو کی مقامی فوج میں بے چینی اور شورش دور کرنے کا مناسب انتظام کرے۔

ماسکو میں مورچہ بندی کی ابتداء 9۔دسمبر کو ہوئی۔ بہت ہی جلد شہر بھر کی سڑکوں اور گلیوں میں مورچہ بندی ہوگئی۔ زار کی حکومت نے توپ خانے کو گولہ باری کا حکم دیا اور باغیوں سے کئی گنا زیادہ فوج شہر میں جمع کر دی۔ نو دن تک کئی ہزار مسلح مزدور بہادری سے لڑتے رہے اور صرف اسی وقت زار کی حکومت باغیوں کو کچلنے میں کامیاب ہوئی جب وہ سینٹ پیٹرسبرگ، تیویر اور مغربی علاقوں سے کمک لے آئی۔ لڑائی شروع ہونے کے پہلے ہی باغیوں کے رہنما یا تو گرفتار کر لئے گئے یا انہیں عوام سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ماسکو بالشویک کمیٹی کے ممبران بھی گرفتار کر لئے گئے۔ بغاوت الگ الگ محلوں کی منتشر جدوجہد ہوگئی۔ نہ تو کوئی ایسا مرکز رہا جو راستہ بتا سکتا اور نہ کوئی مشترکہ عملی خاکہ ہی سارے شہر کے لئے تھا۔ ایسی صورت میں محلوں نے صرف دفاعی کارروائی جاری رکھی۔ ماسکو کی بغاوت کی یہ سب سے بڑی کمزوری تھی اور جیسا کہ لینن نے بعد کو کہا یہ اس کی شکست کا بھی ایک سبب تھا۔

کراسنایا پریسنیا کے محلے میں بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔ یہی بغاوت کا مرکز تھا اور یہیں لڑنے والے بہترین دستے بالشویکوں کی رہنمائی میں جمع ہوئے تھے۔ لیکن کراسنایا پریسنیا کو توپ خانہ سے آگ برسا کر اور خون کی ندیاں بہا کر کچلا گیا ماسکو کی بغاوت کچل دی گئی۔

بغاوت صرف ماسکو تک محدود نہ تھی بلکہ کئی شہروں اور اضلاع میں بھی پھوٹ نکلی تھی۔ کراسنیارسک، موتو دلیخا، نوورووسسک، سورموو، سباسپتول اور کرونستاد میں بغاوتیں ہوئیں۔

روس کی محکوم قوموں نے بھی بغاوت کر دی۔ قریب قریب سارے ہی جارجیا میں لوگوں نے

ہتھیار اٹھا لئے۔ یوکرین کے علاقے میں دونیئز کی وادی میں گورلونکا، الیگزنڈروفک اور لوگانسک (جواب داروشلاف گراڈ کہلاتا ہے) کے شہروں میں بغاوت پھیل گئی۔ لیٹویا میں بھی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ فن لینڈ میں مزدوروں نے لال گارد بنائی اور بغاوت کر دی۔

لیکن مطلق العنان حکومت نے ان تمام بغاوتوں کو سخت بیدردی سے کچل دیا۔

دسمبر کی مسلح بغاوت کے بارے میں بالشویکوں اور منشویکوں نے بالکل مختلف رائے قائم کی۔ منشویک پلیخنوف نے بغاوت کے بعد پارٹی پر یہ اعتراض کیا کہ ''انہیں ہتھیار نہیں اُٹھانا چاہئے تھا''، منشویک یہ کہتے تھے کہ بغاوت فضول اور نقصان دہ تھی، اور انقلاب بغیر اس کے بھی ممکن تھا۔ وہ یہ کہتے کہ کامیابی حاصل کرنے کا طریقہ مسلح بغاوت نہیں بلکہ پُرامن جدوجہد ہے۔

بالشویکوں نے اس رویہ کو غداری سے موسوم کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ماسکو کی مسلح بغاوت نے اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ مزدور طبقہ ایک کامیاب مسلح جدوجہد کر سکتا ہے۔ پلیخنوف کے اُس اعتراض کے جواب میں کہ انہیں ہتھیار اُٹھانا چاہئے تھا، لینن نے کہا: ''اس کے برخلاف ہم کو اور زیادہ سرگرمی، ہمت اور دلیری سے ہتھیار اُٹھانا چاہئے تھا۔ ہم کو عوام کو یہ سمجھانا چاہئے تھا کہ ہم اپنی کارروائی پُرامن ہڑتال تک محدود نہیں رکھ سکتے اور نڈر ہو کر زبردست مسلح مقابلہ کرنا ضروری تھا۔''[1]

دسمبر 1905ء کی بغاوت انقلاب کا انتہائی درجہ تھی۔ زار کی حکومت نے بغاوت کو پسپا کر دیا۔ زار کے جلادوں اور جیلروں[2] نے اپنا خونی کام شروع کر دیا۔ تعزیری مہموں نے پولینڈ، لیٹویا، ایستھونیا، قفقاز اور سائبیریا میں کارروائیاں کیں۔

لیکن انقلاب ابھی تک کچلا نہ گیا تھا۔ مزدور اور انقلابی کسان دھیرے دھیرے مقابلہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹتے گئے۔ مزدوروں کے تازے حصے اس لڑائی میں کھنچ آئے۔ 1906ء میں 10 لاکھ سے زیادہ مزدوروں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا اور 1907ء میں 7 لاکھ 40 ہزار نے۔ کسانوں کی تحریک 1906ء کے شروع میں روس کے آدھے اضلاع میں پھیلی ہوئی تھی اور سال کے آخر میں پانچویں حصے میں۔ فوجوں اور جہازی دستوں میں بے چینی قائم رہی۔

---

[1] انتخاب جلد 3 صفحہ 348۔

[2] قیدخانے کے افسر۔

زار کی حکومت نے انقلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے تعزیری کارروائی تک اپنے کو محدود نہ رکھا۔ تعزیری کارروائیوں سے پہلی کامیابی حاصل کرنے کے بعد اس نے انقلاب پر ایک تازہ حملہ کیا یعنی ایک نئی "قانون ساز" دیوما بلائی۔ اس کو یہ امید تھی کہ اس ترکیب سے کسانوں کو انقلاب سے علیحدہ کر کے انقلاب کو کچل دیا جا سکے گا۔ دسمبر 1905ء میں زار کی حکومت نے ایک نیا قانون نافذ کیا جس کے ماتحت ایک نئی "قانون ساز" دیوما بلائی جانے والی تھی۔ یہ نئی دیوما بلیگن کی اس سوچ بچار کرنے والی دیوما سے مختلف تھی جو بالشویکوں کے بائیکاٹ کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی۔ لیکن زار کے بنائے ہوئے چناؤ کے قوانین جمہوریت کے اصولوں کے خلاف تھے۔ ہر شخص کو رائے دینے کا حق نہ تھا، آدھی سے زیادہ آبادی (مثلاً عورتوں اور بیس لاکھ سے زائد مزدوروں) کو یہ حق نہیں ملا تھا۔ چناؤ میں برابری نہ تھی۔ رائے دہندگان کو چار طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا: دیہاتی (یعنی زمیندار)، شہری (یعنی سرمایہ دار)، کسان اور مزدور۔ عوام دیوما کے ممبروں کا خود چناؤ نہ کرتے تھے بلکہ کئی کئی مرحلے درمیان میں تھے۔ خفیہ طور پر رائے دینے کا کوئی انتظام نہ تھا، چناؤ کے قانون کی وجہ سے گنتی کے زمینداروں اور سرمایہ داروں کو کروڑوں مزدوروں اور کسانوں پر اکثریت حاصل تھی۔

زار دیوما کے ذریعہ سے عوام کو انقلاب سے منحرف کرنا چاہتا تھا۔ اس زمانے میں اکثر کسانوں کو یہ امید تھی کہ دیوما کے ذریعہ سے انہیں زمینیں مل سکتی ہیں۔ آئینی جمہوریت پسندوں، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے مزدوروں اور کسانوں کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ عوام جو نظام قائم کرنا چاہتے ہیں بغیر بغاوت اور انقلاب کے قائم کر سکتے ہیں۔ اس دھوکہ کا راز فاش کرنے کے لئے بالشویکوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ پہلی ریاستی دیوما کا بائیکاٹ کریں گے۔ یہ اعلان اس فیصلہ کے مطابق تھا جو تامرفورس کانفرنس میں ہوا تھا۔

زاریت کے خلاف جنگ کرنے کے لئے مزدوروں نے یہ مطالبہ کیا کہ مزدور پارٹی کے فرقوں میں اتحاد اور مفاہمت ہو جائے۔ اتحاد کے مسئلہ پر تامرفورس کانفرنس میں فیصلہ ہو ہی چکا تھا۔ بالشویکوں نے اس لئے مزدوروں کے اس مطالبے کی تائید کی اور منشویکوں سے یہ تجویز کی کہ پارٹی کی ایک اتحادی کانگرس بلائی جائے۔ مزدوروں کے دباؤ کی وجہ سے منشویکوں نے اتحاد کے لئے اپنی رضامندی دے دی۔

لینن نے اتحاد کی حمایت تو ضرور کی لیکن ایسے اتحاد کی نہیں جو دونوں جماعتوں کے اس اختلاف کو چھپا دے جو انقلاب کے مسئلہ پر دونوں میں تھے۔ پارٹی کو ان مفاہمت کروانے والوں کی وجہ سے (جیسے بوگدنوف، کراسین وغیرہ) کافی نقصان پہنچا جو یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ان دونوں جماعتوں میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ لینن نے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور کہا کہ بالشویکوں کو اس کانگرس کے سامنے اپنا لائحہ عمل پیش کرنا چاہئے تاکہ مزدور یہ جان لیں کہ بالشویک کیا چاہتے تھے اور کس بنا پر مفاہمت ہو رہی ہے۔ بالشویکوں نے اس مجوزہ لائحہ عمل کا مسودہ تیار کر کے پارٹی کے ممبروں کے سامنے غور کرنے کے لئے پیش کیا۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی چوتھی کانگرس کا (جو اتحادی کانگرس کہلاتی ہے) اجلاس اسٹاک ہوم واقع سویڈن میں اپریل 1906ء میں ہوا۔ اس میں 111 ایسے نمائندے شریک ہوئے جنہیں رائے دینے کا اختیار تھا۔ یہ لوگ پارٹی کے 57 مقامی انجمنوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ مختلف محکوم قوموں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے نمائندے بھی تھے جیسے بند سے 3 ممبر، پولینڈ کی پارٹی سے 3 ممبر اور لیتھویا کی پارٹی سے 3 ممبر۔

دسمبر کی بغاوت کے بعد بالشویک اداروں کے کچل جانے کی وجہ سے ان میں سے سب اپنے نمائندے نہ بھیج سکے۔ اس کے علاوہ 1905ء کے "آزادی کے دنوں" میں منشویکوں نے اپنی جماعت میں بہت سے ایسے چھوٹی پونجی والے "دانشمندوں" کو داخل کر لیا تھا جنہیں انقلابی مارکسزم سے کوئی سروکار نہ تھا۔ صرف ایک مثال سے اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔ طفلس کے (جہاں بہت کم صنعتی مزدور تھے) منشویکوں کے اسی قدر نمائندے تھے جتنے کہ سب سے بڑی مزدور انجمن یعنی سینٹ پیٹرسبرگ کی انجمن کے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسٹاک ہوم کانگرس میں منشویکوں کی تعداد زیادہ تھی اگرچہ یہ اکثریت بہت کم تھی۔

کانگرس میں منشویکوں کی اکثریت ہونے کی وجہ سے اس کے بہت سے فیصلوں میں منشویکوں کا رنگ جھلک رہا ہے۔

اس کانگرس میں صرف نام کی مفاہمت ہوئی۔ درحقیقت بالشویکوں اور منشویکوں نے اپنے خیالات اور اپنی اپنی جماعتیں برقرار رکھیں۔

جن خاص سوالوں سے اس کانگرس میں بحث ہوئی یہ تھے۔ زراعتی سوال، موجودہ

صورت حال اور مزدوروں کے طبقاتی فرائض، ریاستی دیوما کی طرف رویہ اور تنظیمی مسائل۔

اگرچہ منشویک اکثریت میں تھے لیکن اس خیال سے کہ مزدور اُن کے مخالف نہ ہو جائیں اُنہوں نے لینن کے تجویز کئے ہوئے پارٹی کے ان قاعدوں کو منظور کر لیا جن کا تعلق ممبری کی شرائط سے تھا۔

زرعی سوال پر لینن نے اس بات کی تجویز پیش کی کہ ساری زمین قوم بھر کی ملکیت ہو جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ انقلاب کامیاب ہو جائے اور زاریت کا تختہ الٹ جائے۔ اس تجویز کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزدور طبقے کے لئے یہ آسان ہوگا کہ وہ کسانوں سے اتحاد کرکے اشتراکی انقلاب کے دور میں پہنچ جائے زمین پر قوم بھر کا قبضہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ زمینداریاں اور جاگیریں بلا معاوضہ ضبط کر لی جائیں اور کسانوں کو دے دی جائیں۔ بالشویک تجویز نے کسانوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ زار اور زمینداروں کے خلاف انقلاب کا علم بلند کریں۔

منشویکوں کا رویہ مختلف تھا۔ اُنہوں نے زمین پر میونسپلٹوں کا قبضہ ہونے کی تجویز پیش کی۔ اس کے مطابق جاگیریں نہ تو دیہاتیوں کے قبضے میں دی جا رہی تھیں اور نہ ان کے استعمال ہی کے لئے چھوڑی جا رہی تھیں بلکہ ان پر میونسپلیوں کا قبضہ ہونے کی تجویز تھی۔ اس کے مطابق ہر کسان اتنی ہی زمین پا سکتا جس کا کہ وہ لگان دے سکتا تھا۔

منشویکوں کی یہ تجویز سمجھوتہ بازی کی تجویز تھی اور اس لئے انقلاب کے لئے نقصان دہ تھی۔ یہ کسانوں کو انقلابی تحریک کے لئے آمادہ نہ کر سکتی تھی اور اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ زمینداری کے تمام حقوق فنا کر دیئے جائیں۔ یہ انقلاب کو آدھے راستے پر روک دینے کی تجویز تھی۔ منشویکوں کی یہ خواہش تھی کہ کسانوں کو انقلابی تحریک کے لئے بیدار کیا جائے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود منشویکوں کی تجویز اکثریت سے منظور ہوئی۔

موجودہ صورت حال اور ریاستی دیوما کی طرف رویہ کے سوال سے بحث کے دوران میں منشویکوں کا مزدور دشمن موقع پرستانہ رویہ صاف ظاہر ہو گیا۔ مارتینوف نامی منشویک نے کھلے لفظوں میں انقلاب میں مزدور طبقے کی رہنمائی کی مخالفت کی۔ کامریڈ اسٹالین نے منشویکوں کا جواب دیتے ہوئے پورے مسئلے کو نہایت صاف گوئی سے یوں بیان کیا:

''مزدور طبقہ رہنمائی کرے یا کہ جمہوری سرمایہ دار طبقہ، اس وقت پارٹی کے سامنے یہی سوال ہے اور اسی پر ہم میں اختلاف ہے۔''

منشویکوں نے ریاستی دیوما کی بڑی تعریف کی اور یہ کہا کہ انقلاب کے مسئلوں کو حل کرنے کا اور عوام کو زاریت کے ظلم سے چھڑانے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ بالشویک اس کے برخلاف دیوما کو زاریت کا ایک بیکار دم چھلا سمجھتے تھے جس کا مقصد یہ تھا کہ زاریت کی غلطیوں اور خرابیوں پر پردہ ڈال دے۔ جب کبھی بھی یہ دیوما زار کے راستے میں روڑا اٹکائے گی وہ اسے ختم کر دے گا۔

چوتھی کانگرس میں جس مرکزی کمیٹی کا چناؤ ہوا اس میں تین بالشویک اور چھ منشویک تھے۔ پارٹی کے اخبار کی مجلس ادارت میں سب ہی منشویک تھے۔ یہ ظاہر تھا کہ پارٹی کی باہمی کشمکش جاری رہے گی۔

چوتھی کانگرس کے بعد بالشویکوں اور منشویکوں کے اختلاف نے پھر طول پکڑا پارٹی کی مقامی شاخوں میں جہاں برائے نام اتحاد تھا اکثر جگہوں پر کانگرس کی روئداد مختلف آدمی بیان کرتے، ایک بالشویک اور دوسرا منشویک۔ ان دونوں نظریوں پر بحث مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارٹی کے زیادہ تر ممبروں نے بالشویکوں کا ساتھ دیا۔

واقعات نے بھی یہی ثابت کیا کہ بالشویک ٹھیک کہتے تھے۔ وہ منشویک مرکزی کمیٹی جو کانگرس نے منتخب کی تھی روز بروز اپنی موقع پرستی کا اظہار کرتی گئی اور یہ ظاہر کرتی گئی کہ اس میں عوام کی انقلابی جدوجہد کی قیادت کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ 1906ء کی گرمی اور خزاں کے موسم میں انقلابی تحریک نے پھر زور پکڑا۔ کرونستاد اور سویبرگ میں جہازیوں نے ہڑتالیں کر دیں اور کسانوں نے بھی زمینداروں کے خلاف پُرزور تحریک شروع کی۔ لیکن منشویک مرکزی کمیٹی نے موقع پرستی کی راہ بتائی جس پر عوام نے عمل نہ کیا۔

6- پہلی ریاستی دیوما کا انتشار۔ دوسری ریاستی دیوما کا طلب ہونا۔ پانچویں پارٹی کانگرس۔ دوسری ریاستی دیوما کا انتشار۔ پہلے روسی انقلاب کی شکست کے اسباب

چونکہ پہلی ریاستی دیوما زار کے حسب خواہش خوشامدی نہ تھی، زار نے اسے 1906ء کی گرمی کے موسم میں ختم کر دیا۔ حکومت نے عوام پر اور بھی زیادہ سختیاں شروع کر دی۔ تعزیری مہموں کی

تباہ کن کارروائی ملک بھر میں پھیل گئی۔ حکومت نے دوسری دیوما طلب کرنے کا اعلان کیا۔ زار کی حکومت کی بدتمیزیاں بڑھ رہی تھیں۔ اس کو اب انقلاب کا خوف نہ تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ انقلابی تحریک تنزل پر ہے۔

بالشویکوں کو یہ طے کرنا پڑا کہ وہ دوسری دیوما میں شرکت کریں گے یا اس کا بائیکاٹ کریں گے۔ بائیکاٹ سے بالشویکوں کا عموماً مقصد یہ نہ ہوتا تھا کہ انتخاب میں حصہ لینے سے احتراز کریں، بلکہ پُرجوش مخالفت کرنا ہوتا تھا۔ بائیکاٹ کو بالشویک اس بات کا انقلابی راستہ سمجھتے تھے کہ وہ عوام کو یہ بتا دیں کہ اس قسم کے دستور اساسی دینے کا مقصد یہ ہے کہ عوام زاریت کا تختہ الٹ دینے کا راستہ چھوڑ کر آئینی جھگڑوں میں پھنس جائیں۔

بلی گن دیوما کے بائیکاٹ کے تجربے سے ''یہ ثابت ہو چکا تھا کہ یہ ایک صحیح عملی راستہ تھا۔''[1] بائیکاٹ کی کامیابی نہ صرف اس بات میں تھی کہ اس نے عوام کو ہوشیار کر دیا کہ وہ آئینی چکروں میں نہ پڑیں بلکہ خود دیوما ہی ختم ہو گئی۔ یہ بائیکاٹ کام اس وجہ سے ہوا کہ اس زمانے میں انقلابی تحریک بڑھ رہی تھی جس سے بائیکاٹ کو مدد پہنچی۔ دیوما کا طلب ہونا صرف اسی صورت میں روکا جا سکتا تھا جب کہ انقلاب کی رفتار تیز ہو۔

وٹ دیوما یعنی پہلی دیوما کا بائیکاٹ اس وقت ہوا جب کہ دسمبر کی بغاوت کو شکست ہو چکی تھی اور زار کامیاب ہو گیا تھا اور جب کہ اسے یہ امید ہو چلی تھی کہ انقلاب پیچھے ہٹ رہا ہے۔ لینن نے کہا:

''لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس وقت زار کی کامیابی کو مکمل سمجھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بغاوت کے فرو ہونے کے بعد 1906ء میں متعدد جگہ فوجوں میں بغاوت ہوئی اور بہت سی ہڑتالیں ہوئیں۔ وٹ دیوما کو بائیکاٹ کرنے کا اعلان دراصل اس غرض سے تھا کہ ان ہڑتالوں اور بغاوتوں کو منظم کر کے عام بنا دیا جائے۔''[2]

وٹ دیوما کا بائیکاٹ اسے طلب ہونے سے روک نہ سکا، اگرچہ اسے کافی دھچکا پہنچا اور عوام

1 انتخاب جلد 3، صفحہ 393۔

2 مجموعہ، جلد 12، صفحہ 20۔

کے ایک طبقہ کا اس پر سے اعتماد جاتا رہا۔ یہ بائیکاٹ ناکامیاب اس وجہ سے ہوا کہ جیسا بعد میں معلوم ہوا اس وقت انقلاب کی طاقتیں پیچھے ہٹ رہی تھیں۔ اس سلسلے میں لینن نے اپنی مشہور کتاب ''انتہا پسند کمیونزم، بچپنے کی بیماری'' میں حسب ذیل رائے ظاہر کی۔

''1905ء کی 'پارلیمنٹ' کے بائیکاٹ نے مزدور طبقے کے انقلابی تجربے میں بیش قیمت اضافہ کیا۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ اگر قانونی جدوجہد کے ساتھ ساتھ غیر قانونی اور آئینی تحریک کے ساتھ ساتھ غیر آئینی تحریک چلائی جا رہی ہو تو بعض اوقات یہ زیادہ فائدہ مند اور کبھی کبھی ضروری ہوتا ہے کہ آئینی طریقوں کو ہی ترک کیا جائے۔ لیکن 1901ء کی دیوما کا بائیکاٹ کر کے بالشویکوں نے غلطی کی اگرچہ یہ غلطی نہایت معمولی تھی جس طرح سے کہ افراد غلطیاں کرتے ہیں اور جس طرح سے ایسا کوئی فرد نہیں ہو سکتا کہ جو غلطی نہ کرے، پارٹیاں اور جماعتیں بھی غلطیاں کرتی ہیں۔ عقلمند وہی ہے جو شدید غلطیاں نہ کرے اور غلطی کرنے کے بعد جلد ہی آسانی سے اس کی تصحیح کر لے۔''[1]

دوسری ریاستی دیوما کے بارے میں لینن نے کہا کہ انقلابی تحریک کا زور کم ہو جانے کی وجہ سے اور صورت حال کی عام تبدیلی کی وجہ سے بالشویکوں کو یہ چاہئے کہ وہ پھر سے یہ رائے قائم کریں کہ دیوما کی جانب ان کا کیا رویہ ہوگا، اور انہیں دوسری دیوما کو بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ یا نہیں۔

لینن نے یہ لکھا کہ:

''تاریخ نے ظاہر کر دیا کہ جب دیوما کا اجلاس ہوتا ہے تو اس بات کے کافی موقع ہوتے ہیں کہ دیوما کے اندر اور اسی کے متعلق اس کے باہر فائدہ مند شورش جاری رکھی جائے۔ آئینی جمہوریت پسندوں کے خلاف انقلابی کسان طبقے سے اتحاد کرنے کی حکمت عملی دیوما میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔''[2]

1 مجموعہ جلد 25، صفحہ 182-183۔

2 انتخاب، جلد 3، صفحہ 396۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص کے لئے نہ صرف یہ جاننا ضروری ہے کہ جب انقلاب عروج پر ہو تو کس طرح مستقل مزاجی سے صف اول میں رہ کر آگے بڑھتے رہنا چاہئے۔ بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کیسے ٹھیک سے پیچھے ہٹا جاتا ہے۔ جب انقلاب کی رفتار دھیمی پڑ جائے تو سب کے بعد قدم پیچھے ہٹیں، صورت حال کی تبدیلی کے ساتھ حکمت عملی کو بھی بدلا جائے اور پیچھے ہٹنے میں گھبراہٹ اور انتشار کو دخل نہ ہو بلکہ تنظیم کو برقرار رکھا جائے۔ ہر ہر موقع سے فائدہ اُٹھا کر دشمن کے حملوں سے اپنے ساتھیوں کو بچایا جائے، اپنی صفوں کی دوبارہ تنظیم کی جائے اور دشمن کے خلاف نئے حملے کا اہتمام کیا جائے۔

بالشویکوں نے دوسری ریاستی دیوما کے انتخابات میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن بالشویک دیوما میں اس لئے نہیں گئے تھے کہ آئینی جمہوریت پسندوں سے اشتراک عمل کر کے ''قانون سازی'' کے مشغلوں میں لگ جائیں جیسا کہ منشویکوں نے کیا۔ وہ اس میں اس وجہ سے شریک ہوئے تھے کہ اس سے انقلاب کو فائدہ پہنچائیں۔

منشویک مرکزی کمیٹی نے اس کے برخلاف اس بات پر زور دیا کہ انتخابات کے لئے آئینی جمہوریت پسندوں سے سمجھوتہ کیا جائے اور دیوما کے اندر آئینی جمہوریت پسندوں کی مدد کی جائے کیونکہ منشویکوں کا یہ خیال تھا کہ دیوما ایک ایسی قانون ساز مجلس ہے جو زار کے منہ کو بھی لگام لگا سکتی ہے۔

پارٹی کی زیادہ تر شاخوں نے منشویک مرکزی کمیٹی کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ بالشویکوں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ایک نئی پارٹی کانگرس طلب کی جائے۔

مئی 1907ء میں پانچویں پارٹی کانگرس کا جلسہ لندن میں ہوا۔ اس کانگرس کے اجلاس کے وقت روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی اور مختلف محکوم اقوام کی سوشل ڈیموکریٹک انجمنوں کے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ممبر تھے۔ کل 336 نمائندے اس کانگرس میں شریک ہوئے جن میں سے ایک سو پانچ بالشویک اور 97 منشویک تھے۔ بقیہ محکوم اقوام کی انجمنوں کے نمائندے تھے جن میں پولینڈ اور لیٹویا کی سوشل ڈیموکریٹک انجمنیں اور بُند بھی جو کہ پچھلی کانگرس کے موقع پر پارٹی میں شامل ہو گئیں تھیں۔ شریک تھیں۔

ٹراٹسکی نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنا ایک علیحدہ درمیانی نیم منشویک جتھا بنا لے لیکن وہ

ناکامیاب رہا۔

چونکہ بالشویکوں کے ساتھ پولینڈ اور لیٹویا کے نمائندے تھے اس لئے کانگرس میں اُن کی مستحکم اکثریت تھی۔

اس کانگرس کے سامنے ایک خاص سوال یہ تھا کہ دوسری سرمایہ دار جماعتوں کی طرف پارٹی کا کیا رویہ ہونا چاہئے۔ اس سوال پر دوسری کانگرس کے موقع پر بالشویکوں اور منشویکوں میں جھڑپ ہو چکی تھی۔ پانچویں کانگرس نے تمام مزدور جماعتوں (جیسے کالا سیکڑا اکتوبری[1] یعنی 17-اکتوبر کی یونین والے، آئینی جمہوریت پسند اور اشتراکی انقلابی) کے بارے میں وہی رائے قائم کی جو کہ بالشویکوں کی تھی۔

کانگرس نے بالشویکوں کے عملی راستے کو منظور کیا اور یہ طے کیا کہ ''کالے سیکڑے'' کی جماعتوں (جیسے روسی عوام کی لیگ، شاہ پسند جماعت، جاگیرداروں کی متحدہ کونسل) اور ''اکتوبروں''، صنعتی اور تجارتی جماعت اور پُرامن ترقی پسند جماعت کا ہر ممکن طرح مقابلہ کیا جائے۔ یہ تمام جماعتیں کھلے طور پر انقلاب کی دشمن تھیں۔

اصلاح پسند سرمایہ داروں کی طرف (جیسے کہ آئینی جمہوریت پسند جماعت) پارٹی کا رویہ یہ ہونا چاہئے کہ ان لوگوں کی جھوٹی اور ریاکارانہ ''جمہوریت'' کا راز فاش کیا جائے اور اُن کی کسان تحریک پر اثر ڈالنے کی کوشش کا مقابلہ کیا جائے۔

''جہاں طبقاتی جدوجہد نہایت شدید ہے۔ بالشویزم حقیقی مزدور طبقے کی حکمت عملی ہے۔ برخلاف کے یہ بھی ظاہر ہے کہ منشویکوں کی حکمت عملی دستکاروں اور نیم پرولتاری کسانوں کی حکمت عملی ہے۔ یہ ان علاقوں کی حکمت عملی ہے جہاں طبقاتی کشمکش واضح نہیں ہے۔ منشوزم مزدور طبقے کے نیم سرمایہ دارانہ عناصر کی حکمت عملی ہے۔''

جب زار نے پہلی دیوما کو منتشر کر دیا تو اسے یہ اُمید تھی کہ دوسری دیوما شاید زیادہ فرماں بردار ہو۔ لیکن یہ دوسری دیوما بھی اس کی اُمیدوں کے خلاف ثابت ہوئی۔ اس لئے زار نے یہ طے کیا کہ وہ اسے بھی منتشر کر دے۔ اس نے ایک تیسری دیوما طلب کرنے کا فیصلہ کیا جس کے لئے

---

[1] 17-اکتوبر 1905ء کو زار نے منیفسٹو شائع کیا۔ جو لوگ اس منیفسٹو پر اعتقاد رکھتے تھے اکتوبری کہلائے۔

کم لوگوں کو حق رائے دہندگی تھا۔ اس کو یہ اُمید تھی کہ شاید یہ تیسری دیوما پہلے دو کی بہ نسبت زیادہ اس کی مرضی کے مطابق چل سکے۔

اس کانگرس کے تھوڑے ہی عرصے بعد زار کی حکومت نے 3- جون 1907ء کو نام نہاد پانچویں کانگرس ... ضرب لگا کر ریاست کا تختہ اُلٹ پلٹ کر دیا۔ دوسری ریاستی دیوما منتشر کر دی گئی، دیوما میں سوشل ڈیموکریٹک حلقے کے پینسٹھ نمائندے گرفتار کر کے سائبیریا بھیج دیئے گئے۔ انتخابات کا نیا قانون نافذ کیا گیا۔ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق میں مزید کمی کر دی گئی۔ زاریت کا حملہ جاری رہا۔

زار کے وزیر استولیپین [1] نے مزدوروں اور کسانوں کے خلاف جبر وتشدد کی انتقامی اور خونی سرگرمی زیادہ بڑھا دی۔ ہزاروں انقلابی مزدور اور کسان تعزیری مہموں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ زار کے قید خانوں میں انقلابیوں کو شدید جسمانی اور روحانی اذیت دی گئی۔ مزدوروں کی انجمنوں پر اور خاص طور پر بالشویکوں پر سخت جابرانہ مظالم ہوئے۔ زار کے سراغ رساں لینن کی تلاش میں تھے جو اس وقت فن لینڈ میں روپوش تھے۔ وہ انقلاب کے رہنما سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ دسمبر 1907ء میں سخت خطرے سے گذر کر لینن روس کے باہر پہنچ گئے اور پھر سے جلاوطن ہو گئے۔

استولیپین کا رجعت پسند اور تاریک عہد شروع ہو گیا۔

اس طرح پہلے روسی انقلاب کا انجام شکست ہوا۔ اس شکست کے حسب ذیل اسباب تھے۔

(1) انقلاب کے زمانے میں ابھی تک زاریت کے خلاف مزدوروں اور کسانوں کا کوئی مستحکم اتحاد نہ تھا۔ کسانوں نے زمینداروں کے خلاف بغاوت کی۔ وہ اس بات کے لئے بھی تیار تھے کہ جاگیرداروں کے خلاف مزدوروں سے اتحاد کریں۔ لیکن ابھی تک وہ یہ نہ سمجھ سکے تھے کہ زمیندار اور جاگیردار اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے جب تک کہ زار کو شکست نہ ہو۔ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ زار اور زمینداروں کی ملی بھگت ہے۔ بہت سے کسانوں کو ابھی تک زار پر اور اس کی ریاستی دیوما پر بھروسہ تھا۔ اسی وجہ سے کسانوں کا ایک بڑا حصہ زار کے خلاف مزدوروں سے اشتراک عمل کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ کسانوں کو سمجھوتہ باز اشتراکی انقلابی جماعت پر حقیقی انقلابیوں یعنی بالشویکوں کے بہ نسبت زیادہ اعتماد تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمینداروں کے خلاف کسانوں کی جدوجہد

---

[1] وٹ کے استعفے کے مہینے بر استولیپین نامی ایک شخص روس کا وزیراعظم مقرر کیا گیا تا کہ وہ عوام کے خلاف زار کے حملے کو چلا سکے۔

پوری طرح منظم نہ ہو سکی۔ لینن نے کہا:

"کسانوں کے افعال بہت زیادہ منتشر اور غیر منظم تھے اور حسب ضرورت مضبوطی سے دشمن پر حملہ نہ کر سکتے تھے۔ انقلاب کی شکست کا یہ بھی ایک بنیادی سبب تھا۔" [1]

(2) چونکہ انقلاب میں شرکت کے لئے کسانوں کا ایک بڑا طبقہ آمادہ نہ تھا اس لئے سپاہی جو عموماً کسان خاندانوں کے افراد تھے بغاوت میں شریک ہونے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ زار کی فوج کے چند دستوں میں بغاوت ضرور ہوئی لیکن زیادہ تر فوجی مزدوروں کی ہڑتالوں اور بغاوت کو کچلنے کے لئے اب بھی تیار تھے۔

(3) مزدوروں نے بھی مل کر ایک ساتھ قدم نہیں اُٹھایا۔ وہ مزدور جو سیاسی طور پر آگے بڑھے ہوئے تھے۔ 1905ء ہی سے بہادرانہ انقلابی جدوجہد میں لگ گئے۔ جو لوگ پچھڑے ہوئے تھے جیسے کہ دیہاتوں کے مزدور یا ان خطوں کے مزدور جہاں صنعتی ترقی کم تھی، انقلاب میں دھیرے دھیرے دیر کر کے شریک ہوئے۔ اس حصے کی سرگرمی 1906ء میں بہت بڑھ گئی لیکن اس وقت تک مزدوروں کی اگلی صفیں کمزور ہو چکی تھیں۔

(4) اس انقلاب میں سب سے اہم اور نمایاں طاقت مزدوروں کی تھی۔ لیکن مزدوروں کی پارٹی میں وہ اتحاد اور ایکا نہ تھا جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی میں تفرقہ تھا اور دو جتھے ہو گئے تھے ایک بالشویکوں کا اور دوسرا منشویکوں کا۔ بالشویک مستقل مزاجی سے انقلابی راستے پر گامزن رہے اور اُنہوں نے مزدور طبقے کے سامنے یہ آواز اُٹھائی کہ وہ زاریت کا تختہ اُلٹ دیں منشویکوں نے اپنی سمجھوتہ بازی سے انقلاب کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں، بہت سے مزدوروں کے ذہن میں اُلجھن پیدا کر دی اور مزدور طبقہ میں پھوٹ ڈال دی۔ اس وجہ سے مزدور ہمیشہ متحد ہو کر عمل نہ کر سکتے تھے اور اپنے طبقے میں تفرقہ ہونے کی وجہ سے صحیح معنوں میں انقلاب کی رہنمائی نہ کر سکتے تھے۔

(5) مغربی یورپ کی سامراجی طاقتوں نے 1905ء کے انقلاب کو کچلنے میں زار کی مدد کی۔ غیر ملکی سرمایہ داروں کو اس سرمایہ کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا جو انہوں نے روس میں لگایا تھا۔ ان

---

[1] مجموعہ جلد 19، صفحہ 354-

کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر روس میں انقلاب کامیاب ہو گیا تو دوسرے ملکوں کے مزدور بھی بغاوت کر دیں گے۔ فرانس کے ساہوکاروں نے زار کو بڑی رقمیں اس غرض سے قرض دیں کہ وہ انقلاب کو کچل سکے۔ جرمن قیصر نے ایک بڑی فوج اس غرض سے تیار رکھی کہ اگر ضرورت ہو تو زار کی مدد کرے۔

(6) دسمبر 1905ء میں جاپان سے صلح ہو جانے کی وجہ سے زار کو بہت آسانی ہو گئی۔ جنگ میں شکست ہونے اور انقلاب کے بڑھتے ہوئے خطرے کی وجہ سے زار نے جلد ہی صلح کر لی۔ جنگ میں شکست نے زاریت کو کمزور کیا، لیکن صلح نے اسے مضبوط کر دیا۔

خلاصہ

ہمارے ملک کی نشو و نما میں پہلا روسی انقلاب خود ایک پورا تاریخی دور ہے۔ اس تاریخی دور کے دو حصے ہیں۔ پہلا وہ جس میں انقلاب کی موجیں اکتوبر کی عام سیاسی ہڑتال سے دسمبر کی مسلح بغاوت تک زور پکڑتی گئیں اور زار جب مانچوریا کے میدانوں میں شکست کھا چکا تو اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بلی گن دیوما کو بہالے گئیں اور زار سے یکے بعد دیگرے مراعات حاصل ہوئیں، اور دوسرا جس میں جاپان سے صلح کر لینے کے بعد زار کی حکومت نے اپنے آپ کو سنبھال لیا، انقلاب سے سرمایہ داروں کے خوف کا اور کسانوں کی بے استقلالی سے فائدہ اٹھایا، وٹ دیوما کی صورت میں ان کے آگے کچھ ٹکڑے ڈال دیئے اور مزدور طبقے اور انقلاب کے خلاف حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھی۔

انقلاب کے تین سال (7-1905ء) کی مختصر مدت میں مزدور طبقے اور کسانوں کو جس قدر سیاسی تعلیم حاصل ہوئی وہ پُر امن ترقی کے تیس سال میں بھی نصیب نہ ہوتی۔ انقلاب کے چند سالوں نے وہ سب کچھ دکھا دیا جو پُر امن ترقی کے بیسیوں برس میں بھی نظر نہ آتا۔

انقلاب نے یہ صاف کر دیا کہ زاریت عوام کی جانی دشمن ہے۔ زاریت کا حال اس کبڑے کا سا تھا جس کی پیٹھ قبر میں جانے پر ہی سیدھی ہو سکتی تھی۔

انقلاب نے دکھایا کہ اصلاح پسند سرمایہ دار زار سے اتحاد کرنا چاہتے تھے، عوام سے نہیں، وہ انقلاب کے دشمن تھے اور ان سے سمجھوتہ کرنے کا مطلب ہے عوام سے غداری کرنا۔

انقلاب نے دکھایا کہ سرمایہ دار جمہوری انقلاب کی رہنمائی صرف مزدور طبقہ کر سکتا ہے وہی آئینی جمہوری سرمایہ داروں کو بے دخل کر سکتا ہے، کسانوں پر سے ان کا اثر زائل کر سکتا ہے

زمینداروں کو شکست فاش دے سکتا ہے، انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتا اور اشتراکیت کے لئے راستہ صاف کرسکتا ہے۔

آخر میں انقلاب نے یہ بھی دکھا دیا کہ محنت کش کسان ہی، اپنی بے استقلالی کے باوجود، ایک ایسی جماعت ہیں، جو مزدور طبقے سے متحد ہونے کے لائق ہیں۔

انقلاب کے دوران میں ر۔س۔ڈ۔ل۔ پارٹی کے اندر دو اصولوں میں مقابلہ ہو رہا تھا۔ بالشویکوں اور منشویکوں کے اصولوں میں۔ بالشویکوں نے انقلاب کو پھیلانے کا راستہ اختیار کیا، اُنہوں نے مسلح بغاوت سے زاریت کا خاتمہ کرنے، مزدور طبقے کی قیادت قائم کرنے، آئینی جمہوریت پسند سرمایہ داروں کو بے یار و مددگار بنانے، کسانوں سے اتحاد کرنے اور ایک عارضی انقلابی حکومت قائم کرنے کا جو مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو، طریقہ اختیار کیا۔ انقلاب کی مکمل فتح حاصل کرنے کا یہی راستہ تھا۔ برعکس اس کے منشویکوں نے انقلاب کو برباد کرنے کی کوشش کی۔ زاریت کا خاتمہ کرنے کے بجائے اُنہوں نے اصلاحوں کے ذریعہ اس کو ''سدھارنا'' چاہا۔ مزدور طبقے کے بجائے اُنہوں نے روشن خیال سرمایہ داروں کے ہاتھ میں قیادت کو سونپ دینا چاہا۔ کسانوں کے بجائے آئینی جمہوریت پسند سرمایہ داروں سے اتحاد کرنا چاہا۔ عارضی حکومت کے بجائے اُنہوں نے ریاستی دیوما منعقد کرنے کی تجویز کی جو ملک میں ''انقلابی قوتوں'' کا مرکز بنے۔

غرض کہ منشویک مصالحت کے دلدل میں پھنس گئے اور مزدور طبقے پر سرمایہ داروں کا اثر قائم کرنے کا آلہ اور مزدور طبقے کے اندر سرمایہ داروں کے کارندے بن گئے۔

پارٹی کے اندر اور سارے ملک میں بالشویک ہی ایک ایسی قوت تھے جو انقلابی مارکسزم پر قائم رہے۔

ظاہر ہے کہ ان گہرے اختلافات کے پیش نظر ر۔س۔ڈ۔ل۔ پارٹی میں دو پارٹیاں بن گئیں بالشویکوں کی پارٹی اور منشویکوں کی پارٹی۔ پارٹی میں جو صورت حال پیدا ہوگئی تھی اس میں چوتھی پارٹی کانگریس سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس نے صرف ظاہری اتحاد کو قائم رکھا اور کسی قدر تقویت پہنچائی۔ پانچویں پارٹی کانگریس نے پارٹی میں حقیقی اتحاد قائم کرنے کے لئے قدم اٹھایا۔ یہ اتحاد بالشویکوں کے پرچم تلے قائم ہوا۔

انقلابی تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے پانچویں پارٹی کانگریس نے منشویکوں کے طریق کار کی مخالفت کی کہ وہ مصالحت کا طریقہ تھا اور بالشویک طریق کار کی تائید کی کیونکہ وہی ایک انقلابی مارکسی طریقہ تھا۔ اس طرح اس بات کی ایک بار پھر تصدیق کردی جس کی تصدیق 'پہلے' انقلاب روس کے دوران میں ہی ہوچکی تھی۔

انقلاب نے دکھا دیا کہ جب حالات کا تقاضا ہو تو بالشویک آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ انقلابی صفوں کے پیش پیش رہنا اور حملہ کرنے میں ساری قوم کی رہنمائی کرنا اُنہوں نے سیکھ لیا ہے۔ انقلاب نے یہ بھی دکھا دیا کہ جب حالات ناموافق ہو جائیں، جب انقلاب جزر میں ہو تو بالشویکوں کو باقاعدگی کے ساتھ پیچھے ہٹنا بھی آتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ترتیب کے ساتھ، ہراس اور ہلچل کے بغیر اپنی صفوں کو قائم رکھتے ہوئے، اپنی قوتوں کو جمع کرتے ہوئے مراجعت کیسے کی جاتی ہے۔

چوتھا باب

استولیپن کی رجعت کے دور میں منشویکوں اور بالشویکوں کی حالت

بالشویک اپنی علیحدہ پارٹی بناتے ہیں

1908ء سے 1912ء تک

1-استولیپن کی رجعت، مخالف دانشمندوں کا انتشار اور زوال، پارٹی کے مفکرین کے ایک حصے کا مارکسزم کے مخالفوں سے مل جانا اور مارکسزم کے فلسفہ پر نظر ثانی کی کوشش۔ لینن کی کتاب ''مادیت اور عطائی تنقید'' میں ''ترمیموں'' کا منہ توڑ جواب اور مارکسی پارٹی کی نظری بنیادوں کی حمایت۔

3-جون 1907ء کو زار کی حکومت نے دوسرے ریاستی دیوما کو برخاست کر دیا اس واقعہ کو تاریخ میں عام طور پر ''3-جون کی ناگہانی ضرب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ زار کی حکومت نے تیسرے ریاستی دیوما کے انتخاب کے لئے ایک نیا قانون نافذ کیا اور اس طرح خود ہی اپنے 17-اکتوبر 1905ء والے اعلان کی خلاف ورزی کی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ نئے قانون بغیر دیوما کی منظوری کے نہیں نافذ کئے جائیں گے۔ دوسرے دیوما میں جو سوشل ڈیموکریٹ تھے ان پر مقدمے چلائے گئے اور جنتا کے نمائندوں کو قید اور جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔

انتخاب کا نیا قانون ایسا تھا کہ اس کی رو سے زمینداروں اور تجارتی اور صنعتی سرمایہ داروں

کے نمائندوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی اور ساتھ ہی ساتھ مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی تعداد جو پہلے ہی بہت کم تھی اب اور بھی گھٹا دی گئی اور برائے نام رہ گئی۔

تیسرے دیوما میں کالے سیکڑے، اور آئینی جمہوریت پسند بہت بڑی تعداد میں تھے۔ 442 ممبروں میں سے 171، دائیں بازو والے (کالے سیکڑے) 113 'اکتوبری یا اسی قسم کے دوسرے گروہوں والے' 101 آئینی جمہوریت پسند یا ویسے ہی دوسرے ___ 13 ترودووکی، اور 18 سوشل ڈیموکریٹ تھے۔

دائیں بازو والے (جن کا یہ نام اس لئے پڑا تھا کہ وہ دیوما کے داہنے حصہ میں بیٹھے تھے۔) مزدوروں اور کسانوں کے سب سے بڑے دشمنوں کے نمائندے تھے، یعنی کالے سیکڑے والے جاگیرداروں کے، جنہوں نے کسانوں کی تحریک کو دبانے کے سلسلہ میں عام طور پر کسانوں کو کوڑوں سے پٹوایا تھا اور گولیوں کا نشانہ بنایا تھا، جنہوں نے یہودیوں کا قتل عام شروع کرا دیا تھا، جنہوں نے مظاہرہ کرنے والے مزدوروں کو بہت ستایا تھا اور ان مکانوں کو جلوا دیا تھا جن میں انقلاب کے زمانے میں جلسے ہوا کرتے تھے۔ دائیں بازو والے چاہتے تھے کہ مزدوروں اور کسانوں کے بے رحمی کے ساتھ کچل دیا جائے اور زار کو بے حد طاقت مل جائے۔ وہ اکتوبر 1905ء والے اعلان کے مخالف تھے۔

اکتوبری پارٹی یا ''17-اکتوبر کی سبھا'' والے، دائیں بازو والوں کے ساتھ دیوما میں بالکل ملے ہوئے تھے۔ ''اکتوبری'' بڑے صنعتی سرمایہ داروں اور ان بڑے زمینداروں کے نمائندے تھے جو اپنی جائیدادوں کا انتظام سرمایہ دارانہ اصول سے کرتے تھے۔ 1905ء کے انقلاب کے شروع ہوتے ہی بہت سے بڑے زمیندار جو پہلے آئینی جمہوری پارٹی کے ممبر تھے اس کو چھوڑ کر اکتوبریوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ اکتوبریوں اور دائیں بازو والوں میں صرف اتنا فرق تھا کہ اکتوبری محض رسمی طور پر 10-اکتوبر کے اعلان کو تسلیم کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی زار کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کی حمایت کیا کرتے تھے۔

تیسرے دیوما میں آئینی جمہوری پارٹی کی تعداد پہلے اور دوسرے دیوما کے مقابلے میں اور بھی کم ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ زمینداروں کا ایک حصہ آئینی جمہوریت پسندوں سے الگ ہو کر اکتوبریوں سے مل گیا۔

ایک چھوٹا سا گروہ ''پٹی بورژوا''[1] جمہوریت پسندوں کا بھی تھا جو ترودووکی کہلاتے تھے۔ یہ لوگ کبھی آئینی جمہوریت پسندوں سے مل جاتے اور کبھی بالشویکوں سے۔ لینن نے یہ بتایا کہ اگرچہ یہ لوگ دیوما کے اندر بہت کمزوری کا ثبوت دیتے تھے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ کسان جنتا کے نمائندے تھے۔ ان کی ہچکچاہٹ چھوٹے مالکان کی طبقاتی حیثیت کا لازمی نتیجہ تھی۔ اس لئے لینن نے بالشویک نمائندوں کو یہ سمجھایا کہ ان کا فرض ہے کہ ''کمزور پٹی بورژوا جمہوریت پسندوں کی مدد کریں، ان کو ''لبرلوں'' کے اثر سے الگ کریں، اور سچے جمہوریت پسندوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کر کے انقلاب دشمن آئینی جمہوریت پسندوں کی بھی اسی طرح مخالفت کریں جس طرح دائیں بازو والوں کی۔''[2]

1905ء کے انقلاب کے دوران میں اور خاص کر اس کی شکست کے بعد آئینی جمہوریت پسندوں نے بہت تیزی سے اپنی انقلاب دشمنی کا ثبوت دینا شروع کیا۔ وہ اپنے جمہوری نقاب کو برابر ہٹاتے گئے اور اپنے عمل سے یہ دکھانے لگے کہ وہ اصلیت میں بادشاہت پسند اور زار کے طرف دار تھے۔ 1909ء میں چند مشہور آئینی جمہوریت پسند مصنفوں نے مضامین کا ایک مجموعہ شائع کیا جس کا نام ''ویخی'' (Vekhi) یعنی نشانِ راہ تھا۔ اس میں سرمایہ دار طبقے کی طرف سے ان لوگوں نے زار کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اس نے انقلاب کو کچل دیا۔ زار کی حکومت یعنی ایسی حکومت کی جو ڈنڈے اور سُولی کے بل پر چلتی تھی، خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہوئے ان آئینی جمہوریت پسندوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ''ہمیں چاہئے کہ حکومت کو دعائیں دیں اس لئے کہ صرف وہی اپنی سنگینوں اور بیڑیوں کے ذریعے ہمیں (یعنی اعتدال پسند سرمایہ داروں) کو جنتا کے غیظ وغضب سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔''

دوسرے ریاستی دیوما کو برخاست کرنے اور سوشل ڈیموکریٹوں کو منتشر کر دینے کے بعد زار کی حکومت نے بڑی مستعدی سے مزدور طبقے کے سیاسی اور معاشی اداروں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ انقلابیوں کو قید خانوں، قلعوں اور جلاوطنی کے ٹھکانوں میں بھر دیا گیا اور وہاں ان پر طرح طرح کی سختیاں کی جانے لگیں، کالے سیکڑے، کے ہیبت ناک مظالم بغیر کسی روک تھام کے بڑھتے رہے۔

---

1 پٹی بورژوا چھوٹے سرمایہ دار یا نچلے متوسط طبقے کے لوگ۔

2 مجموعہ، ج 15، ص 486۔

زار کے وزیر استولی پن نے ملک کے ہر حصہ میں پھانسی کے تختے لگوا دیئے۔ اُس زمانے میں لوگ پھانسی کو ''استولی پن کا گلوبند'' کہنے لگے۔

مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی تحریک کو کچلنے کے لئے زار کی حکومت صرف مظالم یعنی قید اور موت کی سزاؤں پر ہی اکتفا نہیں کر سکتی تھی اس لئے کہ وہ گھبراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی تھی کہ سیدھے سادے کسانوں کے دلوں میں ''چھوٹے باپ زار'' کے ساتھ جو عقیدت تھی وہ برابر کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے اس نے ایک بڑی چال چلنے کا ارادہ کیا۔ اس نے یہ منصوبہ باندھا کہ دیہاتوں میں اپنی حمایت کے لئے دیہاتی سرمایہ داروں یعنی ''کولکوں'' کا ایک مضبوط جتھا تیار کرے۔

9 نومبر 1906ء کو استولی پن نے ایک نیا زرعی قانون نافذ کیا جس کی رو سے کسانوں کو اجازت مل گئی کہ وہ چاہیں تو کمیون کو چھوڑ کر الگ الگ کھیتی باڑی شروع کر دیں، اس قانون نے پنچایتی بندوبست کی جڑ کاٹ دی۔ کسانوں کو آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے اپنے ٹکڑوں پر مالکوں کی حیثیت سے قبضہ کر لیں اور کمیون سے الگ ہو جائیں۔ اب وہ اپنے کھیتوں کو بیچ بھی سکتے تھے جس کی پہلے اجازت نہ تھی، جب کوئی انسان کمیون کو چھوڑتا تھا تو اس کو لازمی طور پر ایسے کھیت ملتے تھے جو ایک ہی سلسلے میں ہوں۔

اب مالدار کسانوں (کولکوں) کو موقع ملا کہ وہ غریب کسانوں کی زمینیں سستے داموں خرید لیں۔ اس قانون کے نفاذ کے چند ہی سال کے اندر دس لاکھ سے زیادہ غریب کسان اپنی زمینیں کھو چکے تھے اور بالکل تباہ ہو چکے تھے، اور اسی نسبت سے کولکوں کی زمینیں بڑھنے لگیں اور بعض کے پاس اتنی بڑی جائیدادیں ہو گئیں جن پر وہ مزدوروں سے کام لینے لگے، حکومت نے کمیونوں کو مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ کولکوں کو بہترین کھیت دیں۔

آزادی[1] کے وقت زمینداروں نے کسانوں کی اچھی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا اب کولکوں کے کمیونوں کی بہترین زمینوں پر قبضہ کرنا اور غریب کسانوں سے کم دام پر زمینیں خریدنا شروع کیا، زار کی حکومت نے کولکوں کو بڑی بڑی رقمیں قرض کے طور پر دیں تاکہ وہ اور زمینیں خرید سکیں اور کھیتی کا ساز و سامان مہیا کر سکیں۔ استولی پن کا مقصد تھا کہ وہ کولکوں کو چھوٹے زمیندار بنا کر زار کی حکومت کا وفادار حامی بنا دے۔ 1906ء سے 1915ء تک یعنی صرف نو برس کے عرصے میں

---

1 اس سے مراد 1861ء کا وہ قانون ہے جس کے ذریعہ زرعی غلاموں کو آزاد کیا گیا تھا۔

بیس لاکھ خاندانوں نے کمیونوں کو چھوڑ دیا۔

استولی پن کی پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین والے کسانوں اور غریب کسانوں کی حالت پہلے سے بھی ابتر ہوتی گئی اور کسانوں کا باہمی فرق بہت زیادہ نمایاں ہونے لگا اب کسانوں اور کولکوں میں جھگڑے بھی شروع ہو گئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کسانوں کو اس بات کا بھی احساس ہونے لگا کہ جب تک زار کی حکومت اور زمینداروں اور آئینی جمہوریت پسندوں کا ریاستی دیو ما بر قرار رہے گا اس وقت تک کسان بڑی بڑی جائیدادوں اور جاگیروں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ جس زمانے میں کولکوں کی جائیدادیں بڑی تیزی سے بڑھ رہی تھیں (1907ء سے 1909ء تک) اس دوران میں کسانوں کی تحریک بہت دھیمی پڑتی جا رہی تھی۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی یعنی 1910ء اور 1911ء میں چونکہ دیہاتی کمیونوں کے ممبروں اور کولکوں میں جھگڑے شروع ہو گئے اس لئے زمینداروں اور کولکوں کے خلاف کسان تحریک نے پھر زور پکڑا۔

انقلاب کی ناکامی کے بعد صنعت میں بھی بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں بڑے سرمایہ داروں کے طاقتور گروہوں کے ہاتھوں میں ملکی صنعت تیزی کے ساتھ اکٹھا ہونے لگی۔ 1905ء کے انقلاب سے پہلے بھی سرمایہ داروں نے اپنے جتھے بنانا شروع کر دیا تھا تا کہ ملک میں قیمتیں بڑھا سکیں اور اس طرح جو بڑے بڑے منافعے حاصل ہوں اُن سے خارجی تجارت کو فروغ دیں اور سستا مال باہر بھیج کر باہر کی منڈیوں پر قبضہ کر سکیں۔ سرمایہ داروں کے یہ جتھے (یعنی اجارہ داریاں) ٹرسٹ اور سنڈیکیٹ کہلاتے تھے، انقلاب کے بعد ان کی تعداد اور زیادہ بڑھ گئی۔ بڑے بڑے بینک بھی زیادہ تعداد میں قائم ہونے لگے اور صنعتی معاملات میں ان کی حیثیت بھی زیادہ کارآمد ہوگئی۔ بیرونی سرمایہ روس میں تیزی کے ساتھ داخل ہونے لگا۔

اس طرح روس میں سرمایہ داری اب اجارہ دار سرمایہ داری یا سامراجی سرمایہ داری کی شکل اختیار کرتی جا رہی تھی کئی سال کے مندے پن کے بعد صنعت پھر چالو ہونے لگی، کوئلے، دھات، تیل، کپڑے اور شکر کی پیداوار میں اضافہ ہونے لگا اور غلے کی برآمد بہت بڑے پیمانے پر ہونے لگی۔

اگرچہ اس زمانے میں روس نے صنعتی ترقی کی لیکن پچھمی یورپ کے مقابلے میں ابھی وہ بہت پیچھے تھا اور باہر کے سرمایہ داروں کا دست نگر تھا۔ روس میں مشینیں اور کل پرزے نہیں بنتے

تھے بلکہ باہر سے آتے تھے، موٹر کے کارخانے اور کیمیاوی صنعت بھی نہ تھی اور مصنوعی کھاد تک نہ تیار ہو سکتی تھی۔ ہتھیاروں کی تیاری میں بھی روس دوسرے سرمایہ دار ملکوں سے بہت پیچھے تھا۔ ملک کی پس ماندگی کا ایک ثبوت تو یہی تھا کہ اس میں دھات کا صرف دوسرے ملکوں کے مقابلے میں بہت کم تھا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لینن نے لکھا ہے:

''کسانوں کی آزادی کے بعد پچاس سال کے اندر روس میں لوہے کا صرف پانچ گنا بڑھ گیا ہے لیکن اب بھی روس بہت پچھڑا ہوا ہے اور غریبی اور نیم بربریت اس ملک میں اب تک بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس ملک میں پیدائش کے جدید آلات کی مقدار انگلستان کے مقابلے میں ایک چوتھائی، جرمنی کے مقابلے میں پانچواں حصہ اور امریکہ کے مقابلے میں دسواں حصہ ہے۔''[1]

روس کی سیاسی اور معاشی پس ماندگی کا یہ نتیجہ تھا کہ نہ صرف روس کے سرمایہ دار بلکہ خود زار بھی پچھمی یورپ کے سرمایہ داروں کا محتاج تھا۔ یہ اسی سے ظاہر ہے کہ صنعت کی اہم شاخیں مثلاً کوئلے، بجلی کے سامان اور دھات کے کارخانے بیرونی سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں تھیں اور تقریباً سب مشینیں اور ان کا سامان باہر سے منگانا پڑتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ بیرونی قرضے کی زنجیر گلے میں پڑ گئی اور ان قرضوں کا سود ادا کرنے کے لئے زار کی حکومت ہر سال جنتا سے لاکھوں روبل زبردستی وصول کرنے لگی۔

اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ روس کو اپنے ''ساتھیوں'' سے یہ خفیہ معاہدہ کرنا پڑا کہ جب کہیں لڑائی ہوگی تو لاکھوں روسی سپاہی ان ''ساتھیوں'' کے سامراجی محاذوں پر گردنیں کٹوانے کے لئے بھیجے جائیں گے اور برطانوی اور فرانسیسی سرمایہ داروں کے عظیم الشان منافعوں کی حفاظت کریں گے۔

استولی پن کی رجعت کے زمانے میں خاص طور پر پولیس اور سپاہیوں نے مزدور طبقے پر سخت ترین مظالم کئے، زار کے اشتعالیوں نے ان کو بھڑکایا اور ''کالے سیکڑے'' کے گنڈوں نے ان کو بہت ستایا۔ صرف زار کے ماتحتوں نے ہی اُن کو پریشان نہیں کیا بلکہ کارخانوں اور ملوں کے

---

[1] مجموعہ، ج16، ص543۔

مالکوں نے بھی اس موقع کو غنیمت جان کر ان کو دبانا شروع کیا اور خاص کر صنعتی کساد بازاری اور بڑھتی ہوئی بیکاری کے دور میں مزدوروں پر طرح طرح کی سختیاں کرنے لگے۔ کارخانوں کے مالکوں نے عام طور پر "کام بندی" شروع کر دی اور ان مزدوروں کی "کالی" فہرست تیار کرنے لگے جو طبقاتی شعور رکھتے تھے یا جنہوں نے ہڑتالوں میں سرگرمی دکھائی تھی۔ جس کا نام اس فہرست پر چڑھ جاتا پھر اس کو ایسے کارخانوں میں ہرگز کام نہ ملتا جو مالکوں کی انجمن کے ماتحت تھے۔ 1908ء میں مزدوری میں دس سے پندرہ فی صدی تک کٹوتی ہو چکی تھی اور کام کی مدت بڑھا کر دس اور بارہ گھنٹے کر دی گئی تھی، جرمانوں کا ظالمانہ قاعدہ بھی زوروں سے رائج ہو گیا تھا۔

1905ء کے انقلاب کی ناکامی سے انقلاب کے "ہم سفروں" کی صف میں انتشار اور ابتری شروع ہو گئی۔ خاص کر "دانشمندوں" میں انحطاط کے آثار زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ وہ ہم سفر جو سرمایہ داروں کے طبقے سے نکل کر انقلاب کی بڑھتی ہوئی رو کے ساتھ ہو لئے تھے، رجعت کے دور میں پارٹی کو چھوڑ کر الگ ہو گئے، کچھ لوگ مزدوروں کی ایسی انجمنوں میں جو اب تک قانون کی حد کے اندر تھیں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے اور چند ایسے بھی تھے جو انقلاب کے کھلے دشمنوں کے ساتھ مل گئے۔ ان لوگوں نے مزدوروں کو انقلاب کے راستے سے ہٹانے اور مزدوروں کی پارٹی کو بدنام کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ انقلاب سے غداری کر کے ہم سفر اس فکر میں لگ گئے کہ رجعت پسندوں کی خوشنودی حاصل کریں اور زارشاہی کے ساتھ صلح کر کے چین سے زندگی گزاریں۔

زار کی حکومت نے انقلاب کی ناکامی سے فائدہ اٹھایا اور ان "ہم سفروں" کو جو بزدل اور خود غرض تھے اشتعالیوں کی حیثیت سے استعمال کرنا شروع کیا، ایسے کمینے اور غدار لوگوں کو اوخرانا والے مزدور طبقے اور پارٹی کے اداروں کے اندر بھیجتے تھے تاکہ وہ اندر سے جاسوسی کر کے انقلابیوں کو پکڑوا دیں۔

انقلاب کے دشمنوں کا حملہ تصورات اور عقائد کے میدان پر بھی ہونے لگا، اور جھنڈ کے جھنڈ ایسے زمانہ ساز لکھنے والے پیدا ہو گئے جو مارکسزم کی "تنقید" اور "تردید" کرتے انقلاب کی ہنسی اڑاتے، غداری کو سراہتے اور "انفرادیت پسندی" کی آڑ میں جنسی بدکاری کی تلقین کرتے تھے۔

فلسفے کے شعبے میں بھی مارکسزم کی "تنقید" اور "نظر ثانی" کی متعدد کوششیں کی گئیں، مذہبی

رجحانات جھوٹی سائنس کا بھیس بدل کر دوبارہ ظاہر ہونے لگے، مارکسزم کی "تنقید" کا رواج عام ہو گیا، باوجود رنگ اور لباس کے اختلاف کے ان سب حضرات کا ایک ہی مشترک مقصد تھا یعنی عوام کو انقلاب کی راہ سے موڑ دینا۔

پارٹی کے "مفکرین" کے ایک ٹکڑے پر بھی انحطاط اور تشکیک کا اثر پڑا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مارکسی کہتے تو تھے لیکن مضبوطی سے مارکسزم کے عقیدوں کو انہوں نے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ ان میں ایسے لکھنے والے تھے جیسے بوگدانوف، بازاروف، لوناچارسکی (یہ لوگ 1905ء میں بالشویکوں کے ساتھ تھے) یوشکیوچ اور والنٹینوف (یہ دونوں منشویک تھے) ان لوگوں نے ایک ہی ساتھ مارکسزم کی فلسفیانہ بنیاد یعنی جدلی مادیت اور علم تاریخ کے مارکسی اصولوں کی بنیاد یعنی تاریخی مادیت پر اپنی "تنقید" شروع کی۔ یہ تنقید عام تنقیدوں سے مختلف تھی اس لئے کہ یہ کھلی ہوئی اور سیدھی سادھی مخالفت نہیں تھی۔ بلکہ ریاکاری کے پردے میں اور مارکسزم کی بنیادی حیثیت کی "تائید" کی آڑ میں کی جا رہی تھی۔ ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ وہ اصلیت میں مارکسی ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ مارکسزم کو "ذرا سدھاریں"، لیکن اس طرح وہ مارکسزم کے چند بنیادی اصولوں کو ہی غائب کر دینا چاہتے تھے۔ یہ لوگ دراصل مارکسزم کے مخالفت میں تھے اس لئے کہ وہ اس کی نظری بنیادوں کو ڈھانا چاہتے تھے، حالانکہ اپنی دورنگی چال سے وہ اپنے آپ کو مارکسی ہی کہتے جاتے تھے۔ اس قسم کی ریاکارانہ تنقید اس لئے اور زیادہ خطرناک تھی کہ اس سے پارٹی کے عام ممبر دھوکے میں پڑ کر گمراہ ہو سکتے تھے۔ اس تنقید کی ریاکاری میں جتنا اضافہ ہوتا گیا پارٹی کے لئے اس کا خطرہ بھی اتنا ہی بڑھتا رہا، اس لئے کہ انقلاب کے خلاف رجعت پسندوں کے جو حملے ہو رہے تھے ان کو اس سے برابر زیادہ طاقت پہنچتی رہتی تھی۔ مارکسزم کو چھوڑ دینے والوں میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے ایک نیا مذہب قائم کرنا چاہا یہ لوگ "خداجو" اور "خدا ساز" کہلاتے تھے۔

ایسی حالت میں یہ بہت ضروری ہو گیا کہ مارکسزم کے ان منکروں کا منہ توڑ جواب دیا جائے تاکہ ان کے چہرے سے نقاب اتر جائے اور ان کی اصلی شکل دنیا کے سامنے آ جائے اور ساتھ ہی ساتھ مارکسی پارٹی کی نظری بنیادیں بھی خطرے سے محفوظ ہو جائیں۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ کام پلیخانوف اور دوسرے منشویک ساتھی کریں گے جو اپنے آپ کو "نمایاں مارکسی مفکر" سمجھتے تھے لیکن ان لوگوں نے دو ایک اخباری اور چلتے ہوئے جواب لکھ کر میدان چھوڑ دیا۔ یہ کام دراصل لینن

نے اپنی مشہور کتاب ''مادیت اور عطائی تنقید'' میں، جو 1909ء میں شائع ہوئی، نہایت خوبی سے انجام دیا۔ لینن نے لکھا ہے:

''آدھے سال سے کم عرصے میں چار کتابیں ایسی شائع ہوئی ہیں جن کا تقریباً سارا یا بہت بڑا حصہ جدلی مادیت پہ اعتراضات سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں سب سے اہم کتاب ''مارکسزم کے فلسفے کا مطالعہ'' ہے۔ (اگر اس کا نام مارکسزم کے فلسفے کے خلاف مطالبہ ہوتا تو زیادہ بہتر تھا) یہ ایک مجموعہ ہے بازاروف، بوگدانوف، لوناچارسکی، بیرمن، ہل فوند، یوشکیوچ اور سوودروف کے مضامین کا۔ دوسری کتاب ہے، یوشکیوچ کی ''مادیت اور تنقیدی حقیقت پسندی''، تیسری بیرمن کی ''جدلیت، جدید نظریہ علم کی روشنی میں'' اور چوتھی والینٹیوف کی ''مارکسزم کی فلسفیانہ توضیح''۔ یہ سب کے سب جو باوجود اپنے سیاسی خیالات کے اختلاف کے جدلی مادیت کی مخالفت میں متحد ہیں ساتھ ہی ساتھ فلسفے میں اپنے آپ کو مارکسی کہتے ہیں۔ بیرمن کا خیال ہے کہ اینگلس کی جدلیت ''تصوف'' ہے۔ بازاروف نے بلاتکلف اینگلس کے خیالات کو ''دقیانوسی'' کہہ دیا گویا یہ ایسی حقیقت ہے جو ثبوت کی محتاج ہی نہیں۔ اس طرح ہمارے بڑے بڑے سورماؤں نے مادیت کی بہ ظاہر مکمل تردید کردی ہے اور بہت فخر کے ساتھ ''جدید نظریہ علم''۔ ''جدید فلسفہ'' یا جدید ''ثبوتیت''۔ ''جدید فطری علوم کا فلسفہ'' یا ''بیسویں صدی کا فلسفہ'' حوالے میں پیش کیا ہے۔''[1]

لوناچارسکی نے اپنے دوستوں کی صفائی میں یہ لکھا تھا۔ ''شاید ہم لوگ گمراہ ہوگئے ہوں لیکن ہم راستہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔''

لینن نے اس کے جواب میں لکھا:

''میں بھی فلسفہ میں راستہ ہی ڈھونڈھ رہا ہوں اور اس کتاب میں میرا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ جن لوگوں نے مارکسزم کے بھیس میں حیرت انگیز

---

1 انتخاب، انگریزی، ج 11، ص 89۔

خلط مبحث، دماغی انتشار اور رجعت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے ان کی راہ میں کون سی رکاوٹیں تھیں۔''[1]

لیکن دراصل لینن کی کتاب نے یہ چھوٹا سا کام ہی نہیں کیا اور یہ کتاب بوگدانوف، یوشکیوچ، بازاروف اور والینٹیوف اور اُن کے فلسفے کے استاد آوینارییس اور ماخ کے خیالات کا جواب ہی نہیں ہے جنہوں نے اپنی تحریروں میں مارکسی مادیت کے مقابلے میں ایک چکنی کمنی عینیت پیش کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس کتاب میں مارکسزم کی نظری بنیادوں یعنی جدلی اور تاریخی مادیت کی تائید ہے اور سائنس نے (خاص کر فطری علوم نے) اینگلس کی موت سے لے کر خود اس کتاب کی اشاعت تک اہم اور ضروری معلومات حاصل کی ہیں اُن سے مادی نقطۂ نظر سے عمومی نتیجے بھی نکالے گئے ہیں۔

اس کتاب میں روسی ''عطائی تنقید'' والوں اور ان کے بیرونی استادوں کا پورا پورا جواب دینے کے بعد فلسفیانہ اور نظری ''ترمیمیت'' کے بارے میں لینن نے حسب ذیل نتیجے نکالے ہیں:

(1) معاشیات حکمت عملی اور فلسفے کے عام سوالوں پر جدید ترمیموں کا جو رویہ ہے اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہت باریکی اور صفائی سے مارکسزم کے نظریوں کی تحریف کرتے ہیں اور خود مارکسزم کی آڑ لے کر اس کے مخالف عقیدوں کو چابکدستی اور چالاکی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔[2]

(2) ماخ اور آوینارییس کا پورا گروہ عینیت کی طرف جارہا ہے۔[3]

(3) ہمارے ملک میں ماخ کے تمام پیرو عینیت میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔[4]

(4) عطائی تنقید کی غناسطی (قدیم زمانے کے عیسوی فرقے کے لوگ جو علم باطنی کے مدعی تھے) سولاسطیت کے پردے میں وہ کشمکش صاف دکھائی

---

1 انتخاب، انگریزی، ج 11، ص 90۔

2 ایضاً، ص 381۔

3 ایضاً، ص 405۔

4 ایضاً، ص 395۔

دیتی ہے جو فلسفیانہ فرقوں میں جاری ہے اور جو دراصل موجودہ سماج کے ایک دوسرے سے جھگڑنے والے فرقوں کے رجحانوں اور تصوروں کی باہمی کشمکش ہے۔[1]

(5) عطائی تنقید کا خارجی طبقاتی کام ان ایمان پرستوں[2] کی غلامی کے سوا اور کچھ بھی نہیں جو مادیت کی عموماً اور تاریخی مادیت کی خصوصاً مخالفت کرتے ہیں۔[3]

(6) فلسفیانہ عینیت مولویانہ ظلمت پسندی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔[4]

لینن اس کتاب نے ہماری پارٹی کی تاریخ میں جو نمایاں کام کیا ہے اور جس نظری خزانے کو ترمیمیوں اور استولیپنی رجعت کے زمانے کے غداروں سے محفوظ کر دیا ہے اس کا صحیح اندازہ کر سکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جدلی اور تاریخی مادیت کے بنیادی اصولوں کو کم از کم مختصر طریقے سے ہی سمجھ لیا جائے۔ یہ اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ جدلی اور تاریخی مادیت ہی کمیونزم اور مارکسی پارٹی کی نظری بنیاد ہے، اور پارٹی کے ہر باعمل کارکن کا یہ فرض ہے کہ ان اصولوں کو جانے اور سمجھے۔

2- جدلی اور تاریخی مادیت

جدلی مادیت مارکس اور لینن کی پارٹی کا کائناتی تصور ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ فطرت کے مظاہر کو سمجھنے اور ان کا مطالعہ کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ جدلی ہے اور ان مظاہر کی جو تعبیر کی جاتی ہے یا ان کا جو تصور قائم کیا جاتا ہے وہ مادی ہے۔

تاریخی مادیت سے یہ مراد ہے کہ جدلی مادیت کے اصولوں کو سماجی زندگی کے مطالعہ اور سماج کی تاریخ کے سمجھنے کا آلہ بنایا جائے۔

مارکس اور اینگلس جب اپنے جدلی طریقے کی توضیح کرتے ہیں تو وہ عموماً یہ بھی ذکر کرتے

---

1 ایضاً ص406۔

2 یہ وہ رجعت پسند لوگ ہیں جو ایمان کو علم اور سائنس سے بالاتر سمجھتے ہیں۔

3 ایضاً ص406۔

4 ایضاً ص84۔

ہیں کہ ہیگل نے جدلیت کے بنیادی اصولوں کو مرتب کیا تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے نہیں ہے کہ مارکس اور اینگلس کی جدلیت حرف بہ حرف وہی ہے جو ہیگل کی تھی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ مارکس اور اینگلس نے ہیگل کی جدلیت کے ''عقلی مغز'' کو نکال لیا اور اس کے عینی چھلکے کو الگ پھینک دیا اور پھر اس کو بڑھا کر موجودہ زمانے کی علمی شکل میں پیش کیا۔

مارکس نے لکھا ہے:

''میرا جدلی طریقہ ہیگل کے طریقے سے صرف مختلف ہی نہیں بلکہ اس کی ضد ہے کہ ہیگل کی نظر میں ''فکر''، جس کو وہ ایک مستقل موضوع کی حیثیت بھی دے دیتا ہے اور جس کا نام ''عین'' رکھا ہے اصلی دنیا کا خالق ہے اور اصلی دنیا ''عین'' کی ایک خارجی اور ظاہری شکل کے سوا کچھ بھی نہیں۔ برخلاف اس کے میری نظر میں عینی دنیا مادی دنیا کا وہ عکس ہے جو انسانی ذہن پر پڑتا ہے اور خیال کی صورت اختیار کرتا ہے۔''[1]

مارکس اور اینگلس جب اپنی مادیت کی تشریح کرتے ہیں تو عموماً فوائرباخ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ اُسی نے مادیت کو دوبارہ اُس کی اصلی شکل میں پیش کیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مارکس اور اینگلس کی مادیت اور فوائرباخ کی مادیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اصلیت میں مارکس اور اینگلس نے فوائرباخ کی مادیت کے ''اندرونی مغز'' کو لے لیا اور اس کو بڑھا کر سائنٹیفک فلسفیانہ نظریئے کی شکل دی اور اُس کے عینی، مذہبی اور اخلاقی گورکھ دھندوں کو الگ کر کے چھوڑ دیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ اگرچہ فوائرباخ بنیادی طور پر مادیت پسند تھا لیکن وہ مادیت کے نام سے چڑھتا تھا۔ اینگلس نے کئی بار کہا ہے کہ

''مادی بنیادوں کے باوجود فوائرباخ عینیت کی روایتی زنجیروں میں جکڑا رہا''۔ ''فوائرباخ کی اصلی عینیت پسندی اس وقت کھل جاتی ہے جب ہم اس کے فلسفہ مذہب اور فلسفہ اخلاق کا مطالعہ کرتے ہیں۔''[2]

جدلیت کا لفظ یونانی لفظ Dialego سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں مباحثہ کرنا۔ پرانے زمانے

---

1 کارل مارکس ''سرمایہ'' ج 1، ص30۔

2 مارکس کی تصانیف کا انتخاب، انگریزی، ج 1، ص439 و442۔

میں جدلیت اس فن کا نام تھا جس کی رو سے مقابل کی دلیلوں کا تضاد ظاہر کر کے اور اس کو رفع کر کے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی تھی اُس زمانے میں ایسے فلسفی گزرے ہیں جن کا خیال تھا کہ حقیقت کی دریافت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خیالات کے تضاد کو ظاہر کیا جائے اور متضاد رایوں کو ایک دوسرے سے ٹکرایا جائے۔ یہ جدلی طریقہ جو خیالات کو پرکھنے کے لئے استعمال ہوتا تھا آگے چل کر فطرت کے مظاہر کو سمجھنے کے لئے بھی برتا جانے لگا اور ترقی کر کے ایک ایسا طریقہ بن گیا جس کے مطابق فطرت کے مظاہر برابر متحرک اور ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اور اُن کی ترقی فطرت کے تضاد اور اس کی متضاد قوتوں کے عمل اور ردعمل کا ہی نتیجہ ہے۔ دراصل جدلیت، مابعد الطبیعیات کی مکمل ضد ہے۔

(1) مارکس کے جدلی طریقہ کے خاص اصول حسب ذیل ہیں:

(الف) مابعد الطبیعیات کے برخلاف جدلیت کی نظر میں فطرت اشیاء اور مظاہر کا ایک اتفاقی اجتماع نہیں ہے جو ایک دوسرے سے الگ اور غیر متعلق ہوں بلکہ ایک مربوط مجموعہ ہے جس میں اشیاء اور مظاہر نامیاتی طور پر ایک دوسرے سے متعلق اور منسلک ہیں، ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں اور ایک دوسرے کی حد بندی کرتے ہیں۔ اس لئے جدلی طریقے کی رو سے فطرت کا کوئی مظہر بھی اچھی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا اگر اُس کو اُس کے ماحول سے الگ کر دیا جائے اور چاروں طرف کے حالات سے ملا کر اُس کو سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے اور اسی طرح فطرت کا کوئی مظہر بھی ایسا نہیں ہے جو ہماری سمجھ میں نہ آ سکے اور جس کی توضیح نہ کی جا سکے اگر ہم اُس کو اس نظر سے دیکھیں کہ وہ دوسرے مظاہر سے لازمی تعلق رکھتا ہے اور اُن سے اثر پذیر ہوتا ہے۔

(ب) مابعد الطبیعیات کے برخلاف جدلیت کی نظر میں فطرت سکون اور عدم تغیر کی حالت میں نہیں ہے بلکہ مسلسل حرکت اور تبدیلی، تجدید اور ترقی کی حالت میں ہے اور اس میں برابر کوئی چیز پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے اور کوئی چیز گھٹتی اور فنا ہو جاتی ہے اس لئے جدلی طریقے کا یہ تقاضا ہے کہ مظاہر کو صرف اس نظر سے نہ دیکھا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے متعلق اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں بلکہ ان کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے بھی کیا جائے کہ وہ متحرک ہیں، برابر بدلتے رہتے ہیں، ترقی کرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔

جدلی طریقے کی رو سے اس چیز کی زیادہ اہمیت نہیں ہے جو وقتی طور پر پائیدار معلوم ہو لیکن اس کا انحطاط شروع ہو گیا ہو بلکہ وہ چیز زیادہ اہم ہے جو پیدا ہو رہی ہے اور بڑھ رہی ہو۔ اگر چہ وقتی طور پر وہ ناپائیدار معلوم ہوتی ہو اس لئے کہ وہی چیز مستحکم ہے جو ترقی کر رہی ہو۔

اینگلس نے لکھا ہے:

"تمام فطرت، چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک، ریت کے ذرے سے لے کر آفتاب تک اور پروٹسٹا (چھوٹے سے چھوٹا جاندار وجود) سے لے کر انسان تک مسلسل وجود میں آتی اور وجود سے خارج ہو جاتی ہے، برابر حرکت کرتی اور بدلتی رہتی ہے"[1]

اس لئے بقول اینگلس کے "جدلیت اشیاء اور ان کے ذہنی عکسوں کو ان کے باہمی تعلق ان کی تبدیلی اور حرکت ان کے وجود اور عدم کے ساتھ ملا کر دیکھتی ہے۔"[2]

(ج) مابعد الطبیعیات کے برخلاف جدلیت کے نظریئے کے مطابق نشوونما کا عمل بالیدگی کا سادہ عمل نہیں ہے جس میں کمیت کیفیت میں تبدیل نہیں ہوتی بلکہ ایک ایسا عمل ہے جس میں پہلے تو معمولی ناقابل مشاہدہ مقداری تبدیلیاں ہوتی ہیں اور پھر کھلی ہوئی اور بنیادی تبدیلیاں ہوتی ہیں جن سے کیفیت ہی بدل جاتی ہے، اور یہ کیفیت کی تبدیلی تدریجی نہیں ہوتی بلکہ یک بیک اور تیزی کے ساتھ گویا ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں چھلانگ مار کر پہنچ جانے کا عمل ظہور میں آتا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی اتفاقی طور پر نہیں واقع ہوتی بلکہ بہت سی غیر محسوس اور تدریجی مقداری تبدیلیوں کے مجموعے کا فطری نتیجہ ہوتی ہے۔

اس طرح جدلی طریقے کے مطابق نشوونما کے عمل کو پرکار کی حرکت نہ سمجھنا اور نہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ جو ایک بار ہو چکا ہے وہی پھر بار بار ہو گا بلکہ وہ ایک ایسی حرکت ہے جو آگے کی طرف اور اوپر کی طرف ہوتی ہے، ایک ایسا عمل ہے جو پرانی کیفیت کو بالکل نئی کیفیت میں تبدیل کر دیتا ہے، ایک ایسی ترقی ہے جو سادہ کو پیچیدہ اور ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہے۔

---

1 اینگلس: فطرت کی جدلیت ص؟ ——

2 ایضاً۔

اینگلس کا قول ہے: ''فطرت جدلیت کی کسوٹی ہے۔ جدید فطری علوم کے حق میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے اس کسوٹی کے لئے بہت سا بیش بہا اور روز افزوں مسالہ فراہم کیا ہے اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ بالآخر فطرت کا عمل مابعد الطبیعیاتی نہیں بلکہ جدلی ہے یعنی یہ کہ فطرت ہمیشہ یکساں اور بار بار لوٹنے والے دائرے کے اندر ہی چکر نہیں لگاتی ہے بلکہ وہ یقینی طور پر مختلف مراحل سے گذرتی ہے اور اس کی ایک مسلسل تاریخ ہے۔ اس موقع پر ڈارون کا ذکر خاص طور پر ضروری ہے جس نے فطرت کے مابعد الطبیعیاتی نظریے پر سخت ضرب لگائی اس لئے کہ اس نے یہ ثابت کر دیا کہ موجودہ دنیا کے نامیاتی عناصر مثلاً پودے اور جانور بالآخر انسان بھی ایک ایسے ارتقائی عمل کا نتیجہ ہیں جو لاکھوں برس سے جاری ہے۔''[1]

اینگلس نے جدلی نشوونما کو ایک ایسا عمل بتایا جس میں کمیت کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اس سلسلے میں یہ لکھا کہ:

''علم طبیعیات میں ہر تبدیلی ایسی ہوتی ہے کہ کمیت کیفیت میں بدل جاتی ہے اور یہ اس بات کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک خاص قسم کی حرکت میں جو کسی جسم کے اندر فطری طور پر موجود ہوتی ہے یا اُس میں ودیعت کی جاتی ہے مقداری تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً پانی کی حرارت شروع میں اس کے سیال ہونے پر کوئی اثر نہیں کرتی لیکن جب سیال پانی کی حرارت زیادہ یا کم ہونے لگتی ہے تو ایک لمحہ ایسا آتا ہے جب اس کی شکل بدل جاتی ہے اور وہ ایک طرف بھاپ اور دوسری طرف برف بن جاتا ہے...... پلیٹنیم کے تار کو دہکانے کے لئے ایک خاص درجے کی برقی رَو درکار ہوتی ہے، اسی طرح ہر دھات حرارت کے مختلف درجوں پر پگھلتی ہے اور ہر سیال شئے ایک خاص ٹمپریچر پر ابلنے یا جمنے لگتی ہے بشرطیکہ ہم اپنے

1 ردِ ڈیورنگ۔

ذرائع سے اُس ٹمپریچر کو حاصل کر سکیں۔ بالکل اسی طرح ہر گیس ایک خاص نقطے پر پہنچ کر اور مناسب دباؤ اور ٹھنڈک پا کر سیال بن سکتی ہے۔ طبیعیات میں جو ''ثوابت''[1] کہلاتے ہیں اُن سے اکثر اوقات وہ مرکزی نقطے[2] مراد ہوتے ہیں جن پر پہنچ کر حرکت کی مقدار کی کمی یا بیشی سے ایک مخصوص جسم میں کیفی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح کمیت کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔''[3]

اس کے بعد علم کیمیا کا ذکر کرتے ہوئے اینگلس نے کہا:

''علم کیمیا تو گویا نام ہے اُن کیفی تبدیلیوں کے علم کا جو کسی شئے کی ترکیب میں مقداری تبدیلیوں کے اثر سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ بات ہیگل کو بھی معلوم تھی...... مثلاً آکسیجن ہی کو لیجئے، سالمے[4] میں عموماً جو دو جوہر[5] موجود ہوتے ہیں اگر ان کی بجائے تین جوہر ہو جائیں تو اوزون[6] تیار ہو جاتا ہے جس کی بو بھی بالکل مختلف ہوتی ہے اور جس کا ردِ عمل بھی دوسرا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب آکسیجن کو نائٹروجن یا گندھک سے مختلف مقداروں میں ملایا جائے تو ہر دفعہ ایک نئی شئے تیار ہوتی ہے جو کیفیت کے اعتبار سے دوسری سب اشیاء سے مختلف ہوتی ہے۔''

''ڈیورنگ کے رَد'' میں بھی اینگلس نے اس مسئلے سے بحث کی ہے۔ ڈیورنگ نے یوں تو ہیگل کو جی بھر کو برا بھلا کہا تھا لیکن چپکے سے اس کے مشہور نظریے کو اپنا لیا جس میں اُس نے بیان کیا تھا کہ غیر ذی حس عالم سے ذی حس عالم میں اور غیر نامیاتی مادے سے نامیاتی زندگی میں جو عبور[7] واقع ہوتا ہے وہ ایک چھلانگ کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اینگلس نے یہ لکھا ہے:

1 Constants

2 Nodal Point

3 ملاحظہ ہو اینگلس کی کتاب ''فطرت کی جدلیت''

4 سالمہ Molecule

5 جوہر Atom

6 اوزون Ozone

7 عبور Transition

"یہ تو ہیگل والا مقداری تناسب کا خط ہے جس کے مخصوص مرکزی نقطوں پر خالص مقداری کمی یا بیشی سے کیفیت ایک چھلانگ مار کر بدل جاتی ہے مثلاً پانی کو لیجئے جو گرم یا ٹھنڈا کیا جاتا ہے، اُس کے اُبلنے یا جمنے کے لمحے ہی وہ مرکزی نقطے ہیں جہاں معمولی دباؤ کے باوجود چھلانگ کی صورت میں ایک نئی مجموعی حالت پیدا ہو جاتی ہے، گویا کمیت کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔"[1]

(د) مابعد الطبیعیات کے برخلاف جدلیت کی رو سے ہر چیز اور ہر فطری مظہر میں اندرونی تضاد موجود ہوتا ہے اس لئے کہ اُن میں سے ہر ایک کا مثبت اور منفی پہلو ہوتا ہے، ماضی اور مستقبل ہوتا ہے، اُن میں سے کوئی چیز فنا ہونے لگتی ہے اور کوئی ترقی کرتی ہوتی ہے۔ پیدا ہونے والے اور فنا ہو جانے والے، ترقی کرنے والے اور زائل ہو جانے والے عناصر اور مظاہر یعنی قدیم اور جدید کی یہی کشمکش نشوونما کے عمل میں مضمر ہے اور مقداری تبدیلیوں کے کیفی تبدیلیوں میں منتقل ہو جانے کا یہی راز ہے۔

اس لئے جدلی طریقے کے مطابق ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرنے کا عمل ہم آہنگ مظاہر کے انکشاف کا عمل نہیں ہے بلکہ اس میں وہ باہمی تضاد ظاہر ہوتا ہے جو اشیاء اور مظاہر میں فطری طور پر موجود ہے۔ یہ گویا ان مخالف رجحانات کی "کشمکش" ہے جن کی بنیاد اسی تضاد پر ہے۔

چنانچہ لینن کا قول ہے:

"صحیح معنوں میں جدلیت نام ہے اس تضاد کے مطالعہ کا جو خود اشیاء کے وجود ہی میں پایا جاتا ہے۔"[2]

ایک دوسرے موقع پر لینن نے لکھا ہے:

"نشوونما متضاد عناصر کی کشمکش کا نام ہے۔"[3]

یہ تھا مختصر بیان مارکسی جدلی طریقے کے بنیادی اصولوں کا۔

---

1 ملاحظہ ہو اینگلس کی کتاب "رد ڈیورنگ"

2 لینن فلسفیانہ یادداشتیں روسی ایڈیشن، ص 263

3 انتخاب انگریزی، ج 11، ص 82-81

اس بات کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہئے کہ جدلی طریقے کے اصولوں کو سماجی زندگی اور سماج کی تاریخ کے مطالعہ میں برتنا کتنا ضروری ہے اور مزدور طبقے کی پارٹی کی عملی کارروائیوں کے لئے ان اصولوں کی کیا اہمیت ہے۔

اگر دنیا میں مظاہر کی جداگانہ ہستی نہیں ہے بلکہ سب مظاہر ایک دوسرے سے متعلق اور ایک دوسرے پر مبنی ہیں تو یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ ہر سماجی نظام اور تاریخ کی ہر سماجی تحریک کو "ابدی انصاف" یا اسی قسم کے کسی دوسرے پہلو سے قائم کئے ہوئے معیار پر نہیں جونچنا چاہئے جیسا کہ مورخین عام طور پر کرتے ہیں بلکہ ان حالات کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہئے جن کے اثر سے وہ سماجی نظام قائم ہوا ہے۔ یا وہ سماجی تحریک اُبھری ہے اور جن سے ان کا گہرا تعلق ہے۔

مثلاً غلامی کا نظام آج کل کے حالات میں بے معنی اور غیر فطری ہوگا لیکن ایسے زمانے میں جب ابتدائی جماعتی نظام ٹوٹ رہا تھا غلامی کا نظام سمجھ میں آنے والی اور فطری بات تھی اس لئے کہ وہ ابتدائی جماعتی نظام کے مقابلے میں ترقی یافتہ نظام تھا۔

اسی طرح جب 1905ء میں روس میں زاری نظام اور سرمایہ دارانہ سماج قائم تھا اس وقت ایک سرمایہ دارانہ جمہوری ریپبلک کا مطالبہ سمجھ میں آنے والا فطری اور انقلابی مطالبہ تھا اس لئے کہ ایسی ریپبلک کا قیام ایک قدم آگے بڑھنے کے برابر ہوتا۔ لیکن آج کل جب متحدہ اشتراکی سوویت ریپبلک قائم ہے سرمایہ دارانہ جمہوری ریپبلک کا مطالبہ ایک بے معنی اور انقلاب دشمن مطالبہ ہوگا، اس لئے کہ سوویت ریپبلک کے مقابلے میں سرمایہ دارانہ ریپبلک گویا ایک الٹا قدم ہے۔

ہر چیز حالات، وقت اور مقام کی تابع ہوتی ہے۔

یہ بات صاف ہے کہ جب تک سماجی مظاہر کو ایسے تاریخی نقطہ نظر سے نہ دیکھا جائے اس وقت تک تاریخ کی علمی حیثیت نہیں قائم ہو سکتی اس لئے کہ صرف یہی نقطہ نظر علم تاریخ کو حادثات کا بے معنی مجموعہ اور غلطیوں کا انبار بن جانے سے روک سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر دنیا برابر حرکت اور ترقی کرتی رہتی ہے، اگر قدیم کا فنا ہونا اور جدید کا نشوونما پانا ہی ترقی کا قانون ہے تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی سماجی نظام "اٹل" نہیں ہو سکتا، اور نہ ذاتی ملک اور استحصال کے "ابدی اصول" تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی نہیں مانا جا سکتا کہ ہمیشہ کسان زمینداروں کے غلام اور مزدور سرمایہ داروں کے محکوم رہیں گے۔

اس لئے سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ اشتراکی نظام قائم کیا جاسکتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے جاگیردارانہ نظام کی جگہ سرمایہ دارانہ نظام قائم ہوا تھا۔ اسی لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی نگاہ سماج کے اُن طبقوں کی طرف نہ رکھیں جن کی ترقی رک گئی ہے چاہے وہ آج کل سب سے زیادہ طاقتور طبقے ہی کیوں نہ ہوں بلکہ اُن طبقوں کی طرف توجہ کریں جو ترقی کر رہے ہیں اور جن کے سامنے مستقبل ہے، چاہے وہ آج کل طاقتور نہ بھی ہوں۔

1880ء اور 1890ء کے درمیانی زمانے میں مارکسیوں اور نارودنکوں میں کشمکش جاری تھی۔ روس میں مزدوروں کی تعداد ساری آبادی میں ایک جزوی حیثیت رکھتی تھی اور انفرادی کاشتکاروں کی بہت بڑی اکثریت تھی لیکن مزدوروں کا طبقہ بحیثیت مجموعی ترقی کر رہا تھا اور کسانوں کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔ مارکسیوں نے اپنی نگاہ مزدوروں کے طبقے کی طرف اسی لئے رکھی کہ وہ برابر ترقی کر رہا تھا اُن کا خیال غلط نہیں ثابت ہوا اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ آگے چل کر وہی ناچیز طبقہ ایک زبردست تاریخی اور سیاسی طاقت بن گیا۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم پیچھے کی طرف نہ دیکھیں بلکہ آگے کی طرف دیکھیں تاکہ ہماری حکمت عملی غلط نہ ہو جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ، اگر ارتقاء کا قانون یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ہونے والی مقداری تبدیلیاں تیز اور ناگہانی کیفی تبدیلیوں میں منتقل ہو جاتی ہیں تو یہ ظاہر ہے کہ مظلوم طبقوں کے ہاتھوں جو انقلاب رونما ہوتے ہیں وہ بھی بالکل فطری اور لابدی ہیں۔

اسی سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ سرمایہ داری کا اشتراکیت میں تبدیل ہونا اور مزدوروں کے طبقے کا سرمایہ داروں کی غلامی سے آزاد ہونا آہستہ آہستہ ہونے والی مقداری تبدیلیوں یعنی اصلاحوں سے ممکن نہیں بلکہ صرف سرمایہ دارانہ نظام کی کیفی تبدیلی یعنی انقلاب ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ اصلاح پسند نہیں بلکہ انقلابی بنیں تاکہ ہماری پالیسی غلط نہ ہونے پائے۔

اگر نشوونما کا راستہ یہ ہے کہ اندرونی تضاد کا انکشاف ہوتا رہے اور متضاد طاقتیں آپس میں ٹکراتی رہیں اور اس طرح تضاد رفع ہوتا جائے تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ مزدوروں کی طبقاتی

لڑائی بالکل فطری اور لابدی ہے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ سرمایہ داری کے اندرونی تضاد پر پردہ نہ ڈالیں بلکہ اس کو اُدھیڑ کر سامنے رکھیں اور ہمیں چاہئے کہ طبقاتی لڑائی کو روکنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اس کو انجام تک پہنچائیں۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ مستقل مزاجی کے ساتھ مزدور طبقے کے مفاد کے لئے جدوجہد کی جائے اور اس کی کوشش نہ کی جائے کہ اصلاحات کے ذریعے مزدوروں اور سرمایہ داروں کے مفاد میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے اور نہ سمجھوتے بازوں کی یہ پالیسی اختیار کی جائے کہ ”سرمایہ داری خود بخود آگے چل کر اشتراکیت میں تبدیل ہو جائے گی۔“

مارکسی جدلی طریقے کو جب ہم سماجی زندگی اور سماج کی تاریخ کے مطالعہ میں استعمال کرتے ہیں تو مندرجہ بالا نتیجے نکلتے ہیں۔

اب رہی مارکسی مادیت کی فلسفیانہ حیثیت تو وہ بنیادی طور پر عینیت کے فلسفے کی مکمل ضد ہے۔

(2) مارکسی مادیت کے فلسفے کے بنیادی اصول یہ ہیں:

(الف) ”عینیت“ کے مطابق دنیا ایک ”عین مطلق“ ایک ”روحِ کائنات“ یا ”شعور“ کا خارجی قالب ہے۔ اس کے برخلاف مارکس کے مادی فلسفے کے مطابق دنیا کی فطرت ہی مادی ہے اور دنیا کے گوناگوں مظاہر متحرک مادے کی مختلف شکلیں ہیں اور مظاہر کا ایک دوسرے سے متعلق ہونا اور ایک دوسرے پر مبنی ہونا ہی متحرک مادے کی ارتقاء کا قانون ہے جیسا کہ جدلی طریقے سے ثابت ہو چکا ہے اور دنیا کی ترقی متحرک مادے کی نشوونما کے اصول کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو کسی ”روح کائنات“ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بقول اینگلس:

”کائنات کا مادی تصور یہ ہے کہ فطرت کو بغیر کسی قید یا شرط کے ٹھیک ویسا ہی سمجھا جائے جیسی وہ ہے۔“[1]

قدیم فلسفی ہرقلیط کا نظریہ یہ تھا کہ: ”عالم، کثرت فی الوحدت، نہ تو کسی دیوتا کا پیدا کیا ہوا ہے اور نہ کسی انسان کا بلکہ وہ ایک شعلہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ایک نظام کے مطابق بھڑکتا اور بجھتا رہے گا۔“

1۔ لڈوگ فوئرباخ کا مسودہ۔

اس نظریے کے بارے میں لینن نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ "یہ جدلی مادیت کے ابتدائی اصولوں کی بہت اچھی تشریح ہے۔"[1]

(ب) عینیت کا دعویٰ ہے کہ ہمارے ذہن کے سوا اور کسی چیز کا وجود یقینی نہیں ہے اور مادی دنیا ہستی یا فطرت کا وجود صرف ہمارے ذہن، ادراک، احساس اور خیال ہی کے اندر ہے۔ اس کے برخلاف مارکس کے مادیت کے فلسفے کی رو سے مادہ، فطرت، یا ہستی ایک خارجی حقیقت ہے جو ہمارے ذہن کے باہر اور اس سے الگ اپنا مستقل وجود رکھتی ہے اور مادہ ہی اصل ہے اس لئے کہ وہی احساس، خیال اور ذہن کا سرچشمہ ہے اور ذہن فرع ہے اس لئے کہ وہ مادے اور ہستی کا عکس ہے اور خیال یا فکر بھی مادے ہی کی پیداوار ہے جس نے ترقی کر کے دماغ کی صورت اختیار کی ہے اور اس طرح تکمیل کا انتہائی درجہ حاصل کیا ہے۔ دماغ ہی فکر کا آلہ ہے۔ اس لئے فکر کو مادے سے الگ سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

اینگلس کا قول ہے کہ:

"فلسفے کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ فکر اور ہستی یا روح اور فطرت میں کیا باہمی تعلق ہے۔ اسی سوال کے جواب کی بنا پر فلسفیوں کے دو بڑے گروہ بن گئے ہیں۔ جن لوگوں نے دعویٰ کیا کہ روح فطرت پر معدوم ہے وہ عینیت پسند کہلاتے ہیں اور جو لوگ فطرت کو اصل شمار کرتے ہیں وہ مادیت پسند، ان دونوں گروہوں کی مختلف شاخیں ہیں۔"[2]

آگے چل کر پھر کہا ہے:

"یہ مادی دنیا ہی، جو حواس کے ذریعے محسوس کی جا سکتی ہے اور جس میں ہم لوگ بھی شامل ہیں، اکیلی حقیقت ہے، ہمارا ادراک اور فکر، جو بہ ظاہر احساس سے بہت ماورا معلوم ہوتے ہیں، دراصل ایک مادی، جسمانی آلے یعنی دماغ کی پیداوار ہیں مادہ ذہن کی پیداوار نہیں ہے بلکہ ذہن

---

[1] لینن، فلسفیانہ یادداشتیں، روسی ایڈیشن، ص 318۔

[2] کارل مارکس، انتخاب، انگریزی، ج 1، ص 430-431۔

خود مادے کی اعلیٰ ترین پیداوار ہے۔"[1]

مادے اور فکر کے باہمی تعلق کے بارے میں مارکس نے کہا ہے:

"فکر کو اس مادے سے جو سوچتا ہے الگ کرنا ناممکن ہے۔ مادہ ہی سب تبدیلیوں کا موضوع ہے۔"[2]

مارکس کے فلسفہء مادیت کی تشریح کرتے ہوئے لینن نے کہا ہے:

"مادیت عام طور پر یہ تسلیم کرتی ہے کہ ادراک، احساس اور تجربے سے الگ خارجی حقیقت (یعنی مادہ) کا وجود ہے ..... ادراک دراصل اسی ہستی کا تقریباً صحیح (تصوری اعتبار سے مکمل یا صحیح) عکس ہے۔"[3]

دوسری جگہ لینن نے لکھا ہے:

(1) "مادہ ہی ہمارے حواس پر اثر انداز ہو کر احساس پیدا کرتا ہے۔ مادہ ہی وہ خارجی حقیقت ہے جو احساس کے ذریعے ہم کو ملتی ہے ..... مادہ، فطرت یا ہستی یعنی جسمانی حیثیت ہی بنیادی ہے اور نفس ادراک یا احساس یعنی روحانی حیثیت ثانوی ہے۔"[4]

(2) "کائنات کا تصور دراصل اس کا تصور ہے کہ مادہ کس طرح حرکت کرتا ہے اور کس طرح سوچتا ہے۔"[5]

(3) "دماغ ہی فکر کا آلہ ہے۔"[6]

(ج) عینیت کے مطابق دنیا اور اُس کے قوانین کا علم ناممکن ہے اس لئے کہ وہ علم کے یقینی ہونے سے انکار کرتی ہے، خارجی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتی اور یہ بتاتی ہے کہ دنیا ایسی

---

[1] ایضاً، ص 435

[2] ایضاً، ص 397

[3] انتخاب انگریزی، ج 11، ص 377

[4] ایضاً، ص 207، 208

[5] ایضاً، ص 402

[6] ایضاً، ص 214

''قائم بالذات اشیاء'' سے بھری ہوئی ہے جن کا علم سائنس کو کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے برخلاف مارکس کے فلسفۂ مادیت کی رو سے دنیا اور اس کے قوانین کا پورا پورا علم ممکن ہے اور فطرت کے قوانین کے بارے میں ہمیں جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو اگر آزمائش اور عمل کے ذریعے پرکھا جائے تو وہ یقینی علم ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو خارجی حقیقت کا ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا معلوم ہونا ناممکن ہو۔ ایسی چیزیں ضرور ہیں جن کا علم اب تک ہم لوگوں کو حاصل نہیں ہوا ہے لیکن وہ آئندہ سائنس کی کوشش اور عمل سے دریافت ہو سکتی ہیں۔

اینگلس نے کانٹ[1] اور دوسرے عینیت پسندوں کے اس دعوے کی تنقید کرتے ہوئے کہ عالم کا ادراک ناممکن ہے اور عالم میں ایسی ''قائم بالذات اشیاء'' موجود ہیں جن کا ادراک ممکن نہیں اور اس مشہور مادیتی دعوے کی حمایت کرتے ہوئے کہ ہمارا علم حقیقی علم ہے، یہ لکھا ہے:

''اس کا اور اس قسم کے دوسرے فلسفیانہ اوہام کا صریح ردِ عمل ہے یعنی تجربہ اور محنت ہے اگر ہم کسی فطری عمل کے بارے میں اپنے تصور کو اس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں کہ اس عمل کو خود پیدا کر سکیں اور کسی چیز کو اس کے موجودہ ماحول سے الگ بھی پیدا کر کے اس کو خود اپنے کام میں لا سکیں تو کانٹ کی ''قائم بالذات شئے'' کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پودوں اور حیوانوں کے جسموں کے اندر پیدا ہونے والے کیمیاوی مادے اس وقت تک ''قائم بالذات اشیاء'' رہے جب تک اُن کو نامیاتی کیمیا نے یکے بعد دیگرے تیار کرنا شروع نہیں کیا۔ اب وہی ''قائم بالذات اشیاء'' ہمارے کام کی اشیاء بن گئیں۔ مثلاً الیزارین[2] جو مجیٹھ یا چھال چھبیلا[3] سے پیدا کرنے والا مادہ ہے جس سے رنگ بنائے جاتے ہیں اب کولتار سے بہت سستا اور آسانی کے ساتھ تیار کیا جا سکتا ہے اور اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ ہم اُس جڑی کو اُگانے کی زحمت گوارا کریں۔''

1 ایک مشہور جرمن فلسفی۔

2 Alizarin۔

3 ایک جڑی کا نام ہے۔

تین سو برس تک کوپرنیکس کے نظام شمسی کی حیثیت ایک مفروضے کی رہی۔ حالانکہ ایک کے مقابلے میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں امکانات اس کی تائید میں تھے لیکن پھر بھی وہ ایک مفروضہ ہی رہا۔ مگر جب لیوریر نے اسی نظام کے فراہم کئے ہوئے معلومات کی مدد سے نہ صرف یہ نتیجہ نکالا کہ ایک نامعلوم سیارے کا وجود لازمی ہے بلکہ حساب لگا کر یہ بھی بتا دیا کہ افلاک میں یہ سیارہ کس جگہ پر واقع ہونا چاہئے اور جب اس کے بعد گالے نے واقعی اس سیارے کا پتہ بھی چلا لیا تو کوپرنیکس کا نظام شمسی ثابت ہو گیا۔''[1]

لینن نے بوگدانوف، بازروف، یوشکیوچ اور ماخ کے دوسرے متبعین پر ''عقیدہ پرستی''[2] کا الزام لگاتے ہوئے اور اس مشہور مادیتی دعوے کی حمایت کرتے ہوئے کہ قوانین فطرت کے بارے میں سائنس سے جو علم ہم کو حاصل ہوتا ہے وہ یقینی علم ہے اور سائنس کے اصول خارجی حقیقت کا حکم رکھتے ہیں، یہ لکھا ہے:

''آج کل کے ''عقیدہ پرست'' سائنس کے منکر نہیں ہیں بلکہ وہ تو صرف سائنس کے ''مبالغہ آمیز دعوے'' یعنی خارجی صداقت کے منکر ہیں۔ اگر خارجی صداقت کا وجود ہے (جیسا کہ مادیت پسندوں کا خیال ہے) اور اگر یہ صحیح ہے کہ فطری علوم ہی خارجی عالم کو انسانی تجربے میں منعکس کرتے ہیں اور اس طرح صرف وہی اس قابل ہیں کہ ہم کو خارجی صداقت کا علم بخشیں تو ''عقیدہ پرستی'' پوری طور پر باطل قرار پاتی ہے۔''[3]

مارکسی فلسفیانہ مادیت کے خاص اصول مختصر طور پر اوپر بیان کئے گئے۔ اب یہ سمجھنا آسان ہے کہ سماجی زندگی اور سماج کی تاریخ کے مطالعہ میں ان اصولوں کو استعمال کرنا کتنا زیادہ ضروری ہے اور مزدور طبقے کی سیاسی جماعت کی عملی کارروائیوں میں ان اصولوں کو کیا اہمیت حاصل ہے۔

اگر فطرت کی نشو و نما کا قانون یہ ہے کہ فطرت کے مظاہر ایک دوسرے سے متعلق اور ایک

1 کارل مارکس: منتخب تصانیف (انگریزی ایڈیشن) ج 1 ص 432-433۔

2 Fideism یعنی عقیدے کو علم پر ترجیح دینا۔

3 لینن: انتخاب انگریزی، ج 11، ص 188۔

دوسرے پر منحصر ہیں تو پھر یہ بھی صحیح ہونا چاہئے کہ سماجی زندگی کے مظاہر کا ایک دوسرے سے متعلق اور ایک دوسرے پر منحصر ہونا بھی سماجی زندگی کی نشوونما کا قانون ہے اور محض ایک اتفاقی بات نہیں ہے۔

لہٰذا سماجی زندگی اور سماج کی تاریخ ''اتفاقات'' کا مجموعہ نہیں رہتی بلکہ باضابطہ قوانین کے مطابق سماج کے نشوونما کی تاریخ بن جاتی ہے اور سماج کی تاریخ کا مطالعہ ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

اس سے مزدوروں کی پارٹی کی عملی جدوجہد کی بنیاد ''سربرآوردہ افراد'' کی خیرخواہی یا عقل یا ''عالمگیر اخلاق'' پر نہیں ہونی چاہئے بلکہ سماج کے نشوونما کے قوانین اور اُن قوانین کے مطالعہ پر ہونی چاہئے۔

مزید یہ کہ اگر عالم کا ادراک ممکن ہے اور فطرت کے نشوونما کے قوانین سے متعلق ہمارا علم مستند ہے اور خارجی صداقت کی حیثیت رکھتا ہے تو یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ سماجی زندگی اور سماج کے نشوونما کے قوانین کا علم بھی ممکن ہے اور ان کے بارے میں جو مواد سائنس کے ذریعے ہمیں ملتا ہے وہ مستند مواد ہے اور اس کو بھی خارجی صداقت کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

اس لئے سماج کی تاریخ کا علم، باوجود سماجی زندگی کے مظاہر کی پیچیدگی کے بھی ایسا متعین علم بن سکتا ہے جیسا کہ حیاتیات کا علم اور اس سے بھی عملی ضروریات میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اس لئے مزدوروں کی پارٹی کو چاہئے کہ اپنی عملی جدوجہد میں اتفاقی محرکات کو رہنما نہ بنائے بلکہ سماج کے نشوونما کے قوانین اور اُن عملی نتائج کو جو اُن قوانین سے مستنبط ہوتے ہی اپنا رہنما بنائے۔

اس طرح اشتراکیت انسانیت کے خوش آئند خواب کے بدلے ایک مستقل علم کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

اس لئے مزدوروں کی پارٹی کو چاہئے کہ اپنی ہدایت کے لئے اس رشتے کو پیش نظر رکھے جو سائنس اور عملی کارروائی کے درمیان قائم ہے یا بہ الفاظ دیگر علم اور عمل کے اتحاد پر اپنی جدوجہد کی بنیاد رکھے۔

مزید یہ کہ اگر فطرت، ہستی یا مادی عالم اول ہے اور ذہن یا خیال ثانوی اور مشتق، اگر مادی

عالم ایسی خارجی حقیقت ہے جو انسانوں کے ذہن سے الگ بھی موجود ہے اور انسانی ذہن دراصل اسی خارجی حقیقت کا عکس ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سماج کی مادی زندگی اور اس کی ہستی بھی اول ہے اور اس کی روحانی زندگی ثانوی اور مشتق ہے اور یہ بھی کہ سماج کی مادی زندگی ایک خارجی حقیقت ہے جو انسانوں کی خواہش اور ارادے سے بے نیاز ہے اور سماج کی روحانی زندگی اسی خارجی حقیقت یعنی ہستی کا عکس ہے۔

اس لئے سماج کی روحانی زندگی کی تشکیل کے ماخذ یعنی سماجی تصورات، سماجی نظریات، سیاسی عقائد اور سیاسی اداروں کی ابتداء کے راز کو خود انہی تصورات، نظریات، عقائد اور اداروں کے اندر نہیں ڈھونڈنا چاہئے بلکہ سماج کی مادی زندگی کے حالات یعنی سماجی ہستی میں تلاش کرنا چاہئے اس لئے یہ تصورات، نظریات اور عقائد وغیرہ اسی مادی ہستی کے عکس ہیں۔

اس لئے اگر سماج کی تاریخ کے مختلف دور میں مختلف سماجی تصورات اور عقائد اور مختلف سیاسی ادارے پائے جاتے ہیں، مثلاً اگر غلامی کے نظام میں ہمیں چند مخصوص سماجی تصورات اور سیاسی ادارے ملتے ہیں اور جاگیرداری کے نظام میں ان سے مختلف اور سرمایہ داری کے نظام میں اور زیادہ مختلف تصورات اور ادارے دکھائی دیتے ہیں تو اس کیفیت کو خود انہی تصورات اور اداروں کی ''نوعیت'' یا ''خواص'' کی مدد سے نہیں واضح کیا جاسکتا بلکہ سماج کے نشوونما کے مختلف دوروں میں سماج کی مادی زندگی کے حالات میں جو اختلافات ہوتے ہیں ان کے ذریعے سے سمجھایا جاسکتا ہے۔

کسی سماج کی ہستی یعنی اس کی مادی زندگی کے حالات جس طرح کے ہوں گے اُس کے خیالات، تصورات، سیاسی عقائد اور سیاسی ادارے بھی بالکل ویسے ہی ہوں گے۔

اس بارے میں مارکس نے لکھا ہے:

''انسانوں کا شعور اُن کی ہستی کو معین نہیں کرتا بلکہ اس کے برخلاف ان کی سماجی ہستی اُن کے شعور کو معین کرتی ہے۔''[1]

اس لئے مزدوروں کی پارٹی کو چاہئے کہ وہ اپنی عملی جدوجہد کی بنیاد ''انسانی عقل کے مجرد اصولوں'' پر نہ رکھے بلکہ سماج کی مادی زندگی کے واقعی حالات پر اس لئے کہ یہی سماجی ترقی کو معین

---

1 کارل مارکس۔ انتخاب۔ انگریزی ایڈیشن، ج 1، ص 356۔

اسی طرح اس کو چاہئے کہ وہ ''بڑے لوگوں'' کی خیر خواہی پر بھروسہ نہ کرے بلکہ سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کی حقیقی ضروریات پر۔ ورنہ اس کی حکمت عملی غلط ہو جائے گی اور ان کا شمار بھی شیخ چلیوں کے ذمرے میں ہوگا۔

خیال پرستوں، ناروڈنکوں، نراجیوں اور اشترا کی انقلابیوں کے زوال کے اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ انہوں نے اس حقیقت کو بھلا دیا کہ سماج کے نشوونما میں سماج کے مادی حالات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور عینیت پسندی میں محو ہو کر انہوں نے اپنی عملی جدوجہد کی بنیاد سماج کے مادی نشوونما کی ضرورتوں پر نہیں رکھی بلکہ اُن ضرورتوں سے بے نیاز ہو کر ''مثالی خاکوں'' اور ''ہمہ گیر منصوبوں'' پر، جن کو سماج کی حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

مارکسزم، لیننزم کی قوت کا راز یہ ہے کہ وہ اپنی عملی جدوجہد کی بنیاد سماج کے مادی نشوونما کی ضرورتوں پر رکھتا ہے اور سماج کی حقیقی زندگی سے اپنا ناتا کبھی نہیں توڑتا۔

مارکس کے الفاظ سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا کہ سماجی تصورات اور نظریات اور سیاسی عقائد اور ادارے سماج کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے یا سماج کے مادی حالات کے نشوونما میں سماج کی ہستی پر باہمدیگر اثر انداز نہیں ہوتے۔ اب تک ہم سماجی تصورات اور نظریات اور سیاسی اداروں کی ابتداء کا ذکر کرتے رہے ہیں اور یہ بتاتے رہے ہیں کہ وہ کیسے پیدا ہوتے ہیں اور اس حقیقت کو واضح کرتے رہے ہیں کہ سماج کی روحانی زندگی اس کی مادی زندگی کے حالات کا عکس ہوتی ہے۔ جہاں تک سماجی تصورات، نظریات اور سیاسی اداروں کی اہمیت اور تاریخ میں ان کی حیثیت کا تعلق ہے، تاریخی مادیت ہرگز انکار نہیں کرتی بلکہ سماج کی زندگی اور اس کی تاریخ میں ان عناصر کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

سماجی تصورات اور نظریات کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ تو پرانے تصورات اور نظریات ہیں جو اپنے دن پورے کر چکے ہیں اور جو سماج کی فرسودہ قوتوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ان کی اہمیت یہی ہے کہ وہ سماج کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ نئے اور ترقی یافتہ تصورات اور نظریات ہیں جو سماج کی ترقی یافتہ طاقتوں کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کی اہمیت یہ ہے کہ وہ سماج کی ترقی اور نشوونما میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ یہ سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کی ضرورتوں کی جتنی صحیح عکاسی کریں گے ان کی اہمیت اتنی ہی زیادہ ہوتی جائے گی۔

نئے سماجی تصورات اور نظریات اُسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کی وجہ سے سماج کے سامنے نئے فرائض آ جاتے ہیں لیکن جب وہ ایک دفعہ پیدا ہو جاتے ہیں تو ایک ایسی زبردست قوت بن جاتے ہیں جو سماج کی مادی زندگی کے نشوونما سے پیدا شدہ فرائض کو پورا کرنے میں آسانی بہم پہنچاتے ہیں اور سماج کی ترقی میں مدد دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی موقع پر نئے تصورات، نظریات، سیاسی عقائد اور سیاسی اداروں کی منظم، متحرک اور تبدیل کرنے والی خصوصیت رونما ہوتی ہے۔ نئے سماجی تصورات اور نظریات اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ سماج کو ان کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن کے تنظیم، تحریک اور تبدیلی پیدا کرنے والے عمل کے بغیر سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کے فوری فرائض کو پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ نئے تصورات اور نظریات جو سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کے نئے فرائض سے پیدا ہوتے ہیں اپنا راستہ پیدا کر لیتے ہیں اور عوام کی ملک بن جاتے ہیں اور سماج کی فرسودہ قوتوں کے مقابلے میں اُن کو منظم اور متحرک کرتے ہیں اور اس طرح ان قوتوں کا تختہ الٹنے میں مدد دیتے ہیں جو سماج کی مادی زندگی کے نشوونما میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔

اسی طرح سماجی تصورات، نظریات اور سیاسی ادارے سماج کی مادی زندگی یعنی سماج کی ہستی کے نشوونما کے فوری فرائض سے پیدا ہو کر پھر خود بھی سماج کی ہستی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ایسے حالات پیدا کرتے ہیں جو سماج کی مادی زندگی کے فرائض کو مکمل طور پر پورا کرنے اور اس کی مزید ترقی کو ممکن بنانے کے لئے ضروری ہیں۔

اس بارے میں مارکس نے کہا ہے:

''جب کوئی نظریہ عوام کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو وہ خود ایک مادی طاقت بن جاتے ہے۔''

اس لئے سماج کی مادی زندگی کے حالات پر اثر ڈالنے اور اُن کی ترقی اور نشوونما کو تیز تر بنانے کی غرض سے مزدوروں کی پارٹی کو چاہئے کہ وہ ایسے سماجی نظریئے اور ایسے سماجی تصور پر اعتماد کرے جو سماج کی مادی زندگی کے نشوونما کی ضرورتوں کی صحیح عکاسی کرتا ہو اور جس میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ عوام کو حرکت میں لا سکے اور ان کو منظم کر کے مزدور پارٹی کی ایسی فوج مرتب کر سکے جو رجعت پسند قوتوں کا قلع قمع کرنے اور سماج کی ترقی یافتہ قوتوں کا راستہ صاف کرنے کے لئے تیار ہو۔

معاشیین اور منشویکوں کے زوال کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا کہ ترقی یافتہ نظریہ اور ترقی یافتہ تصورات عوام کو متحرک اور منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور عامیانہ مادیت پرستی میں پھنس کر انہوں نے ان عناصر کی حیثیت کو نہیں کے برابر کر دیا اور اس طرح پارٹی کو محصول اور ناکارہ بنا دیا۔

مارکسزم، لینزم کی قوت کا راز یہ ہے کہ وہ ایک ایسے ترقی یافتہ نظریہ پر اعتماد کرتا ہے جو سماج کی مادی زندگی کے نشو ونما کی ضرورتوں کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ نظریہ کو اس بلند سطح پر رکھتا ہے، جس کا وہ مستحق ہے اور وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ نظریے کی متحرک کرنے منظم کرنے اور تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیت سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔[1]

یہ ہے جواب تاریخی مادیت کی طرف سے اس سوال کا کہ سماجی ہستی اور سماجی شعور یعنی سماج کی مادی زندگی کے نشو ونما اور روحانی زندگی کے نشو ونما کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے۔

اب صرف اس سوال کا جواب باقی رہ جاتا ہے کہ تاریخی مادیت کی رو سے ''سماج کی مادی زندگی کے حالات'' سے کیا مراد ہے جو آخری اور حتمی طور پر سماج کے خدوخال یعنی اس کے تصورات، سیاسی عقائد اور سیاسی اداروں کی ہیئت کو معین کرتے ہیں؟ آخر یہ ''سماج کی مادی زندگی کے حالات'' ہیں کیا اور ان کی ممتاز خصوصیات کیا ہیں؟ اس میں تو کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی کہ ''سماج کی مادی زندگی کے حالات'' میں سب سے پہلے تو فطرت شامل ہے جو سماج کو گھیرے رہتی ہے اور جغرافیائی ماحول شامل ہے جو سماج کی مادی زندگی کے مستقل اور ناگزیر حالات میں سے ایک ہے اور یقیناً سماج کے نشو ونما کو متاثر کرتا ہے۔ جغرافیائی ماحول سماج کے نشو ونما میں کیا کام انجام دیتا ہے؟ کیا جغرافیائی ماحول ہی وہ بڑی قوت ہے جو سماج کی ہیئت ترکیبی، انسانوں کے سماجی نظام کی نوعیت اور ایک نظام سے دوسرے نظام میں عبور کو معین کرتا ہے!

تاریخی مادیت کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

جغرافیائی ماحول بلاشبہ سماج کے نشو ونما کے مستقل اور ناگزیر حالات میں سے ایک ہے، اور یقیناً سماج کے نشو ونما کو متاثر کرتا ہے اور نشو ونما کو یا تو تیز کرتا ہے۔ یا روکتا ہے۔ لیکن اس کا اثر فیصلہ کن اثر نہیں ہے۔ کیونکہ سماج کے تغیرات اور اُس کے نشو ونما کی رفتار، جغرافیائی ماحول کی

---

1. دیکھو مارکس کی کتاب ''ہیگل کے فلسفۂ قانون کی تنقید۔''

تبدیلیوں کے مقابلہ میں بے انتہا تیز ہے، یورپ میں تین ہزار سال کے عرصے میں تین مختلف سماجی نظام کامیابی کے ساتھ منسوخ کر دیئے گئے۔

1- قدیم پنچائتی نظام۔

2- غلامی کا نظام۔

3- جاگیرداری نظام۔

یورپ کے مشرقی حصے یعنی سویت یونین میں چار سماجی نظاموں کو منسوخ کر دیا گیا ہے، مگر اس دوران میں یورپ کے جغرافیائی ماحول میں یا تو کوئی تبدیلی ہی نہیں ہوئی یا اگر ہوئی بھی تو اتنی خفیف کہ جغرافیہ کا علم ان کو خاطر میں نہیں لاتا، اور ایسا ہونا بالکل فطری ہے، جغرافیائی ماحول میں اہم تبدیلیوں کے لئے لاکھوں برس درکار ہیں۔ حالانکہ انسانی سماج کے نظام میں اہم سے اہم تبدیلیوں کے لئے چند سو یا ایک دو ہزار برس کافی ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جغرافیائی ماحول، سماجی نشو ونما کا کوئی بڑا اور فیصلہ کن سبب نہیں بن سکتا، ہزار ہا سال تک جس میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی وہ اُس کی علت نہیں ہو سکتا جسے چند سو برسوں کے دوران میں بنیادی تبدیلیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔

مزید یہ کہ ''سماج کی مادی زندگی کے حالات'' کے تصور میں آبادی کا اضافہ، آبادی کا گنجان ہونا یا نہ ہونا بھی شامل ہے، کیونکہ انسان سماج کی مادی زندگی کے حالات کا لازمی جزو ہیں، اور انسانوں کی کم سے کم معینہ تعداد کے بغیر سماج کی مادی زندگی ہی قائم نہیں رہ سکتی۔

تو پھر کیا آبادی کا اضافہ ہی انسانوں کے معاشرتی نظام کی ہیئت کا تعین کرنے والی سب سے بڑی قوت نہیں ہے؟

تاریخی مادیت اس کا جواب بھی نفی میں دیتی ہے ___ آبادی کا اضافہ سماج کے نشو ونما کو یقیناً متاثر کرتا اور سماج کے نشو ونما میں لازمی طور پر یا تو سہولت یا رکاوٹ پیدا کرتا ہے، لیکن یہ سماج کے نشو ونما کی نہ تو سب سے بڑی قوت ہو سکتا ہے، اور نہ سماج کے نشو ونما پر اس کا اثر فیصلہ کن ہو سکتا ہے، کیونکہ اضافہ آبادی میں اس سوال کا جواب نہیں ملتا کہ کسی ایک مخصوص سماجی نظام کی جگہ فلاں نظام ہی نے کیوں لی۔ کسی اور نظام نے کیوں نہیں کی۔ قدیم پنچائتی نظام کی جگہ لازمی طور پر غلامی کا نظام اور غلامی کے نظام کی جگہ جاگیرداری نظام اور جاگیرداری نظام کی جگہ سرمایہ دارانہ نظام ہی

کیوں آیا، کوئی اور نظام کیوں نہیں آیا۔

اگر اضافہء آبادی ہی سماجی نشوونما کو معین کرنے والی قوت ہے تو پھر یہ لازم ہے کہ جہاں انتہائی گنجان آبادی ہے وہاں اُسی مناسبت سے ایک انتہائی اعلیٰ سماجی نظام بھی وجود میں آئے۔ لیکن واقعہ ایسا نہیں ہے۔ چین کی آبادی امریکہ کی آبادی سے چار گنا زیادہ گنجان ہے، مگر سماجی نشوونما میں امریکہ چین کے مقابلہ میں اعلیٰ سطح پر ہے، کیونکہ چین میں ابھی نیم جاگیرداری نظام جاری ہے، برخلاف اس کے امریکہ، سرمایہ دارانہ نشوونما کی انتہائی اعلیٰ منزل پر پہنچ چکا ہے، بلجیم کی آبادی امریکہ کی آبادی سے نو گنا زیادہ گنجان ہے، اور سوویت یونین کے مقابلہ میں چھبیس گنا زیادہ گنجان ہے، پھر بھی امریکہ بہ مقابلہ بلجیم سماجی نشوونما میں کہیں اعلیٰ سطح پر ہے، بلجیم اور سوویت یونین میں تو ایک پورے تاریخی دور کا فرق ہے کیونکہ بلجیم میں ابھی سرمایہ دارانہ نظام ہی جاری ہے اور سوویت یونین نے سرمایہ داری سے بہت پہلے ہی نجات پا کر اشتراکی نظام کو قائم کیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سماج کے نشوونما کی سب سے بڑی قوت یعنی وہ قوت جو سماجی نظام کی نوعیت اور سماج کی ہیئت کو معین کرتی ہے، اضافہء آبادی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

تو پھر وہ کونسی سب سے بڑی قوت ہے، جو سماج کی مادی زندگی کے پیچیدہ حالات میں سماج کی ہیئت ترکیبی کو نظام معاشرت کی نوعیت کو اور سماج کے ایک نظام سے دوسرے نظام میں نشوونما کو معین کرتی ہے؟

تاریخی مادیت کا دعویٰ ہے کہ یہ قوت اُن وسائل زندگی کے حصول کا طریق کار ہے جو انسانی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں، (بہ الفاظ دیگر) مادی اقدار مثلاً غذا، کپڑا، جوتے، مکانات، ایندھن، آلات پیداوار وغیرہ کا طریق پیداوار جو سماج کی زندگی اور اس کی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔

انسانوں کے زندہ رہنے کے لئے غذا، کپڑا، جوتا، مکان، ایندھن وغیرہ لازمی ہیں ہاں مادی اقدار کے حصول کے لئے انسانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کو پیدا کریں، اور ان اشیاء کو پیدا کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ انسانوں کے پاس وہ تمام آلات پیداوار بھی ہوں جن سے غذا، کپڑا، جوتا، مکان، ایندھن وغیرہ پیدا کیا جاتا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ اُن میں ان آلات کو پیدا کرنے اور انہیں استعمال کرنے کی صلاحیت ہو۔

آلات پیداوار جن کی مدد سے مادی اقدار پیدا کئے جاتے ہیں اور عوام جو پیدائش دولت کے تجربہ اور محنت اور مہارت کی مدد سے اُن آلات پیداوار کو استعمال کرتے اور مادی اقدار کی پیدائش کے عمل کو جاری رکھتے ہیں، یہ تمام عناصر مشترکہ طور پر سماج کی ''پیدا آور قوتیں'' کہلاتے ہیں۔

لیکن پیدا آور قوتیں طریق پیدائش دولت کا محض ایک پہلو ہیں اور فطرت کی اُن قوتوں اور اشیاء سے انسان کے تعلق کو ظاہر کرتی ہیں جن سے وہ مادی اقدار کی پیدائش میں مدد لیتا ہے پیدائش دولت اور طریق پیداوار کا ایک اور پہلو پیداوار کے عمل میں انسانوں کا باہمی تعلق ہے یعنی انسانوں کے تعلقات پیداوار۔ انسان فطرت کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں، اور مادی اقدار کے پیدا کرنے میں فطرت سے استفادہ کرتے ہیں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہ کر نہیں، اور نہ جداگانہ فرد کی حیثیت سے بلکہ مل جل کر، گروہوں میں، سماجوں میں رہ کر اس لئے پیداوار ہر زمانہ میں اور ہر حالت میں سماجی پیداوار ہے۔ مادی اقدار کے پیدا کرنے میں انسان کسی نہ کسی قسم کے باہمی تعلقات سے وابستہ ہوتے ہیں، باہمی مدد اور تعاون کے یہ تعلقات اُن لوگوں کے مابین ہو سکتے ہیں جو استحصال سے آزاد ہیں، یہ تعلقات حاکمی اور محکومی کے تعلقات بھی ہو سکتے ہیں اور بالآخر پیدائش دولت کے وہ تعلقات بھی ہو سکتے ہیں جو ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل ہو رہے ہیں لیکن پیدائش دولت کے تعلقات کی نوعیت خواہ کچھ ہی ہو وہ ہمیشہ اور ہر نظام میں پیدائش دولت کے عنصر ہیں جیسے سماج کی پیدا آور قوتیں ہیں۔

مارکس کا قول ہے کہ:

> ''پیدائش دولت کے دوران میں انسان نہ صرف فطرت پر بلکہ ایک دوسرے پر بھی اثر ڈالتے ہیں وہ امداد باہمی اور اپنے مشاغل کے باہمی تبادلہ سے اشیاء پیدا کرتے ہیں دولت پیدا کرنے کے لئے وہ ایک دوسرے سے مخصوص تعلقات اور روابط قائم کرتے ہیں انہی سماجی تعلقات اور روابط کے اندر فطرت پر ان کا عمل ہوتا ہے۔ یعنی دولت پیدا ہوتی ہے۔''[1]

[1] کارل مارکس۔ انتخاب انگریزی ایڈیشن، ج 1، ص 264۔

لہٰذا پیدائش دولت اور طریق پیدائش سماج کی پیدا آور قوتوں، اور انسانوں کے تعلقات پیداوار دونوں پر حاوی ہیں اور اس طرح مادی اقدار کی پیداوار کے عمل میں ان کے اتحاد کا پیکر ہیں۔

ایک خصوصیت پیدائش دولت کی یہ ہے کہ وہ زیادہ عرصہ تک کبھی ایک ہی لفظ پر نہیں ٹھہرتی بلکہ ہمیشہ تغیر اور نشوونما کی حالت میں رہتی ہے، اور طریق پیداوار کے تغیرات بڑھ کر لازمی طور پر سارے سماجی نظام، سماجی تصورات، سیاسی اعتقادات اور سیاسی اداروں میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے سارے سیاسی اور سماجی نظام کی از سر نو تعمیر ہوتی ہے، نشوونما کی مختلف منزلوں پر عوام پیداوار کے مختلف طریقوں سے استفادہ کرتے ہیں ___ یا صاف طور پر یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مختلف وضع کی زندگی گزارتے ہیں، قدیم پنچایتی نظام میں طریق پیداوار ایک طرح کا ہوتا ہے، غلامی کے دور میں دوسری طرح کا اور جاگیرداری میں ایک تیسری طرح کا، علیٰ ہذا القیاس ___ اور اسی مناسبت سے انسانوں کا سماجی نظام اُن کی روحانی زندگی اِن کے اعتقادات اور سیاسی اداروں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔

جیسا کسی سماج کا طریق پیداوار ہوگا، اُسی مناسبت سے خود سماج کا مجموعی نظام اُس کے تصورات، نظریات، سیاسی اعتقادات اور ادارے بھی ہوں گے، یا اور زیادہ صاف طور پر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کا طرزِ زندگی جس طرح کا ہوگا اس کا طرزِ فکر بھی ویسا ہی ہوگا اس کے معنی یہ ہیں کہ سماج کے نشوونما کی تاریخ بڑی حد تک پیدائش دولت کے طریقوں کے نشوونما کی تاریخ ہے جو سینکڑوں سال کے دوران میں یکے بعد دیگرے وجود میں آئے ہیں، یہ تاریخ ہے پیدا آور قوتوں اور پیدائش دولت میں عوام کے تعلقات کے نشوونما کی۔ لہٰذا سماجی نشوونما کی تاریخ بہ یک وقت مادی اقدار کے پیدا کرنے والوں کی تاریخ بھی ہے، یعنی محنت کش عوام الناس کی تاریخ ہے، جو پیدائش دولت کے عمل میں سب سے بڑی قوت ہیں اور جو سماج کی زندگی کے لئے مادی اقدار پیدا کرتے رہتے ہیں۔

لہٰذا علم تاریخ کو اگر حقیقی سائنس کا درجہ حاصل کرنا ہے تو اُس کو چاہئے کہ ''سماج کے نشوونما کی تاریخ کو بادشاہوں فوجی سرداروں اور ملکوں کے فاتحین کے کارناموں تک محدود نہ رکھے، بلکہ اپنے آپ کو مادی اقدار کے پیدا کرنے والے یعنی محنت کش عوام الناس کی تاریخ کے لئے وقف کر دے۔''

لہٰذا سماج کی تاریخ کے قوانین کا سراغ انسانوں کے ذہنوں، اور اعتقادوں یا سماجی تصورات میں نہیں تلاش کرنا چاہئے بلکہ جس تاریخی دور کے مطالعہ مقصود ہو اُس کے طریق پیداوار میں تلاش کرنا چاہئے۔ گویا سماج کی معاشی زندگی میں ڈھونڈنا چاہئے۔

لہٰذا علم تاریخ کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ پیدائش دولت، پیدا آور قوتوں کے نشوونما اور تعلقات پیداوار کے قوانین یعنی سماج کے معاشی نشوونما کے قوانین کا مطالعہ اور اُن کا انکشاف کرے۔

لہٰذا اگر مزدوروں کی پارٹی کو حقیقی پارٹی ہونا ہے تو اُسے چاہئے کہ پیداوار کے نشوونما کے قوانین یعنی سماج کے معاشی نشوونما کے قوانین کا علم حاصل کرے۔

لہٰذا مزدوروں کی پارٹی کو چاہئے کہ وہ نہ صرف اپنا پروگرام بناتے وقت بلکہ اپنی عملی جدوجہد میں بھی پیدائش دولت کے نشوونما کے قوانین یعنی سماج کے معاشی نشوونما کے قوانین کو بنیاد بنائے تب اس کی حکمت عملی کبھی غلط نہ ہوگی۔

دوسری خصوصیت پیدائش دولت کی یہ ہے کہ اس کے تغیرات اور نشوونما کی ابتدا ہمیشہ پیدا آور قوتوں کے تغیرات اور نشوونما سے اور سب سے پہلے آلات پیداوار کے تغیرات اور نشوونما سے ہوتی ہے۔ اس لئے پیدا آور قوتیں، پیدائش دولت کے سب سے زیادہ متحرک اور انقلابی عناصر ہیں، پہلے پیدا آور قوتیں بدلتی اور نشوونما پاتی ہیں، پھر ان تبدیلیوں کے تابع اور ان سے مطابقت کرتے ہوئے انسانوں کے تعلقات پیداوار اور اُن کے معاشی تعلقات بدلتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ تعلقات پیداوار، پیدا آور قوتوں کے نشوونما کو متاثر نہیں کرتے، اور موخر الذکر اول الذکر کی محتاج نہیں ہیں، گو اُن کا نشوونما پیدا آور قوتوں کے نشوونما پر منحصر ہے تاہم تعلقات پیداوار بھی پیدا آور قوتوں کے نشوونما پر ردِعمل کر کے یا تو اُسے تیز کرتے ہیں، یا اُس میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ تعلقات پیداوار زیادہ عرصے تک پیچھے اور پیدا آور قوتوں کی ضد کی حالت میں نہیں رہ سکتے ہیں، کیونکہ پیدا آور قوتیں اسی وقت پوری طرح سے نشوونما پاتی ہیں جبکہ تعلقات پیداوار، پیدا آور قوتوں کی نوعیت اور اُن کی حالت سے مطابقت پیدا کرتے اور اُن کو نشوونما کا پورا پورا موقع دیتے ہوں۔ اس لئے تعلقات پیداوار، پیدا آور قوتوں کے نشوونما سے خواہ کتنے ہی پیچھے نہ ہوں وہ بالآخر پیدا آور قوتوں کے نشوونما اور پیداواری قوتوں

کی نوعیت سے مطابقت کرتے ہیں، اور ان کا مطابقت کرنا دراصل لازمی ہے۔ ورنہ نظام پیداوار، پیداآور قوتوں اور تعلقات پیداوار کے باہمی اتحاد سے اساسی طور پر روگردانی ہوگی، جس کا نتیجہ ساری پیداوار میں انتشار، پیداوار کا بحران اور پیداآور قوتوں کی تباہی ہوگا۔

ایک مثال جس میں تعلقات پیداوار، پیداآور قوتوں کی نوعیت سے مطابقت نہیں رکھتے اور اس سے متصادم ہوتے ہیں سرمایہ دار ملکوں کا معاشی بحران ہے۔ جہاں ذرائع پیداوار کی انفرادی سرمایہ دارانہ ملکیت میں اور دوسری طرف پیداوار کی سماجی نوعیت اور پیداآور قوتوں کی نوعیت میں کھلی ہوئی نامطابقت ہے۔ اس کا نتیجہ ہے معاشی بحران جس سے پیداآور قوتوں کی تباہی ہوتی ہے۔ خود یہی نامطابقت سماجی انقلاب کی معاشی بنیادوں کو تیار کرتی ہے، جس کا مقصد موجودہ تعلقات پیداوار کو نیست و نابود کرنا اور ایسے نئے تعلقات پیداوار کو قائم کرنا ہے، جو پیداآور قوتوں کی نوعیت سے مطابقت رکھتے ہوں۔ برعکس اس کے ایک مثال جس میں تعلقات پیداوار مکمل طور پر پیداآور قوتوں کی نوعیت سے مطابقت رکھتے ہیں سوویت یونین کا اشتراکی نظام ہی جہاں ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت عمل پیداوار کی سماجی نوعیت سے پوری مطابقت رکھتی ہے، اور جہاں محض اسی وجہ سے معاشی بحران اور پیداآور قوتوں کی تباہی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا پیداآور قوتیں نہ صرف پیدائشی قوت کے متحرک اور انقلابی عناصر ہیں بلکہ پیدائش دولت کے نشوونما میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہیں۔

پیداآور قوتیں جس طرح کی ہوں گی تعلقات پیداوار کا بھی ویسا ہی ہونا لازم ہے۔ پیداآور قوتوں کی حالت اس سوال کا جواب دیتی ہے کہ کن آلات پیداوار سے انسان وہ مادی اقدار پیدا کرتے ہیں، جن کی انہیں حاجت ہے۔ اور تعلقات پیداوار کی حالت اس سوال کا جواب دیتی ہے ___ کہ ذرائع پیداوار (زمین، جنگلات، پانی، معدنی ذخیرے، خام اشیاء، آلات پیداوار، پیدائش دولت کے مقامات، ذرائع نقل و حمل، اور ذرائع نقل و حمل وغیرہ) کا مالک کون ہے؟ ذرائع پیداوار پر کس کا قبضہ ہے؟ پورے سماج کا، یا چند افراد، گروہ، طبقات کا جو انہیں دوسرے افراد گروہ اور طبقات کے استحصال کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

پرانے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک پیداآور قوتوں کے نشوونما کا ایک ہلکا سا خاکہ یہ ہے۔ غیر ترقی یافتہ پتھر کے آلات سے تیر کمان کی طرف عبور، اور اسی کے ساتھ ساتھ

شکاریوں کی زندگی سے جانوروں کے پالنے اور قدیم گلہ بانی کی طرف عبور، پتھر کے آلات سے، دھات کے آلات (لوہے کی کلہاڑی لکڑی کا ہل جس میں لوہے کی انی لگی ہو) کی طرف عبور، ساتھ ہی ساتھ اسی مناسبت سے کاشت کاری کی طرف عبور، اشیاء کے بنانے میں دھات کے آلات کی مزید ترقی، لوہاروں کی دھونکنی کا رواج، دستکاریوں کے نشوونما کے ساتھ ساتھ برتن سازی کی ایجاد کاشتکاری سے دستکاری کا علیحدہ ہو جانا، ایک علیحدہ دیسی صنعت اور اس کے بعد ابتدائی دستکاری، یا کارخانہ داری کا نشوونما، دستکاری کے آلات سے مشینوں کی طرف عبور، دستکاری اور کارخانہ داری کا مشینی صنعتوں میں بدل جانا، مشینوں کے نظام کی طرف عبور، بڑے پیمانے پر جدید مشینی صنعت کا عروج۔ یہ ہے انسانی تاریخ کے دوران میں سماج کی پیداآور قوتوں کے نشوونما کا ایک نامکمل خاکہ۔ یہ بات تو واضح ہے کہ آلات پیداوار کی ترقی اور اصلاح ان لوگوں کے ذریعے ہوئی جن کا پیداوار سے تعلق تھا، یہ ترقی بغیر انسانوں کے نہیں ہوئی۔ لہٰذا آلات پیداوار کی تبدیلی، اور ترقی کے ساتھ ساتھ انسان میں بھی تبدیلی اور ترقی ہوئی کیونکہ اسی کے ساتھ انسانوں کے پیداواری تجربے بھی تبدیل ہوئے، ان کی مہارت، اور آلات پیداوار سے کام لینے کی صلاحیت میں بھی ترقی ہوئی۔

دوران تاریخ میں جیسے جیسے سماج کی پیداآور قوتیں بدلتی اور ترقی کرتی ہیں اسی مناسبت سے انسانوں کے تعلقات پیداوار یعنی ان کے معاشی تعلقات میں بھی تبدیلی اور ترقی ہوتی ہے۔

تاریخ میں خاص طور پر پانچ قسم کے تعلقات پیداوار پائے جاتے ہیں۔ قدیم پنچایتی، غلامی، جاگیری، سرمایہ داری اور اشتراکی۔

قدیم پنچایتی نظام کے تحت تعلقات پیداوار کی بنیاد یہ ہے کہ ذرائع پیداوار مشترکہ ملک ہوتے ہیں۔ جو دراصل اس عہد کی پیداآور قوتوں کی نوعیت کے عین مطابق ہے۔ پتھر کے آلات اور بعد میں تیر کمان نے انسانوں کے لئے انفرادی طور پر فطرت کی قوتوں اور درندوں سے مقابلہ کرنے کے امکانات پیدا کیے۔ جنگل کے پھل جمع کرنے، مچھلیاں پکڑنے، کسی نہ کسی قسم کا مسکن بنانے کے لئے انسانوں کو مجبوراً مشترکہ طور پر کام کرنا پڑتا تھا۔ تاکہ وہ بھوک سے نہ مریں۔ درندوں یا ہمسایہ قبائل کا شکار نہ بن جائیں، مشترکہ محنت نے ذرائع پیداوار اور ساتھ ہی ساتھ پیداوار کی مشترکہ ملکیت کو قائم کیا، یہاں ذرائع پیداوار کی انفرادی ملکیت کا ابھی تک تصور نہ تھا

بجز ان خام آلات پیداوار کے جو درندوں سے بچنے کا بھی ذریعہ تھے۔ یہاں نہ معاشی لوٹ تھی نہ طبقات تھے۔

غلامی کے نظام میں تعلقات پیداوار کی بنیاد یہ ہے کہ غلاموں کا مالک ذرائع پیداوار کا مالک ہوتا ہے۔ وہ پیدائش دولت میں لگے ہوئے مزدور یعنی غلام کا بھی مالک ہوتا ہے۔ جس کو وہ خرید اور بیچ سکتا ہے۔ اسے قتل کرسکتا ہے۔ گویا وہ (غلام) کوئی جانور ہے۔ ایسے ہی تعلقات پیداوار بحیثیت مجموعی اُس عہد کی پیدا آور قوتوں کی حالت سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اب انسانوں کے پاس پتھر کے آلات کے بجائے دھات کے آلات ہیں۔ بجائے اُس شکاری کے بھدے اور پرانے طریق کا شکاری کے جسے نہ جوتنا آتا تھا نہ بونا اور جو گلہ بانی سے بھی واقف نہ تھا، اب گلہ بانی جوتنے بونے اور دستکاری کا رواج ہوا، اور پیدائش دولت کے ان شعبوں میں تقسیم کار کا طریقہ وجود میں آیا۔ اب اس موقع پر یہ امکان پیدا ہوتا ہے کہ مختلف افراد اور سماجوں کے مابین مصنوعات کا مبادلہ ہو۔ چند لوگوں کے ہاتھ میں دولت جمع ہو۔ ذرائع پیداوار جمع ہو کر چند لوگوں کی ملکیت میں آجائیں، اور اقلیت اکثریت کو اپنے تابع کر کے غلام بنالے۔ اب ہمیں پیدائش دولت کے عمل میں سماج کے تمام اراکین کی مشترکہ اور آزاد محنت کا وجود نہیں ملتا۔ یہاں تو ان غلاموں کی جبری محنت کا رواج ہے۔ جنہیں محنت نہ کرنے والے مالکان معاشی حیثیت سے لوٹتے ہیں اس لئے یہاں ذرائع پیدائش اور پیداوار کی مشترکہ ملکیت کا وجود نہیں ہے اس کی بجائے انفرادی ملکیت نے لے لی ہے۔ یہاں غلاموں کا مالک صحیح معنی میں جائیداد کے اصل مالک کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ امیر اور غریب، لوٹنے والے، اور لوٹے جانے والے وہ لوگ جنہیں کچھ بھی حقوق حاصل ہیں، اور وہ جنہیں کچھ بھی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ ان کے درمیان شدید طبقاتی جدوجہد ــــ یہ ہے نظام غلامی کی تصویر۔ جاگیری نظام میں تعلقات پیداوار کی بنیاد یہ ہے کہ جاگیردار ذرائع پیدائش کا مالک ہوتا ہے۔ مگر اس مزدور کا جو پیدائش میں لگا ہوا ہے۔ یعنی غلام کا پورے طور پر مالک نہیں ہوتا۔ اب جاگیردار غلام کو قتل نہیں کرسکتا۔ مگر اس کو خرید اور بیچ سکتا ہے۔ جاگیردارانہ ملکیت کے ساتھ ساتھ کاشتکار اور دستکار کے نجی آلات پیدائش کی انفرادی ملکیت اور اس کے ذاتی دھندے بھی موجود ہوتے ہیں جن کی بنیاد اس کی ذاتی محنت پر ہوتی ہے یہی تعلقات پیدائش دراصل اُس عہد کی پیدا آوری قوتوں کی حالت کے عین مطابق ہوتے ہیں، لوہا ڈھالنے

اور اس سے اشیاء بنانے میں مزید ترقی، لوہے کے ہلوں، اور کرگھوں کی توسیع، زراعت، باغبانی، انگور کی کاشت اور دودھ دہی پیدا کرنے میں مزید ترقی، دستکاری کے چھوٹے کارخانوں کے ساتھ ساتھ بڑے کارخانوں کا وجود میں آنا ــــ یہ اس عہد کی پیدا آور قوتوں کا تقاضا تھا کہ مزدور کام میں اپج اور دلچسپی ظاہر کرے اس لئے جاگیردار کا کام غلام سے نہیں چل سکتا، جو ایسا مزدور ہے جسے کام سے مطلق دلچسپی نہیں ہوتی، جو اپج سے بالکل بے بہرہ ہے۔ اس کے بجائے جاگیردار رعیتی غلام کو ترجیح دیتا ہے۔ جس کے پاس خود اس کے مویشی اور پیدائش کے اوزار ہیں، جسے کام سے ایک حد تک دلچسپی بھی ہے، جو زمین کاشت کرنے اور اپنی فصل کے ایک حصہ کو بطور لگان جاگیردار کے حوالہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔

اس منزل پر انفرادی ملکیت کا مزید نشوونما ہوا۔ یہاں معاشی لوٹ تقریباً اتنی ہی شدید ہے جتنی کہ غلامی کے نظام میں تھی، صرف تھوڑی سی کمی ہوگئی ہے۔ لوٹنے والے اور لوٹے جانے والے کے درمیان طبقاتی جدوجہد جاگیرداری کے نظام کی بڑی خصوصیت ہے۔

سرمایہ داری کے نظام میں تعلقات پیدائش کی بنیاد یہ ہے کہ سرمایہ دار ذرائع پیدائش کا مالک ہوتا ہے۔ مگر وہ اُن مزدوروں کا جو پیدائش میں لگے ہوئے ہیں یعنی اُجرتی مزدوروں کا مالک نہیں ہوتا، جنہیں نہ وہ قتل کرسکتا ہے، اور نہ خرید و فروخت کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ (مزدور) ذاتی طور پر آزاد ہیں، مگر ذرائع پیدائش سے محروم ہیں اور بھوکوں نہ مرنے کے لئے سرمایہ دار کو اپنی استعداد بیچنے اور استحصال کے طوق کو اپنی گردن میں ڈالنے پر مجبور ہیں۔ ذرائع پیدائش میں سرمایہ دارانہ ملکیت کے ساتھ ساتھ ہمیں پہلے پہل وسیع پیمانہ پر ان کاشتکاروں اور دستکاروں کی انفرادی ملکیت کا وجود ملتا ہے، جو اب غلام نہیں ہیں، اور جن کی انفرادی ملکیت کی بنیاد ذاتی محنت پر ہے دستکاری کے چھوٹے اور بڑے کارخانوں کے بجائے اب مشینوں سے آراستہ بڑی بڑی ملیں اور فیکٹریاں پیدا ہوتی ہیں، بجائے جاگیروں کے جن میں کاشتکاری کے قدیم اوزاروں سے کاشت ہوتی تھی، اب بڑے سرمایہ دارانہ فارم وجود میں آئے جن میں جدید طریقوں پر زرعی مشینوں سے کاشت کی جاتی ہے۔

نئی پیدا آور قوتوں کا تقاضا تھا کہ پیدائش میں لگے ہوئے مزدور جاہل اور کچلے ہوئے غلاموں کے مقابلہ میں زیادہ تعلیم یافتہ اور ذہین ہوں۔ تاکہ وہ اچھی طرح مشینوں کو سمجھیں اور

انہیں چلائیں، اس لئے سرمایہ دار اُجرتی مزدوروں کو ترجیح دیتا ہے جو زمینی غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہیں، جو اتنے تعلیم یافتہ ہیں کہ مشینوں کو اچھی طرح چلا سکیں۔

پیداآور قوتوں کی بے انتہا وسیع پیمانہ پر نشوونما کی وجہ سے سرمایہ داری ایسی مشکلات میں پھنس گئی جنہیں وہ دور نہیں کر پاتی، زیادہ سے زیادہ اشیاء تجارت پیدا کر کے اور ان کی قیمتوں کو گھٹا کر سرمایہ داری مسابقت کو تیز کر دیتی ہے۔ کثیر التعداد چھوٹے چھوٹے اور متوسط درجہ کے انفرادی مالکوں کو تباہ کر دیتی ہے اور انہیں مزدوروں میں تبدیل کر دیتی ہے، اور ان کی قوت خرید گھٹا دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پیداشدہ اشیاء تجارت کی نکاسی ناممکن ہو جاتی ہے۔ پیدائشی دولت کو وسعت دے کر اور بڑی بڑی ملوں اور فیکٹریوں میں لاکھوں مزدوروں کو اکٹھا کر کے سرمایہ داری عمل پیدائش کو سماجی نوعیت دیتی ہے اور اس طرح خود اپنی بنیادیں کھوکھلی کرتی ہے۔ کیونکہ عمل پیدائش کی سماجی نوعیت ذرائع پیدائش کی اجتماعی ملکیت کی متقاضی ہے۔ لیکن ذرائع پیدائش ابھی تک سرمایہ داروں کی انفرادی ملکیت ہی بنے رہتے ہیں، یہ حالت عمل پیدائش کی سماجی نوعیت سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔

پیداآور قوتوں اور تعلقات پیدائش کی نوعیت کے مابین ان شدید اور نہ رفع ہونے والے تضادوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک خاص عرصے کے بعد افراط پیداوار کی وجہ سے معاشی بدحالی رونما ہوتی ہے۔ سرمایہ دار دیکھتے ہیں کہ ان کے مال کی خاطر خواہ طلب نہیں ہے جس کی وجہ خود انہیں کے ہاتھوں لائی ہوئی عوام الناس کی تباہی ہے اس لئے وہ مجبور ہوتے ہیں کہ پیداوار کو جلا دیں، صنعتی اشیاء کو تباہ کر دیں، ایسے وقت میں جبکہ لاکھوں عوام کو جبراً بے روزگاری اور فاقہ کشی بھگتنی پڑتی ہے، اس لئے نہیں کہ مال کافی موجود نہیں ہے بلکہ اس لئے کہ مال زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ سرمایہ دارانہ تعلقات پیدائش سماج کی پیداآور قوتوں کے مطابق نہیں ہے، اور ان میں شدید اختلاف اور تضاد پیدا ہو گیا ہے جو رفع نہیں ہو سکتا۔

اس کے معنی ہیں کہ سرمایہ داری نظام کے اندر ایک انقلاب چھپا ہوا ہے جس کا کام یہ ہے کہ ذرائع پیدائش کی موجودہ سرمایہ دارانہ ملکیت کے بجائے اشتراکی ملکیت کو قائم کرے۔

اس کے معنی ہیں کہ سرمایہ داری کے نظام کی بڑی خصوصیت لوٹنے والے اور لوٹے جانے والے کے درمیان شدید طبقاتی جدوجہد ہے۔

اشتراکی نظام کے اندر، جو فی الحال سوویت یونین میں قائم ہوا ہے، تعلقات پیدائش کی بنیاد ذرائع پیداوار کی مشترکہ ملکیت ہے۔ یہاں نہ کوئی لوٹنے والا ہے، نہ لوٹا جانے والا۔ پیداشدہ اشیاء محنت کے لحاظ سے تقسیم کی جاتی ہیں، جس کا اصول یہ ہے: ''جو محنت نہیں کرے گا وہ نہیں کھائے گا''۔ —— امداد باہمی، بھائی چارہ اور معاشی لوٹ سے آزاد مزدوروں کی باہمی اشتراکی مدد، عمل پیدائش میں عوام کے باہمی تعلقات کی خصوصیات ہیں۔ یہاں تعلقات پیدائش پیداآور قوتوں کے عین مطابق ہوتے ہیں، کیونکہ ذرائع پیدائش کی مشترکہ ملکیت نے عمل پیدائش کی سماجی نوعیت کو اور مستحکم کر دیا۔ اسی وجہ سے سوویت یونین میں پیدائش دولت کا اشتراکی نظام افراط پیداوار کے دور میں بحران اور اس کے ساتھ کی دوسری لعنتوں سے ناآشنا ہے۔ اسی وجہ سے یہاں پیداآور قوتیں بڑی تیزی کے ساتھ نشوونما پاتی ہیں۔ کیونکہ تعلقات پیدائش جو ان سے مطابقت رکھتے ہیں، انہیں نشوونما کا پورا پورا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ ہے انسانی تاریخ کے دوران میں انسانوں کے تعلقات پیدائش کے نشوونما کی تصویر۔ تعلقات پیدائش کا نشوونما سماج کی پیداآور قوتوں کے نشوونما پر، اور سب سے زیادہ پیدائش دولت کے آلات کی ترقی پر منحصر ہے۔ اس انحصار کی وجہ سے پیداآور قوتوں میں تبدیلی اور ترقی ایک نہ ایک دن تعلقات پیدائش میں بھی مناسب تبدیلی اور ترقی کا باعث ہوتی ہے۔

مارکس نے کہا کہ ''اوزار محنت[1] کا استعمال اور ان کی ایجاد، انسانی عمل محنت کی ممتاز اور نمایاں خصوصیت ہے گو یہ خصوصیت بعض حیوانات کی سرشت میں بھی داخل ہے اور اسی لئے فرینکلن نے انسانوں کو اوزار ساز جانور کہا ہے۔ پرانے زمانے کے اوزار محنت کے باقیات و آثار، سماج کے ناپید معاشی نظاموں کی تحقیق و تفتیش کے لئے وہی اہمیت رکھتے ہیں جو کھود کر نکالی جانے والی قدیم ہڈیاں حیوانات کی ناپید انواع کے تعین میں رکھتی ہیں۔ مختلف معاشی ادوار کے درمیان فرق اور امتیاز کرنے میں پیداشدہ اشیاء نہیں بلکہ ان کے بنانے کا طریقہ اور اوزار مدد دیتے ہیں —— اوزار محنت سے نہ صرف یہ پتا چلتا ہے کہ انسانی محنت ترقی کے کس درجے تک پہنچ گئی ہے۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کن سماجی حالات کے ماتحت محنت کی گئی ہے۔

اور مزید یہ کہ:

---

[1] کارل مارکس۔ سرمایہ۔ جلد 1۔ ص 159۔

(الف) ''سماجی تعلقات پیدا آور قوتوں سے وابستہ ہیں۔ نئی پیدا آور قوتیں حاصل کرنے میں انسان اپنے طریق پیدائش کی تبدیلی یعنی اپنی روزی کمانے کے طریقوں میں تبدیلی کرتے ہوئے اپنے جملہ سماجی تعلقات میں تبدیل کرتے ہیں۔ ہاتھ کی چکی ایک ایسا سماج پیدا کرتی ہے جس میں جاگیردار سے سابقہ پڑتا ہے۔ بھاپ کی مل ایک ایسا سماج بناتی ہے جس میں صنعتی سرمایہ دار ہے۔''[1]

(ب) پیدا آور قوتوں کے نشوونما میں سماجی تعلقات کی تباہی میں تصورات کی تشکیل میں، ایک مسلسل حرکت ہے۔ صرف مجرد حرکت ایک ایسی شے ہے جس میں کبھی کوئی تغیر نہیں ہوتا ہے۔[2]

تاریخی مادیت جس طرح کمیونسٹ مینی فسٹو میں بیان کی گئی ہے، اس کے بارے میں اینگلس نے لکھا ہے۔

''معاشی پیداوار، اور تاریخی عہد سے لازمی طور پر پیدا ہونے والا سماجی ڈھانچہ، اس عہد کی سیاسی اور ذہنی تاریخ کی بنیادیں ہیں۔ اسی لئے جب سے زمین کی پنچایتی ملکیت ختم ہوئی اس وقت سے ساری تاریخ طبقاتی کشمکش کی تاریخ ہے۔ سماجی ارتقاء کی مختلف منزلوں پر لوٹنے والے، اور لوٹے جانے والے کے مابین کشمکش، حاکم اور محکوم طبقات کے مابین کشمکش ہے۔ یہ کشمکش اب ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی ہے۔ جہاں لوٹا جانے والا اور محکوم طبقہ (نادار مزدور طبقہ) لوٹنے والے حکمراں طبقہ (سرمایہ دار طبقہ) سے اس وقت تک آزادی حاصل نہیں کر سکتا، جب تک کہ سارے سماج کو معاشی لوٹ، محکومی، اور طبقاتی جدوجہد سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد نہ کرا لے۔''[3]

پیدائش کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ نئی پیدا آور قوتوں اور اُن سے مطابقت رکھنے والے تعلقات پیدائش کا آغاز پرانے نظام کے چلے جانے کے بعد، اُس سے بالکل الگ نہیں ہوتا، بلکہ خود پرانے نظام کے دوران ہی میں ہو جاتا ہے۔ یہ آغاز انسان کے دیدہ و دانستہ باشعور عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا، بلکہ آپ ہی آپ بغیر شعور کے، اور انسانی ارادہ سے غیر متعلق طور پر ہوتا ہے۔ اس آغاز

---

1 کارل مارکس۔ افلاس فلسفہ۔ ص۔ 93۔

2 ایضاً۔

3 دیباچہ کمیونسٹ مینی فسٹو۔

کے آپ ہی آپ اور انسانی ارادہ سے غیر متعلق طور پر ہونے کے دو سبب ہیں۔

پہلا سبب یہ ہے کہ انسان کسی طریق پیدائش کو اختیار کرنے میں آزاد نہیں ہیں۔ جب کوئی نئی نسل زندگی میں داخل ہوتی ہے تو ایسی پیدا آور قوتوں اور تعلقات پیدائش کو موجود پاتی ہے جو اس سے پہلے کی نسلوں کے کام کا نتیجہ ہیں، اور جن کی وجہ سے وہ مجبور ہے کہ ابتدا میں ہر اس شے کو قبول کرے جو پہلے ہی سے پیدائش کے میدان میں بنی بنائی تیار ہے۔ تاکہ مادی اقدار پیدا کی جا سکیں۔

دوسرا سبب یہ کہ، کسی نہ کسی طرح پیدائش اور پیدا آور قوت کے کسی نہ کسی جزو کو بہتر بناتے وقت انسان نہ یہ محسوس کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور غور کرتے ہیں کہ یہ ترقیاں، کیا معاشرتی نتائج پیدا کر سکیں گی۔ بلکہ اُن کے پیش نظر محض روزمرہ کا مفاد اپنے کام کو آسان بنانا، اور اپنے لئے چند سیدھے اور کھلے ہوئے فوائد کا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

جب قدیم پنچایتی سماج کے چند اراکین نے تدریجی طور پر تحقیق و تلاش کرتے کرتے پتھر کے آلات کے استعمال سے گذر کر لوہے کے آلات کا استعمال شروع کیا تو وہ یقیناً نہ یہ جانتے تھے، اور نہ انہوں نے یہ غور کیا تھا کہ اس اختراع سے کیا معاشرتی نتائج پیدا ہوں گے۔ وہ بالکل ناواقف تھے کہ دھات کے آلات کی ایجاد کے معنی طریق پیداوار میں ایک انقلاب کے ہیں جو ایک عرصہ میں نظام غلامی کی طرف لے جائے گا۔ وہ تو محض اپنے کام کو آسان بنانا، اور چند فوری اور بین فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے، ان کا یہ شعور عمل روزمرہ کے ذاتی مفاد تک ہی محدود تھا۔

جاگیری نظام کے زمانہ میں جبکہ نئے سرمایہ دار طبقے نے چھوٹے چھوٹے گلڈ ورکشاپ کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کارخانہ بنانا شروع کئے اور اس طرح سے سماج کی پیدا آور قوتوں کو ترقی دی تب انہوں نے یقیناً نہ تو یہ سمجھا اور نہ غور کیا کہ اس اختراع سے کیا سماجی نتائج نکلنے والے ہیں، انہوں نے نہ تو سمجھا اور نہ جانا کہ یہ ''حقیر'' اختراع سماجی قوتوں کی اُس نئی گروہ بندی کی طرف لے جائے گی جس کی انتہا انقلاب تھی۔ اُن بادشاہوں کی قوت کے خلاف انقلاب جن کے رُتبے تک پہنچنے کے لئے ان کے بڑے بڑے نمائندے آرزومند تھے۔ یہ سرمایہ دار صرف مصنوعات کی لاگت کو گھٹانا چاہتے تھے تاکہ ایشیا اور امریکہ کی منڈیوں میں مال کی کثیر مقدار پہنچائی جا سکے اور بھاری منافع کمایا جا سکے۔ ان کا باشعور عمل ان کے معمولی روزمرہ کے مفاد تک ہی محدود تھا۔

جب روس میں روسی سرمایہ داروں نے غیر ملکی سرمایہ داروں سے مل کر مشینوں کی صنعت کو بڑے پیمانہ پر بڑے زور و شور سے قائم کیا، اور زار کی حکومت کو ویسے کا ویسا ہی رکھا، اور کسانوں کو زمینداروں کے رحم و کرم ہی پر چھوڑ دیا۔ تو اس وقت سرمایہ داروں نے نہ یہ سمجھا اور نہ غور کیا کہ پیدا آور قوتوں کی یہ وسیع ترقی کیا سماجی نتائج پیدا کرے گی انہوں نے نہ کبھی محسوس کیا اور نہ جانا کہ سماج کی پیدا آور قوتوں کی یہ زبردست جست سماجی قوتوں کی نئی گروہ بندی کرے گی، اور مزدور طبقہ کو اس قابل بنا لے گی کہ وہ کسانوں سے متحد ہو کر ایک کامیاب اشتراکی انقلاب کر سکے۔ وہ محض یہ چاہتے تھے کہ صنعتی پیدا آور اور اپنی آخری حد تک پھیل جائے، صنعتی اجارہ دار بن کر اندرون ملک کی منڈیوں پر قابو حاصل کیا جائے، اور قومی معیشت سے ہر ممکن منافع کمایا جائے۔ اُن کا باشعور عمل ان کے روزمرہ کے عملی مفاد سے متجاوز نہ تھا۔

اسی لئے مارکس نے لکھا ہے:

جو لوگ سماجی دولت کی پیدائش میں حصہ لیتے ہیں وہ ایسے متعین تعلقات میں داخل ہوتے ہیں، جو ناگزیر ہیں اور جو ان کی مشیت سے آزاد اور غیر متعلق ہیں۔ یہ تعلقات پیدائش، پیدائش کی مادی قوتوں کے نشو و نما کی ایک قطعی منزل سے مطابقت رکھتے ہیں۔ [1] لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ تعلقات پیدائش میں تبدیلیاں اور قدیم تعلقات پیدائش سے جدید تعلقات پیدائش میں عبور آسانی کے ساتھ بغیر آویزش اور بغیر ہلچل کے ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے، ایسا عبور بالعموم قدیم تعلقات پیدائش کو انقلابی طریقوں سے ختم کر کے جدید تعلقات پیدائش کے قائم کرنے سے واقع ہوتا ہے۔ ایک خاص دور تک، پیدا آور قوتوں کا نشو و نما اور تعلقات پیدائش کی دنیا میں تبدیلیاں از خود، اور انسانوں کی مشیت سے آزاد اور غیر متعلق انداز میں ہوتی ہیں۔ مگر ایسا ایک خاص وقت تک ہی ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ جدید اور ترقی پذیر پیدا آور قوتیں پختگی کی مناسب حالت تک نہ پہنچ جائیں۔ جدید پیدا آور قوتوں کے پختہ ہو جانے کے بعد، موجودہ تعلقات پیدائش اور ان کے حامی یعنی حکمران طبقے وہ ''دور نہ ہو سکنے والی'' رکاوٹ بن جاتے ہیں جو صرف نئے طبقات کے باشعور اقدام اور ان طبقات کے زوردار عمل یعنی انقلاب ہی کے ذریعہ سے دور کئے جا سکتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں جدید سماجی تصورات، جدید سیاسی اداروں، اور جدید سیاسی

[1] کارل مارکس منتخبات، انگریزی، جلد 1، ص 356۔

قوتوں کا عظیم الشان فرض منصبی صاف اور روشن نظر آنے لگتا ہے۔ جن کا کام قدیم تعلقات پیدائش کی باہمی آویزش اور سماج کے جدید معاشی تقاضوں سے نئے سماجی تصورات پیدا ہوتے ہیں نئے تصورات عوام کو منظم اور متحرک کرتے ہیں اور عوام ایک منظم سیاسی فوج بن جاتے ہیں اور جدید انقلابی قوت پیدا کرتے ہیں، اور اس سے فائدہ اٹھا کر تعلقات پیدائش کے قدیم نظام کو نیست و نابود کرتے اور ایک جدید نظام کو قائم کرتے ہیں۔ نشو و نما کا از خود عمل انسانوں کے باشعور اقدام کے لئے، امن نشو و نما، ہلچل کے لئے، اور ارتقاء انقلاب کے لئے جگہ خالی کرتا ہے۔

مارکس نے کہا ہے:

''نادار مزدور طبقہ، سرمایہ داروں سے مقابلہ کرنے کے دوران میں، حالات کے تقاضے سے مجبور ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہ حیثیت ایک طبقہ کے منظم کرے............ انقلاب کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو حاکم طبقہ بناتا ہے، اور اس طرح بہ جبر و قوت، قدیم تعلقات پیدائش کا صفایا کر دیتا ہے۔'' [1]

مارکس نے دوسری جگہ لکھا ہے:

(الف) ''مزدور طبقہ اپنی سیاسی برتری کو اس غرض سے استعمال کرے گا کہ بہ تدریج سرمایہ داروں سے سارا سرمایہ چھین لے اور پیدائش دولت کے تمام آلات کو ریاست یعنی خود مزدور طبقے کے ہاتھوں میں جو منظم ہو کر حکمران طبقہ بن گیا ہوا اکٹھا کر دے، اور تمام پیدا آور قوتوں میں جہاں تک ممکن ہو جلد اضافہ کرے۔'' [2]

(ب) ''قدیم سماج کے بطن سے جدید سماج طاقت ہی کی مدد سے پیدا ہوتا ہے۔'' [3]

مارکس نے 1859ء میں اپنی مشہور کتاب ''معاشیات سیاسیہ کی تنقیدی تحقیق'' کے تاریخی دیباچہ میں تاریخی مادیت کے لُب لباب کو بڑی آب و تاب سے اس طرح مرتب کیا ہے:

یہ جو لوگ سماجی دولت کی پیدائش میں حصہ لیتے ہیں وہ ایسے قطعی اور معین تعلقات پیدائش میں داخل ہوتے ہیں، جو ناگزیر ہیں، اور ان کی مشیت سے آزاد اور غیر متعلق ہیں۔ یہ تعلقات

[1] کمیونسٹ مینی فسٹو، کارل مارکس، منتخبات، تصانیف، انگریزی، جلد 1، ص 228۔

[2] دیباچہ کمیونسٹ مینی فسٹو۔

[3] کارل مارکس۔ سرمایہ۔ جلد 1۔ ص 776۔

پیدائش، پیدائش دولت کی مادی قوتوں کے نشوونما کی ایک قطعی منزل سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ان سماج کا معاشی ڈھانچہ انہیں تعلقات پیدائش کے مجموعہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقی بنیاد ہے جس پر قانونی اور سیاسی عمارت کھڑی ہوتی ہے اور جس سے سماجی شعور کی مختلف شکلیں مطابقت رکھتی ہیں۔ مادی زندگی کا طریق پیدائش عام طور پر سماجی سیاسی اور ذہنی زندگی کے عمل کو معین کرتا ہے۔ انسانوں کے وجود کو معین کرنے والا، ان کا شعور نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ان کی سماجی ہستی ان کے شعور کو معین کرتی ہے۔ سماج کی مادی پیداآور قوتیں اپنے نشوونما کی ایک مخصوص منزل پر پہنچ کر موجودہ تعلقات پیدائش سے متصادم ہوتی ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر قانونی زبان میں املاکی تعلقات سے متصادم ہوتی ہیں جن کے اندر رہ کر وہ پہلے کام کرتی رہی ہیں۔ پیدائش کی قوتوں کے نشوونما کی مختلف صورتوں کی بنیاد پر یہی تعلقات ان کے حق میں بیڑیاں بن جاتے ہیں ت سماجی انقلاب کا دور شروع ہوتا ہے۔ معاشی بنیادوں کے بدلنے سے تقریباً ساری عمارت بہت تیزی کے ساتھ اپنی ہیئت بدلتی ہے۔ ان تغیرات پر غور کرتے وقت پیدائش کے معاشی حالات کی مادی تبدیلی میں جس کا تعین فطری علوم کی طرح پوری صحت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، اور ان قانونی، سیاسی، مذہبی، جمالیاتی، یا فلسفیانہ یعنی تصوراتی اشکال میں جن میں انسان اس نزاع سے باخبر ہوتے اور اس کو چکانے کی کوشش کرتے ہیں، امتیاز کرنا ضروری ہے۔ جس طرح کسی شخص کے بارے میں ہماری رائے کی بنیاد یہ نہیں ہوسکتی کہ وہ خود اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ اسی طرح ہم کسی عہد کے تغیر کو خود اس زمانے کے شعور سے نہیں جانچ سکتے۔ برعکس اس کے اس شعور کی تشریح مادی زندگی کے تضادات اور اس آویزش کے ذریعہ سے کی جانی چاہئے جو پیدائش کی سماجی قوتوں اور تعلقات پیدائش میں موجود ہے۔ تمام پیداآور قوتوں کے اپنی گنجائش کے مطابق ترقی پاجانے سے پہلے کبھی کوئی سماجی نظام ناپید نہیں ہوا، اور نہ کبھی جدید اعلیٰ تعلقات پیداوار قدیم معاشرہ کے اندر ان کے اپنے وجود کے مادی حالات کے پختہ ہونے سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے نوع انسانی اسی فرض کو لیتی ہے جسے وہ حل کرسکتی ہے کیونکہ اس مسئلہ کو بغور دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خود فرض اسی وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ اس کے حل کے لئے ضروری مادی حالات پہلے ہی سے موجود ہوں۔ یا کم از کم ترتیب و تشکیل کی حالت میں ہوں۔[1]

1 کارل مارکس۔ منتخبات تصانیف انگریزی، جلد 1، صفحہ 57-356

یہ ہے معاشرتی زندگی اور تاریخ معاشرہ پر مارکسی مادیت کا اطلاق یہ ہیں معاشرتی اور تاریخی مادیت کے اصلی خدوخال۔

اس سے معلوم ہوگا کہ لینن نے پارٹی کے لئے نظریات کا کیا گنج گراں مایہ چھوڑا ہے، اور دشمنوں اور غداروں کے حملے سے اسے کس طرح مامون و مصون رکھا اور یہ معلوم ہوگا کہ [...]ی پارٹی کی ترقی کے لئے لینن کی کتاب ''مادیت اور تجرباتی تنقید'' کا منصۂ شہود پر آنا کتنی [اہم]یت رکھتا ہے۔

[...] استولپین کی رجعت کے دور میں بالشویکوں اور منشویکوں کی حالت

[تح]لیل پسندوں اور اوتزیوں سے بالشویکوں کی جدوجہد

رجعت کے دور میں انقلاب کی ترقی کے سابق دور کے بہ نسبت پارٹی کے اداروں میں کام [کر]نا کہیں زیادہ مشکل ہوگیا۔ پارٹی کے ممبروں کی تعداد بہت گھٹ گئی۔ بہت سے چھوٹی پونجی والے [...] خاص طور پر اہل علم حضرات زاری حکومت کے جبر وتشدد سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

لینن نے کہا کہ ایسے وقت میں انقلابی جماعتوں کو اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہئے، انقلاب کی ترقی کے دور میں انہوں نے آگے بڑھنا سیکھا۔ اب رجعت کے دور میں انہیں یہ بھی سیکھنا چاہئے کہ کس [...] ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹا جاتا ہے۔ کس طرح روپوش ہوا جاتا ہے۔ کس طرح غیر قانونی [پارٹ]ی کو قائم رکھا جاتا ہے، اور اسے مضبوط کیا جاتا ہے۔ کس طرح قانونی موقعوں سے فائدہ اٹھایا [جات]ا ہے، اور کس طرح پر قانونی اور خاص طور پر عوامی اداروں سے فائدہ اٹھا کر عوام کے ساتھ [...]ے تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں۔

منشویک بوکھلا کر پیچھے بھاگے۔ ان کو اس بات کا یقین نہ تھا کہ جزر کے بعد انقلاب کا مد بھی [ہوگ]ا۔ انہوں نے نہایت شرمناک طرح پر پارٹی کے پروگرام کے انقلابی مطالبوں اور انقلابی [نعر]وں کو ترک کردیا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ مزدور طبقے کی انقلابی غیر قانونی پارٹی کو ختم کر دیں اور [...]ے تحلیل کر دیں [...] کی پیش کی ہوئی آٹھ گھنٹے روز کام کرنے کی شرط منظور نہیں ہوئی تھی۔ زار کی مطلق العنانی جس سے عوام اس قدر نفرت کرتے تھے ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس نے وہ تھوڑے بہت سیاسی حقوق جو عوام نے اس سے 1905ء میں حاصل کرلئے تھے پھر سے ختم کر دیئے۔ اس طرح

1905ء کے انقلاب کے اسباب اب بھی موجود تھے۔ اسی وجہ سے بالشویکوں کو یہ یقین تھا کہ انقلابی تحریک پھر زور پکڑے گی اور اس غرض سے اُنہوں نے اس کے لئے تیاری کی اور مزدور طبقے کی طاقتوں کو جمع کرنا شروع کیا۔

بالشویکوں کو انقلابی طاقتوں کی دوبارہ ترقی کا یقین اس وجہ سے بھی تھا کہ 1905ء کے انقلاب نے مزدور طبقے کو ایک عام انقلابی جدوجہد میں اپنے حقوق کے لئے لڑنا سکھا دیا تھا۔ رجعت کے دور میں جب سرمایہ داروں نے حملہ شروع کیا تو مزدور بھی 1905ء کے سبق بھول نہ سکے تھے۔ لینن نے مزدوروں کے ان خطوط کا حوالہ دیا جن میں اُنہوں نے لکھا تھا کہ کس طرح کارخانہ دار انہیں پھر عاجز اور ذلیل کر رہے تھے۔ اُنہوں نے یہ تنبیہ کی کہ "ٹھہرو۔ ایک اور 5 آنے والا ہے۔"

بالشویکوں کے بنیادی سیاسی مقاصد وہی قائم رہے جو 1905ء میں تھے یعنی زاریت کا تختہ اُلٹ دینا، جمہوری سرمایہ دارانہ انقلاب کو کامیاب اختتام تک پہنچانا اور پھر اشتراکی انقلاب کے لئے قدم اٹھانا۔ اس مقصد کو بالشویک ایک لمحے کے لئے بھی نہ بھولے۔ عوام کے سامنے وہ خاص خاص انقلابی نعرے پیش کرتے ہی رہے یعنی ایک جمہوری ریپبلک، زمینداریوں کی ضبطی اور 8 گھنٹے روزانہ کا کام۔

لیکن پارٹی کی حکمت عملی وہ نہیں رہ سکتی تھی جو 1905ء میں انقلاب کی ترقی کے زمانے میں تھی۔ مثلاً پارٹی کے لئے یہ درست نہ ہوتا کہ وہ فوراً ایک عام سیاسی ہڑتال یا مسلح بغاوت کی آواز اٹھائے کیونکہ انقلابی تحریک تنزل پر تھی، مزدور طبقہ تھک کر چور ہو چکا تھا اور رجعت پسند طبقے کافی مضبوط ہو چکے تھے۔ پارٹی کو ایک نئی صورت حال کا مقابلہ کرنا تھا۔ حملہ کرنے کے بجائے دفاعی پالیسی اختیار کرنا تھی۔ ایسی حکمت عملی درکار تھی جس سے انقلابی طاقتوں کی صف بستگی ہو سکے، پارٹی کے کارکنوں کو روپوش کروا دیا جائے اور پارٹی کا کام خفیہ طریقوں پر چلایا جائے، اور قانونی مزدور جماعتوں کے کام اور پارٹی کے غیر قانونی کام میں تعاون پیدا کیا جائے۔

اور بالشویک اس کام کو انجام دینے میں کامیاب ہو گئے۔ لینن نے لکھا:

"انقلاب کے پہلے کے لمبے عرصے میں ہم جانتے تھے کہ کس طرح کام کیا جائے۔ یہ دعویٰ غلط نہیں کہ ہم پتھر کی طرح جمے رہے۔ سوشل

ڈیموکریٹوں کو ایک ایسی مزدور پارٹی بنانی ہے جو پہلے مسلح حملے کی شکست پر ہمت نہ ہارے گی اور بوکھلا نہ جائے گی۔ یہ بے کار کی قسمت آزمائی نہیں کرے گی۔"[1]

بالشویک پارٹی کے غیر قانونی اداروں کو قائم رکھنے اور مضبوط بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ عوام سے تعلقات قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے ہر قانونی موقع سے فائدہ اٹھایا جائے اور اس طرح پارٹی کو مستحکم کیا جائے۔

"یہ ایک ایسا زمانہ تھا جبکہ ہماری پارٹی نے زاریت کے خلاف کھلی ہوئی انقلابی جدوجہد چھوڑ کر چکر کاٹ کر جانے کا راستہ اختیار کیا۔ اس نے ہر ایک قانونی موقع سے فائدہ اٹھایا چاہے وہ امداد باہمی کی سوسائٹیاں ہوں یا دیوما کا پلیٹ فارم ہو۔ 1905ء کے انقلاب میں ہماری شکست کے بعد یہ پیچھے ہٹنے کا دور تھا۔ حالت کی تبدیلی نے ہمارے لئے یہ لازمی قرار دیدیا کہ ہم جدوجہد کے نئے طریقے اختیار کریں تاکہ انقلابی طاقتوں کی صف بستگی ہو سکے اور زاریت کے خلاف پھر سے انقلابی جنگ شروع ہو سکے۔"[2]

بچے ہوئے قانونی اداروں نے پارٹی کے غیر قانونی اداروں پر پردہ ڈال دیا اور وہ عوام سے تعلقات برقرار رکھنے کا ذریعہ بنے رہے۔ عوام سے تعلقات برقرار رکھنے کے لئے بالشویکوں نے مزدور سبھاؤں اور دوسرے قانونی اداروں جیسے بیماروں کی مدد کی سوسائٹیوں، مزدوروں کی امداد باہمی کی سوسائٹیوں، کلبوں، تعلیم گاہوں وغیرہ سے فائدہ اٹھایا۔ بالشویکوں نے زار کی حکومت کی پالیسی اور آئینی جمہوریت پسندوں کا انکشاف کرنے کے لئے اور مزدور طبقے کے لئے کسانوں کی مدد حاصل کرنے کے لئے ریاستی دیوما کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔ پارٹی کی غیر قانونی تنظیم قائم رکھنے اور اس تنظیم سے اور سبھی طرح کے سیاسی کاموں کی ملکی نگرانی کرنے سے پارٹی ایک صحیح راستہ پر چل سکی اور انقلاب کے نئے دور کی تیاری کر سکی۔

---

1 لینن مجموعہ، جلد 12، ص 126۔

2 اسٹالن، پارٹی کی پندرہویں کانگریس کی لفظ بلفظ رپورٹ، روسی ایڈیشن، ص 366، 367، 1965ء۔

بالشویک اپنی انقلابی پالیسی پر عمل کرنے میں دو موروچوں پر لڑتے رہے۔ ایک تو تحلیل پسندوں کے خلاف جو پارٹی کے کھلے ہوئے دشمن تھے اور دوسرے اوتزوویوں[1] کے خلاف جو پوشیدہ مخالفت کرتے تھے۔

لینن کی رہنمائی میں بالشویکوں نے تحلیل پسندی کا مقابلہ اس وقت سے کیا جب سے کہ یہ موقع پرستانہ رجحان نمودار ہوا۔ لینن نے کہا کہ تحلیل پسند، پارٹی کے اندر اصلاح پسند سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں۔

دسمبر 1908ء میں ر۔س۔ڈ۔ل۔پ کی پانچویں (کل روس) کانفرنس پیرس میں منعقد ہوئی۔ لینن کی تحریک پر اس کانفرنس نے تحلیل پسندی پر ملامت کی جو پارٹی کی رائے میں اس کے پڑھے لکھے عناصر کے ایک حلقے (منشویک) کی ایک کوشش تھی کہ ر۔س۔ڈ۔ل۔پ کے موجودہ ادارے کو ختم کر دیا جائے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کی جگہ ایک بے ترتیب قانونی جماعت کی تشکیل کی جائے چاہے اس کے لئے پارٹی کے پروگرام، حکمت عملی اور روایات کو بھی کچھ حد تک کیوں نہ چھوڑنا پڑے۔[2]

کانفرنس نے پارٹی کے تمام اداروں کو ہدایت کی کہ وہ تحلیل پسندوں کی کوششوں کا شدید مقابلہ کریں۔

لیکن منشویکوں نے کانفرنس کے اس فیصلے پر عمل نہ کیا اور وہ روز بروز تحلیل پسندی، انقلاب سے غداری اور آئینی جمہوریت پسندوں سے تعاون کے جال میں پھنستے گئے۔ منشویک مزدور پارٹی کے انقلابی پروگرام یعنی جمہوری ریپبلک کا مطالبہ آٹھ گھنٹہ یومیہ کا مطالبہ اور جاگیروں کی ضبطی کا مطالبہ چھوڑتے ہی چلے گئے۔ زاری حکومت سے ایک کھلی ہوئی قانونی اور اپنے خیال میں ''مزدور'' پارٹی بنانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے وہ پارٹی کے پروگرام اور طریق عمل کو ترک کرنے پر آمادہ تھے اور چھوڑ دینے کی قیمت وہ یہ چاہتے تھے کہ زاری حکومت انہیں ایک قانونی مزدور جماعت بنانے کی اجازت دیدے۔ وہ استولیپن کے راج سے صلح کرنے اور اس کی مطابقت کرنے کے لئے تیار تھے۔ اسی لئے تحلیل پسندوں کو ''استولیپنی مزدور پارٹی'' بھی کہتے ہیں۔

---

[1] اوتزووی وہ سابق بالشویک جو دوما سے بالشویک ممبروں کو واپس بلانا چاہتے تھے۔

[2] تاریخ بالشویک پارٹی (قراردادوں میں) روسی ایڈیشن، حصہ اول، ص 128۔

انقلاب کے کھلے ہوئے مخالفوں یعنی تحلیل پسندوں (جو دان، ایکسلرود، اور پوتریسوف کی رہنمائی میں تھے اور جنہیں مارتوف، ٹراٹسکی، اور دوسرے منشویکوں کی مدد حاصل تھی) کے مقابلے کے علاوہ بالشویکوں کو چھپے ہوئے تحلیل پسندوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا یعنی اوتزوویوں کا جو انتہا پسند لفظوں کے پیچھے اپنی موقع پرستی چھپاتے تھے۔ اوتزووی ان چند سابق بالشویکوں کو کہا جاتا تھا جو ریاستی دوما سے مزدوروں کے نمائندوں کو واپس بلانے اور تمام قانونی اداروں سے کام ختم کر دینے کا مطالبہ کرتے تھے۔ (''اوتزیوں'' کے معنی ہیں واپس بلانا)۔

1908ء میں چند بالشویکوں نے ریاستی دوما سے سوشل ڈیموکریٹک نمائندوں کو واپس بلانے کا مطالبہ کیا۔ اس لئے ان لوگوں کا نام اوتزووی رکھ دیا گیا۔ اوتزوویوں نے اپنا ایک الگ حلقہ بنایا (جس میں بوگدانوف، بوناچارسکی، الیکسنسکی، پوکروفسکی، بوبنوف وغیرہ شامل تھے) اور لینن کی پالیسی کے خلاف جدوجہد کرنے لگے۔ اوتزوویوں نے مزدور سبھاؤں اور دوسرے قانونی اداروں میں کام کرنے سے بالکل انکار کر دیا اور اس طرح مزدوروں کے مفاد کو نقصان پہنچایا۔ اوتزووی، پارٹی اور مزدور طبقہ کے درمیان خلیج پیدا کرنا چاہتے تھے اور پارٹی کے باہر کے عوام سے پارٹی کے تعلقات ختم کر دینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے کو غیر قانونی ادارے میں الگ کر لینا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ قانونی آڑوں سے محروم کر کے اسے خطرے میں ڈال دینا چاہتے تھے۔ اوتزووی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ریاستی دوما میں اور اس کے ذریعہ سے بالشویک کسانوں کو متاثر کر سکتے تھے اس کے علاوہ وہ زاری حکومت کی پالیسی اور آئینی جمہوریت پسندوں (جو کسانوں کو دھوکہ دے کر اپنے پیچھے لانا چاہتے تھے) کی پالیسی کو عوام پر واضح کر سکتے تھے۔ نئے انقلابی حملے کی تیاری میں اوتزووی رخنہ انداز ہوئے۔ اس لئے اوتزووی ''سر سے پیر تک'' تحلیل پسند تھے۔ انہوں نے قانونی جماعتوں سے فائدہ اٹھانے کے امکان کو ختم کر دینے کی کوشش کی، اور دراصل مزدور طبقے کی پارٹی کی حیثیت سے ان تمام عوام کی رہنمائی کرنے سے انکار کیا جو پارٹی میں شریک نہ تھے اور اس طرح انہوں نے انقلابی کام ہی ترک کر دیا۔

بالشویک اخبار پرولتاری کی مجلس ادارت کی ایک کانفرنس 1909ء میں منعقد کی گئی جس میں ممبروں کے علاوہ کچھ اور لوگوں کا بھی اضافہ کیا گیا تھا۔ اس نے اوتزوویوں کے رویہ سے بحث کی اور اس پر ملامت کی۔ بالشویکوں نے یہ اعلان کیا کہ اوتزوویوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور

انہوں نے اوتزوویوں کو پارٹی سے نکال دیا۔

تحلیل پسند اور اوتزووی دونوں مزدور طبقے اور اس کی پارٹی کے صرف ٹٹ پونجیے ہمسفر تھے۔ جب مزدور طبقے پر مشکل پڑی تو ان دونوں کی اصلی نوعیت نہایت صاف صاف ظاہر ہو گئی۔

4۔ ٹراٹسکیٹ کے خلاف بالشویکوں کی جدوجہد۔ پارٹی کا دشمن ''اگستی جتھا''

جس وقت بالشویک تحلیل پسندوں اور اوتزوویوں کی دوہری مخالفت کا مقابلہ کر رہے تھے، اور مزدور پارٹی کے بااصول رویہ کا بچاؤ کر رہے تھے، ٹراٹسکی نے منشویک تحلیل پسندوں کی حمایت کی۔ اسی زمانے میں لینن نے اس کا نام ''یہودا[1] ٹراٹسکی'' رکھا۔ ٹراٹسکی نے وائنا (آسٹریا) میں مصنفین کا جتھا اکٹھا کیا اور ایک نام نہاد غیر جانبدار لیکن دراصل منشویک اخبار جاری کیا۔ لینن نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ ''ٹراٹسکی کا رویہ نہایت ذلیل قسم کی ابن الوقتی اور فرقہ واری کا ہے۔۔۔ وہ زبان سے تو پارٹی کو مانتا ہے لیکن اس کا رویہ کسی دوسرے فرقہ پرست سے بھی زیادہ خراب ہے۔''

بعد میں 1912ء میں ٹراٹسکی نے ''اگستی جتھے'' کی تشکیل کی جس میں وہ تمام گروہ شامل تھے جو بالشویک پارٹی اور لینن کے مخالف تھے۔ اس جتھے میں تحلیل پسند اور اوتزووی ایک دوسرے سے مل گئے اور اس طرح اپنی یگانگت کا اظہار کیا۔ ٹراٹسکی اور اس کے پیروؤں نے تمام بنیادی سوالوں پر تحلیل پسندی کا رویہ اختیار کیا۔ لیکن ٹراٹسکی نے اپنی تحلیل پسندی کو ''درمیانیت'' یعنی ''مصالحت سازی'' کے پردہ میں چھپانا چاہا۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ نہ تو وہ بالشویک ہے اور نہ منشویک۔ اس کی صرف یہ کوشش تھی کہ دونوں میں مصالحت کروا دے۔ اسی سلسلے میں لینن نے کہا کہ ٹراٹسکی کا رویہ اور بھی خطرناک اور شرارت انگیز تھا کیونکہ وہ دھوکہ دے کر مزدوروں کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ وہ ''فرقوں سے بالاتر'' ہے جبکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ پوری طرح منشویک تحلیل پسندوں کے ساتھ تھا۔ ٹراٹسکی کے ماننے والے ہی وہ خاص لوگ تھے جنھوں نے ''درمیانیت'' شروع کی۔

کامریڈ اسٹالن نے کہا:

''درمیانیت ایک سیاسی تصور ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ مزدور طبقے کے مفاد

1۔ یہودا۔ وہ حواری جس نے حضرت مسیح کا راز فاش کر دیا تھا۔ مجازاً غدار۔

کو ایک پارٹی کے اندر چھوٹی پونجی والے طبقوں کے مفاد کے مطابق کر دیا جائے اور اس کے تحت میں کر دیا جائے۔ یہ نظریہ لینن ازم[1] کے منافی اور اس سے بے تعلق ہے۔''[2]

اس زمانے میں کامنیف، زنوویف اور رائکوف دراصل ٹراٹسکی کے خفیہ ساتھی تھے کیونکہ وہ اکثر لینن کے خلاف ٹراٹسکی کی مدد کرتے تھے۔ زنوویف، کامنیف، رائکوف اور ٹراٹسکی کے دوسرے خفیہ ساتھیوں کی مدد سے لینن کی مرضی کے خلاف مرکزی کمیٹی کا ایک پورا اجلاس جنوری 1910ء میں طلب کیا گیا۔ اس وقت تک بہت سے بالشویکوں کی گرفتاری کی وجہ سے مرکزی کمیٹی کی شکل ہی بدل گئی تھی اور مذبذب عناصر نے لینن کے اصولوں کے خلاف فیصلے کروا دیے۔ اس طرح یہ طے ہوا کہ بالشویک اخبار پرولتاری بند کر دیا جائے اور ٹراٹسکی کے اخبار پراودا کو جو وائنا میں شائع ہوتا تھا مالی امداد دی جائے۔ کامنیف ٹراٹسکی کے اخبار کی مجلس ادارت میں شریک ہو گیا اور زنوویف کی مدد سے اسے مرکزی کمیٹی کا اخبار بنانے کی کوشش کی۔

صرف لینن ہی کا اصرار تھا کہ مرکزی کمیٹی کے جنوری کے اجلاس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں تحلیل پسندی اور اوتزوویت کی سخت مذمت کی گئی لیکن اس موقع پر بھی زنوویف اور کامنیف نے ٹراٹسکی کی تجویز پر اصرار کیا کہ تحلیل پسندوں کو تحلیل پسند نہ کہا جائے۔

جیسا کہ لینن کا پہلے سے خیال تھا صرف بالشویکوں ہی نے مرکزی کمیٹی کے فیصلے کی تعمیل کی اور اپنا اخبار پرولتاری بند کر دیا۔ برخلاف اس کے منشویک اپنا فرقہ وارانہ تحلیل پسند اخبار ''گولوس سوتسیال ڈیموکراتا'' (سوشل ڈیموکریٹ کی آواز) نکالتے رہے۔

لینن کی پالیسی کی اسٹالن نے پوری طرح حمایت کی انہوں نے اخبار سوشل ڈیموکریٹ نمبر 11 کے افتتاحیہ میں ٹراٹسکیٹ کے ساتھیوں کے رویہ کی مذمت کی اور اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی کہ کامنیف، رائکوف اور زنوویف کی غداری کی وجہ سے پارٹی میں جو صورت پیدا ہو گئی اسے ختم کر دینا چاہئے۔ اس مضمون میں حسب ذیل فوری کاموں کی ضرورت بتائی گئی تھی اور بعد میں پراگ پارٹی کانگرس میں یہ منظور بھی کیے گئے۔ پارٹی کی ایک عام کانفرنس کا انعقاد، پارٹی

1۔ یعنی لینن کے بنائے ہوئے اصول۔

2۔ اسٹالن، لینن ازم، ملک میں صنعتوں کا قیام اور بالشویک پارٹی میں رجعت پسندانہ جھکاؤ۔ انگریزی ایڈیشن۔

اخبار کا اجراء جو قانونی طور پر نکلتا رہے اور روس میں ایک غیر قانونی پارٹی کے مرکز کا قیام۔ کامریڈ سٹالن کا یہ مضمون باکو کمیٹی کے فیصلوں پر مبنی تھا جس نے پوری طرح لینن کی حمایت کی۔

ٹراٹسکی کے پارٹی دشمن ''اگستی جتھے'' کے جواب میں جس میں تحلیل پسندوں اور ٹراٹسکی کے پیروؤں سے لے کر اوتزووی اور خدا ساز تک شامل تھے، ایک پارٹی کا جتھا بنایا گیا جس میں وہ تمام لوگ شامل تھے جو غیر قانونی مزدور پارٹی کو قائم رکھنا اور مستحکم کرنا چاہتے تھے۔ اس جتھے میں بالشویک شریک ہوئے جو لینن کی رہنمائی میں تھے اور کچھ پارٹی کے حامی منشویک جو پلیخانوف کی رہنمائی میں تھے۔ موخرالذکر اگرچہ بہت سے سوالوں پر منشویک رویہ اختیار کرتے تھے لیکن وہ تحلیل پسندوں اور اگستی جتھے سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے اور بالشویکوں سے مفاہمت چاہتے تھے۔ لینن نے پلیخانوف کی تجویز منظور کر لی اور اس کے ساتھ مل کر پارٹی کے دشمنوں کے خلاف ایک عارضی جتھا بنانے پر رضامندی ظاہر کی کیونکہ یہ جتھا پارٹی کے لئے مفید تھا اور تحلیل پسندوں کے لئے مہلک تھا۔

کامریڈ اسٹالن نے اس جتھے کی پوری حمایت کی۔ وہ اس وقت جلاوطنی میں تھے اور وہیں سے انہوں نے لینن کو ایک خط بھیجا جس میں انہوں نے لکھا:

> ''میری رائے میں جتھے کا رویہ ہی واحد صحیح راستہ ہے۔ (1) صرف یہی راستہ روس میں کام کی ضرورت کے مطابق ہے جس کا یہ تقاضا ہے کہ پارٹی کے تمام سچے بہی خواہ متحد ہو جائیں۔ (2) صرف اسی رویہ سے تحلیل پسندوں اور منشویکوں کے درمیان خلیج حائل کر کے قانونی اداروں کو تحلیل پسندوں کے چنگل سے نجات دلانے میں آسانی ہوگی اور تحلیل پسندوں کو منتشر کر کے ختم کیا جا سکے گا۔''[1]

غیر قانونی کام کے ساتھ ساتھ نہایت ہوشیاری سے قانونی کام بھی کرنے کی وجہ سے بالشویک مزدوروں کے قانونی اداروں میں ایک اہم طاقت بن گئے۔ مزدوروں پر بالشویکوں کے گہرے اثر کا مظاہرہ ضمناً چار قانونی کانگرسوں میں ہوا جو اس زمانے میں منعقد ہوئی تھیں۔ یعنی عوام کی یونیورسٹیوں کی کانگرس، عورتوں کی کانگرس، کارخانوں کے طبیبوں کی کانگرس اور

[1] لینن اور اسٹالن، روسی ایڈیشن، جلد اول، ص 529-530۔

ترک مسکرات کی کانگرس۔ ان کانگرسوں میں بالشویکوں کی تقریریں نہایت مفید ثابت ہوئیں اور سارے ملک میں صدائے لبیک بلند ہوئی۔ مثلاً عوام کی یونیورسٹیوں کی کانگرس میں تقریر کرتے ہوئے مزدوروں کے بالشویک نمائندوں نے زاریت کی پالیسی کو بے نقاب کیا جو ساری تہذیبی زندگی کا گلا گھونٹ رہی تھی۔ انہوں نے یہ کہا کہ ملک میں اس وقت تک حقیقی تہذیبی ترقی ممکن نہیں جب تک زاریت قائم ہے۔ کارخانوں کے طبیبوں کی کانگرس میں مزدور نمائندوں نے ان غیر صحت بخش اور نقصان دہ حالات زندگی کا تذکرہ کیا جن میں مزدوروں کو رہنا پڑتا تھا۔ اور ان بیانات سے نتیجہ نکالا کہ کارخانوں میں حفظان صحت کا اس وقت تک انتظام نہیں ہو سکتا جب تک کہ زاریت کا تختہ الٹ نہیں جاتا۔

رفتہ رفتہ بالشویکوں نے تمام قانونی اداروں سے تحلیل پسندوں کو نکال باہر کیا۔ پلیخانوف کے پارٹی کے ہمدرد گروہ سے متحدہ محاذ کی نئی حکمت عملی نے بالشویکوں کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ بہت سے منشویک مزدوروں کی انجمنوں کو اپنا حامی بنا لیں (وائی بورگ، ایکاترینوسلاف وغیرہ میں)۔ اس مشکل زمانے میں بالشویکوں نے قانونی اور غیر قانونی کام کو ساتھ ساتھ چلانے کی مثال قائم کر دی۔

5۔ پراگ کی پارٹی کانفرنس، 1912ء۔ بالشویک ایک الگ مارکسی پارٹی بنا لیتے ہیں

تحلیل پسندوں اور اوتزوویوں اور ساتھ ہی ساتھ ٹراٹسکی کے پیروکاروں کے مقابلے کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ تمام بالشویکوں کو متحد کیا جائے اور ان کو ایک آزاد بالشویک پارٹی میں منظم کیا جائے۔ اس کی نہ صرف پارٹی کے اندر کے موقع پرست رجحانوں کو کچلنے کے لئے ضرورت تھی جو مزدور طبقے میں پھوٹ ڈال رہے تھے، بلکہ انقلاب کے دوبارہ عروج کے لئے مزدوروں کی تنظیم کے لئے بھی ضرورت تھی۔

لیکن قبل اس کے کہ یہ فرض انجام دیا جا سکے پارٹی کو موقع پرستوں اور منشویکوں سے نجات حاصل کرنا ضروری تھا۔

کسی بالشویک کو اس میں شک نہ تھا کہ بالشویکوں اور منشویکوں کا ایک ہی پارٹی میں رہنا ممکن نہیں تھا۔ استولیپن کی رجعت کے زمانے میں منشویکوں کا غدارانہ رویہ، مزدور پارٹی کو تحلیل

کر کے ایک نئی پارٹی بنانے کی کوشش جو کہ محض اصلاح پسند ہو، ان تمام باتوں کی وجہ سے منشویکوں اور بالشویکوں میں علیحدگی لازم تھی۔ منشویکوں کے ساتھ ایک ہی پارٹی میں رہ کر بالشویکوں پر منشویکوں کے افعال کی کچھ نہ کچھ اخلاقی ذمہ داری ضرور عائد ہوتی تھی۔ لیکن اگر بالشویک خود پارٹی اور مزدور طبقے سے غداری نہیں کرنا چاہتے تھے تو ان کے لئے منشویکوں کے افعال کی اخلاقی ذمہ داری لینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے ایک ہی پارٹی میں رہ کر منشویکوں سے اتحاد کرنا مزدور طبقے اور اس کی پارٹی سے غداری کی شکل اختیار کر رہا تھا۔ لہٰذا جو پھوٹ منشویکوں سے اصلیت میں پڑ چکی تھی اُسے انتہا تک پہنچانا لازم تھا یعنی تنظیمی علیحدگی کر کے اور منشویکوں کو پارٹی سے نکال دینا۔

صرف اسی طرح یہ ممکن تھا کہ مزدور طبقے کی انقلابی پارٹی کا ایک ہی پروگرام ہو ایک ہی عملی راستہ ہو اور ایک ہی طبقاتی تنظیم۔

صرف اسی طرح پارٹی میں وہ اصلی (صرف ضابطہ کا نہیں) اتحاد قائم کیا جا سکتا تھا جو منشویکوں نے ختم کر دیا تھا۔

اور یہ کام پارٹی کی چھٹی کانفرنس میں انجام دیا جانے والا تھا جس کی بالشویک تیاریاں کر رہے تھے۔

لیکن اس سوال کا یہ صرف ایک ہی پہلو تھا۔ منشویکوں سے باضابطہ علیحدگی اور بالشویکوں کا ایک الگ پارٹی بنانا ایک اہم سیاسی فرض ضرور تھا۔ لیکن بالشویکوں کے سامنے ایک اور اس سے بھی زیادہ اہم کام تھا۔ منشویکوں سے علیحدگی کر کے انہیں ایک نئی پارٹی بنانا تھی جو بالکل نئے طرز کی ہو اور مغرب کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں سے مختلف ہو، ایسی جو موقع پرست عناصر سے پاک ہو اور طاقت حاصل کرنے کی جنگ میں مزدور طبقے کی رہبری کر سکے۔

بالشویک کے مقابلے کے لئے ایکسلرود، مارتینوف، مارتوف سے لے کر ٹراٹسکی تک بھی وہی ہتھیار استعمال کرتے تھے جو مغربی یورپ کے سوشل ڈیموکریٹوں سے سیکھے گئے تھے۔ وہ روس میں بھی جرمنی یا فرانس کی سی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی بنانا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے صرف اسی لئے بالشویکوں سے لڑائی مول لی کہ بالشویک انہیں مغربی سوشل ڈیموکریٹوں سے مختلف نظر آتے تھے۔ مغرب کے سوشل ڈیموکریٹ گویا ایک معجون مرکب تھے۔ اس میں مارکسی بھی تھے اور موقع

پرست بھی، انقلاب کے دوست بھی تھے اور دشمن بھی، پارٹی بنائے رکھنے کے حامی بھی تھے اور مخالف بھی، اگرچہ پارٹی کے اصول کے حامی پارٹی کے مخالفوں میں ملتے جا رہے تھے۔ بالشویک مغربی یورپ کے سوشل ڈیموکریٹوں سے یہ پوچھتے تھے کہ موقع پرستوں اور انقلاب کے دشمنوں سے کیوں اور کس لئے مفاہمت کی جائے؟ وہ لوگ جواب دیتے کہ ''پارٹی میں امن کے لئے'' یا ''پارٹی میں ایکا قائم کرنے کے لئے''۔ وہ موقع پرستوں سے بھی ایکا قائم کرنا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی پارٹیاں انقلابی پارٹیاں نہیں ہو سکتی تھیں۔

بالشویک یہ مد نظر رکھنے پر مجبور تھے کہ اینگلس کے انتقال کے بعد مغربی یورپ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں سماجی انقلاب کی پارٹیوں کے مرتبے سے گر کر سماجی اصلاح کی پارٹیاں بن گئیں اور ان میں کی ہر پارٹی بہ حیثیت ایک جماعت کے رہنمائی کرنے کے بجائے اپنے اپنے پارلیمنٹری گروہ کا دم چھلا بن کر رہ گئی تھی۔

بالشویک یہ سمجھنے پر مجبور تھے کہ ایسی پارٹی مزدوروں کو فائدہ پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتی تھی اور مزدور طبقے کی انقلاب حاصل کرنے کے لئے رہنمائی نہیں کر سکتی تھی۔

اور بالشویک یہ بھی جانتے تھے کہ مزدور طبقے کو ایسی پارٹی کی ضرورت نہ تھی بلکہ اس سے مختلف ایک نئے قسم کی سچی مارکسی پارٹی کی ضرورت تھی جو سمجھوتہ بازوں سے ساز باز کرنے پر تیار نہ ہو، جو سرمایہ داروں کی طرف انقلابی رویہ رکھے، جو نہایت مستحکم طرح پر متحد ہو اور ایک ہی خیال و ایک ہی عمل کی ہو، جو سماجی انقلاب کی اور مزدور آمریت قائم کرنے والی پارٹی ہو۔

بالشویک اسی نئی طرح کی ایک پارٹی چاہتے تھے۔ اور اُنہوں نے محنت کر کے ایسی ہی پارٹی تیار کر لی۔ معاشیاتیوں، منشویکوں، ٹراٹسکی کے پیروکاروں، اوتزویوں، ہر طرح کے عینی نظریوں اور عطائی تنقید پسندوں کے خلاف جدوجہد کی ساری تاریخ دراصل ایسی ہی پارٹی کی تعمیر کی تاریخ ہے۔ بالشویک حقیقی معنی میں ایک ایسی بالشویک پارٹی بنانا چاہتے تھے جو ان تمام لوگوں کے لئے نمونہ بن سکے جو ایک حقیقی مارکسی پارٹی چاہتے تھے۔ قدیم اسکرا کے زمانے سے بالشویک ایسی ہی پارٹی کی تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ باوجود تمام مشکلوں کے وہ مستقل مزاجی سے اس کی کوشش کرتے ہی رہے۔ اس کام میں ایک بنیادی اور فیصلہ کن حصہ لینن کی تصنیفات کا ہے۔ جیسے ''کیا کرنا ہے؟''، ''دو عملی راستے'' وغیرہ لینن کی کتاب ''کیا کرنا ہے'' نے ایسی پارٹی کی نظری بنیاد رکھی۔ اس کی

دوسری کتاب ''ایک قدم آگے، دو قدم پیچھے'' نے تنظیمی تیاری کی۔ ان کی تصنیف ''جمہوری انقلاب کے دور میں سوشل ڈیموکریسی کے دو عملی راستے'' نے سیاسی تیاری کی اور آخر میں ان کی کتاب ''مادیت اور عطائی تنقید'' نے اس پارٹی کے لئے نظری سامان مہیا کیا۔

بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ میں کسی سیاسی گروہ نے ایک سیاسی پارٹی بنانے کے لئے اس قدر تیاریاں نہیں کیں جتنی کہ بالشویک گروہ نے کیں۔

لہٰذا بالشویکوں کے ایک پارٹی میں منظم ہو جانے کے لئے زمین پوری طرح تیار ہو چکی تھی۔

چھٹی پارٹی کانفرنس کا کام تھا کہ اس فرض کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، منشویکوں کو نکال باہر کرے اور باضابطہ نئی پارٹی، بالشویک پارٹی منظم کرے۔

یہ پارٹی کانفرنس جنوری 1912ء میں پراگ میں منعقد ہوئی۔ پارٹی کی بیس سے زیادہ تنظیموں کے نمائندے اس میں شریک تھے۔ اس لئے اس پارٹی کانفرنس کی اہمیت باقاعدہ کانگرس سے کم نہ تھی۔

کانفرنس نے ایک بیان میں یہ بتایا پارٹی کا ٹوٹا ہوا مرکزی نظام پھر سے قائم کر دیا گیا اور ایک مرکزی کمیٹی بنائی گئی۔ اسی میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تنظیمی زندگی میں رجعت کا دور سب سے مشکل زمانہ گذرا تھا۔ لیکن تمام جبر و تشدد کے باوجود، باہر کے حملوں اور پارٹی کے اندر موقع پرستوں کے تذبذب اور غداری کے باوجود مزدور پارٹی نے اپنا پرچم اور نظام برقرار رکھا۔ ''نہ صرف روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا علم، اس کا پروگرام اور انقلابی روایات برقرار ہیں بلکہ اس کا نظام بھی قائم رہا جس کو تشدد چاہے کمزور کر سکا ہو لیکن کبھی بالکل ختم نہیں کر سکا۔''

کانفرنس نے مزدور طبقے کی تحریک میں ایک نئی لہر کے پیدا ہونے اور پارٹی کے کام میں پھر سے جان پڑ جانے کا احساس کیا۔

مقامی تنظیموں کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کانفرنس نے اس بات کو بھی محسوس کیا کہ ''ہر جگہ سوشل ڈیموکریٹک مزدوروں میں مقامی غیر قانونی سوشل ڈیموکریٹک حلقوں اور اداروں کو مستحکم بنانے کے لئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔''

کانفرنس نے یہ بھی دیکھا کہ پسپائی کے دوران میں بالشویک حکمت عملی کے اس اہم

قاعدے پر تمام علاقوں میں عمل ہو رہا ہے کہ غیر قانونی کام کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی مختلف قانونی سوسائٹیوں اور سبھاؤں میں کام کیا جائے۔

پراگ کانفرنس نے پارٹی کی ایک بالشویک مرکزی کمیٹی کا انتخاب کیا جس میں لینن، اسٹالین، اور وجونیکدزے، سوردیلوف، اسپاندارین، گولوشچیکن وغیرہ تھے۔ کامریڈ اسٹالین اور سوردیلوف اس وقت جلاوطنی میں تھے اور اپنی غیر حاضری میں منتخب ہوئے مرکزی کمیٹی کے عوضی ممبروں میں کامریڈ کالینن کا انتخاب ہوا۔

روس میں انقلابی کام کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک عملی مرکز کامریڈ اسٹالین کی رہنمائی میں قائم کیا گیا (مرکزی کمیٹی کا روسی بیرو) جس میں سوردیلوف، اسپاندارین، اور وجونیکدزے، کالینن اور گولوشچیکن شامل تھے۔

پراگ کانفرنس نے بالشویکوں کی موقع پرستوں کے خلاف پوری جدوجہد کا جائزہ لیا اور یہ طے کیا کہ منشویکوں کو پارٹی سے نکال باہر کیا جائے۔

منشویکوں کو پارٹی سے نکال کر پراگ کانفرنس نے بالشویک پارٹی کی آزاد زندگی کی ابتداء کی۔

منشویکوں کو نظری اور تنظیمی شکست دے کر اور انہیں پارٹی سے نکال کر بالشویکوں نے ر۔س۔ڈ۔ل۔پ کا پرانا پرچم بلند رکھا۔ اسی لئے 1918ء تک بالشویک پارٹی اپنے کو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کہتی رہی صرف بریکٹ میں ''بالشویک'' لکھا جاتا تھا۔

1912ء کی ابتداء میں پراگ کانفرنس کے نتائج کے متعلق گورکی[1] کو ایک خط میں لینن نے لکھا کہ:

> ''تحلیل پسند سفلوں کے باوجود آخرکار ہم پارٹی اور اس کی مرکزی کمیٹی کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ مجھے امید ہے کہ اس کامیابی کی خوشی میں آپ ہمارے شریک ہوں گے۔''[2]

پراگ کانفرنس کی اہمیت پر تقریر کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالین نے کہا کہ:

''ہماری پارٹی کی تاریخ میں یہ کانفرنس نہایت اہم تھی کیونکہ اس نے

---

[1] میکسم گورکی۔ پیدائش 1869ء۔ وفات 1936ء۔

[2] لینن، مجموعہ، جلد 29، ص 19۔

بالشویکوں اور منشویکوں کے درمیان خط فاصل کھینچ دیا اور سارے ملک کے بالشویک اداروں کو ایک متحد بالشویک پارٹی میں شامل کر دیا۔''[1]

منشویکوں کو پارٹی سے نکال باہر کرنے کے بعد اور بالشویکوں کی علیحدہ جماعت بن جانے کے بعد بالشویک پارٹی اور زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گئی یہ بالشویک پارٹی کے اصولوں میں سے ہے کہ ''موقع پرستوں کو نکال باہر کرنے سے پارٹی زیادہ مضبوط بن جاتی ہے۔''

بالشویک پارٹی دوسری انٹرنیشنل کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ اگرچہ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیاں بھی اپنے کو مارکسی کہتی تھیں، لیکن اصلیت میں وہ مارکسیت کے دشمنوں اور موقع پرستوں کو اپنی صفوں میں شامل کئے تھیں اور انہیں یہاں تک موقع دیدیا کہ وہ دوسری انٹرنیشنل کو خراب خستہ کر دیں۔ برخلاف اس کے بالشویکوں نے موقع پرستی کے خلاف انتھک جدوجہد کی، مزدور پارٹی کو موقع پرستی کی نجاست سے پاک کیا اور ایک نئے قسم کی لیننی پارٹی قائم کی جو بعد میں مزدور راج قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔

اگر موقع پرست عناصر مزدور پارٹی میں قائم رہتے تو بالشویک پارٹی انقلابی شاہراہ پر آ کر مزدور طبقے کی رہنمائی نہ کر سکتی۔ طاقت پر قبضہ نہ کر سکتی اور نہ مزدور راج ہی قائم کر سکتی۔ خانہ جنگی میں کامیاب نہ ہو سکتی اور نہ اشتراکی تعمیر کر سکتی۔

پراگ کانفرنس نے یہ طے کیا کہ بنیادی پروگرام کے مطالبوں کو پارٹی کے خاص فوری سیاسی نعرے کی صورت میں پیش کرنا چاہئے۔ یعنی جمہوری ریپبلک، آٹھ گھنٹہ کام کا دن، اور زمینداریوں کی ضبطی۔

انہی انقلابی نعروں کے ماتحت بالشویکوں نے چوتھی ریاستی دیوما کے انتخابات کے لئے تحریک چلائی۔

اور یہی وہ نعرے تھے جنہوں نے 1912ء سے 1914ء کی نئی انقلابی مزدور تحریک کی رہنمائی کی۔

---

[1] بالشویک پارٹی کی پندرہویں کانگرس کی لفظ بہ لفظ رپورٹ۔ روسی ایڈیشن، ص 361 و 362۔

خلاصہ

1908ء سے 1912ء کا دور انقلابی کام کے لئے بڑا کٹھن دور تھا۔ انقلاب کی شکست کے بعد جب انقلابی تحریک زوال پر تھی اور عوام تھک چکے تھے بالشویکوں نے اپنی حکمت عملی کو بدل دیا اور زاریت کے خلاف کھلے خزانے جدوجہد کرنے کے بجائے گھما پھرا کر جدوجہد کرنے کے طریقہ پر اُتر آئے استولپین رجعت کے مشکل زمانہ میں بالشویکوں نے عوام سے اپنا تعلق قائم کرنے کے لئے بیماروں کی مدد کرنے کی جماعت اور مزدور سبھا سے لے کر دیوما کے پلیٹ فارم تک کسی چھوٹے سے چھوٹے قانونی موقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ بالشویکوں نے انقلابی تحریک کو دوبارہ ترقی دینے کے لئے طاقتوں کو اکٹھا کرنے کی انتھک کوشش کی۔

انقلاب کی شکست، مخالفانہ گروہوں کی انتشار پیدا کرنے والی کارروائیوں، انقلاب سے نااُمیدی، اور بوگدانوف، بازاروف جیسے اُن اہلِ علم لوگوں کی روزافزوں کوششوں کی وجہ سے جو بالشویک پارٹی سے علیحدہ ہو چکے تھے تاکہ پارٹی کی نظری بنیادوں کی ترمیم کی جائے جو مشکل حالات پیدا ہو گئے تھے اُن میں صرف بالشویکوں ہی کا وہ گروہ تھا جس نے مارکسی نظریے کے ''نقادوں'' کے حملوں کو پسپا کیا۔ (مثلاً لینن کی کتاب ''مادیت اور عطائی تنقید'') بالشویک گروہ کے رہنما عناصر لینن کی سرکردگی میں پارٹی اور اُس کے انقلابی اصولوں کو اس وجہ سے محفوظ رکھ سکتے کہ وہ مارکسی اور لیننی اصولوں کو اپنے میں جذب کر چکے تھے اور انقلابی تناظر کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے ''یہ بے وجہ نہیں کہا جاتا کہ ہم پتھر کی طرح مستحکم ہیں'' بالشویکوں کے بارے میں لینن نے یہ کہا تھا۔

اس زمانے میں منشویک انقلاب سے برابر دور ہٹتے جا رہے تھے۔ وہ لوگ تحلیل پسندی کے چکر میں پھنس گئے اور مزدور طبقے کی غیر قانونی انقلابی پارٹی کی تحلیل اور اُس کے ختم کر دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ وہ یکے بعد دیگرے پارٹی کے پروگرام اور اُس کے انقلابی مقاصد اور نعروں کو چھوڑنے لگے اور اُنہوں نے یہ کوشش کی کہ خود اپنی ایک اصلاح پسند پارٹی بنائیں جس کا نام مزدوروں نے ''استولیپنی مزدور پارٹی'' رکھا۔ ٹراٹسکی نے بڑی پارسائی سے ''پارٹی کے اتحاد'' کے نعرے کی آڑ میں تحلیل پسندوں کی مدد کی کیونکہ حقیقت میں اس نعرے سے اس کی مراد یہ تھی کہ تحلیل پسندوں سے اتحاد کیا جائے۔

دوسری طرف چند بالشویکوں نے جو زاریت کے مقابلے کے لئے گھما پھرا کر نئے طریقوں پر جدوجہد کی ضرورت کو نہیں سمجھے تھے یہ مطالبہ کیا کہ قانونی موقعوں سے فائدہ نہیں اُٹھانا چاہئے اور ریاستی دیوما سے مزدوروں کے نمائندوں کو واپس بلا لینا چاہئے۔ ''یہ اوتزوی، پارٹی کو ایک ایسی راہ پر لگا رہے تھے جس میں عوام سے قطع تعلق ہونے کا اندیشہ تھا، اور یہ لوگ انقلاب کی دوبارہ ترقی کے لئے طاقتوں کے اکٹھا ہونے میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ درحقیقت انتہا پسندانہ الفاظ کے پردے میں ان اوتزویوں نے بھی تحلیل پسندوں کی طرح انقلابی جدوجہد کو خیر باد کہا۔''

تحلیل پسندوں اور اوتزویوں نے لینن کے خلاف اتحاد کر کے ایک مشترک جتھا بنایا جو ''اگستی جتھے'' کے نام سے مشہور ہے اور جس کی تنظیم ٹراٹسکی نے کی تھی۔

تحلیل پسندوں اور اوتزویوں کے اگستی جتھے کے خلاف جدوجہد میں بالشویکوں کی جیت رہی اور وہ مزدور طبقے کی غیر قانونی پارٹی کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس دور کا سب سے نمایاں واقعہ ر۔س۔ڈ۔ل۔پ کی کانفرنس کا اجلاس تھا جو جنوری 1912ء میں پراگ میں منعقد ہوا۔ اس کانفرنس میں منشویک پارٹی سے نکال باہر کئے گئے اور بالشویکوں اور منشویکوں کا نام نہاد اتحاد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ ایک سیاسی گروہ کے بجائے بالشویکوں نے اب اپنی ایک باقاعدہ علیحدہ پارٹی بنا لی جس کا نام روسی سوشل ڈیموکریٹک مزدور (بالشویک) پارٹی تھا۔ پراگ کانفرنس نے ایک نئی پارٹی کا افتتاح کیا جو لینن کے اصولوں پر چلتی تھی یعنی بالشویک پارٹی۔

مزدور طبقے کی پارٹی کی صفوں سے منشویک جیسے موقع پرستوں کو نکال باہر کرنے کا پارٹی کی آئندہ ترقی اور انقلاب پر بہت اہم اور فیصلہ کن اثر پڑا۔ اگر بالشویک مزدور مفاد سے غداری کرنے والے منشویک سمجھوتہ بازوں کو پارٹی سے خارج نہ کر دیتے تو مزدور طبقے کی پارٹی 1917ء میں عوام کو بیدار کر کے مزدور راج قائم کرنے میں کامیاب نہ ہوتی۔

پہلی سامراجی لڑائی کے قبل مزدور تحریک کی از سرنو ترقی کے زمانہ میں بالشویک پارٹی کی کیفیت

1912ء سے 1914ء

1- 1912ء سے 1914ء تک کی انقلاب کی ترقی

استولپین کی رجع پسند حکومت کا زمانہ بہت مختصر رہا۔ وہ حکومت پائیدار نہیں بن سکتی تھی جو عوام کے لئے دار و رسن کے سوا اور کچھ نہ رکھتی ہو۔ جبر و تشدد کی پالیسی اتنی عام ہو گئی کہ لوگوں پر سے اس کا اثر زائل ہو گیا۔ انقلاب میں شکست کھا جانے کے فوراً بعد والے زمانے کی وہ تھکن جو مزدوروں نے محسوس کی تھی مٹنے لگی۔ محنت کشوں نے جدوجہد پھر جاری کر دی۔ بالشویکوں کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی کہ انقلاب کی لہروں میں نیا طوفان اٹھنا لازمی ہے۔ 1911ء میں ہڑتال کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر پہنچ گئی حالانکہ کسی پچھلے سال میں پچاس اور ساٹھ ہزار سے زیادہ نہ بڑھی تھی۔ جنوری 1912ء میں پراگ میں منعقد ہونے والی پارٹی کانفرنس نے مزدور تحریک کے پھر سے چل نکلنے کی ابتداء کا اپنے یہاں ذکر کیا لیکن انقلابی تحریک کی اصل ترقی اپریل اور مئی 1912ء میں شروع ہوئی جب لیناس سونے کی کانوں کے مزدوروں پر گولیاں چلانے کے سلسلہ میں بڑے پیمانہ پر سیاسی ہڑتالیں شروع ہو گئیں۔

4- اپریل 1912ء کو سائبیریا میں لینا کی سونے کی کانوں میں ہڑتال کرنے کے دوران

میں 500 سے زیادہ مزدور زار کی پولیس کے ایک افسر کے حکم سے قتل ہوئے اور زخمی کئے گئے۔ لینا کی کان کھودنے والوں کی اس نہتی جماعت کو جو امن پسندی کے ساتھ منتظمین سے گفت و شنید کرنے کے لئے جا رہی تھی اس طرح گولیوں کا نشانہ بنانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک تھرا اُٹھا۔ زار کی مطلق العنان حکومت کے اس نئے خونی عمل کا مقصد یہ تھا کہ کان کھودنے والوں کی معاشی ہڑتال کو ختم کر کے لینا کی سونے کی کانوں کے مالکوں یعنی برطانوی سرمایہ داروں کو خوش کیا جائے۔ برطانوی سرمایہ دار اور اُن کے روسی شریک کار ان کانوں سے مزدوروں کے شرمناک استحصال کے ذریعہ سے ستر لاکھ روبل سالانہ سے زیادہ نفع حاصل کرتے تھے۔ وہ لوگ مزدوروں کو برائے نام مزدوری دیتے تھے اور اُن کے لئے ایسا کھانا مہیا کرتے تھے جو کھانے کے قابل نہ ہوتا تھا۔ جب بے عزتی اور جبر و تشدد ناقابل برداشت ہو گئے تو لینا کی سونے کی کان میں کام کرنے والے چھ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔

سینٹ پیٹرس برگ، ماسکو اور دوسرے صنعتی مرکزوں اور علاقوں کے مزدوروں نے لینا کی گولیوں کا جواب بڑی بڑی ہڑتالوں، مظاہروں اور جلسوں کی شکل میں دیا۔ ملوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے ایک گروہ نے اپنی تجویز میں اعلان کیا:

''ہم اس قدر متحیر ہو گئے اور غم سے بھر گئے کہ اپنے جذبات کے اظہار کے لئے ہمیں فوراً لفظ نہ مل سکے۔ ہم جتنا بھی احتجاج کریں وہ محض ایک دھندلا عکس ہو گا اُس غصہ کا جو ہمارے دلوں میں اُبل رہا تھا۔ آنسو اور احتجاج نہیں صرف ایک منظم عوامی جدوجہد ہی ہماری مدد کر سکتی ہے۔''

مزدوروں کے غصہ اور نفرت کا طوفان اُس وقت اور بڑھ گیا جب زار کے وزیر میکسروف نے حادثہ لینا کے متعلق دیوما میں سوشل ڈیموکریٹک حلقے کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے حقارت سے کہا۔ ''ہاں ہاں یہی ہوا اور ایسا ہی ہوتا رہے گا!'' اس قتل کے خلاف سیاسی احتجاج کے طور پر ہڑتال کرنے والوں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ لینا کا واقعہ ایک طوفان تھا جس نے استولی پن حکومت کے قائم کردہ ''امن'' کے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ اس سلسلہ میں 1912ء میں کامریڈ اسٹالین نے سینٹ پیٹرس برگ کے بالشویک اخبار زویزدا (ستارہ) میں لکھا:

''لینا کے قتل نے خاموشی کے برف کی چادر توڑ دی ہے اور عوام کی تحریک کا دریا بہہ نکلا ہے۔ ہاں برف کی چادر ٹوٹ چکی ہے۔ موجودہ نظام حکومت میں جتنی برائیاں اور خرابیاں بھی

تھیں، مصیبت زدہ روس کی جتنی بیماریاں تھیں ان کی جھلک اسی ایک واقعہ۔ حادثہ لینا میں دکھائی دے گی۔ اسی لئے لینا کے قتل نے ہڑتالوں اور مظاہروں کے لئے ایک اشارۂ عمل کا کام دیا۔" ٹراٹسکیوں اور تحلیل پسندوں نے انقلاب کے دفن کر دینے کی جو کوششیں کیں وہ بے کار ثابت ہوئیں لینا کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ انقلابی طاقتیں زندہ ہیں اور انقلابی قوت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ مزدور طبقے کے اندر جمع ہو گیا ہے۔ 1912ء کے یوم مئی کی ہڑتالوں میں تقریباً چار لاکھ مزدور شریک ہوئے۔ یہ ہڑتالیں ایک واضح سیاسی نوعیت رکھتی تھیں اور بالشویکوں کے انقلابی نعروں کے ماتحت شروع ہوئی تھیں۔ ان نعروں میں جمہوری حکومت، آٹھ گھنٹے کے دن اور زرعی املاک کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ان خاص نعروں کا مقصد صرف عام مزدوروں کو بڑے پیمانہ پر متحد کرنا نہ تھا بلکہ کسانوں اور فوجیوں کو بھی ظالمانہ نظام کے خلاف انقلابی جدوجہد کے لئے آمادہ کرنا تھا۔ لینن نے اپنے ایک مضمون "انقلابی تحریک کا زور" میں لکھا:

"تمام روس کے مزدور طبقے کی یوم مئی کی عظیم الشان ہڑتال اور اُس کے ساتھ ساتھ سڑکوں کے مظاہروں، انقلابی اعلانات اور مزدوروں کے اجتماع میں انقلابی تقریروں سے صاف طور پر یہ ثابت ہو گیا ہے کہ روس انقلابی تحریک کی ترقی کے دور میں داخل ہو گیا ہے۔"[1]

مزدوروں کے انقلابی جوش سے خوف زدہ ہو کر تحلیل پسند ہڑتال کی تحریک کے خلاف نکل پڑے اس کا نام انہوں نے "ہڑتالی بخار" رکھا۔ تحلیل پسند اور اُن کے ساتھی ٹراٹسکی مزدوروں کی اس انقلابی جدوجہد کی جگہ "درخواستوں کی تحریک" چلانا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے مزدوروں کو یہ دعوت دی کہ وہ کاغذ کے ایک غیر معمولی ٹکڑے یعنی ایک ایسی عرضی پر دستخط کریں جس میں "حقوق" کے عطا کرنے کی درخواست کی گئی تھی (مثلاً انجمن بنانے کے حق پر سے پابندیوں کا ہٹایا جانا، ہڑتال کا حق وغیرہ) اس عرضی کو بعد میں ریاستی دیوما کے پاس بھیجنے کی تجویز جس وقت ہزاروں اور لاکھوں مزدور بالشویکوں کے انقلابی نعروں کی تائید کر رہے تھے۔ تحلیل پسند صرف تیرہ سو دستخط حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

محنت کش طبقے نے اس راستے کو پسند کیا جو بالشویک دکھا رہے تھے۔ اس

[1] لینن، مجموعہ، جلد 15، ص 533۔

وقت ملک کی معاشی حالت حسب ذیل تھی۔ 1910ء کے صنعتی جمود کے بدلے ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی تھی اور صنعت کی بڑی شاخوں میں پیداوار بڑھ رہی تھی کچے لوہے کی پیداوار 1910ء میں 186000000، 1912ء میں 256000000 اور 1913ء میں 283000000 پوڈ[1] ہو گئی۔ 1913ء میں کوئلہ کی پیداوار 1910ء کے مقابلے میں 152,2000,000 پوڈ سے بڑھ کر 2,214000,000 پوڈ ہو گئی۔

سرمایہ دارانہ صنعتوں کے پھیلنے کے ساتھ ہی ساتھ مزدور طبقے (پرولتاریت) کی ترقی بھی بہت تیزی سے ہوئی۔ صنعتی ترقی کی ایک ممتاز خصوصیت یہ تھی کہ پیداوار بڑے کارخانوں میں زیادہ مرکوز ہونے لگی۔ 1901ء میں 46ء7 فیصدی مزدور ایسے بڑے کارخانوں میں کام کرتے تھے جن میں پانچ سو سے زیادہ مزدور ملازم تھے۔ اس کے مقابلے میں 1910ء میں یہ تعداد بڑھ کر 54 فیصدی یعنی کل مزدوروں کے نصف سے زیادہ ہو گئی۔ اس سے پہلے صنعتیں کبھی اس حد تک ایک مرکز پر جمع نہیں ہوئی تھیں۔ اسی زمانہ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سے ترقی یافتہ صنعتی ملک میں بھی بڑے کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد کل مزدوروں کی مجموعی تعداد کی صرف تہائی تھی۔

پرولتاریت (مزدور طبقے) کی ترقی اور اس کا بڑے کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد بالشویک پارٹی کی سی انقلابی جماعت کی موجودگی کی وجہ سے روس کا مزدور طبقہ ملک کی سب سے اہم سیاسی طاقت بنتا جا رہا تھا۔ فیکٹریوں میں مزدوروں کے استحصال کے ظالمانہ طریقے اور زار شاہی کے ماتحتوں کے قائم کئے ہوئے ناقابلِ برداشت پولیس راج نے ہر بڑی ہڑتال کو سیاسی رنگ میں رنگ دیا۔ اس کے علاوہ سیاسی اور معاشی جدوجہد کی آمیزش نے عام ہڑتالوں میں غیر معمولی انقلابی زور پیدا کر دیا تھا۔

اس مزدور طبقہ کی تحریک میں سینٹ پیٹرس برگ کے بہادر مزدور ہراول کی حیثیت رکھتے تھے اس کے پیچھے پیچھے بالٹک کے صوبے، ماسکو اور ماسکو کا صوبہ، والگا کا علاقہ اور جنوبی روس تھے۔ 1913ء میں یہ تحریک مغربی علاقوں، پولینڈ اور قفقاز میں پھیل گئی۔ 1912ء میں سرکاری بیان کے مطابق سات لاکھ پچیس ہزار اور زیادہ صحیح جانچ کے مطابق دس لاکھ سے زیادہ ہڑتالوں میں

[1] پوڈ تولنے کا روسی پیمانہ جو تقریباً 18 سیر کے برابر ہوتا ہے۔

شریک ہوئے اور 1913ء میں اکسٹھ ہزار سرکاری بیان کے مطابق اور صحیح جانچ کی رو سے بارہ لاکھ بہتر ہزار۔ 1914ء کے ابتدائی تصنیف میں ہڑتال کرنے والوں کی تعداد پندرہ لاکھ کے قریب پہنچ گئی تھی۔

اس طرح 1912ء سے 1914ء تک انقلابی تحریک کی ترقی کی وجہ سے اور ہڑتالوں کی کثرت سے ملک میں ویسی ہی حالت پیدا ہو گئی تھی جیسی 1905ء کے انقلاب سے پہلے تھی۔

مزدوروں کی ہمہ گیر ہڑتالیں پوری قوم کے لئے اہمیت رکھتی تھیں۔ ان کا رخ مطلق العنان حکومت کے خلاف تھا اس لئے انہیں محنت کشوں کی اکثریت کی ہمدردیاں حاصل تھیں۔ مالکوں نے اس کے جواب میں کارخانوں کے دروازے بند کردیے۔ 1913ء میں ماسکو کے صوبہ میں سرمایہ داروں نے کپڑے کے کارخانوں میں کام کرنے والے پچاس ہزار مزدوروں کو نکال باہر کیا۔ مارچ 1914ء میں ایک دن میں ستر ہزار مزدور سینٹ پیٹرس برگ میں برطرف کیے گئے۔ دوسرے کارخانوں اور صنعتی اداروں کے مزدوروں نے ہڑتال کرنے والوں اور نکالے ہوئے مزدوروں کی مدد کے لئے بڑے پیمانہ پر چندہ جمع کیا اور کبھی کبھی ان کی ہمدردی میں ہڑتال بھی کی۔

بڑھتی ہوئی مزدور تحریک اور عام ہڑتالوں کی بدولت کسان بھی بیدار ہوکر جدوجہد میں آملے کسان پھر زمینداروں کے خلاف سر اٹھانے لگے، اُنہوں نے زمینداروں کی چھاؤنیوں اور کولکوں کے فارموں[1] کو تباہ کیا۔ 1910ء اور 1914ء کے درمیان تیرہ ہزار سے زیادہ کسان بغاوتیں ہوئیں۔

فوجوں میں بھی انقلابی بغاوتیں ہوئیں 1912ء میں ترکستان میں فوجوں نے ایک مسلح بغاوت کی بالٹک کے جہازی بیڑے اور سیبسٹوپول میں بغاوت کی آگ سلگتی رہی۔

انقلابی ہڑتالوں کی تحریک اور مظاہروں نے جو بالشویک کی رہنمائی میں ہو رہے تھے۔ ظاہر کر دیا کہ محنت کش طبقہ جزئی مطالبات اور ''اصلاحات'' کے لئے نہیں لڑ رہا تھا بلکہ تمام لوگوں کو زار شاہی سے نجات دلانا چاہتا تھا۔ ملک ایک نئے انقلاب کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔

روس سے زیادہ قریب ہونے کے لئے لینن 1912ء کے موسم گرما میں پیرس سے گلیشیا (جو پہلے آسٹریا میں تھا) پہنچ گیا۔ یہاں اُس نے مرکزی کمیٹی کے ممبروں اور پارٹی کے سربر آوردہ کام

[1] وہ بڑے بڑے کھیت جو کولک مزدوروں سے جتوایا کرتے تھے۔

کرنے والوں کی دو کانفرنسوں کی صدارت کی، ان میں سے ایک کراکاؤ میں 1912ء کے آخر میں اور دوسری اس کے قریب ہی ایک چھوٹے سے قصبے پورونینو میں 1913ء کی سردیوں میں ہوئی۔ ان کانفرنسوں نے مزدور تحریک کے اہم مسائل پر فیصلے کیے جن میں تحریک انقلاب کی ترقی، ہڑتالوں کے متعلق پارٹی کا کام، غیر قانونی اداروں کو مضبوط بنانا، دیوما میں سوشل ڈیموکریٹک [illegible]، پارٹی کا اخبار اور مزدوروں کے بیمہ کے مطالبے کی تحریک شامل تھیں۔

بالشویک اخبار ''پراوزا'' چوتھی ریاستی دیوما میں بالشویک گروہ

عوام میں اپنا اثر پھیلانے اور اپنے اداروں کو مضبوط بنانے کے لئے بالشویک پارٹی نے جو ماثر ترین استعمال کیا وہ بالشویک روزنامہ پرافدا (صداقت) تھا جو سینٹ پیٹرس برگ سے شائع ہوتا تھا۔ لینن کی ہدایتوں کے مطابق اسٹالین، اولمنسکی اور پولی تائیف نے اس اخبار کو جاری کیا تھا۔ پراوزا عام مزدور طبقے کا اخبار تھا اور انقلابی تحریک کی ترقی کے ساتھ ہی نکلنا شروع ہوا۔ اس کا پہلا نمبر 22۔ اپریل (نئے حساب سے 5- مئی) 1912ء کو شائع ہوا۔ مزدوروں کے لئے یہ حقیقی مسرت کا دن تھا۔ پراوزا کی اشاعت کی یادگار میں یہ طے کیا گیا کہ آئندہ سے 5- مئی کو ''مزدور اخبار'' کا دن منایا جایا کرے۔

پرافدا کی اشاعت سے پہلے بالشویک ایک ہفتہ وار اخبار زویزدا نکالتے تھے جو سیاسی شعور رکھنے والے مزدوروں کے لئے نکالا گیا تھا۔ لینا کے واقعات کے زمانے میں زویزدا نے بہت اہم خدمتیں انجام دیں۔ اس نے لینن اور اسٹالین کے کئی زوردار سیاسی مضامین شائع کیے جنہوں نے عوام کو جدوجہد کے لئے تیار کیا۔ لیکن انقلابی تحریک کے زور کو دیکھتے ہوئے ایک ہفتہ وار اخبار بالشویک پارٹی کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا تھا۔ مزدوروں کے وسیع سے وسیع حلقہ کے لئے ایک عوامی سیاسی روزنامے کی سخت ضرورت تھی۔ پرافدا ایسا ہی اخبار تھا۔

اس زمانے میں پرافدا نے بڑی غیر معمولی خدمت انجام دی۔ اس نے عام مزدوروں میں بالشوزم کے مددگار پیدا کیے پرافدا کو اگر سیاسی شعور رکھنے والے ہزاروں مزدوروں کی مدد حاصل نہ ہوتی تو وہ جاری نہ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ اس پر پولیس کی دست درازیاں اور جرمانے آئے دن ہوا کرتے تھے اور اُن کی وہ اشاعتیں ضبط کرلی جاتی تھیں جس میں ایسے مضامین یا خطوط شائع ہوتے

تھے جو محکمہ احتساب (سنسر) کو پسند نہ آتے تھے۔ پرافدا بڑے بڑے جرمانہ صرف مزدوروں کے جمع کئے ہوئے چندوں کی وجہ سے ادا کر سکا۔ یہ اکثر ہوتا تھا کہ پرافدا کی ضبط شدہ اشاعتوں کا بڑا حصہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں کسی نہ کسی طرح پہنچ جاتا تھا کیونکہ زیادہ جوشیلے مزدور چھاپہ خانہ میں آجاتے اور رات ہی کو اخبار کے پلندے کے پلندے اُٹھالے جاتے۔

زار کی حکومت نے ڈھائی سال کے عرصے میں پرافدا کو آٹھ مرتبہ بند کیا لیکن وہ ہر مرتبہ مزدوروں کی امداد سے پھر ایک نئے مگر ملتے جلتے نام سے نکل آتا۔ بعض نام یہ تھے: زا پرافدا (حق کے لئے) پت پرافدی (حق کا راستہ) ترودووایا پرافدا (مزدوروں کی سچائی)۔

جس زمانے میں پرافدا روزانہ چالیس ہزار کی تعداد میں نکلتا تھا، منشویک روزنامہ لوچ (کرن) کی اشاعت پندرہ سولہ ہزار سے کبھی نہ بڑھ سکی۔

مزدور پرافدا کو اپنا اخبار سمجھتے تھے۔ انہیں اس پر اعتماد تھا اور اس کی آواز پر فوراً لبیک کہتے تھے۔ پرافدا کا ہر ایک پرچہ دست بدست بیسیوں آدمیوں تک پہنچتا تھا۔ یہ اُن کے طبقاتی شعور کی تشکیل کرتا، انہیں تعلیم دیتا اور انہیں جدوجہد کی دعوت دیتا تھا۔

پرافدا کن چیزوں کے بارے میں لکھتا تھا؟

اس کی اشاعت میں مزدوروں کے درجنوں خط ہوتے جن میں وہ اپنی زندگی، کارخانے کے منیجروں، فورمینوں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں نصیب ہونے والی ذلت طرح طرح کے مصائب اور جو ظالمانہ استحصال کی تصویریں پیش کرتے۔ یہ خطوط سرمایہ داری سے پیدا ہونے والے حالات کے خلاف فردِ جرم کی حیثیت رکھتے تھے۔ پرافدا میں کبھی کبھی اُن بھوکے مزدوروں اور بے روزگاروں کی خودکشی کی خبریں بھی شائع ہوتی تھیں جو کام پانے سے مایوس ہوجاتے تھے۔

پرافدا مختلف صنعتوں اور کارخانوں کے مزدوروں کی ضرورتوں اور مطالبوں کے بارے میں لکھتا تھا اور بتاتا تھا کہ کس طرح مزدور اپنے مطالبوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تقریباً ہر اشاعت میں مختلف کارخانوں کی ہڑتالوں کی خبر ہوتی۔ بڑی اور طول پکڑ لینے والی ہڑتالوں میں یہ اخبار ہڑتالیوں کی امداد کے لئے دوسرے کارخانوں اور صنعتی اداروں کے مزدوروں سے چندہ وصول کرنے کا انتظام کرتا تھا۔ کبھی کبھی ہڑتال فنڈ میں ہزاروں روبل جمع ہوجاتے، اُس وقت کو دیکھتے ہوئے جب زیادہ تر مزدوروں کو ستر اسی کوپک یومیہ سے زیادہ نہ ملتا تھا یہ بہت بڑی رقم کہی جاسکتی

تھی۔ اس سے مزدوروں میں ایک طرح کی طبقاتی یکجہتی اور تنظیم کا جذبہ اور تمام محنت کشوں کے مفاد کے اتحاد کا شعور پیدا ہوا۔

پرافدا میں خطوط، مبارکبادیں اور احتجاجی نوٹ بھیج کر مزدور ہر سیاسی واقعہ پر فتح اور شکست کے بارے میں اپنے تاثرات ظاہر کرتے۔ پرافدا اپنے مضامین میں ثابت قدمی کے ساتھ بالشویک نقطہ نظر سے مزدور تحریک کے فرائض پر اظہار خیال کرتا۔ قانونی طور پر شائع ہونے والا کوئی اخبار زار کی حکومت کا تختہ اُلٹ دینے کی آواز کھلم کھلا نہ اٹھا سکتا تھا۔ اسے سب کچھ اشاروں میں کہنا پڑتا تھا جسے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور اچھی طرح سمجھ جاتے اور عوام کو سمجھاتے۔ مثلاً جب "پرافدا میں 5 کے مکمل اور بے کم وکاست مطالبات" کے بارے میں لکھا گیا تو مزدوروں نے سمجھ لیا کہ اس سے مراد بالشویکوں کے یہ انقلابی نعرے ہیں: زار کی حکومت کا خاتمہ، جمہوری نظام حکومت، زمینداریوں کی ضبطی اور آٹھ گھنٹے کا دن۔

چوتھی دوما کے انتخابات کے موقع پر پرافدا نے ترقی یافتہ مزدوروں کو منظم کیا۔ اس نے ان لوگوں کو دھوکے بازی کا بھانڈا پھوڑ دیا جو روشن خیال سرمایہ دار طبقے (لبرل بورژوا) کے ساتھ سمجھوتے کے حامی تھے۔ جو استولی پن "لیبر پارٹی" حمایتی تھے ایسا کرنے والے منشویک تھے۔ پرافدا نے مزدوروں سے درخواست کی کہ وہ اُن لوگوں کے حق میں رائے دیں جو 5 کے مکمل اور بے کم وکاست مطالبات کے حامی تھے یعنی بالشویک یہ انتخابات براہ راست نہیں ہوتے تھے۔ انتخاب کے کئی مرحلے پہلے مزدوروں کے جلسوں میں اپنے نمائندے چنے جاتے تھے، پھر یہ نمائندے "انتخاب کنندوں" کو چنتے تھے۔ جو دوما میں مزدوروں کی نمائندگی کرنے والے ممبروں کا انتخاب کرتے تھے۔ انتخاب کنندوں کے چناؤ کے دن پرافدا نے بالشویک امیدواروں کی فہرست شائع کی اور مزدوروں کو مشورہ دیا کہ اسی فہرست کے مطابق ووٹ دیں۔ فہرست پہلے شائع نہ کی جاسکی کیونکہ ان لوگوں کے گرفتار ہوجانے کا خطرہ تھا۔

پرافدا نے مزدوروں کی اجتماعی کارروائیوں کی تنظیم میں مدد دی۔ 1914ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹرس برگ میں کارخانوں کی ایک عام در بندی کے موقع پر، جب کہ عام ہڑتال کرنا مناسب نہ تھا، پرافدا نے مزدوروں کو جدوجہد کے دوسرے طریقوں جیسے کارخانوں میں عام جلسے اور سڑکوں پر مظاہرے کرنے کی رائے دی۔ یہ بات اخبار میں صاف صاف بیان نہیں ہوسکتی تھی۔

لیکن طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں نے اس دعوتِ عمل کو اسی وقت سمجھ لیا جب انہوں نے ''مزدور تحریک کی شکلیں'' کے سیدھے سادھے عنوان کے تحت لینن کا وہ مضمون پڑھا جس میں بتایا گیا تھا کہ وقت آنے پر ہڑتالوں کی جگہ مزدور تحریک کو ایک بہتر شکل اختیار کر لینا چاہئے۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ جلسے اور مظاہرے کئے جائیں۔ اس طرح پراودا کے ذریعہ بالشویکوں نے غیر قانونی انقلابی سرگرمیوں کے ساتھ عام مزدوروں میں تبلیغ اور تنظیم کے طریقے بھی اختیار کئے۔

پراودا میں صرف مزدوروں ہی کی زندگی کے حالات اور انہیں کی ہڑتالوں اور مظاہروں کا تذکرہ نہ ہوتا تھا بلکہ کسانوں کے حالات بھی بیان ہونے سے ان کو جو تکلیفیں اُٹھانا پڑتی تھیں اور زمیندار ان پر مظالم جو کرتے تھے ان کا بھی تذکرہ برابر ہوتا تھا۔ پراودا میں یہ واضح کیا گیا کہ کس طرح استالی پن کی ''اصلاحات'' کی وجہ سے کولکوں نے کسانوں کی زمین کا بڑا حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔

پراودا نے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو دیہاتوں میں پھیلی ہوئی شدید بے اطمینانی کی جانب متوجہ کیا، اور مزدوروں کو بتایا کہ 1905ء کے انقلاب کا مقصد حاصل نہیں ہوا اور ایک نیا انقلاب آنے والا ہے۔ اس نے سکھایا کہ اس دوسرے انقلاب میں مزدوروں کو عوام کے بیچ رہبر اور رہنما کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے اور انقلابی کسانوں کو ایک مضبوط مددگار کی حیثیت سے اس انقلاب میں ساتھ لینا چاہئے۔

اور منشویک کیا کر رہے تھے؟ وہ چاہتے تھے کہ مزدور طبقہ انقلاب کا خیال چھوڑ دے، عوام کے بارے میں سوچنا بند کر دے کسانوں کی بھوک ''کالے سیکڑے'' کے جاگیرداروں پر ملامت کرنے کا خیال ترک کر کے اور صرف ''انجمن بنانے کی آزادی'' کے لئے جدوجہد کرے اور اس سلسلہ میں زاری حکومت کے سامنے ''عرضیاں'' پیش کی جائیں۔ بالشویکوں نے مزدوروں کو سمجھایا کہ انقلاب کے خیال کو چھوڑ دینے اور کسانوں سے اتحاد نہ کرنے کی جو تعلیم منشویک دے رہے ہیں اس سے سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچے گا اور یہ بھی سمجھایا کہ مزدوروں نے اگر کسانوں کی مدد حاصل کر لی تو وہ ضرور زاری حکومت کو شکست دے دیں گے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ منشویکوں جیسے بُرے رہنماؤں کو انقلاب کا دشمن سمجھ کر نکال باہر کرنا چاہئے۔

پراودا ''کسانوں کی زندگی'' کی سرخی کے ماتحت کیا لکھتا تھا؟

مثال کے طور پر 1913ء کے چند خطوں کو دیکھنا چاہئے۔ سمارا کے ایک خط میں جس کا عنوان کسانوں پر مقدمہ تھا یہ بیان کیا گیا تھا کہ ''ضلع بگلما کے نوودخاس نکلات نامی گاؤں کے 45 کسانوں کے خلاف یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے ایک پرتال کرنے والے کے کام میں مداخلت کی۔ یہ پرتال کرنے والا پنچایتی زمین کے ٹکڑے کر کے ان کسانوں کا حصہ معین کر رہا تھا جو پنچایتی کھیتی سے الگ ہونا چاہتے تھے۔ ان کسانوں میں سے زیادہ تر کو لمبی سزائیں دی گئی تھیں۔''

پسکوف کے صوبہ سے ایک مختصر خط میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ''زوالئے اسٹیشن کے قریب بنیانامی گاؤں کے کسانوں نے دیہاتی پولیس سے مسلح مقابلہ کیا، کئی آدمی زخمی ہوئے۔ تصادم ایک زرعی جھگڑے کی وجہ سے ہوا تھا۔ سیتسا میں دیہی پولیس کی کمک بھیجی گئی ہے نائب گورنر اور ایجنٹ بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔''

.... صوبہ ایک خط میں یہ خبر آئی کہ کسانوں کے قطعات بڑی تعداد میں فروخت کئے جا رہے ہیں، قحط سالی اور گاؤں کی پنچایت سے علیحدگی کی اجازت دینے والے قانون کی وجہ سے بہت سے کسان اپنی زمین کھو رہے ہیں۔ بواسوفکا کے گاؤں کی مثال لیجئے۔ یہاں کسانوں کے 27 گھر ہیں جن کے پاس 543 دیساتن[1] قابلِ کاشت زمین ہے۔ قحط کے دنوں میں پانچ کسانوں نے 25 سے 33 روبلس فی دیساتن کے حساب سے 31 دیساتن زمین بیچ دی حالانکہ زمین کی قیمت اس سے تگنی چوگنی تھی۔ اسی گاؤں میں مزروعہ زمین کے تقریباً 177 دیساتن 18 سے 20 روبلس فی دیساتن کے حساب سے چھ سال کی مدت کے لئے 12 فیصدی سالانہ شرح سود پر کسانوں نے رہن کئے ہیں۔ آبادی کے افلاس اور سود کی غیر معمولی اونچی شرح کو دیکھتے ہوئے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس 177 دیساتن کا تقریباً آدھا حصہ ساہوکار کے قبضہ میں چلا جائے گا کیونکہ اس کی اُمید نہیں کی جا سکتی کہ قرضداروں میں سے آدھے لوگ بھی اتنی بڑی رقم چھ سال میں ادا کر سکیں گے۔

لینن نے اپنے ایک مضمون میں جس کا عنوان ''روس میں بڑے زمینداروں اور حقوق مالکانہ رکھنے والے چھوٹے کاشتکاروں کی ملکیت'' تھا اور جو پراودا میں شائع ہوا یہ بات بڑی خوبی

[1] دیساتن روسی رقبہ کا پیمانہ جو تقریباً 2ء7 ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔

سے مزدوروں اور کسانوں کو بتائی کہ کتنی زیادہ زمین مفت طور پر زمینداروں کے ہاتھ میں ہے۔ صرف تیس ہزار بڑے زمینداروں کے ہاتھ میں 7 کروڑ دیساتن زمین تھی۔ اتنی ہی زمین ایک کروڑ کسان گھرانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اوسطاً بڑے زمینداروں کے پاس فی کس 2300 دیساتن اور کسان گھرانوں کے پاس جس میں کولک بھی شامل تھے فی گھرانہ سات دیساتن زمین تھی۔ اس کے علاوہ پچاس لاکھ چھوٹے کسان گھرانے جو تعداد کے لحاظ سے کل کسان آبادی کے آدھے تھے ایک یا دو دیساتن سے زیادہ کے مالک نہ تھے۔ ان اعداد و شمار نے یہ اچھی طرح ثابت کر دیا کہ کسانوں کے افلاس اور بار بار واقع ہونے والی قحط سالیوں کی جڑ بڑی بڑی زمینداریوں اور بیگار کی موجودگی ہے جس سے کسانوں کو صرف اس انقلاب کے ذریعہ سے نجات مل سکتی تھی جس کی رہنمائی مزدور کر رہے ہوں۔

دیہات سے تعلق رکھنے والے مزدوروں کے ذریعہ سے پرافدا گاؤں میں بھی پہنچا کرتا اور سیاسی شعور رکھنے والے کسانوں کو انقلابی جدوجہد کے لئے تیار کیا کرتا تھا۔

جس زمانے میں پرافدا کی بنیاد پڑی غیر قانونی سوشل ڈیموکریٹک ادارے مکمل طور پر بالشویکوں کی رہنمائی میں کام کر رہے تھے لیکن قانونی حیثیت رکھنے والے ادارے جیسے دیوما میں پارٹی کے ممبروں کا حلقہ، پارٹی کا اخبار، بیماروں کو فائدہ پہنچانے والی سوسائٹیاں، ٹریڈ یونین ابھی تک پوری طرح منشویکوں کے اثر سے آزاد نہیں کی گئی تھیں۔ بالشویکوں کو ایک باقاعدہ جدوجہد کرنا پڑی کہ مزدور طبقہ کے قانونی اداروں سے ''تحلیل پسندوں'' کو نکال باہر کریں۔ پرافدا کی کوششوں کی وجہ سے اس جدوجہد میں کامیابی ہوئی۔

پارٹی کے اصولوں اور مزدور طبقہ کی ایک عوامی انقلابی پارٹی کی تشکیل کی جدوجہد میں پرافدا کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ پرافدا نے قانونی طور پر کام کرنے والے اداروں کو بالشویک پارٹی کے غیر قانونی مرکزوں کے گرد جمع کر دیا اور مزدوروں کی تحریک کو انقلاب کی تیاری کے واحد مقصد کی طرف بڑھایا۔ بہت سے مزدور پرافدا کے نامہ نگار تھے۔ صرف ایک سال کے اندر اس نے مزدوروں کے گیارہ ہزار سے زیادہ خط شائع کیے۔ لیکن صرف خطوں ہی کے ذریعہ پرافدا سے مزدوروں کا ربط قائم نہ تھا بلکہ کارخانوں کے بہت سے مزدور ہر روز ایڈیٹر کے دفتر میں آتے تھے۔ پرافدا کے دفتر سے پارٹی کا بہت سا تنظیمی کام بھی ہوتا تھا۔ یہیں مقامی اداروں اور مرکز کے

رہنماؤں کی ملاقات کا انتظام ہوتا تھا اور یہیں کارخانوں اور ملوں میں پارٹی کے کام کی رپورٹیں دی جاتی تھیں اور یہیں سے سینٹ پیٹرس برگ کی اور مرکزی کمیٹی کی ہدایتیں دی جاتی تھیں۔

مزدوروں کی عام انقلابی جماعت بنانے کے لئے تحلیل پسندوں کے خلاف ڈھائی سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد بالشویک 1914ء کے موسم گرما میں بالشویک پارٹی اور پرافدا کے طرز عمل کے لئے روس کے سیاسی شعور رکھنے والے مزدوروں کے 4/5 حصہ کی امداد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ بات اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ 1914ء میں مزدوروں کے 7000 حلقوں میں سے جو مزدوروں کے اخباروں کے لئے روپیہ جمع کر رہے تھے۔ 5600 حلقے بالشویک اخبار کے لئے اور صرف 1400 حلقے منشویک اخبار کے لئے جمع کرتے تھے۔ لیکن دوسری طرف منشویکوں کے بہت سے دولتمند دوست تعلیم یافتہ اور روشن خیال سرمایہ دار طبقے میں موجود تھے۔ منشویک اخبار کے اخراجات کے لئے آدھے سے زیادہ رقم نہی لوگ فراہم کرتے تھے۔

بالشویک ان دنوں ''پرافدا والے'' کہلاتے تھے۔ پرافدا انقلابی مزدوروں کی ایک پوری نسل تیار کر رہا تھا۔ یہ وہی نسل تھی جس نے بعد میں اکتوبر کا اشتراکی انقلاب کیا۔ پرافدا کی پشت پر ہزاروں لاکھوں مزدور تھے۔ انقلابی تحریک کی ترقی کے زمانہ میں (1912ء سے 1914ء تک) ایک عوامی بالشویک پارٹی کی مستحکم بنیاد پڑی۔ یہ بنیاد ایسی تھی کہ سامراجی جنگ کے زمانہ میں زار کی حکومت کے سخت ترین مظالم بھی اُسے برباد نہ کر سکے۔

''1917ء کے کامیاب انقلاب کا سنگ بنیاد 1912ء کا پرافدا اخبار تھا'' (اسٹالن)۔

پارٹی کا ایک اور قانونی طور پر کام کرنے والا مرکزی آلہ چوتھی دیوما میں بالشویکوں کا حلقہ تھا۔ 1912ء میں حکومت نے چوتھی دیوما کے انتخاب کا اعلان کیا۔ ہماری پارٹی نے انتخاب میں شرکت کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ دیوما کا سوشل ڈیموکریٹک حلقہ اور پرافدا ایسے مرکز تھے جن کے ذریعے عوام میں بالشویک پارٹی کا انقلابی کام قانونی طور پر سارے ملک میں ہوتا تھا۔

دیوما کے انتخابات میں بالشویک پارٹی نے آزادانہ طور پر خود اپنے ہی تنظیمی نعروں کے ماتحت کام کیا انہوں نے بہ یک وقت حکومت کی طرفدار جماعتوں اور روشن خیال سرمایہ داروں (آئینی جمہوریت پسندوں) دونوں پر حملے کیے۔ انتخابی جدوجہد میں بالشویکوں نے، عموی

جمہوریت آٹھ گھنٹے کادن اورزمینداریوں کی ضبطی کے نعرے بلند کئے۔

چوتھی دیوما کے انتخابات 1912ء کے موسم خزاں میں ہوئے۔ اکتوبر کے شروع میں حکومت نے سینٹ پیٹرس برگ کے انتخاب کی رفتار کو ناقابل اطمینان پایا اور کئی بڑے کارخانوں کے مزدوروں کے حق انتخاب پر دست اندازی کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے جواب میں ہماری پارٹی کی سینٹ پیٹرس برگ کمیٹی نے کامریڈ اسٹالن کی تجویز پر بڑے بڑے کارخانوں کے مزدوروں کو ایک دن کی ہڑتال کی دعوت دی۔ حکومت مشکل میں پڑ گئی اور مجبوراً اُسے ہار ماننی پڑی۔ مزدوروں نے اپنے جلسوں میں انہیں کو چنا جنہیں وہ چاہتے تھے۔ مزدوروں کی بہت بڑی اکثریت نے اس ہدایت نامے (ناکاز) کے حق میں رائے دی جسے کامریڈ اسٹالن نے مزدوروں کے نمائندوں اور دیوما کے مزدور ممبر کے لئے تیار کیا تھا۔ ''اپنے مزدور ممبر کے نام سینٹ پیٹرس برگ کے مزدوروں کا ہدایت نامہ'' میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ 1905ء کا کام ابھی پورا نہیں ہوا۔

اس ہدایت نامہ میں لکھا تھا ''ہمارا خیال ہے کہ روس میں جلد ہی عوامی تحریکیں شروع ہونے والی ہیں جو 1905ء کے مقابلے میں زیادہ وسیع ہوں گی۔ 1905ء کی طرح اس تحریک کی رہنمائی بھی روسی سماج کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ طبقہ یعنی روسی مزدوروں کا طبقہ ہی کرے گا اس کا واحد معاون مصیبت زدہ کسانوں کا طبقہ ہی ہو سکتا ہے جس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ روس آزاد ہو۔''

اس ہدایت نامہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ عوام کی آئندہ سرگرمیوں کو دو محاذوں پر جدوجہد کی شکل اختیار کر لینا چاہیے یعنی زار کی حکومت کے خلاف اور روشن خیال سرمایہ داروں کے خلاف جو زار کی حکومت سے صلح کر لینا چاہتے تھے۔

لینن نے اس ہدایتنامہ کو بہت اہمیت دی کیونکہ اس میں مزدوروں کو انقلابی جدوجہد کی دعوت دی گئی تھی، اور مزدوروں نے اپنی تجاویز میں اس آواز پر لبیک بھی کہا۔

انتخابات میں بالشویکوں نے فتح حاصل کی اور سینٹ پیٹرس برگ کے مزدوروں نے دیوما کے لئے کامریڈ بادائف کو منتخب کیا۔

دیوما کے اس انتخاب میں مزدوروں نے آبادی کے دوسرے حصوں سے بالکل الگ ووٹ دیئے کہ یہ مزدوروں کا حلقہ کہا جاتا تھا۔

مزدوروں کے منتخب کئے ہوئے نو ممبروں میں سے چھ بالشویک پارٹی کے ممبر تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ بادائف، پیتروفسکی، مُرانوف، ساموئی لوف، شاگوف، اور مالینوفسکی (ان میں سے آخر الذکر سیاسی اشتعالیہ نکل گیا) بالشویک ممبر اُن بڑے بڑے صنعتی مرکزوں سے منتخب ہوئے تھے جن میں روس کے مزدوروں کا 4/5 حصہ اکٹھا تھا۔ اس کے برعکس تحلیل پسندوں میں کئی ایسے تھے جو مزدوروں کے نمائندے نہیں تھے کیونکہ مزدوروں نے انہیں نہیں چنا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ بالشویک ممبروں کے مقابلے میں سات تحلیل پسند دیوما میں پہنچے۔ ابتدا میں تو بالشویکوں اور تحلیل پسندوں نے مل کر دیوما میں ایک سوشل ڈیموکریٹک حلقہ بنایا لیکن جب تحلیل پسندوں نے بالشویکوں کے انقلابی کاموں میں رکاوٹیں ڈالیں تو اکتوبر 1913ء میں بالشویک ممبروں نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایتوں پر عمل کرتے ہوئے ایک سخت جدوجہد کے بعد اس مشترک سوشل ڈیموکریٹک حلقے کو چھوڑ دیا اور اپنا بالشویک حلقہ علیحدہ بنایا۔

بالشویک ممبر دیوما میں انقلابی تقریریں کرتے اور مطلق العنان نظام حکومت کی قلعی کھولتے تھے، مزدوروں پر ظلم وستم کے واقعات اور سرمایہ داروں کے ہاتھ مزدوروں کے استحصال کے متعلق حکومت سے سوالات کرتے تھے۔

وہ زرعی مسائل پر بھی دیوما میں تقریریں کرتے اور کسانوں کو جاگیردار زمینداروں کے خلاف جدوجہد کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ وہ آئینی جمہوری پارٹی کا پول بھی کھولتے کیونکہ وہ زمینداریوں کی ضبطی اور انہیں کسانوں کے حوالے کر دینے کی مخالفت کرتی تھی۔

بالشویکوں نے دیوما میں ایک تجویز پیش کی کہ مزدوروں سے آٹھ گھنٹے روزانہ سے زائد کام نہ لیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ''کالے سیکڑے'' کی دیوما نے اسے پاس نہ ہونے دیا۔ لیکن جدوجہد کو اس سے بہت فائدہ پہنچا۔

دیوما کے بالشویک حلقے کا پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور لینن سے گہرا تعلق تھا اور انہیں سے اُسے ہدایتیں ملتی تھیں۔ جب تک کامریڈ اسٹالن سینٹ پیٹرس برگ میں مقیم تھے اس حلقے کی رہنمائی براہ راست وہی کرتے تھے۔

بالشویکوں ممبروں نے اپنی سرگرمیوں کو دیوما ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ اس کے باہر بھی سرگرم عمل رہے وہ کارخانوں اور فیکٹریوں میں جاتے، ملک کے مزدور طبقہ کے مرکزوں میں پہنچتے،

وہاں تقریریں کرتے، خفیہ جلسے منعقد کرتے اور ان میں پارٹی کے فیصلوں کو واضح کرتے اور پارٹی کے نئے تنظیمی ادارے بناتے تھے۔ مختصر یہ کہ بالشویک ممبر بڑی ہوشیاری کے ساتھ قانونی کاموں کے ساتھ ساتھ خفیہ غیر قانونی کام بھی کرتے رہتے تھے۔

3۔ قانونی طور پر کام کرنے والے اداروں میں بالشویکوں کی فتح۔ انقلابی تحریکوں کی مسلسل ترقی۔ سامراجی جنگ چھڑنے سے کچھ پہلے کی حالت۔

بالشویک پارٹی نے اس دور میں مزدوروں کی طبقاتی جدوجہد کی پوری طرح رہنمائی کی۔ اس نے غیر قانونی انجمنیں قائم کیں اور غیر قانونی پرچے شائع کئے۔ یہ عوام میں خفیہ انقلابی کام کرتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے رفتہ رفتہ مزدوروں کی تمام قانونی جماعتوں کی رہنمائی بھی حاصل کر لی۔ پارٹی نے اس بات کی کوشش کی کہ مزدور سبھاؤں، عوامی کلب گھروں، شام کی یونیورسٹیوں، کلبوں اور بیماروں کی بھلائی کی انجمنوں کو اپنے اثر میں لے سکے۔ بہت دنوں سے یہ قانونی انجمنیں تحلیل پسندوں کی آخری جائے پناہ رہ گئی تھیں۔ بالشویکوں نے نہایت مستعدی سے اس بات کی کوشش کی کہ ان قانونی انجمنوں کو پارٹی کے زبردست مددگاروں میں تبدیل کر دیا جائے۔ بڑی ہوشیاری سے قانونی اور غیر قانونی کاموں کو ملا کر پارٹی نے سینٹ پیٹرس برگ اور ماسکو جیسے بڑے شہروں کی زیادہ تر مزدور سبھاؤں کو اپنا ہمدرد بنا لیا۔ سب سے زیادہ شاندار کامیابی 1913ء میں سینٹ پیٹرس برگ کے دھات کے کارخانوں کی مزدور یونین کی انتظامیہ کمیٹی کے انتخاب میں ہوئی۔ تین ہزار مزدوروں نے جلسے میں شرکت کی اور اس میں سے بمشکل ڈیڑھ سو نے تحلیل پسندوں کو ووٹ دیا۔

چوتھی ریاستی دوما کے سوشل ڈیموکریٹک حلقے پر بھی قریب قریب یہی بات صادق آتی ہے۔ اگرچہ دوما میں منشویکوں کے سات نمائندے تھے اور بالشویکوں کے صرف چھ لیکن منشویک نمائندے عام طور سے ان علاقوں سے چنے گئے جہاں مزدوروں کی تعداد زیادہ نہ تھی اور وہ سب مل کر مشکل سے مزدوروں کے پانچویں حصے کی نمائندگی کر رہے تھے۔ بالشویکوں کے نمائندے ملک کے بڑے بڑے صنعتی مرکزوں سے چنے گئے تھے (جیسے سینٹ پیٹرس برگ، ماسکو ایوانوو و، وزنیسنسک، کوستروما، ایکاترینوسلف اور خارکوف) اور ملک بھر کے اسّی فیصدی مزدوروں کی

نمائندگی کر رہے تھے۔ مزدور ان چھ بالشویکوں کو (جن میں بادائف، پترووسکی وغیرہ تھے) اپنا نمائندہ سمجھتے تھے نہ کہ منشویکوں کو۔

ان قانونی انجمنوں کو اپنا ساتھی بنانے میں بالشویک اس وجہ سے کامیاب ہو سکے کہ زار کے مظالم کے باوجود اور اُن کوششوں کے ہوتے ہوئے بھی جو تحلیل پسندوں اور ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے پارٹی کو بدنام اور رسوا کرنے کے لئے کیں، وہ غیر قانونی پارٹی قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے اور اپنے ممبروں میں مکمل ڈسپلن برقرار رکھ سکے۔ وہ نہایت مضبوطی سے مزدوروں کے مفاد کا تحفظ کرتے رہے، عوام سے گہرے تعلقات قائم رکھے اور مزدور تحریک کے تمام دشمنوں کے خلاف بے لوث جدوجہد کرتے رہے۔

اس طرح قانونی انجمنوں میں بالشویکوں کو کامیابی اور منشویکوں کو ہر جگہ شکست ہونے لگی۔ دوما کے ذریعے سے تبلیغی کام کرنے میں مزدوروں کے اخباروں کے معاملے میں اور دوسرے قانونی اداروں میں ہر جگہ منشویکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مزدور طبقے پر انقلابی تحریک کا بہت گہرا اثر قائم ہو گیا۔ مزدور بالشویک پارٹی کے ساتھ ہو لئے اور انہوں نے منشویکوں کو الگ کر دیا۔

سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ قومی سوال کے بارے میں بھی منشویکوں کا دیوالیہ پن ثابت ہو گیا روس کے سرحدی علاقوں میں انقلابی تحریک کی ترقی کے لئے قومی سوال پر ایک واضح دستور العمل کی ضرورت پڑی لیکن منشویکوں کے پاس بُند کی ''تہذیبی خودمختاری'' کے سوا اور کیا تھا۔ اس سے کسی کو اطمینان نہ ہوا۔ قومی سوال پر صرف بالشویک ہی ایک مارکسی پروگرام پیش کر رہے تھے۔ یہ پروگرام کامریڈ اسٹالن کے مضمون ''مارکسزم اور قومی سوال'' اور لینن کے مضامین ''قوموں کا حق خود اختیاری اور قومی سوال پر تنقیدی نظر'' میں بیان کیا گیا تھا۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ منشویکوں کی ان شکستوں کے بعد ''اگستی جتھا'' ٹوٹنے لگا۔ اس جتھے میں متضاد عناصر شامل تھے اس وجہ سے یہ بالشویکوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور بکھرنے لگا یہ محض بالشویزم کی مخالفت کے لئے قائم ہوا تھا۔ لیکن یہ بالشویکوں کے حملوں کی تاب نہ لا سکا اور تتر بتر ہو گیا۔ اس جتھے سے سب سے پہلے وپریودی، (جن میں بوگدانوف، لوناچارسکی وغیرہ شامل تھے) علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد لیٹویا والے اور اس کے بعد باقی لوگ۔

بالشویکوں کے خلاف جدوجہد میں شکست کھا کر تحلیل پسند دوسری انٹرنیشنل سے مدد کے

خواستگار ہوئے، اور اس نے ان کی مدد بھی کی۔ بالشویکوں اور تحلیل پسندوں کے درمیان ''ثالث'' بن کر پارٹی میں امن قائم کرنے کے بہانے دوسری انٹرنیشنل نے بالشویکوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ تحلیل پسندوں کی اعتدال پسند حکمت عملی پر اعتراضات نہ کریں لیکن بالشویک کسی قسم کے سمجھوتے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ انہوں نے دوسری انٹرنیشنل جیسی موقع پرست جماعت کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا اور کسی قسم کی رعایت کرنے پر راضی نہ ہوئے۔

ان قانونی انجمنوں میں بالشویکوں کی کامیابی محض اتفاقی نہ تھی اور نہ یہ ہو بھی سکتی تھی۔ اس کی اصلی وجہ یہی نہیں تھی کہ صرف بالشویکوں کا نظریہ صحیح معنوں میں مارکسی تھا اور انہیں کا ایک صاف اور واضح پروگرام اور انہیں کی ایک ایسی انقلابی مزدور پارٹی تھی جو جدوجہد کر کے مضبوط ہو گئی تھی بلکہ بالشویکوں کی کامیابی دراصل انقلاب کی بڑھتی ہوئی طاقت کا عکس تھی۔

مزدوروں کی انقلابی تحریک برابر بڑھتی رہی۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں پھیلتی گئی۔ 1914ء کی ابتداء میں مزدوروں کی ہڑتالیں کم کیا ہوتیں ایک نئی شدت سے بڑھنے لگیں۔ وہ زیادہ مضبوط ہو گئیں اور ان میں زیادہ مزدوروں نے شرکت کی۔ 9۔ جنوری کو 150000 مزدوروں نے ہڑتال کر دی جن میں 140000 سینٹ پیٹرس برگ کے مزدور تھے، یکم مئی کو 500000 لاکھ سے زیادہ مزدوروں نے ہڑتال میں شرکت کی جن میں سے 250000 سینٹ پیٹرس برگ کے تھے۔ ان ہڑتالوں میں مزدوروں نے غیر معمولی ثابت قدمی دکھائی۔ سینٹ پیٹرس برگ کے اوموخوف کارخانے میں ایک ہڑتال دو مہینے سے زیادہ جاری رہی اور لسیز کے کارخانے میں ہڑتال تین مہینے تک رہی۔ سینٹ پیٹرس برگ کے بہت سے کارخانوں میں بڑے پیمانے پر مزدوروں کو زہر دے دینے کی وجہ سے ایک لاکھ 15 ہزار مزدوروں نے ہڑتال کی اور مظاہرے بھی کئے۔ تحریک بڑھتی ہی گئی۔ 1914ء کے پہلے حصے میں سوا چودہ لاکھ مزدوروں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا۔

مئی میں باکو کے تیل کے مزدوروں کی ایک ہڑتال نے روس بھر کے مزدوروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ ہڑتال نہایت منظم طرح پر چلائی گئی۔ 20۔ جون کو باکو میں بیس ہزار مزدوروں کا ایک مظاہرہ ہوا۔ پولیس والے باکو کے مزدوروں کے ساتھ بڑی بے رحمی سے پیش آئے۔ ماسکو میں باکو کے مزدوروں سے یکجہتی کا اظہار کرنے کے لئے احتجاجی ہڑتال شروع ہو گئی اور دوسرے اضلاع

میں بھی پھیل گئی۔

3۔ جولائی کو سینٹ پیٹرس برگ کے پتی لوف ورکس میں باکو کی ہڑتال کے بارے میں مزدوروں کا ایک جلسہ ہوا۔ پولیس نے مزدوروں پر گولی چلائی۔ اس کی وجہ سے شہر بھر کے مزدوروں میں غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔ 4۔ جولائی کو شہر کی پارٹی کمیٹی کے اعلان پر 90 ہزار مزدوروں نے احتجاج کے طور پر کام چھوڑ دیا۔ 7۔ جولائی کو ان کی تعداد بڑھ کر ایک لاکھ تیس ہزار ہو گئی، 8۔ جولائی کو ڈیڑھ لاکھ اور 11۔ جولائی کو 2 لاکھ۔

تمام کارخانوں میں بے چینی پھیل گئی اور ہر جگہ جلسے اور مظاہرے ہوئے۔ مزدوروں نے مورچہ بندی بھی شروع کر دی۔ باکو اور لودز میں بھی مورچہ بندی ہوئی کئی جگہوں پر پولیس نے مزدوروں پر گولیاں چلائیں۔ سرکار نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے غیر معمولی قوانین کا نفاذ کیا۔ دارالسلطنت ایک مسلح پڑاؤ سا ہو گیا۔ پرافدا اخبار بند کر دیا گیا۔

لیکن اس موقع پر ایک نیا واقعہ پیش آیا۔ جس کی بین الاقوامی اہمیت تھی۔ یہ تھی سامراجی جنگ جو واقعات کی رفتار کو بالکل بدل دینے والی تھی۔ جولائی کے انقلابی واقعات کے زمانے میں فرانس کا صدر پوئیں کارے آنے والی لڑائی کے متعلق زار سے گفت وشنید کرنے سینٹ پیٹرس برگ میں آیا۔ چند ہی روز بعد جرمنی نے روس کے خلاف لڑائی کا اعلان کر دیا۔ زار کی حکومت نے اس لڑائی سے فائدہ اٹھا کر بالشویک اداروں اور مزدور تحریک کو کچل دینا چاہا۔ انقلاب کے راستے میں عالمگیر جنگ حائل ہو گئی جس کی آڑ میں زار کی حکومت نے انقلابی تحریک سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔

خلاصہ

انقلاب کی ازسرنو ترقی کے زمانے (1912ء سے 1914ء تک) میں بالشویک پارٹی نے مزدور تحریک کی رہنمائی کی اور بالشویک نعروں کے تحت اسے ایک نئے انقلاب کی جانب آگے بڑھایا۔ پارٹی نہایت ہوشیاری سے غیر قانونی کام کے ساتھ قانونی کام بھی انجام دیتی رہی۔ تحلیل پسندوں اور ان کے دوستوں (یعنی ٹراٹسکی کے عقیدت مندوں اور اُتزیوئی خیال کے ماننے والوں) کی مخالفت کا قلع قمع کر کے پارٹی نے ہر قسم کی قانونی تحریک میں رہنمائی کی جگہ حاصل کر لی اور قانونی اداروں کو اپنی انقلابی سرگرمیوں کا مرکز بنا دیا۔

مزدور طبقے کے دشمنوں اور مزدور تحریک میں اُن کے کارندوں کے خلاف جدوجہد کرنے کے دوران میں پارٹی نے اور مضبوطی کے ساتھ اپنی صف بستگی کر لی اور مزدور طبقے کے ساتھ زیادہ وسیع تعلقات پیدا کر لئے۔ دیوما کو عام انقلابی تبلیغ کا ذریعہ بنا کر اور مزدوروں کا ایک زبردست عوامی اخبار پراودا جاری کر کے پارٹی نے انقلابی مزدوروں کی ایک نئی نسل تیار کر لی جو پراودا کے ماننے والے تھے۔ سامراجی جنگ کے دوران میں مزدوروں کے اس گروہ نے وفاداری کے ساتھ بین الاقوامیت اور مزدور انقلاب کے جھنڈے کو بلند رکھا۔ آگے چل کر اکتوبر 1917ء کے انقلاب میں وہی مزدور بالشویک پارٹی کا سنگ بنیاد بنے۔

سامراجی جنگ سے عین پہلے پارٹی نے مزدور طبقے کی انقلابی سرگرمیوں میں اس کی رہنمائی کی۔ یہ لڑائی کے ابتدائی معرکے تھے جن کے راستے میں سامراجی جنگ حائل ہو گئی۔ مگر تین سال بعد ہی ان کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا اور اس کا انجام یہ نکلا کہ زاریت کا خاتمہ ہو گیا۔ بالشویک پارٹی نے مزدور بین الاقوامیت کے پرچم کو لہراتے ہوئے سامراجی جنگ کے دشواریوں بھرے دور میں قدم رکھا۔

چھٹا باب

سامراجی جنگ کے دور میں بالشویک پارٹی۔ روس میں دوسرا انقلاب۔ 1914ء سے مارچ 1917ء

1۔ سامراجی جنگ کی ابتداء اور اُس کے اسباب

14۔ جولائی (نئے حساب سے 27) 1914ء کو زار کی حکومت نے اپنی تمام فوجوں کو جنگ کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا۔ 19۔ جولائی (نئے حساب سے 1۔ اگست) کو جرمنی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، ــــــ 'روس جنگ میں شریک ہو گیا۔'

جنگ کی ابتداء کے بہت پہلے ہی سے بالشویک اور خاص طور پر لینن یہ جانتے تھے کہ جنگ کا ہونا لازمی ہے بین الاقوامی اشتراکی کانگرسوں میں لینن نے یہ طے کرنے کے لئے تجویزیں پیش کی تھیں کہ جنگ کی صورت میں اشتراکیوں کا انقلابی رویہ کیا ہونا چاہئے۔

لینن نے کہا کہ جنگ سرمایہ داری کا لازمی نتیجہ ہے۔ غیر ملکوں کو لوٹنے، نوآبادیات پر قبضہ اور دست برد کرنے کے لئے اور اپنے صنعتی مال و اسباب کے لئے نئے بازار حاصل کرنے کی غرض سے سرمایہ دار، ریاستیں بارہا ملک گیری کی جنگوں میں حصہ لے چکی تھیں۔ سرمایہ دار ممالک جنگ کو اسی قدر فطری اور جائز سمجھتے ہیں جتنا کہ مزدور طبقہ پر ظلم کر کے اُس سے فائدہ اٹھانا۔

لڑائیاں اس وقت سرمایہ داری کے لئے اور زیادہ لازمی ہو گئیں جبکہ اُنیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے شروع میں سرمایہ داری اپنی ترقی کے بلند ترین اور آخری دور یعنی سامراجیت کے دور میں پہنچی۔ اس دور میں طاقتور سرمایہ دار معاشی انجمنوں (اجاروں) اور بینکوں

نے سرمایہ دار ریاستوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ مالیاتی سرمایہ، سرمایہ دار ریاستوں کا مالک بن بیٹھا۔ مالیاتی سرمایہ کو نئے بازاروں اور نو آبادیوں پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش آئی اس نے دوسرے ملکوں میں سرمایہ لگانے اور کچا مال حاصل کرنے کے لئے ذرائع ڈھونڈنے کی کوشش کی۔

انیسویں صدی کے آخر تک سرمایہ دار حکومتیں آپس میں ساری دنیا کا بٹوارہ کر چکی تھیں۔ مگر سامراجی دور میں سرمایہ داری کی ترقی نہ تو مسلسل ہوتی ہے اور نہ تمام ملکوں میں یکساں ہوتی ہے۔ بعض ممالک جو پہلے صنعتی حیثیت سے سب سے آگے تھے نسبتاً پچھڑ جاتے ہیں اور دوسرے ممالک جو پہلے پچھڑے ہوئے تھے تیزی سے ان ملکوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ سامراجی حکومتوں کی معاشی اور فوجی طاقت کا تناسب بدل رہا تھا۔ لہٰذا اس بات کی کوشش ہونے لگی کہ دنیا کا دوبارہ بٹوارہ کیا جائے۔ اسی بٹوارہ کی کشمکش نے سامراجی جنگ کو ناگزیر کر دیا۔ 1914ء کی لڑائی دنیا کے دوبارہ بٹوارے اور اپنے اپنے حلقہ، اثر کو بڑھانے کے لئے ہوئی تھی۔ تمام سامراجی حکومتیں بہت دنوں سے اس لڑائی کے لئے تیاریاں کر رہی تھیں۔ اس لڑائی کی ذمہ داری ہر ملک کے سامراجیوں پر تھی۔

لیکن اس لڑائی کے لئے خاص طور پر ایک طرف تو جرمنی اور آسٹریا نے تیاریاں کیں اور دوسری طرف فرانس اور برطانیہ نے۔ روس بھی جس کا دارومدار فرانس اور برطانیہ پر تھا جنگ کی تیاری میں مصروف تھا۔ برطانیہ، فرانس اور روس کا ''معاہدۂ ثلاثہ''[1] 1907ء میں ہوا تھا۔ جرمنی، آسٹریا ہنگری اور اٹلی نے بھی علیحدہ اپنا سامراجی ''اتحادِ ثلاثہ''[2] قائم کیا تھا۔ لیکن 1914ء میں لڑائی شروع ہونے پر اٹلی نے ''اتحادِ ثلاثہ'' چھوڑ دیا اور کچھ عرصہ بعد ''معاہدۂ ثلاثہ'' میں شامل ہو گیا جرمنی اور آسٹریا ہنگری کا ساتھ بلغاریہ اور ترکی نے دیا۔

---

1. Triple Entente 1904ء میں برطانیہ اور فرانس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ ہوا۔ 1907ء میں روس بھی اس معاہدہ میں شریک ہو گیا۔ یہ معاہدہ جرمنی اور آسٹریا کی بڑھتی ہوئی طاقت کے ڈر سے کیا گیا تھا۔ تاکہ وہ ممالک برطانیہ اور اس کے ساتھیوں کی نوآبادیوں پر قبضہ نہ کر سکیں اور نئی نوآبادیاں حاصل کرنے میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔

2. 1882ء میں جرمنی، آسٹریا ہنگری اور اٹلی میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے ایک خفیہ سمجھوتہ ہوا۔ ابتداء میں اس اتحاد کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ یورپ کے سیاسی نظام میں تبدیلی نہ ہونے دی جائے لیکن بعد میں اس کا مقصد نئی منڈیوں اور نوآبادیوں پر قبضہ کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہو گیا تھا۔

جرمنی نے اس سامراجی جنگ کی تیاری اس غرض سے کی تھی کہ برطانیہ اور فرانس سے ان کی نوآبادیاں اور روس سے اُوکرائین، پولینڈ اور بالٹک کے صوبے چھین لے۔ بغداد[1] ریلوے بنا کر جرمنی نے مشرق قریب میں برطانیہ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر دیا برطانیہ کو جرمنی کے بڑھتے ہوئے بحری بیڑے[2] سے بھی خوف تھا۔

زار کی حکومت ترکی کا بٹوارہ کرنے کے پھیر میں تھی اور یہ اُمید لگائے تھی کہ وہ قسطنطنیہ اور دردانیال پر قبضہ کر لے گی۔ زار کی یہ بھی خواہش تھی کہ وہ گلیشیا پر بھی جو آسٹریا ہنگری کا ایک جزو تھا قبضہ جما لے۔

برطانیہ کی یہ خواہش تھی کہ اس جنگ کے ذریعہ وہ اپنے خطرناک مدمقابل جرمنی کو کچل دے جس کا بنایا ہوا مال دنیا بھر کی منڈیوں سے انگریزی مال کو ہٹائے جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ برطانیہ کا یہ بھی ارادہ تھا کہ عراق اور فلسطین ترکی سے حاصل کر لے اور مصر پر اپنا قبضہ اور زیادہ مضبوط کر لے۔

فرانس کے سرمایہ دار اس کوشش میں تھے کہ جرمنی سے سار کی وادی اور آلسیس لورین کے علاقے جہاں کوئلے اور لوہے کی کانیں ہیں چھین لیں۔ آلسیس لورین جرمنی نے 1870ء اور 1871ء کی لڑائی[3] میں فرانس سے لے لیا تھا۔

---

1. بغداد ریلوے۔ انیسویں صدی کے آخر میں جرمنی نے برلن سے لے کر خلیج فارس تک ایک ریلوے لائن کی تعمیر شروع کی۔ 1897ء میں جرمنی اور ترکی میں معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے حکومت ترکی نے بغداد ریلوے کمپنی کو کچھ آسانیاں بہم پہنچائیں۔ برطانیہ اور فرانس کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر اس لائن کی تعمیر ہو گئی تو جرمن مشرق میں ان کے اقتدار کو دھکا پہنچا دیں گے۔

2. برطانیہ اور جرمنی میں نوآبادی حاصل کرنے کی جدوجہد انیسویں صدی کی آخری دہائی سے شروع ہو گئی تھی۔ چونکہ نوآبادیاں زیادہ تر سمندر پار تھیں اس لئے اس جدوجہد میں جیت اسی کی ہوتی جس کے پاس بحری طاقت زیادہ تھی۔ 1899ء سے جرمنی نے ایک زبردست بحری بیڑے کی تعمیر شروع کر دی۔ برطانیہ نے اس تعمیر کو اپنی سلطنت کے لئے سخت خطرناک سمجھا اور اس کا مقابلہ کرنا چاہا۔

3. پرشا اور فرانس کی لڑائی۔ 1870ء میں فرانس کے شہنشاہ نپولین سوئم نے شمالی جرمنی کی ریاست پرشا پر اعلان جنگ کر دیا۔ لڑائی میں نپولین کو شدید شکست ہوئی اور پرشا کے چانسلر بسمارک نے فرانس سے نہایت سخت شرائط منظور کرائے۔ اسی لڑائی کے دوران میں نپولین سوئم کا زوال ہوا اور فرانس میں ریپبلک قائم ہوئی۔

اس طرح یہ سامراجی لڑائی سرمایہ دار ملکوں کے دو جتھوں کے شدید اختلاف کا نتیجہ تھی۔

چونکہ دنیا کا بٹوارہ کرنے کے لئے یہ نوچ کھسوٹ کی لڑائی تمام سامراجی طاقتوں کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتی تھی اس لئے جاپان، امریکہ اور بہت سے دوسرے ممالک بھی بعد میں اس جنگ میں کھنچ آئے۔

اس طرح یہ جنگ عالمگیر جنگ ہوگئی۔

سرمایہ داروں نے اس سامراجی لڑائی کی تیاریوں کو اپنے ملک کے عوام سے چھپائے رکھا۔ جب لڑائی شروع ہوگئی تو ہر سامراجی حکومت نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس نے اپنی پڑوسی ریاست پر حملہ نہیں کیا بلکہ پڑوسی ریاست نے اس پر حملہ کیا۔ سرمایہ داروں نے عوام کو دھوکا دیا اور جنگ کے بعد اصلی ملک گیری کے مقاصد اور اس کی سامراجی نوعیت کو عوام پر واضح نہ ہونے دیا۔ ہر سامراجی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جنگ کر رہی ہے۔

دوسری انٹرنیشنل کے موقع پرستوں نے عوام کو دھوکا دینے میں سرمایہ داروں کی مدد کی۔ دوسری انٹرنیشنل کے سوشل ڈیموکریٹوں نے اشتراکیت اور مزدوروں کے بین الاقوامی اتحاد سے نہایت شرمناک طریقہ سے غداری کی۔ لڑائی کی مخالفت کرنا تو دور رہا انہوں نے سرمایہ داروں سے مل کر لڑنے والے ممالک کے مزدوروں اور کسانوں کو تحفظ وطن کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا۔

روس کا سامراجی جنگ میں برطانیہ اور فرانس کی طرف شرکت کرنا محض اتفاقیہ نہ تھا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ 1914ء کے پہلے روس کی سب سے اہم صنعتیں غیر ملکی سرمایہ داروں کے قبضہ میں تھیں، خاص طور پر فرانس، برطانیہ اور بلجیم کے سرمایہ داروں یعنی "معاہدۂ ثلاثہ" کرنے والے ممالک کے ہاتھ میں تھیں۔ روس کا سب سے اہم لوہے کا کارخانہ فرانسیسی سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھا۔ کل ملا کر لوہے کے کام میں تقریباً 72 فیصدی بیرونی سرمایہ تھا، اور یہی حال ڈونیٹز کی وادی کے کوئلے کا تھا۔ پٹرول کی آدھے سے زیادہ پیداوار پر برطانوی اور فرانسیسی سرمایہ کا قبضہ تھا۔ روسی صنعتوں سے جو فائدہ ہوتا اس کا ایک بڑا حصہ غیر ملکی خصوصاً برطانوی اور فرانسیسی بنکوں میں چلا جاتا۔ ان وجوہ سے اور خاص کر اس لئے کہ زار کی حکومت نے برطانیہ اور فرانس سے کروڑوں کا قرضہ لیا تھا، وہ برطانوی اور فرانسیسی شہنشاہیت کی گرفت میں آ گئی تھیں اور روس گویا ان حکومتوں کا

باج گزار اور نیم محکوم ملک ہوگیا۔

روسی سرمایہ داروں نے جنگ میں حصہ اس غرض سے لیا کہ اپنی حالت سدھار سکیں یعنی یہ کہ نئی منڈیوں پر قبضہ جما سکیں، لڑائی کے ٹھیکوں سے بڑے بڑے منافع حاصل کر سکیں اور اس کے ساتھ ہی لڑائی کی حالت سے فائدہ اٹھا کر انقلابی تحریک کچل سکیں۔

لیکن زاری روس جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ روسی صنعتیں دوسرے سرمایہ دار ملکوں کے مقابلہ میں بہت پچھڑی ہوئی تھیں۔ جو صنعتیں تھیں ان میں پرانی وضع کی مشینیں تھیں۔ چونکہ زمین کی کاشت ابھی تک نیم رعیتی غلامی کے دستور پر منحصر تھی اور کسانوں کے بہت بڑے طبقے پر مفلسی اور بربادی چھائی ہوئی تھی اس لئے روس کی زراعت میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ وہ ایک طویل جنگ کا بار برداشت کر سکے۔

زار کے خاص مددگار جاگیردار تھے۔ بڑے بڑے زمیندار بڑے سرمایہ داروں سے مل جل کر سارے ملک اور ریاستی دیوما پر چھائے ہوئے تھے۔ وہ زار کی حکومت کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کی پوری حمایت کرتے تھے۔ روسی سامراجی سرمایہ داروں کو زار کی مطلق العنان طاقت سے یہ امید تھی کہ ایک طرف وہ نئی منڈیوں اور نئے ممالک پر قبضہ کر سکے گی اور دوسری طرف مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی تحریک کو کچل دے گی۔

اعتدال پسند سرمایہ داروں کی سیاسی جماعت یعنی آئینی جمہوریت پسند پارٹی نے ظاہرداری کے لئے حکومت کی مخالفت کی لیکن حکومت کے بیرونی پالیسی کی اس نے بھی حمایت کی۔

جنگ کی ابتداء ہی سے نچلے متوسط طبقے کی جماعتیں جیسے کہ اشتراکی انقلابی اور منشویک پارٹیاں اشتراکیت کے جھنڈے کی آڑ میں جنگ کی غارت گری اور سامراجی نوعیت کو چھپا کر عوام کو دھوکا دینے میں سرمایہ داروں کی مدد کرتی رہیں۔ وہ بھی یہ تلقین کرنے لگیں کہ سرمایہ دار "وطن" کو "پرشیائی درندوں" سے بچانا ضروری ہے۔ انہوں نے ملک کے اندر "امن" قائم رکھنے کی پالیسی کی حمایت کی اور اس طرح جنگ چلانے میں زار کی حکومت کی اسی طرح مدد کی جس طرح جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹوں نے "روسی درندوں" کے خلاف جنگ جاری رکھنے میں قیصر کی مدد کی تھی۔

صرف بالشویک پارٹی انقلابی بین الاقوامیت کے اصول پر قائم رہی اور زار کی مطلق العنانی زمینداروں اور سرمایہ داروں اور سامراجی جنگ کی مخالفت کے مارکسی نظریہ پر سختی سے عمل کرتی

رہی۔ ابتدائے جنگ سے ہی بالشویک پارٹی یہ کہتی تھی کہ یہ لڑائی ملکی بچاؤ کے لئے نہیں بلکہ دوسرے ملکوں پر قبضہ جمانے، اور دوسری قوموں کا خون چوسنے کے لئے ضروری ہے تاکہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو منافع ہو۔ لہٰذا مزدوروں کو اس جنگ کے خلاف شدید جدوجہد کرنی چاہئے۔ مزدور طبقے نے بالشویک پارٹی کا ساتھ دیا۔

یہ صحیح ہے کہ جنگ کے ابتدائی دور میں جس جنگجویانہ ذہنیت کا اظہار تعلیم یافتہ طبقے نے اور کسانوں کے کولک طبقے نے کیا تھا اس کا اثر مزدوروں کے ایک حصہ پر بھی پڑا تھا۔ لیکن ایسے مزدور عام طور پر اس بدمعاش انجمن ''روسی عوام کی لیگ'' کے ممبر تھے یا وہ مزدور تھے جو اشتراکی انقلابیوں یا منشویکوں کے زیر اثر تھے ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ تو مزدوروں کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے اور نہ یہ ان سے ممکن ہی تھا۔ اسی قسم کے عناصر نے سرمایہ داروں کے ان جنگجویانہ مظاہروں میں حصہ لیا زارکی حکومت نے اوائل جنگ میں کروائے تھے۔

2۔ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیوں کا اپنی سامراجی حکومتوں کی حمایت کرنا۔ دوسری انٹرنیشنل کا منتشر ہو کر جنگجو قوم پرست پارٹیوں میں تقسیم ہو جانا۔

لینن نے بارہا دوسری انٹرنیشنل کی موقع پرستی اور اس کے رہنماؤں کی ہچکچاہٹ اور غیر مستقل مزاجی سے لوگوں کو آگاہ کیا تھا۔ لینن نے برابر یہی کہا تھا کہ دوسری انٹرنیشنل کے رہنما جنگ کی مخالفت کی صرف باتیں ہی کرتے ہیں لیکن اگر لڑائی شروع ہو گئی تو وہ اپنا رویہ بدل کرکے سامراجیت پرست سرمایہ داروں کا ساتھ دینے لگیں گے اور لڑائی کے حامی بن جائیں گے۔ جو کچھ لینن نے کہا تھا وہ لڑائی شروع ہونے کے چند ہی روز کے اندر صحیح ثابت ہو گیا۔

1910ء میں دوسری انٹرنیشنل کی کانگرس منعقدہ کوپن ہیگن میں یہ طے ہوا تھا کہ جو اشتراکی اپنے ممالک کی مجالس قانون ساز کے ممبر ہیں لڑائی کے قرضے کی مخالفت کریں۔ 1912ء کی جنگ بلقان[1] کے زمانے میں دوسری انٹرنیشنل کی کانگریس منعقدہ باسل نے یہ اعلان کیا تھا کہ دنیا بھر

[1] جنگ بلقان اکتوبر 1912ء میں ایک طرف ترکی اور دوسری طرف بلغاریہ، سربیا، یونان اور مونٹینیگرو میں چھڑ گئی۔ یہ جنگ بھی ''معاہدہ ثلاثہ'' کرنے والی اور ''اتحاد ثلاثہ'' کرنے والی طاقتوں کے جزیرہ نمائے بلقان میں باہمی سامراجی اختلاف کا نتیجہ تھی۔

کے مزدور سرمایہ داروں کا منافع بڑھانے کے لئے ایک دوسرے پر گولی چلانا جرم سمجھتے ہیں۔

دوسری انٹرنیشنل کے رہنما اپنی تقریروں اور اپنی قراردادوں میں تو اس قسم کا اعلان کیا کرتے تھے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی اور اس بات کا وقت آیا کہ ان فیصلوں پر عمل درآمد ہو تو یہ رہنما غدار ثابت ہوئے جنہوں نے مزدوروں کا ساتھ چھوڑ دیا، اور سرمایہ داروں کی خدمت کرنے لگے۔ وہ جنگ کے حامی بن گئے۔

4۔ اگست 1914ء کو جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹوں نے مجلس قانون ساز میں لڑائی کے قرضوں کی موافقت کی۔ انہوں نے سامراجی جنگ کی تائید کی اور یہی رویہ برطانیہ، فرانس، بلجیم اور دوسرے ملکوں کے زیادہ تر اشتراکیوں کا رہا۔

دوسری انٹرنیشنل کا خاتمہ ہو گیا درحقیقت وہ ایسی پارٹیوں میں تقسیم ہو گئی جو جنگجو اور قوم پرست تھیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

اشتراکی جماعتوں کے رہنماؤں نے مزدوروں سے غداری کی وہ جنگجویانہ قوم پروری کا رویہ اختیار کرکے سامراجیت پرست سرمایہ داروں کی حمایت کرنے لگے۔ انہوں نے مزدور طبقے کو دھوکا دیئے اور ان میں قوم پرستی کا زہر پھیلانے میں سامراجی حکومتوں کو مدد دی۔ وطن کی حفاظت کے بہانے ان سماجی غداروں نے جرمن مزدوروں کو فرانسیسی مزدوروں کے خلاف اور برطانوی اور فرانسیسی مزدوروں کو جرمن مزدوروں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ دوسری انٹرنیشنل کی صرف چھوٹی سی اقلیت بین الاقوامیت کے اصولوں پر قائم رہی اور زمانہ کے خلاف گئی۔ اگرچہ اسے بھی اپنی رائے کے صحیح ہونے کا کامل یقین نہ تھا۔

صرف بالشویک پارٹی نے فوراً بے خوف و خطر مستقل مزاجی کے ساتھ سامراجی جنگ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ لینن نے لڑائی کے موضوع پر 1914ء کی خزاں کے موسم میں جو مضامین لکھے ان میں بیان کیا کہ دوسری انٹرنیشنل کا منتشر ہونا کوئی اتفاقی بات نہیں۔ اس موقع پرستوں نے تباہ کر دیا تھا۔ ان موقع پرستوں کے خلاف انقلابی مزدور طبقے کے ممتاز نمائندے عرصے سے لوگوں کو خبردار کر رہے تھے۔

لڑائی کے پہلے ہی دوسری انٹرنیشنل کی جماعتوں میں موقع پرستی سرایت کر چکی تھی۔ موقع پرستوں نے کھلم کھلا انقلابی جدوجہد کو ترک کرنے کے لئے آواز اٹھائی تھی۔ انہوں نے اس نظریہ کا

پرچار کیا تھا کہ سرمایہ داری پُرامن طریقہ سے ترقی کر کے اشتراکیت میں تبدیل ہو جائے گی۔ دوسری انٹرنیشنل موقع پرستی کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ بلکہ اس سے صلح قائم رکھنا چاہتی تھی اس طرح اس رجحان کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور رفتہ رفتہ دوسری انٹرنیشنل خود بھی ایک موقع پرست جماعت ہو گئی۔

سامراج پرست سرمایہ داروں نے ہنرمند مزدوروں کی بالائی جماعت کو جو مزدور اشراف کہلاتے تھے، زیادہ مزدوری اور اسی طرح کی دوسری رعایتوں کی صورت میں برابر رشوت دی تھی۔ اس میں وہ اپنے اس منافع کا ایک حصہ صرف کرتے جو وہ نوآبادیوں اور پس ماندہ ممالک کو لوٹ کر حاصل کرتے تھے۔ مزدوروں کی اس جماعت سے مزدور سبھاؤں اور امداد باہمی کی انجمنوں کے بہت سے رہنما میونسپلٹیوں اور قانون ساز مجلسوں کے بہت سے ممبر، صحیفہ نگار اور سوشل ڈیموکریٹک جماعتوں کے بہت سے عہدہ دار پیدا کئے تھے۔ جب لڑائی چھڑ گئی تو یہ لوگ اس خوف سے کہ اپنی جگہیں کھو نہ بیٹھیں انقلاب کے دشمن بن گئے اور اپنے ملک کے سرمایہ داروں اور سامراجی حکومتوں کی پُرجوش حمایت کرنے لگے۔

اس طرح یہ موقع پرست جنگجو قوم پرور بن گئے۔ یہ جنگجو قوم پرست جن میں منشویک اور اشتراکی انقلابی شامل تھے اپنے ملک میں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان طبقاتی صلح کا اور دوسری قوموں سے جنگ کا پرچار کرنے لگے۔ انہوں نے یہ نہ بتایا کہ جنگ کی اصلی ذمہ داری کس پر ہے اور اعلان کیا کہ ان کے اپنے ملک کے سرمایہ داروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے عوام کو دھوکے میں رکھا۔ بہت سے ایسے جنگجو قوم پرست اپنے ملکوں کی سامراجی حکومتوں میں وزیر بن بیٹھے۔

مزدوروں کے مفاد کے لئے وہ لوگ بھی ان سے کم خطرناک نہیں تھے جو ''درمیانی'' کہلاتے تھے لیکن دراصل چھپے ہوئے جنگجو قوم پرست تھے۔ یہ ''درمیانی'' لوگ جیسے ٹرانسکی، کاؤتسکی[1]، مارلوف وغیرہ ان کھلے ہوئے جنگجو قوم پرستوں کی طرف سے وکالت کرتے تھے اور

---

1 کارل کاؤتسکی (پیدائش 1854ء) جرمن سوشل ڈیموکریٹ۔ خود مارکس اور اینگلس کے اثر میں آ کر مارکسزم کا حامی ہو گیا۔ 1909ء کے بعد سے اس کی سرگرمیوں میں موقع پرستی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ دوران جنگ میں مارکسزم کو بالکل ہی چھوڑ دیا اور نیم اشتراکی جنگجویانہ موقع پرستی اختیار کر لی۔ اکتوبر 1917ء کے روسی انقلاب کے زمانے سے سوویت حکومت کی مخالفت شروع کر دی اس وقت سے روس اور سوویت حکومت کی پُرزور مخالفت کرتا رہا یہاں تک کہ سوویت کے خلاف بیرونی مداخلت کا بھی حامی تھا۔

اس طرح مزدوروں سے غداری کرنے میں ان کے شریک تھے یہ لوگ لڑائی کی مخالفت کرنے کی ''انتہا پسندانہ'' گفتگو کر کے اپنی غداری کو چھپاتے تھے۔ ان باتوں کا اصلی مقصد مزدوروں کو دھوکا دینا ہوتا تھا۔ درحقیقت یہ ''درمیانی'' جتھا لڑائی کی حمایت کرتا تھا کیونکہ ان کی اس تجویز کا مقصد کہ لڑائی کے قرضے کی مخالفت کے بدلے صرف غیر جانبدار رہا جائے دراصل لڑائی کی حمایت کرنا تھا۔ نیم اشتراکی جنگجو قوم پرستوں کی طرح سے ان کا بھی یہ مطالبہ تھا کہ دوران جنگ میں طبقاتی جدوجہد بند کر دی جائے تاکہ ان کے ملک کی سامراجی حکومت لڑائی چلا سکے۔ جنگ اور اشتراکیت کے تمام اہم سوالوں پر ٹرانسکی نے لینن اور بالشویک پارٹی کی مخالفت کی۔

لڑائی چھڑتے ہی لینن نے ایک نئی انٹرنیشنل یعنی تیسری انٹرنیشنل بنانے کے لئے کوشش شروع کی۔ نومبر 1914ء میں بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے جنگ کے خلاف جو مینی فسٹو شائع کیا اس میں اس نے دوسری انٹرنیشنل کے بجائے جس کا شرمناک دیوالیہ پن ظاہر ہو چکا تھا۔ یہ تیسری انٹرنیشنل بنانے کے لئے آواز اٹھائی۔

فروری 1915ء میں برطانیہ، فرانس، روس اور بلجیم کے اشتراکیوں کی ایک کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ لینن کی ہدایت پر کامریڈ لتونیوف[1] نے اس کانفرنس میں تقریر کی اور مطالبہ کیا کہ واندرویلد[2]، سیمبا[3] اور گوئیسد[4] جیسے اشتراکیوں کو بلجیم اور فرانس کی سرمایہ دار حکومتوں سے استعفے دے دینا چاہئے اور سامراجیوں سے قطع تعلق کر کے ان کے ساتھ اشتراک عمل کرنے سے انکار کر

---

1 میکسم لتونیوف۔ پیدائش 1876ء۔ 1903ء میں جلاوطنی سے بھاگ کر لینن سے ملاقات کی اور پارٹی میں شامل ہو گئے۔ 1907ء سے 1917ء تک زیادہ تر لندن میں رہے اور انقلابی کام کرتے رہے۔ انقلاب کے بعد انگلستان میں روسی سفیر مقرر ہوئے۔ 1918ء میں برطانوی حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا لیکن کچھ عرصے کے بعد رہا کر دیا۔ 1930ء نائب وزیر خارجہ رہے۔ 1930ء سے 1939ء تک وزیر خارجہ رہے۔ 1941ء سے ممالک متحدہ امریکہ میں روسی سفیر ہیں۔ 1943ء میں پھر روس واپس آ گئے۔

2 ایمیل واندرویلد۔ بلجیم کا سوشلسٹ رہنما دوسری انٹرنیشنل کا صدر رہ چکا ہے۔ دوران جنگ میں بین الاقوامیت ترک کر کے قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا۔

3 سیمبا (1862ء سے 1922ء) فرانسیسی اشتراکی رہنما۔

4 ژول گوئیسد (1845ء سے 1922ء) فرانسیسی اشتراکی رہنما۔

دینا چاہئے۔ لتونوف نے یہ مطالبہ کیا کہ تمام اشتراکیوں کو اپنی سامراجی حکومتوں کے خلاف ہی توڑ کر جدوجہد کرنا چاہئے اور لڑائی کے قرضے کی موافقت کرنے کی مذمت کرنا چاہئے۔ لیکن اس کانفرنس میں کسی نے لتونوف کا ساتھ نہیں دیا۔

ستمبر 1915ء کے شروع میں بین الاقوامیت کے حامیوں کی پہلی کانفرنس سمروالڈ میں منعقد ہوئی۔ لینن نے اس کانفرنس کو جنگ کے خلاف بین الاقوامی تحریک کا پہلا قدم کہا۔ اس کانفرنس میں لینن نے ''زمروالڈ انتہا پسند حلقہ'' قائم کیا۔ لیکن اس حلقے میں بھی صرف بالشویک ہی پارٹی ایک ایسی تھی جس نے لینن کی رہنمائی میں لڑائی کے خلاف ایک صحیح اور مستحکم رویہ اختیار کیا۔ اس حلقے نے جرمن زبان میں فوربوٹے (نقیب) نامی رسالہ نکالا جس میں لینن نے بھی مضامین لکھے۔

1916ء میں بین الاقوامیوں نے سوئٹزرلینڈ کے ایک گاؤں کائن تھال میں ایک دوسری کانفرنس کی۔ یہ کانفرنس دوسری سمروالڈ کانفرنس کہلاتی ہے۔ اس وقت تک بین الاقوامی گروہ تقریباً تمام ملکوں میں قائم ہو چکے تھے اور ان بین الاقوامی عناصر اور نیم اشتراکی قوم پرستوں کا اختلاف اور زیادہ نمایاں ہو گیا تھا۔ لیکن اس وقت سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ لڑائی کے اثر اور اس کی مصیبتوں کی وجہ سے خود عوام انتہا پسندی کی جانب جھکنے لگے تھے۔ کینتھال کانفرنس میں جو مینفسٹو شائع ہوا وہ آپس میں اختلاف رکھنے والے گروہوں کے آپس کے سمجھوتے کا نتیجہ تھا اور زمروالڈ مینفسٹو سے بہتر تھا۔

لیکن زمروالڈ کانفرنس کی طرح کائن تھال کانفرنس نے بھی بالشویک پارٹی کے بنیادی اصولوں کو منظور نہیں کیا۔ یعنی یہ کہ سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کر دیا جائے، اپنی اپنی سامراجی حکومتوں کو شکست دی جائے اور ایک تیسری انٹرنیشنل قائم ہو۔ پھر بھی کائن تھال کانفرنس نے بین الاقوامی عناصر کو مجتمع کرنے میں مدد دی جن سے بعد میں تیسری انٹرنیشنل کی تعمیر ہوئی۔

لینن روزا لکسمبرگ[1] اور کارل لیبکنشٹ[2] جیسے انتہا پسند سوشل ڈیموکریٹوں کی غلطیوں کو

---

1 روزا لکسمبرگ (1871ء سے 1919ء) جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے انتہا پسند حلقے کی رہنما جرمنی میں کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد رکھنے میں مدد دی۔ روزا لکسمبرگ کی خدمتیں انقلاب کے لئے نہایت بیش بہا تھیں پھر بھی کئی سوالوں پر انہوں نے نظری غلطیاں کیں۔ 1919ء میں انہیں جرمنی میں ہلاک کر دیا گیا۔

2 (1871ء سے 1919ء) مشہور جرمن سوشل ڈیموکریٹ ولیم لیبکنشٹ کا بیٹا۔ جرمنی میں کمیونسٹ پارٹی کی سنگ بنیاد رکھنے میں مدد دی۔ 1919ء میں اشتراکی حکومت نے انہیں روزا لکسمبرگ کے ہمراہ گرفتار کر لیا اور گرفتاری ہی کی حالت میں رجعت پسند افسروں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

ظاہر کیا۔ یہ لوگ تو بین الاقوامیت کے حامی تھے لیکن ان کا عمل ہمیشہ ان کے اصولوں کے مطابق نہ رہتا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ لینن نے ان کو صحیح راستے پر پہنچنے میں مدد دی۔

3۔ امن، جنگ اور انقلاب کے سوال پر بالشویک پارٹی کا نظریہ اور اس کی حکمت عملی

بالشویک ان امن پسندوں میں سے نہ تھے جو امن کا پرچار کرکے اس کی آس لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسے کہ زیادہ تر انتہا پسند سوشل ڈیموکریٹ تھے۔ بالشویک امن و صلح کے لئے ایک انقلابی جدوجہد کے رویہ کی حمایت کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اس کے لئے جنگجو سامراج پرست سرمایہ دار طبقے کی حکومت کا تختہ الٹ دینا چاہتے تھے۔ بالشویکوں کا یہ خیال تھا کہ امن کا انحصار مزدوروں کے انقلاب کی کامیابی پر ہے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ جنگ کو ختم کرکے ایسی منصفانہ صلح کرنے کا جس میں نہ دوسرے ملکوں پر قبضہ ہو اور نہ تاوان جنگ، بہترین ذریعہ یہ ہے کہ سامراجی سرمایہ دار طبقے کی حکومت ختم کر دی جائے۔

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کے اس غدارانہ نظریے کے برخلاف کہ دوران جنگ میں انقلاب کا خیال ترک کر دیا جائے اور ملک میں ''امن'' برقرار رکھا جائے، بالشویکوں نے یہ آواز اٹھائی کہ ''سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کر دیا جائے'' اس کا مقصد یہ تھا کہ تمام محنت کش لوگ جن میں وہ مسلح کسان اور مزدور بھی شامل تھے جو سپاہیوں کی وردی پہنے تھے اپنے ہتھیار اپنے ہی ملک کے سرمایہ دار طبقے کے خلاف اٹھا لیں اور اس کی حکومت کو ختم کر دیں تاکہ جنگ ختم ہو جائے اور ایک منصفانہ صلح ہو سکے۔

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کے اس نظریے کی مخالفت میں کہ سرمایہ دار وطن کی حفاظت کی جائے، بالشویکوں نے ''سامراجی جنگ کے دور میں اپنی اپنی حکومت کو شکست دینے کی تجویز پیش کی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لڑائی کے قرضوں کے خلاف ووٹ دیا جائے، فوجوں میں غیر قانونی انقلابی جماعتیں بنائی جائیں، میدان جنگ میں سپاہیوں میں آپس میں بھائی چارہ پیدا کیا جائے، جنگ کے خلاف مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی کارروائی کی تنظیم کی جائے اور ان تمام کارروائیوں کو اپنے ملک کی سامراجی حکومت کے خلاف بغاوت میں تبدیل کر دیا جائے۔

بالشویک یہ کہتے تھے کہ عوام کے لئے یہ بات نسبتاً کم نقصان دہ ہوگی کہ سامراجی جنگ میں

زار کی حکومت کو شکست ہو کیونکہ اس صورت میں عوام کو زار کے خلاف فتح حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے گی اور مزدور طبقہ سرمایہ داروں کی غلامی اور سامراجی جنگ سے نجات حاصل کر سکے گا۔ لینن کا یہ کہنا تھا کہ اپنی سامراجی حکومت کو شکست کے لئے کوشش کرنے کی حکمت عملی صرف روسی انقلابیوں کو ہی نہیں بلکہ ان تمام ملکوں کے انقلابیوں کو اختیار کرنی چاہیے جو جنگ میں شامل ہیں۔

بالشویک ہر طرح کی جنگ کے خلاف نہ تھے۔ وہ صرف ایسی لڑائیوں کے خلاف تھے جن کا مقصد دوسرے ملکوں کو فتح کرنا تھا یعنی سامراجی لڑائیاں۔ بالشویک کہتے تھے کہ لڑائیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔

(ا) منصفانہ لڑائیاں جو دوسرے ملکوں کو فتح کرنے کے لئے نہ ہوں بلکہ عوام کو بیرونی حکومتوں کے حملے سے بچانے اور سرمایہ داروں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے ہوں یا جو نو آبادیات اور محکوم اقوام کو سامراجیت کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے لڑی جائیں۔

(ب) غیر منصفانہ لڑائیاں یا ملک گیری کی لڑائیاں جو غیر ملکوں اور قوتوں کو غلام بنانے کے لئے ہوں۔

پہلی قسم کی لڑائیوں کی بالشویک حمایت کرتے تھے۔ جہاں تک دوسری قسم کی لڑائیوں کا تعلق تھا، بالشویک یہ کہتے تھے کہ ان کے خلاف نہایت ثابت قدمی سے جدوجہد کی جائے یہاں تک کہ انقلاب کر کے ملک کی سامراجی حکومت کو ختم کر دیا جائے۔

جنگ کے دوران میں لینن نے جو نظری کام کیا اس کی دنیا کے مزدور طبقے کے لئے بڑی اہمیت ہے۔ 1916ء کے بہار کے موسم میں لینن نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''سامراجیت، سرمایہ داری کی آخری منزل'' اس کتاب میں لینن نے ثابت کیا کہ سامراجیت سرمایہ داری کا آخری درجہ ہے جس میں وہ ترقی پسندی کے دور سے گزر کر طفیلی حیثیت اختیار کرتی ہے، دوسروں کا خون چوس کر زندہ رہتی ہے اور اس دور میں وہ تنزل پذیر ہو جاتی ہے۔ شہنشاہیت کا دور سرمایہ داری کے انحطاط کا زمانہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرمایہ داری بغیر مزدوروں کے انقلاب کے خود بخود ختم ہو جائے گی۔ لینن نے برابر یہ بتایا کہ مزدوروں کے انقلاب کے بغیر سرمایہ داری ختم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگرچہ لینن نے سامراجیت کو سرمایہ داری کے انحطاط کا دور بتایا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ''سامراجیت ایک ایسا دور ہے جس کے بعد ہی مزدوروں کا سماجی انقلاب ہوگا۔''

لینن نے یہ بھی دکھایا کہ سامراجیت کے دور میں سرمایہ داری کا جوا اور بھی بھاری ہو جاتا ہے۔ سرمایہ داری کی بنیادوں کے خلاف مزدوروں کی شورش بڑھنے لگتی ہے اور سرمایہ دار ملکوں میں انقلابی بغاوت کے آثار جمع ہونے لگتے ہیں۔

اس کے علاوہ نو آبادیات اور محکوم ممالک میں انقلابی بحران اور بڑھ جاتا ہے اور سامراجیت کے خلاف بغاوت اور سامراجیت سے نجات حاصل کرنے کی جنگ کا مواد اکٹھا ہونے لگتا ہے۔

لینن نے یہ بھی کہا کہ سامراجیت کے دور میں ترقی کی ناہمواری اور سرمایہ دارانہ نظام کا اندرونی تضاد زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ منڈیاں حاصل کرنے کی اور دوسرے ملکوں میں سرمایہ لگانے کی کشمکش، نو آبادیوں اور کچے مال کے ماخذ پر قبضہ کرنے کی جدوجہد کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کا دوبارہ بٹوارہ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً سامراجی لڑائیاں ہوا کریں۔

لینن نے کہا کہ سرمایہ داری کی اسی ناہموار ترقی کی وجہ سے سامراجی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں اور یہ لڑائیاں سامراجیت کو کمزور کر کے اس بات کا امکان پیدا کرتی ہیں کہ سامراجی محاذ کو اس کے کمزور ترین مقام پر توڑا جائے گا۔

ان تمام باتوں سے لینن نے یہ نتیجہ نکالا کہ مزدور طبقے کے لئے یہ ممکن ہے کہ سامراجی محاذ کو ایک یا کئی مقام پر توڑ سکے۔ اشتراکیت کی کامیابی ابتداء میں کئی ملکوں میں یا اکیلے ایک ملک میں بھی ممکن ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ تمام ملکوں میں ساتھ ہی ساتھ اشتراکیت کی جیت ہو جائے کیونکہ ہر ملک میں سرمایہ داری کی ترقی کی رفتار یکساں نہیں۔ اشتراکیت پہلے ایک یا کئی ممالک میں کامیاب ہوگی اور باقی ممالک کچھ دنوں تک اور سرمایہ داروں کے زیر اثر رہیں گے۔

ان نتیجوں کو لینن نے اپنے دو مضامین میں جو دوران جنگ میں لکھے گئے تھے۔ نہایت وضاحت سے بیان کیا۔

(1) ''سرمایہ داری کا یہ ایک اٹل قانون ہے کہ تمام ملکوں کی سیاسی اور معاشی ترقی یکساں نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اشتراکیت کی کامیابی پہلے چند ممالک میں یا اکیلے ایک ہی ملک میں ہوگی اس ملک کا کامیاب مزدور طبقہ اپنے ملک کے سرمایہ داروں کی ملکیت کو ضبط کر کے دولت کی اشتراکی پیداوار کی تنظیم کر کے بقیہ سرمایہ دار دنیا کا مقابلہ کرے گا اور دوسرے ملکوں کے مظلوم طبقے اس کا

اتحاد کا نعرہ'' مصنفہ اگست 1915)۔ 1

ساتھ دیں گے (''یورپ کی حکومتوں کے

(2) ''سرمایہ داری مختلف ملکوں میں انتہائی غیر یکسانیت سے ترقی کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ

جنسی 2 پیداوار کے نظام کے اندر اس کے علاوہ کچھ ہو بھی نہیں سکتا، اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے

کہ اشتراکیت تمام ممالک میں ساتھ ساتھ کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ پہلے یہ ایک یا ایک سے

زیادہ ممالک میں کامیابی حاصل کرے گی جبکہ بقیہ ملکوں میں سرمایہ داری یا اس سے پہلے کا نظام کچھ

دنوں اور قائم رہے گا۔ اس وجہ سے نہ صرف آپس میں تصادم ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ یہ بھی ہوگا کہ

دوسرے ملکوں کے سرمایہ دار اشتراکی ملک کے فتح مند مزدور طبقے کو کچلنے کی براہ راست کوشش کریں

م ایسی صورت میں ہماری لڑائی حق اور انصاف کی لڑائی ہوگی۔ یہ لڑائی اشتراکیت کے لئے اور

دوسری قوموں کو سرمایہ داروں سے نجات دلانے کے لئے ہوگی'' (''مزدوروں کے انقلاب کا جنگی

پروگرام'' مصنفہ 1916ء)۔ 3

اشتراکی انقلاب کا یہ ایک نیا اور مکمل نظریہ تھا، ایک ایسا نظریہ تھا جو اشتراکیت کی علیحدہ

علیحدہ ملکوں میں کامیابی ممکن سمجھتا تھا اور جو یہ بتاتا تھا کہ اشتراکیت کی کامیابی کن حالات میں

ممکن ہے اور اسے کن مرحلوں سے گذرنا ہوگا۔ اس نظریئے کے بنیادی اصول لینن نے 1905ء

ہی میں اپنی کتاب ''جمہوری انقلاب کے دور میں سوشل ڈیموکریٹوں کے دو عملی راستے'' میں

بیان کر دیئے تھے۔

سرمایہ داری کے اس دور میں جو سامراجیت سے پہلے کا دور تھا عام طور پر مارکسیوں کا خیال

یہ تھا کہ اشتراکیت کی جیت کسی ایک ملک میں ممکن نہیں اور یہ تمام مہذب ملکوں میں ساتھ ہی ساتھ

ہوگی۔ لینن کا نظریہ ان خیالوں سے بنیادی طور پر مختلف تھا۔ سامراجی سرمایہ داری کے متعلق جو

واقعات لینن نے اپنی کتاب ''سامراجیت'' میں درج کئے انہوں نے مندرجہ بالا رائے کو فرسودہ

اور غلط ثابت کر دیا۔ لینن کے نئے نظریئے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اشتراکیت کی تمام ملکوں میں

---

1 لینن انتخاب، جلد 5، ص 141۔

2 جنس یا ''کموڈیٹی'' مارکسی معاشیات کی اصطلاح میں ان چیزوں کو کہتے ہیں جو تبادلے کے لئے پیدا کی جائیں۔ پیداوار دولت کا وہ نظام جس میں زیادہ تر چیزیں تبادلہ کرنے کے لئے پیدا کی جاتی ہیں جنسی پیداوار کا نظام کہلاتا ہے۔

3 لینن، مجموعہ، جلد 19، ص 225۔

ساتھ ساتھ کامیابی ناممکن ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ کسی ایک سرمایہ دار ملک میں ایک وقت میں

اشتراکیت کامیاب ہو جائے۔

اشتراکی انقلاب کے بارے میں لینن کے اس نظریئے کی نہ صرف یہ اہمیت ہے کہ اس نے

مارکسزم کے نظری خزانے میں گراں بہا اضافہ کیا بلکہ یہ بھی ہے کہ یہ الگ الگ ملکوں کے مزدوروں

کے سامنے انقلابی راستہ کھول دیتا ہے اور انہیں دوسرے ملکوں کی پابندی سے رہا کر کے اس بات کا

موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے ملک کے سرمایہ داروں کے خلاف انقلابی کارروائی کر سکیں۔ یہ نظریہ انہیں

تعلیم دیتا ہے کہ وہ جنگی حالات سے فائدہ اٹھا کر اپنے ملک کے سرمایہ داروں پر حملہ کریں، اور اس

سے مزدور انقلاب کی کامیابی میں ان کا عقیدہ اور زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

جنگ، امن اور انقلاب کے سوال پر بالشویک پارٹی کا نظری اور عملی رویہ یہی تھا، اور اسی

کے مطابق انہوں نے روس میں عمل کیا۔

لڑائی کے ابتدائی زمانے میں پولیس کی سختیوں کے باوجود دیوما کے بالشویک ممبروں نے جن میں

بادائف، پترفسکی، مورانوف، ساموئی لوف اور شاگوف شامل تھے، کئی مقامی انجمنوں کا دورہ کیا اور ان

کو جنگ اور انقلاب کے سوال پر بالشویک رویہ سمجھایا۔ نومبر 1914ء میں ریاستی دیوما کے بالشویک

ممبروں کی ایک کانفرنس لڑائی کے سوال پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے تیسرے ہی دن

جو لوگ موجود تھے گرفتار کر لئے گئے۔ عدالت نے بالشویک ممبروں کے شہری حقوق چھین لئے اور انہیں

مشرقی سائبیریا میں جلاوطن کر دیا۔ حکومت نے ان پر زار سے بغاوت کا الزام لگایا تھا۔

دیوما کے ممبروں کی سرگرمی کی جو داستان عدالت میں سنائی گئی اس سے ہماری پارٹی کی عزت

میں اضافہ ہوا۔ بالشویک نمائندوں نے بڑی دلیری سے کام لیا۔ انہوں نے خود زار کی عدالت میں

کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ زار کی حکومت دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنے کے لئے لڑ رہی ہے۔

مگر کامنیف 1 کا رویہ جو ان لوگوں کے ساتھ ہی ماخوذ تھا بالکل مختلف رہا۔ اپنی بزدلی کی وجہ

---

1 کامنیف (پیدائش 1883ء) 1903ء سے بالشویکوں کے ساتھ ہو گیا۔ فروری کے انقلاب کے بعد سے پارٹی کی اکثریت کے خلاف موقع پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ جب سے اکثر و بیشتر لینن کی مخالفت کرتا رہا۔ 1925ء میں زینوویف کے ساتھ نئے مخالفین میں شریک ہوا اور یہ دوسرے ہی سال ٹراٹسکی کے ساتھ مخالف گروہ میں شامل ہو گیا۔ 1928ء میں پارٹی سے نکال دیا گیا لیکن فوراً ہی معافی مانگ لی۔ پھر بھی پارٹی کے مخالفین کی مدد کرتا رہا اور 1932ء میں آخری بار پارٹی سے نکال باہر کیا گیا۔

نے خطرے کا پہلا احساس ہوتے ہی اُس نے بالشویک رویے سے اپنے کو علیحدہ کرلیا اور یہ اعلان کیا کہ جنگ کے سوال پر وہ بالشویک پارٹی سے اتفاق نہیں رکھتا اور اس کو ثابت کرنے کے لئے اُس نے منشویک ڈوروداننسکی کو گواہ کی حیثیت سے طلب کرنے کی درخواست کی۔

بالشویکوں نے جنگی صنعتی کمیٹیوں کے خلاف جو لڑائی کی مدد کے لئے قائم کی گئی تھیں نہایت کامیابی سے کام کیا، اور انہوں نے منشویکوں کی اس کوشش کی بھی مخالفت کی کہ مزدوروں پر سامراجی سرمایہ داروں کا اثر قائم کیا جائے۔ سرمایہ داروں کے لئے یہ ضروری تھا کہ ہر شخص کو اس بات کا یقین دلادیں کہ سامراجی جنگ درحقیقت قومی جنگ ہے۔ دوران جنگ میں سرمایہ داروں نے سلطنت کے معاملات پر کافی اثر حاصل کرلیا، اور ملک بھر میں اپنی انجمنیں قائم کیں جو زیمستووں اور شہروں کی انجمنیں کہلاتی تھیں۔ سرمایہ داروں کے مقاصد کے لئے یہ ضروری تھا کہ مزدوروں کو بھی اس کی قیادت اور اثر میں لایا جائے۔ اُنہوں نے اس کا یہ ذریعہ نکالا کہ جنگی صنعتی کمیٹیوں کے ماتحت "مزدوروں کے حلقے" بنائے جائیں۔ منشویکوں نے اس خیال کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ سرمایہ داروں کا فائدہ اسی میں تھا کہ ان کمیٹیوں میں مزدوروں کے ایسے نمائندے شامل ہوں جو مزدوروں کو گولہ بارود، توپ، بندوق اور دوسرے جنگی سامان کی پیداوار بڑھانے پر آمادہ کریں۔ سرمایہ داروں کا نعرہ یہ تھا کہ "ہر چیز جنگ کے لئے اور ہر آدمی جنگ کے لئے" درحقیقت اس کے معنی یہ تھے کہ "لڑائی کے ٹھیکوں پر منافع خوری کرکے امیر ہو جاؤ اور غیر ملکوں پر قبضہ جماؤ"۔ منشویکوں نے سرمایہ داروں کی اس بناوٹی حب الوطنی کی اسکیم میں جی کھول کر حصہ لیا۔ اُنہوں نے مزدوروں کو "مزدوروں کے حلقوں" میں شریک کرنے کی سخت کوشش کرکے سرمایہ داروں کی مدد کی۔ بالشویک اس اسکیم کے خلاف تھے۔ اُنہوں نے مزدوروں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ان کمیٹیوں کا بائیکاٹ کریں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے لیکن چند مزدوروں نے گووذیف نامی ایک نمایاں منشویک اور ابروسیموف نامی ایک سیاسی اشتعالئے کی قیادت میں جنگی صنعتی کمیٹیوں میں حصہ لیا۔ بہرحال ستمبر 1915ء میں جب "مزدوروں کے حلقے" کے آخری انتخاب کے لئے مزدوروں کے نمائندے جمع ہوئے تو یہ ظاہر ہوا کہ ان میں سے زیادہ تر شرکت کے مخالف ہیں۔ اُنہوں نے ایک قرارداد منظور کی جس میں جنگی صنعتی کمیٹیوں میں شرکت کی مخالفت کی اور یہ اعلان کیا کہ مزدوروں نے صلح قائم کرنے اور زار کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے جدوجہد کرنا اپنا

نصب العین قرار دیا ہے۔

بالشویکوں نے فوجوں اور بحری بیڑوں میں بھی اپنی سرگرمی بڑھادی۔ اُنہوں نے سپاہیوں اور ملاحوں کو یہ سمجھایا کہ جنگ کی مصیبتوں کی ذمہ داری کس پر ہے، انہوں نے کہا کہ سامراجی قتل خانے سے نجات کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ ہے انقلاب۔ بالشویکوں نے فوجوں اور بیڑوں میں، محاذ پر اور عقب میں چھوٹے چھوٹے مرکز قائم کئے اور اعلان نامے بانٹ کر یہ آواز اٹھائی کہ جنگ کے خلاف جدوجہد کی جائے۔

کرونشٹاڈ میں بالشویکوں نے "کرونشٹاڈ کے فوجی اداروں کی مرکزی کمیٹی" قائم کی جس کا پارٹی کی پیٹروگراڈ کی کمیٹی سے گہرا تعلق تھا۔ پیٹروگراڈ پارٹی کمیٹی کا ایک فوجی ادارہ شہر کی فوجوں میں کام کرنے کے لئے قائم کیا گیا۔ اگست 1916ء میں پیٹروگراڈ اوخرانا کے افسر نے لکھا کہ "کرونشٹاڈ مرکزی کمیٹی خفیہ طور پر نہایت منظم ہوگئی ہے اس کے ممبر بڑے خاموش اور ہوشیار ہیں۔ اس کے نمائندے ساحل پر بھی موجود ہیں۔"

میدان جنگ میں پارٹی نے اس بات کی کوشش کی کہ مخالف فوجوں میں آپس میں بھائی چارہ بڑھایا جائے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سپاہیوں کا اصلی دشمن دنیا بھر کا سرمایہ دار طبقہ ہے اور لڑائی کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کیا جائے اور اپنے ہتھیار اپنے ہی ملک کے سرمایہ داروں اور اپنی ہی سامراجی حکومت کے خلاف اٹھائے جائیں۔ فوجی دستوں کے آگے بڑھنے سے انکار کرنے کے واقعات کثرت سے ہونے لگے۔ ایسے واقعات 1915ء ہی سے پیش آنے لگے اور 1916ء میں اُن کی تعداد اور زیادہ ہوگئی۔

بالشویکوں کی سرگرمیاں شمالی محاذ کی فوجوں میں یعنی بالٹک کے صوبوں میں خاص طور پر پھیلی ہوئی تھیں۔ 1917ء کی ابتداء میں جنرل رُزسکی نے جو شمالی محاذ کی فوجوں کا افسر تھا صدر دفتر کو یہ اطلاع بھیجی کہ بالشویکوں نے اس محاذ پر نہایت زوردار انقلابی تحریک پھیلادی ہے۔

لڑائی نے عوام کی زندگی اور خاص طور پر دنیا بھر کے مزدور طبقے کی زندگی میں ایک خاص تبدیلی پیدا کردی۔ ریاستوں، قوموں اور اشتراکی تحریک کی قسمت کے فیصلے کا انحصار جنگ پر تھا۔ اس لئے جنگ وہ کسوٹی تھی جس پر ان تمام جماعتوں اور تحریکوں کو پرکھا جاسکتا تھا جو اپنے کو اشتراکی

کہتی تھیں۔ اس وقت اصلی سوال یہ تھا آیا یہ جماعتیں اشتراکیت اور بین الاقوامیت کے راستے پر قائم رہیں گی یا مزدور طبقہ کے مفاد کو چھوڑ کر اپنے اپنے جھنڈے لپیٹ کر اپنے ملک کے سرمایہ داروں کے قدموں پر رکھ دیں گی۔

جنگ نے یہ ظاہر کر دیا کہ دوسری انٹرنیشنل کی جماعتیں اس امتحان میں ناکامیاب رہیں۔ انہوں نے مزدور طبقے سے غداری کی اور اپنے جھنڈے اپنے ملک کے سرمایہ داروں کے قدموں پر رکھ دیئے۔

اور جو کچھ انہوں نے کیا اس سے مختلف ان کا رویہ ہو بھی نہ سکتا تھا کیونکہ اُنہوں نے موقع پرستی کو اپنے اداروں میں بڑھنے دیا اور موقع پرستوں اور قوم پرستوں سے سمجھوتہ کرنا ہی سیکھا تھا۔

جنگ نے یہ ثابت کر دیا کہ صرف بالشویک پارٹی وہ جماعت تھی جس نے اس امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی اور جو مستقل مزاجی سے اشتراکیت اور مزدور طبقے کی بین الاقوامیت کے اصولوں پر قائم رہی۔

اور اس سے اُمید بھی اسی کی تھی کیونکہ وہی پارٹی جو ایک نئے طرز کی ہو، جو موقع پرستی کے جی توڑ مقابلہ کی فضا میں بڑھی ہو اور جو خود ہر قسم کی موقع پرستی اور قوم پرستی سے بَری ہو، اس سخت امتحان میں پوری اتر سکتی تھی، مزدور طبقے کے مفاد کی پیروی کر سکتی تھی اور اشتراکیت و بین الاقوامیت کے اصولوں پر عمل کر سکتی تھی۔

بالشویک پارٹی ایسی ہی پارٹی تھی۔

4۔ زار کی فوجوں کی شکست۔ معاشی انتشار۔ زاریت کی بدحالی۔

جنگ کو شروع ہوئے اب تک تین برس ہو چکے تھے۔ لاکھوں آدمی یا تو لڑائی میں مارے گئے یا ان زخموں کی وجہ سے مر گئے یا ان وبائی بیماریوں کا شکار ہوئے جو لڑائی کی وجہ سے پھیلی تھیں۔ زمیندار اور سرمایہ دار اس لڑائی سے منافع اٹھا رہے تھے۔ لیکن مزدوروں اور کسانوں کو روز افزوں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ جنگ، روس کی معاشی زندگی کی بنیادیں ہلا رہی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ کروڑ تندرست آدمی معاشی کاموں سے ہٹا کر فوج میں بھرتی ہو گئے تھے۔ مِل اور کارخانے بند ہونے لگے۔ کسانوں کی کمی کی وجہ سے کاشت کا رقبہ گھٹ گیا۔ عوام اور سپاہی جو محاذ

پر تھے بھوکوں مرنے لگے اور پہننے اوڑھنے کی تکلیف اٹھانے لگے۔ جنگ ملک کی ساری دولت کھائے جا رہی تھی۔

زار کی فوجوں کو شکست پر شکست ہوئی۔ جرمن توپخانے نے زار کی فوجوں پر گولوں کی بھرمار کر دی۔ اس کے برخلاف زار کی فوجوں کے پاس توپوں، گولوں اور یہاں تک کہ بندوقوں کی بھی کمی تھی۔ کبھی کبھی تین سپاہیوں کے بیچ میں ایک ہی بندوق ہوتی۔ دوران جنگ ہی میں یہ بھید کھلا کہ زار کا وزیر جنگ سوخوملینوف غدار تھا جس کے تعلقات جرمن جاسوسوں سے تھے اور جو جرمن جاسوسوں کی ہدایتوں پر عمل کر کے سامان جنگ کے محاذ پر پہنچنے کے انتظام میں خرابی ڈالتا تھا تاکہ محاذ پر بندوقوں اور توپوں کی کمی ہو جائے۔ زار کے بعض وزراء اور جنرل چپکے چپکے جرمن فوجوں کی کامیابی میں مدد دیتے تھے۔ یہ لوگ اور زارینہ، جس کے جرمنی سے خاندانی تعلقات تھے، فوجی رازوں کی اطلاع جرمنوں کو دیدیتے تھے۔ ان وجوہ سے یہ بات تعجب خیز نہیں کہ زار کی فوجوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ 1916ء کے اختتام تک جرمنوں نے پولینڈ اور بالٹک کے صوبوں کے کچھ حصوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

ان تمام باتوں نے مزدوروں، کسانوں، سپاہیوں اور تعلیم یافتہ جماعت میں زار کی حکومت کے خلاف نفرت اور غصے کے جذبات برانگیختہ کر دیئے۔ ملک کے اندر اور میدان جنگ میں، سرحدی خطوں میں اور درمیانی حصوں میں ہر جگہ جنگ اور زار کے خلاف عوام کی انقلابی تحریک بڑھنے لگی۔

زار کے خلاف روس کے سامراجی سرمایہ دار طبقے میں بھی بے اطمینانی پھیلنے لگی۔ اس کو یہ ناگواری تھی کہ راسپوٹین[1] جیسے بدمعاش جو جرمنی سے علیحدہ صلح کرنے کی کوشش کر رہے تھے دربار میں اس پر حکم چلایا کرتے تھے۔ سرمایہ دار طبقے کو روز بروز اس کا یقین ہونے لگا کہ زار کی حکومت جنگ کو کامیاب بنانے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اسے یہ خطرہ تھا کہ زار اپنے کو بچانے کے لئے جرمنی

---

[1] راسپوٹین ___ پیدائش 1871ء۔ ابتداء میں ایک پادری تھا لیکن ہمیشہ ہی سے اس کی بدمعاشیاں ضرب المثل تھیں۔ اس نے زارینہ پر بہت گہرا اثر حاصل کر لیا تھا اور 1910ء سے 1916ء تک ملک کے تمام معاملات اس کی مرضی سے طے ہوتے تھے۔ 1916ء میں اس نے جرمنوں سے تعلقات قائم کیے جاگیرداروں کے ایک طبقے نے اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اسے دسمبر 1916ء میں قتل کر دیا۔

ے کہیں الگ صلح نہ کرلے۔ اس لئے سرمایہ داروں نے یہ طے کیا کہ محل کے اندر کایا پلٹ کرکے زار نکولس دوئم کو تخت سے ہٹا کر اس کے بھائی میکائیل رومانوف کو جس کے سرمایہ دار طبقے سے تعلقات بھی تھے زار بنادے۔ اس طرح وہ ایک تیر سے دو شکار مارنا چاہتے تھے۔ پہلی بات یہ ہوتی کہ خود سرمایہ دار طبقہ برسراقتدار ہوجاتا اور سامراجی جنگ کو زوروں پر چلایا جاسکتا دوسری چیز یہ ہوتی کہ محل کے اندر کی اس چھوٹی سی الٹ پلٹ کے ذریعہ سے بڑھتے ہوئے عوامی انقلاب کو روکا جاسکتا ہے۔

اس امداد میں انگلستان اور فرانس کی حکومتوں نے روسی سرمایہ داروں کا ساتھ دیا کیونکہ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ زار جنگ کو کامیابی سے چلا نہ سکتا تھا۔ ان کو یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں وہ جرمنی سے علیحدہ صلح کرکے جنگ ختم نہ کردے۔ اس صورت میں انگلستان اور فرانس نہ صرف ایک ایسا ساتھی کھو بیٹھتے جو ایک الگ محاذ پر دشمن کی فوجوں سے جنگ کرتا تھا بلکہ فرانس کی فوجوں کے لئے بھی ہزاروں چنیدہ روسی سپاہیوں کا انتظام کرتا تھا۔ اس لئے محل کے اندر کی الٹ پلٹ کی کوشش میں انہوں نے روسی سرمایہ داروں کی مدد کی۔

اس طرح زار بے یار و مددگار ہوگیا۔

ایک طرف تو میدان جنگ میں شکست پر شکست ہو رہی تھی دوسری طرف ملک کے اندر معاشی انتشار بڑھ رہا تھا۔ 1917ء کی جنوری اور فروری میں غذا، کوئلے اور کچے مال کی کمی انتہا تک پہنچ گئی۔ پیٹروگراڈ اور ماسکو میں غذا کا سامان پہنچنا قریب قریب بند ہوگیا۔ کارخانوں پر کارخانے بند ہونے لگے اور اس وجہ سے بے روزگاری بڑھنے لگی۔ مزدوروں کی حالت تو خاص طور پر ناقابل برداشت تھی۔ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو اس بات کا یقین ہونے لگا کہ اس ناقابل برداشت صورت حال کو بدلنے کا واحد راستہ زار کی مطلق العنانی کو ختم کردینا ہے۔

زار کی حکومت کے خاتمہ کا وقت آگیا تھا۔

سرمایہ دار طبقے نے محل کے اندر سیاسی کایا پلٹ کرکے اس بحران کو حل کرنا چاہا۔ لیکن عوام نے اس مصیبت کو اپنے طور پر دور کیا۔

5۔ فروری کا انقلاب۔ زار کی سلطنت کی بربادی۔ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں قائم کرنا۔ عارضی حکومت کی تشکیل۔ دوعملی کا قیام۔

9۔ جنوری کی ہڑتال سے 1917ء کا نیا سال شروع ہوا۔ اس ہڑتال کے دوران میں پیٹروگراڈ، ماسکو، باکو اور نزنی نوادگراد میں مظاہرے ہوئے۔ ماسکو بھر کے تقریباً تہائی مزدوروں نے 9۔ جنوری کی ہڑتال میں حصہ لیا۔ توریسکو کے بولیوارد[1] پر تقریباً دو ہزار آدمیوں کے مظاہرے کو سوار پولیس نے منتشر کردیا۔ پیٹروگراڈ کے وی برگ شوسے[2] کے ایک مظاہرے میں سپاہی بھی شریک ہوگئے۔

پیٹروگراڈ پولیس نے یہ اطلاع دی کہ ”روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد میں لوگ عدم ہڑتال کے خیال کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور یہ خیال اسی قدر مقبول ہو رہا ہے جیسا کہ 1905ء میں تھا۔“

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے یہ چاہا کہ اس انقلابی تحریک کو ان ڈھروں پر لگا دیا جائے جن پر روشن خیال سرمایہ دار طبقہ انہیں چلانا چاہتا ہے۔ منشویکوں نے یہ تجویز کی کہ مزدوروں کا ایک جلوس دیوما کی افتتاح کے دن 14۔ فروری کو دیوما تک لے جایا جائے۔ لیکن مزدوروں نے بالشویکوں کی پیروی کی اور دیوما تک جانے کے بجائے ایک عام مظاہرے میں شریک ہوئے۔[3]

18۔ فروری 1917ء کو پیٹروگراڈ کے پتی لوف ورکس میں ایک ہڑتال شروع ہوئی 22۔ فروری کو زیادہ تر بڑے بڑے کارخانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کردی۔ بین الاقوامی یوم خواتین (23۔ فروری) کو پیٹروگراڈ بالشویک کمیٹی کی آواز پر مزدور عورتیں فاقہ کشی، جنگ اور زار کی حکومت کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئیں۔ پیٹروگراڈ کے مزدوروں نے عورتوں کے اس مظاہرے کی تائید میں شہر بھر میں ہڑتال کردی۔ سیاسی ہڑتال بڑھ کر زاری نظام کے خلاف ایک عام سیاسی مظاہرے میں تبدیل ہونے لگی۔ 24۔ فروری کو اور زیادہ جوش سے مظاہرہ کیا گیا ہڑتالیوں کی تعداد اس وقت دو لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔

1۔ بولیوارد اور شوسے بمعنی شاہراہ۔

2۔ ایضاً۔

3۔ یہ سب تاریخیں پرانے حساب کی ہیں نئے حساب کے لئے 13 دن بڑھا دینا چاہیے۔

25- فروری 1917ء کو پیٹروگراڈ کا سارا مزدور طبقہ انقلابی تحریک میں شریک ہو گیا۔ الگ
الگ محلوں کی ہڑتالیں مل کر شہر بھر کی ایک عام سیاسی ہڑتال بن گئی۔ ہر جگہ مظاہرے ہوئے اور
پولیس سے جھڑپیں ہوئیں۔ مزدوروں کے مجمعوں پر لال جھنڈے اڑ رہے تھے جن پر اس قسم کے
سیاسی نعرے لکھے ہوئے تھے جیسے ''زار کا راج برباد ہو''، ''جنگ ختم ہو''، ''ہم کو غذا دو''۔

26- فروری کی صبح سے سیاسی ہڑتال اور مظاہروں نے بغاوت کی صورت اختیار کرنی شروع کر دی۔ مزدوروں نے پولیس اور گارڈ والوں سے ہتھیار لے لئے اور اپنے کو مسلح کرنے لگے پھر بھی پولیس سے جھڑپوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ زنامنسکایا اسکوائر میں ایک مظاہرہ گولیوں سے منتشر کر دیا گیا۔ پیٹروگراڈ فوجی علاقے کے افسر جنرل خابلوف نے یہ اعلان کیا کہ اگر 28- فروری تک مزدور اپنے اپنے کام پر لوٹ نہیں آئے تو انہیں محاذ پر بھیج دیا جائے گا۔ 25- فروری کو زار نے جنرل خابلوف کو یہ حکم دیا کہ ''دارالسلطنت کی بغاوت کل تک فرو کر دو۔''

لیکن انقلابی بغاوت کو فرو کرنا اب ممکن نہ تھا۔ 26- فروری کو پاولوفسکی کی کمان کی فوج کے چوتھے دستہ نے مزدوروں پر گولیاں چلانے کے بجائے ان کا ساتھ دیا اور ان سوار پولیس کے دستوں پر گولیاں چلائیں جو مزدوروں پر حملہ کر رہے تھے۔ فوجوں کی امداد حاصل کرنے کے لئے مزدوروں نے بڑی مستعدی اور استقلال سے کوشش کی خاص طور پر عورتوں نے اس کام میں بڑا حصہ لیا۔ اُنہوں نے خود سپاہیوں سے خطاب کیا، ان سے بھائی چارہ بڑھایا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ زار کے راج کو جس سے سب نفرت کرتے تھے ختم کر دینے میں مزدوروں کی مدد کریں۔

بالشویک پارٹی کے عملی کام کی رہنمائی اس وقت مرکزی کمیٹی کی ایک مجلس عاملہ کر رہی تھی۔ اس کا صدر دفتر اس وقت پیٹروگراڈ میں تھا اور یہ کامریڈ مولوٹوف[1] کی نگرانی میں کام کر رہی تھی۔ 26- فروری کو اس مجلس عاملہ نے ایک اعلان نامہ شائع کیا جس میں اس بات کی ہدایت کی کہ زار کی حکومت کے خلاف ہتھیار بند جدوجہد جاری رکھی جائے اور ایک عارضی انقلابی حکومت بنائی جائے۔

---

1 مولوٹوف پیدائش 1890ء۔ ان کے باپ مزدور تھے۔ 1906ء میں یہ پارٹی میں داخل ہوئے اور مسلسل روس ہی میں روپوشی سے پارٹی کا کام کرتے رہے۔ فروری 1917ء میں یہ پیٹروگراڈ کی سوویت کے بالشویک ممبروں کے رہنما تھے۔ 1929ء میں رائکوف کے پارٹی سے نکال دیئے جانے پر سوویت یونین کے وزیر اعظم ہوئے۔ 1939ء میں وزیر اعظم ہونے کے ساتھ ہی ساتھ وزیر خارجہ بھی مقرر ہوئے۔ 1941ء میں کامریڈ اسٹالن وزیر اعظم بن گئے اور کامریڈ مولوٹوف وزیر خارجہ ہیں۔

27- فروری کو پیٹروگراڈ میں فوجوں نے مزدوروں پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا اور وہ باغیوں کا ساتھ دینے لگیں۔ 27- فروری کی صبح تک صرف 10 ہزار سپاہیوں نے بغاوت میں شرکت کی تھی لیکن اسی شام تک ان کی تعداد ساٹھ ہزار سے اوپر ہو گئی۔

باغی سپاہیوں اور مزدوروں نے زار کے وزیروں اور جنرلوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا اور مقید انقلابیوں کو رہا کرنے لگے۔ رہا کئے ہوئے سیاسی قیدی انقلابی جدوجہد میں شامل ہو گئے۔

سڑکوں پر مزدور اور پولیس اور گارڈ جو مکانوں کی چھتوں پر بھی تعینات تھی برابر ایک دوسرے پر گولیاں چلا رہے تھے۔ لیکن مزدوروں کے ساتھ فوجوں کے شامل ہو جانے کی وجہ سے زار کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔

جب پیٹروگراڈ میں انقلاب کی کامیابی کی خبر دوسرے شہروں اور میدان جنگ تک پہنچی تو ہر جگہ مزدوروں اور سپاہیوں نے زار کے افسروں کو برطرف کرنا شروع کر دیا۔

فروری کا سرمایہ دارانہ جمہوریت پسند انقلاب کامیاب ہو گیا۔

اس انقلاب کی کامیابی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی رہنمائی مزدوروں کا طبقہ کر رہا تھا۔ یہ طبقہ ان لاکھوں کسانوں کی تحریک کی قیادت کر رہا تھا جو سپاہیوں کی وردی پہنے ہوئے تھے اور جو ''صلح، غذا اور آزادی'' کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مزدوروں کی قیادت ہی کی وجہ سے یہ انلقاب کامیاب ہوا۔ لینن نے اس سلسلے میں لکھا کہ ''انقلاب مزدور طبقے کا کام تھا۔ اس نے بہادری دکھائی، اپنا خون بہایا اور اپنے ساتھ محنت کشوں اور مصیبت زدوں کو انقلاب میں کھینچ لیا۔''[1]

1905ء کے پہلے انقلاب نے 1917ء کے انقلاب کی سرعت سے کامیابی کا راستہ تیار کر دیا تھا۔ لینن نے لکھا کہ ''بغیر اس زبردست طبقاتی جدوجہد کے اور اس انقلابی سرگرمی کے جس کا اظہار روسی مزدور طبقے نے 1905ء سے لے کر 1917ء تک کیا تھا، دوسرے انقلاب کا پہلا دور اتنا جلد مکمل نہ ہو سکتا تھا۔''[2]

انقلاب کے پہلے ہی چند دنوں میں سوویتیں قائم ہونے لگیں، اس کامیاب انقلاب کا انحصار مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویتوں کی مدد پر تھا۔ باغی سپاہیوں اور مزدوروں نے سپاہیوں اور

---

1 لینن کا مجموعہ، جلد 20، ص 23 و 24۔

2 انتخاب، جلد 6، ص 3 و 4۔

مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں بنائی تھیں۔ 1905ء کے انقلاب نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ سوویتیں ہتھیار بند بغاوت کا ذریعہ بھی ہیں اور ایک نئی انقلابی حکومت کی ابتدائی شکل بھی ہیں۔ سوویتوں کی یاد عام مزدوروں کے ذہن میں تازہ تھی۔ جیسے ہی زار کا راج ختم ہوا سوویتیں پھر قائم ہو گئیں۔ فرق 1905ء سے یہ تھا کہ اس وقت صرف مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں تھیں لیکن اب بالشویکوں کی پیش قدمی کی وجہ سے مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں قائم ہو گئیں۔

جس وقت بالشویک گلی کوچوں میں عوام کی جدوجہد کی رہنمائی کر رہے تھے، منشویک اور اشتراکی انقلابی جیسی سمجھوتہ باز پارٹیاں سوویتوں میں اکثریت اور ان پر قبضہ حاصل کر رہی تھیں۔ اس کام میں انہیں اس وجہ سے آسانی ہو گئی کہ بالشویک پارٹی کے زیادہ تر رہنما یا تو قید خانوں میں تھے اور یا جلاوطن تھے۔ لینن اس وقت ملک کے باہر تھا اور اسٹالن اور سورڈلوف سائبیریا میں جلاوطنی کے دن کاٹ رہے تھے۔ لیکن منشویک اور اشتراکی انقلابی آزاد تھے اور پیٹروگراڈ میں گھوم پھر رہے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیٹروگراڈ کی سوویت اور اس کی مجلس عاملہ میں سمجھوتہ باز پارٹیوں کے (جیسے منشویک اور اشتراکی انقلابی) نمائندوں کی اکثریت ہو گئی یہی حال ماسکو اور چند دوسرے بڑے شہروں کا بھی تھا۔ صرف ای وانوووازنیسنسک، کراسنویارسک اور چند اور جگہوں میں شروع ہی سے بالشویکوں کو اکثریت حاصل ہوئی۔

ہتھیار بند عوام یعنی مزدوروں اور سپاہیوں نے سوویت میں اپنے نمائندے یہ سمجھ کر بھیجے تھے کہ وہ عوام کی انقلابی طاقت کی ترجمان انجمن میں اپنے نمائندے بھیج رہے ہیں ان کو یقین تھا کہ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں تمام انقلابی مطالبوں کو پورا کر دیں گی اور سب سے پہلے جنگ کو ختم کر دیں گی۔

لیکن اس نامناسب اعتماد سے مزدوروں اور سپاہیوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں کا جنگ ختم کرنے اور صلح کرنے کا بالکل ارادہ نہ تھا۔ انہوں نے انقلاب سے فائدہ اٹھا کر جنگ جاری رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ انقلاب اور عوام کے انقلابی مطالبوں کے بارے میں اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں کا خیال یہ تھا کہ انقلاب کامیابی سے ختم ہو چکا اور اب کام یہ ہے کہ اسے ختم کر کے سرمایہ داروں کے پہلو بہ پہلو ایک آئینی زندگی بسر کرنا چاہیے۔ لہٰذا پیٹروگراڈ سوویت کے اشتراکی انقلابی اور منشویک رہنماؤں نے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ وہ لڑائی ختم کرنے اور

امن قائم کرنے کا سوال نظر انداز کر دیں اور سیاسی طاقت سرمایہ داروں کے حوالے کر دیں۔

27 فروری کو چوتھی ریاستی دیوما کے لبرل ممبروں نے اشتراکی انقلابی اور منشویک رہنماؤں سے خفیہ سمجھوتہ کر کے ریاستی دیوما کی ایک عارضی کمیٹی قائم کی۔ یہ کمیٹی رودزیانکو کی قیادت میں قائم ہوئی تھی جو دیوما کا صدر تھا اور ایک جاگیردار اور بادشاہت پسند بھی تھا چند دنوں بعد ریاستی دیوما کی اس عارضی کمیٹی نے سوویتوں نے اشتراکی انقلابی اور منشویک رہنماؤں سے ایک خفیہ سمجھوتہ کر لیا جس کی بالشویکوں کو ہوا بھی نہ لگ سکی۔ اس سمجھوتے کے مطابق انہوں نے روس کے لئے ایک نئی حکومت، ایک عارضی سرمایہ دار حکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔ یہ حکومت پرنس لووف کی قیادت میں بنائی گئی جس کو انقلاب کے پہلے خود زار نکولس دوئم اپنا وزیر اعظم بنانا چاہتا تھا۔ اس حکومت میں دوسرے شامل ہونے والے حسب ذیل تھے۔ ملیوکوف جو آئینی جمہوریت پسندوں کا رہنما تھا، گوچکوف جو اکتوبریوں کا رہنما تھا۔ ان کے علاوہ سرمایہ دار طبقے کے چند ممتاز نمائندے بھی شریک تھے۔ ان کے ساتھ ہی ساتھ "جمہوریت" کے نمائندہ کی حیثیت سے اشتراکی انقلابی رہنما کرنسکی[1] بھی تھا۔

اس طرح منشویک اور اشتراکی انقلابی پارٹی یہ طاقت سرمایہ داروں کے حوالے کر بیٹھے۔

لیکن جب یہ سوال مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویت کے سامنے آیا تو اس کی اکثریت نے بالشویکوں کے احتجاج کے باوجود منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی اس کارروائی کو منظور کر لیا۔

اس طرح روس میں ایک نئی ریاستی طاقت تیار ہو گئی جو بقول لینن "سرمایہ دار طبقے اور ان زمینداروں کے نمائندوں کی تھی جو سرمایہ دار ہو گئے تھے۔"

لیکن اس سرمایہ دارانہ حکومت کے مقابلے میں ایک اور طاقت بھی تھی، اور یہ تھی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی طاقت۔ سوویت میں سپاہیوں کے نمائندے زیادہ تر وہ کسان تھے جو لڑائی کے لئے فوج میں بھرتی کیے گئے تھے۔ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی

[1] الیگزانڈر کرنسکی (پیدائش 1881ء) روسی بیرسٹر اور اشتراکی انقلابی رہنما۔ آخری دیوما کا ایک ممبر۔ فروری کے انقلاب کے بعد کچھ دن عارضی حکومت میں وزیر رہا اور پھر وزیر اعظم بن گیا۔ اکتوبر کے انقلاب کے بعد روس سے بھاگ گیا اور سوویت حکومت کے خلاف ہر ممکن کارروائی کرتا رہا۔

سویت زاری نظام کے خلاف مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کا ایک ذریعہ بھی تھی اور اس کے علاوہ مزدوروں اور کسانوں کی آمریت قائم کرنے کا ایک آلہء کار بھی تھی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو طاقتیں ساتھ ساتھ قائم ہو گئیں ایک طرف تو سرمایہ داروں کی آمریت جس کی ترجمان عارضی حکومت تھی اور دوسری طرف مزدوروں اور کسانوں کی آمریت جس کی ترجمان سوویتیں تھیں۔

دراصل اس زمانے میں دو عملی قائم ہوگئی۔

اس کا کیا سبب ہے کہ ابتداء میں سوویتوں میں منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی اکثریت تھی اور کامیاب مزدوروں اور کسانوں نے جان بوجھ کر سیاسی طاقت سرمایہ داروں کے نمائندوں کے حوالے کر دی؟

لینن نے اس کا سبب یہ بتایا کہ لاکھوں آدمی جو سیاست کا تجربہ نہ رکھتے تھے بیدار ہو کر سیاسی سرگرمی میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر چھوٹے سرمایہ دار، کسان اور ایسے مزدور تھے جو کچھ دن پہلے کسان تھے اور فی الحقیقت جو سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیانی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ "روس اُس زمانے میں یورپ کے تمام بڑے ملکوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ٹٹ پونجیہ ملک تھا۔ لینن نے کہا کہ "اس ملک میں چھوٹی سرمایہ داری کی ایک لہر ہر چیز پر دوڑ گئی ہے اور اس نے طبقاتی احساس رکھنے والے مزدوروں کو نہ صرف اپنی تعداد کی کثرت کی وجہ سے بلکہ نظری حد سے بھی دبا دیا۔ یعنی یہ کہ اس نے مزدوروں کے ایک بہت بڑے حلقے میں چھوٹے سرمایہ دار طبقے کا سیاسی نقطہ نظر پھیلا دیا ہے۔"[1] اسی زبردست لہر نے منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی چھوٹی سرمایہ دارانہ پارٹیوں کو پیش پیش کر دیا۔

لینن نے اس بات کا ایک اور سبب یہ بتایا کہ دوران جنگ میں مزدور طبقے کی شکل ہی بدل گئی تھی اور انقلاب کی ابتداء میں مزدوروں میں نہ تو کافی طبقاتی احساس تھا اور نہ تنظیم۔ لڑائی کے زمانے میں کوئی چالیس فیصدی مزدور فوج میں بھرتی کئے گئے تھے۔ بہت سے دستکار، دوکاندار اور چھوٹے سرمایہ دار بھرتی سے بچنے کے لئے کارخانوں میں کام کرنے لگے تھے۔ یہ لوگ مزدور طبقے کی ذہنیت سے ناواقف تھے۔ انہیں مزدوروں نے جن کا تعلق چھوٹے سرمایہ دار طبقے سے تھا۔

[1] انتخاب جلد 6، ص 49۔

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کو طاقت ور بنادیا۔

اسی وجہ سے بہت سے لوگ جو سیاست میں ناتجربہ کار تھے اس زبردست چھوٹی سرمایہ داری کے بھنور میں پھنس گئے۔ وہ انقلاب کی ابتدائی کامیابیوں کے نشہ میں چور ہو کر سمجھوتہ باز جماعتوں کے دام میں آ گئے۔ انہوں نے اس خام خیالی میں ریاستی طاقت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں دیدی کہ سرمایہ دار حکومت سوویتوں کے کام میں رخنہ اندازی نہیں کرے گی۔

اس وقت بالشویک پارٹی کے سامنے یہ کام تھا کہ عوام کو صبر و تحمل سے سمجھا کر ان کی آنکھیں کھول دے تا کہ وہ عارضی حکومت کی سامراجی نوعیت کو سمجھ سکیں، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی غداری دیکھ سکیں اور یہ جان لیں کہ اس وقت تک صلح ہونا ممکن نہیں جب تک کہ عارضی حکومت کو بدل کر سوویتوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔

اور اس فرض کو انجام دینے کے کام میں بالشویک پارٹی مستعدی سے مصروف ہو گئی۔

اس نے اپنے قانونی اخباروں اور پرچوں کو شائع کرنا شروع کر دیا۔ فروری کے انقلاب کے پانچ روز بعد پیٹروگراڈ میں اخبار "پراودا" شائع ہوا اور چند دن بعد ماسکو سے سوتسیال ڈیموکرات جاری ہوا۔ عوام جن کا اعتماد اب روشن خیال سرمایہ داروں، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں سے اٹھتا جا رہا تھا پارٹی کے اثر میں آنے لگے۔ پارٹی نے تحمل سے سپاہیوں اور کسانوں کو مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت سمجھائی۔ اس نے یہ بھی سمجھایا کہ اس وقت تک نہ تو کسانوں کو زمین ہی مل سکتی ہے اور نہ صلح ہی ہو سکتی ہے جب تک کہ عارضی حکومت کے بجائے سوویتوں کی حکومت قائم نہ ہو۔

خلاصہ

سامراجی جنگ چھڑنے کی وجہ یہ تھی کہ سرمایہ دار ملکوں کی ترقی میں کوئی یکسانیت نہیں تھی، بڑی بڑی حکومتوں کا باہمی توازن ٹوٹ گیا تھا۔ سامراجیوں کو ضرورت تھی کہ جنگ کر کے دنیا کا پھر سے بٹوارہ کریں اور آپس میں ایک نیا توازن قائم کریں۔

اگر دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیوں نے مزدور طبقے کے مفاد سے غداری نہ کی ہوتی، اگر اُنہوں نے جنگ کے خلاف دوسری انٹرنیشنل کی کانگریسوں کی تجویزوں کی خلاف ورزی نہ کی ہوتی، اگر انہوں نے ہمت کر کے اپنی سامراجی حکومتوں اور جنگ پرستوں کے خلاف قدم اٹھایا ہوتا، اور مزدور طبقے کو بیدار کیا ہوتا تو جنگ کی تباہ کاریاں اس قدر شدید نہ ہوتیں اور شاید جنگ اس قدر پھیلنے بھی نہ پاتی۔

بالشویک پارٹی مزدور طبقے کی اکیلی پارٹی تھی جو ثابت قدمی کے ساتھ اشتراکیت اور بین الاقوامیت کے اصولوں پر قائم رہی، اور جس نے اپنی سامراجی حکومت کے خلاف خانہ جنگی چھیڑ دی۔ دوسری انٹرنیشنل کی اور تمام پارٹیاں، جنہیں ان کے رہنماؤں نے سرمایہ داروں کے دامن سے باندھ رکھا تھا، سامراجیت کے سیلاب میں بہہ گئیں۔ اُنہوں نے غداری کر کے سامراجیوں کا ساتھ دیا۔

جنگ اگر ایک طرف سرمایہ داروں کے عام بحران کا اظہار تھی تو دوسری طرف اس نے اس بحران کی شدت اور عالمگیر سرمایہ داروں کی کمزوری میں اضافہ کیا۔ روس کے مزدوروں اور بالشویک پارٹی نے دنیا میں پہلی مرتبہ کامیابی کے ساتھ سرمایہ داری کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ اُنہوں نے سامراجی مورچے میں رخنہ پیدا کیا، زار شاہی کا تختہ اُلٹ دیا اور مزدوروں اور سپاہیوں

کے نمائندوں کی سوویتیں (پنچایتیں) قائم کیں۔

انقلاب کی ابتدائی کامیابیوں کے نشہ میں چور ہو کر اکثر درمیانی طبقے کے لوگ سپاہی، اور حتیٰ کہ کچھ مزدور بھی منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی باتوں میں آ گئے اور یہ سمجھ کر مطمئن ہو بیٹھے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ان کو عارضی حکومت پر بھروسہ ہو گیا اور وہ اس کی مدد کرنے لگے۔

اب بالشویک پارٹی کے سامنے ایک بڑا کام یہ تھا کہ عام مزدوروں اور سپاہیوں کو جو ابتدائی کامیابیوں کے نشہ میں چور تھے، بتایا جائے کہ انقلاب کی مکمل کامیابی ابھی بہت دور ہے، اور یہ کہ جب تک سرمایہ دار عارضی حکومت کے ہاتھوں میں اقتدار رہے گا، اور جب تک سوویتوں پر اعتدال پسند یعنی منشویک اور سوشلسٹ انقلابی غالب رہیں گے، اس وقت تک لوگوں کو نہ امن نصیب ہوگا اور نہ زمین اور روٹی ملے گی۔ انقلاب کی مکمل فتح کے لئے ایک قدم اور اُٹھانا باقی تھا تا کہ اقتدار سوویتوں کے ہاتھوں میں منتقل کر دیا جائے۔

ساتواں باب

اکتوبر کے اشتراکی انقلاب اور اس کی تیاری کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں

اپریل 1917ء سے 1918ء

1- فروری کے انقلاب کے بعد ملک کی صورت حال۔ پارٹی کا خفیہ دور سے نکل کر کھلے ہوئے سیاسی کام میں مصروف ہونا۔ لینن کی پیٹروگراڈ میں آمد۔ لینن کے لکھے ہوئے اپریل کے مقالے۔ اشتراکی انقلاب کے سوال پر پارٹی کا رویہ۔

واقعات کی رفتار سے اور عارضی حکومت کے رویہ سے روز بروز اس بات کے نئے نئے ثبوت ملے کہ بالشویک پارٹی کی پالیسی صحیح تھی۔ یہ بات اور زیادہ واضح ہونے لگی کہ عارضی حکومت کو عوام کا مفاد عزیز نہیں، اور نہ وہ انہیں امن، زمین اور غذا پہنچانے کے لئے تیار ہے، اور نہ یہ اس کے بس ہی کی بات ہے۔ بالشویک پارٹی نے اپنے رویہ کی وضاحت شروع کی تو لوگ سننے کے لئے پہلے سے تیار تھے۔

جس وقت مزدور اور فوجی، زار کی حکومت اور بادشاہت کا تختہ الٹ دینے کے کام میں لگے ہوئے تھے، عارضی حکومت اس فکر میں تھی کہ بادشاہت کو قائم رکھے۔ 20- مارچ 1917ء کو اس نے خفیہ طور پر گوچکوف اور شولگن کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ زار سے ملاقات کریں سرمایہ داروں کی

یہ خواہش تھی کہ نکولس رومانوف کے بجائے اس کے بھائی میکائیل کو زار بنا دیا جائے۔ لیکن جب ریلوے کے مزدوروں کے ایک جلسے میں تقریر ختم کرتے ہوئے گوچکوف نے ''زار میکائیل زندہ باد'' کا نعرہ لگایا تو مزدوروں نے فوراً اس بات کا مطالبہ کیا گوچکوف کو گرفتار کیا جائے اور اس کی تلاشی ہو۔ ''ادرک مولی سے زیادہ میٹھی نہیں ہوتی'' انہوں نے جل کر کے کہا۔

یہ ظاہر تھا کہ مزدور بادشاہت کو دوبارہ قائم ہونے نہیں دیں گے۔

کہاں تو وہ مزدور جو اپنا خون بہا کر انقلاب کو کامیاب بنا رہے تھے۔ یہ امیدیں لئے آئے تھے کہ جنگ ختم کر دی جائے گی۔ کہاں تو وہ غذا اور زمین کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ معاشی ہیجان اور بدنظمی کو ختم کرنے کے لئے زوردار کارروائی کی جائے، اور ادھر عارضی حکومت عوام کے ان تمام اہم مطالبوں کو نظر انداز کرتی رہی۔ اس حکومت میں سرمایہ داروں اور زمینداروں کے ممتاز نمائندے شامل تھے، اس لئے وہ کسانوں کے اس مطالبے کو کہ زمین ان کے قبضے میں دیدی جائے پورا کرنے کے لئے تیار نہ تھی، اور نہ یہ مزدوروں کو غذا ہی پہنچا سکتی تھی کیونکہ اس سے غلہ کے بیوپاریوں اور بڑے بڑے آڑھتیوں کے مفاد کو نقصان پہنچتا یا اس کے لئے زمینداروں اور کولکوں سے ہر ممکن طرح غلہ لینا پڑتا۔ یہ کرنے کے لئے عارضی حکومت تیار نہ تھی۔ کیونکہ اس کے مفاد انہیں طبقوں سے وابستہ تھے، اور نہ یہ عوام کے لئے امن ہی قائم کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس حکومت کے تعلقات انگریزی اور فرانسیسی سامراجیوں سے تھے۔ اس کا بالکل یہ ارادہ نہ تھا کہ جنگ ختم کرے۔ اس کے برخلاف انقلاب سے فائدہ اٹھا کر اس نے یہ کوشش کی کہ سامراجی لڑائی میں اور جی کھول کر شرکت کر سکے اور البانیہ، درۂ دانیال اور گیلشیا پر قبضہ کرنے کی سامراجی تمنا پوری کر سکے۔

یہ ظاہر تھا کہ عوام کو عارضی حکومت کی حکمت عملی پر زیادہ دن تک بھروسہ نہ رہے گا۔

یہ بھی واضح ہوتا جا رہا تھا کہ فروری کے انقلاب کے بعد جو دو عملی قائم ہو گئی ہے وہ زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رہ سکتی کیونکہ واقعات کی رفتار کا یہ تقاضا تھا کہ کسی ایک کے ہاتھ میں سیاسی طاقت اکٹھی ہو جائے یا تو عارضی حکومت کے ہاتھ میں اور یا سوویتوں کے ہاتھ میں۔

یہ درست ہے کہ منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی سمجھوتہ باز پالیسی کے ہمدرد عوام میں اب بھی تھے۔ مزدوروں کی کافی بڑی تعداد اور اس سے بھی زیادہ کسانوں اور فوجیوں کا یہ اب بھی

عقیدہ تھا کہ "جلد ہی ایک مجلس قانون ساز طلب کی جائے گی، اور وہ تمام معاملات کو پُرامن طریقے پر طے کر دے گی۔ ایسے لوگ یہ بھی سمجھتے تھے کہ جنگ دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ مجبوراً جاری ہے تاکہ وطن کی حفاظت ہو سکے۔ لینن کا خیال تھا کہ لڑائی کے یہ حامی ایماندار تو ہیں مگر بھٹکے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ اب بھی یہ سمجھتے تھے کہ اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں کی پالیسی جن کی بنیادیں وعدوں اور خوشامد پر تھیں درست تھی۔ لیکن یہ ظاہر تھا کہ وعدے اور خوشامدیں زیادہ دن تک نہیں چل سکتی تھیں کیونکہ زمانہ کی رفتار اور عارضی حکومت کے رویہ سے روز بروز یہ ظاہر ہوتا جا رہا تھا کہ اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں کی سمجھوتہ باز پالیسی بیچارے سیدھے سادھے آدمیوں کو دھوکے میں رکھ رہی تھی۔

عارضی حکومت عوام کی انقلابی تحریک پر ہمیشہ خفیہ ہی حملے نہیں کرتی تھی، اور صرف چھپ چھپ کر ہی اس کے خلاف سازشیں نہیں کرتی تھی بلکہ کبھی کبھی یہ جمہوری آزادیوں پر کھلے ہوئے حملے بھی کرتی تھی۔ سپاہیوں پر یہ حملے "ڈسپلن" قائم کرنے کے نام پر ہوتے اور "امن قائم رکھنے" کے نام پر اس بات کی کوشش ہو رہی تھی کہ انقلابی تحریک کو انہیں راستوں پر چلایا جائے جو سرمایہ داروں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ان کی یہ تمام کوششیں ناکامیاب ہوئیں۔ عوام نے نہایت گرم جوشی سے اپنے جمہوری اختیارات کو استعمال کرنا شروع کیا جن میں تقریر، تحریر، تنظیم اور مظاہرے کی آزادیاں شامل تھیں اور ان اختیارات کا استعمال مزدوروں نے اس لئے کیا کہ وہ ملک کی سیاسی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لے سکیں اور یہ طے کر سکیں کہ آئندہ کیا کرنا ہوگا۔

فروری کے انقلاب کے بعد بالشویک پارٹی جو زار کی حکومت کے زمانے میں غیر قانونی طریقہ پر اور نہایت مشکل حالات میں کام کر رہی تھی خفیہ کاروائیاں چھوڑ کر اپنی سیاسی اور تنظیمی سرگرمیوں میں کھلے طور پر مصروف ہو گئی۔ اس زمانے میں بالشویک پارٹی میں چالیس پینتالیس ہزار سے زیادہ ممبر نہ تھے لیکن یہ سب پکے انقلابی تھے جو جدوجہد میں منجھ چکے تھے۔ پارٹی کی کمیٹیاں "جمہوری مرکزیت" کے اصول پر دوبارہ منظم کی گئیں۔ اوپر سے لے کر نیچے تک پارٹی کی تمام کمیٹیاں چنی جانے لگیں۔

جب پارٹی کی قانونی زندگی شروع ہوئی تو اس کے اندرونی اختلافات نمایاں ہونے لگے۔ کامینیف اور ماسکو پارٹی کے چند دوسرے کام کرنے والے جیسے رائیکوف، بُونبوف، اور نوگین

وغیرہ نے یہ نیم منشویک رویہ اختیار کیا کہ مشروط طور پر عارضی حکومت اور جنگ کے حامیوں کی پالیسی کی مدد کی جائے۔ اسٹالن جو حال ہی میں جلاوطنی سے لوٹے تھے اور مولوتوف اور پارٹی کے زیادہ تر ممبران عارضی حکومت میں عدم اعتماد کی پالیسی پر زور دیتے رہے۔ وہ جنگ کے حامیوں کی مخالفت کرتے تھے اور امن کے لئے سامراجی لڑائی کے خلاف جدوجہد کرنے کی آواز اٹھا رہے تھے۔ پارٹی کے کچھ ممبروں میں ہچکچاہٹ تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سیاسی شعور کی کمی ہے جو مدت دراز تک قید خانوں یا جلاوطنی میں رہنے کا نتیجہ تھا۔

سب لوگوں کو پارٹی کے رہنما لینن کی موجودگی کی ضرورت کا احساس تھا۔

3-اپریل (نئے حساب سے 16) 1917ء کو لینن کی مدتوں کی جلاوطنی کے بعد روس میں واپسی ہوئی۔ لینن کی آمد پارٹی اور انقلاب کے لئے نہایت اہمیت رکھتی تھی۔

انقلاب کی پہلی اطلاع ملنے پر لینن نے سوئٹزرلینڈ سے پارٹی اور اس کے مزدوروں کے نام "دور سے لکھے ہوئے خطوط" بھیجے جس میں یہ لکھا تھا:

> "مزدورو! تم نے زار کی حکومت کے خلاف لڑائی میں وہ حیرت انگیز بہادری دکھائی ہے جو مزدور طبقے اور عوام کے شایان شان ہے۔ تم کو اب تنظیم کے کارنامے دکھانے ہیں یعنی مزدور طبقے اور سارے عوام کی ایسی تنظیم کرنی ہے جس سے انقلاب کے دوسرے دور میں تمہاری کامیابی کے لئے راستہ کھل جائے۔"[1]

لینن کی آمد پیٹروگراڈ میں 3-اپریل کی شب کو ہوئی۔ ہزاروں مزدور، فوجی اور ملاح فن لینڈ ریلوے اسٹیشن کے سامنے کے میدان میں لینن کا خیر مقدم کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ لینن کے ریل سے اترنے کے وقت ان کا جوش ناقابل بیان تھا۔ انہوں نے اپنے رہنما کو شانوں پر اٹھا لیا اور اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں لے گئے۔ اسٹیشن پر منشویک شخائیدسے اور اسکوبیلیف بھی تھے جنہوں نے پیٹروگراڈ سوویت کی جانب سے "استقبالی" تقریر کرنا شروع کیا۔ جس میں انہوں نے اس بات کی "امید کا اظہار" کیا کہ ان میں اور لینن میں مفاہمت ہو سکے گی۔ لینن نے ان کی "تقریر" سننے کا انتظار نہ کیا۔ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ باہر عام مزدوروں اور فوجیوں

1۔ لینن۔ انتخاب۔ جلد 1، ص 11۔

کے پاس پہنچ گئے۔ ایک ہتھیار بند موٹر پر سوار ہو کر انہوں نے اپنی وہ مشہور تقریر کی جس میں انہوں نے عوام کے سامنے آواز اٹھائی کہ وہ اشتراکی انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے جنگ کریں۔ ''اشتراکی انقلاب زندہ باد'' یہ الفاظ تھے جن پر لینن نے اتنے دنوں کی جلاوطنی کے بعد اپنی پہلی تقریر ختم کی۔

روس میں واپس آ کر لینن نے نہایت سرگرمی سے انقلابی کام شروع کر دیا۔ اپنے آنے کے دوسرے روز بالشویکوں کے ایک جلسے میں لینن نے جنگ اور انقلاب کے موضوع پر ایک رپورٹ پڑھی۔ اس کے بعد ایک اور جلسے میں جس میں منشویک اور بالشویک دونوں شامل تھے اپنی رپورٹ کے بنیادی نظریوں کو دوبارہ پیش کیا۔

لینن کے یہ مشہور اپریل کے مقالے تھے جنہوں نے مزدور طبقے کو ایک واضح انقلابی راستہ دکھایا کہ کس طرح سرمایہ دارانہ انقلاب کو اشتراکی انقلاب میں تبدیل کیا جائے۔ انقلاب کے لئے اور پارٹی کی بعد کی سرگرمیوں کے لئے ان مقالوں کی ایک خاص اہمیت ہے۔ انقلاب نے ملک کی زندگی میں ایک خاص تبدیلی پیدا کی۔ زار کے راج کے ختم ہونے کے بعد جدوجہد کے نئے حالات میں اس بات کی ضرورت تھی کہ پارٹی کو ایک نیا عملی راستہ دکھایا جائے، تاکہ وہ ہمت اور دلیری سے اس راستے پر چل سکے۔ لینن کے مقالوں نے یہ نیا راستہ دکھایا۔

سرمایہ دارانہ انقلاب سے آگے بڑھ کر اشتراکی انقلاب کو حاصل کرنے کی جدوجہد کے لئے ان مقالوں نے پارٹی کے سامنے ایک نہایت عمدہ خاکہ پیش کیا۔ پارٹی کی ساری تاریخ نے اُسے اس عظیم فرض کو پورا کرنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ 1917ء ہی میں لینن نے اپنی کتاب ''جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریسی کے دو راستے۔'' میں یہ کہہ دیا تھا کہ زار کے راج کا تختہ الٹ دینے کے بعد مزدور طبقہ اشتراکی انقلاب کے لئے جدوجہد کرے گا۔ ان مقالوں میں نئی بات یہ تھی کہ انہوں نے اشتراکی انقلاب تک پہنچنے کی جدوجہد کے ابتدائی دور کے لئے ایک ایسا قطعی خاکہ پیش کیا جس کی بنیادیں صحیح نظریے پر رکھی گئی تھیں۔

نئے معاشی نظام کو قائم کرنے کے لئے حسب ذیل ابتدائی کارروائیاں ضروری تھیں۔ تمام اراضی قومی املاک ہو جائے۔ جاگیریں ضبط ہو جائیں، سب بنک ملا کر ایک قومی بنک بنایا جائے جو مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت کے قابو میں رہے اور سماجی پیداوار کے بٹوارے پر بھی

اس کا اختیار ہو۔ سیاسیات کے زمرے میں لینن کی رائے یہ تھی کہ پارلیمنٹری ریپبلک کو چھوڑ کر سوویتوں کی ریپبلک قائم کی جائے۔ مارکسزم کے نظری اور عملی اصولوں میں یہ ایک اہم اضافہ تھا۔ اب تک مارکسی مفکرین پارلیمنٹری ریپبلک کو اشتراکیت قائم کرنے کا بہترین سیاسی ذریعہ سمجھتے تھے۔ لینن نے اب یہ تجویز کیا کہ سرمایہ دارانہ نظام کو اشتراکی نظام میں تبدیل کرنے کے دور میں پارلیمنٹری ریپبلک سے زیادہ بہتر ذریعہ سوویت ریپبلک کا ہے۔ لینن نے لکھا کہ:

> ''اس وقت روس کی مخصوص صورت حال یہ ہے کہ یہ انقلاب کے پہلے دور سے گزر کر دوسرے دور میں پہنچنے کا زمانہ ہے۔ پہلے دور میں مزدوروں کے طبقاتی شعور اور تنظیم کی کمی کی وجہ سے سیاسی طاقت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں پہنچ گئی اب دوسرے دور میں یہ ضروری ہے کہ سیاسی طاقت مزدوروں اور کسانوں کے غریب ترین طبقوں کے ہاتھ میں پہنچا دی جائے۔''[1]

آگے چل کر لینن نے لکھا کہ ''پارلیمنٹری ریپبلک مناسب نہیں۔ کیونکہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کو چھوڑ کر پارلیمنٹری حکومت تک لوٹنا ایک الٹا قدم اٹھانا ہوگا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مزدوروں اور زرعی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی جمہوریت ملک بھر میں اوپر سے نیچے تک قائم کی جائے۔''[2]

لینن نے کہا کہ عارضی حکومت کے زمانے میں بھی جنگ کی سامراجی اور غارتگرانہ نوعیت قائم رہی۔ پارٹی کا فرض ہے کہ عوام کو یہ بات سمجھائیں اور ان پر یہ واضح کر دیں کہ جب تک سرمایہ داری کا راج ختم نہ ہو جائے گا یہ ممکن نہیں کہ لڑائی کو ختم کر کے ایک ایسی صلح کی جائے جس کی بنیاد غارت گری پر نہ ہو بلکہ صحیح جمہوریت پر ہو۔

عارضی حکومت کے بارے میں لینن نے یہ نعرہ پیش کیا کہ ''عارضی حکومت کی کوئی مدد نہ ہو۔''

لینن نے ان مقالوں میں یہ بھی کہا کہ سوویتوں میں ابھی ہماری پارٹی کی اقلیت ہے۔ ان پر ابھی تک منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کا غلبہ ہے، اور یہ لوگ مزدوروں پر سرمایہ داروں کا اثر

---

1 کتاب ہذا صفحہ 22۔

2 ایضاً صفحہ 23۔

قائم کرنے کی آلہ کار ہیں۔ اس لئے پارٹی کا فرض یہ ہے کہ:

- "عوام کو یہ سمجھایا جائے کہ صرف مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں ہی انقلابی حکومت کی واحد سیاسی شکل ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ جب تک یہ عارضی حکومت سرمایہ داروں کے اثر میں رہتی ہے اس وقت تک مسلسل باقاعدہ ان کی غلطیوں کی توضیح کی جائے اور اس توضیح کو عوام کی عملی ضروریات کے مطابق ہونا چاہئے۔ جب تک ہم اقلیت میں ہیں ہمیں اپنی تنقید سے ان کی غلطیوں کو بے نقاب کرتے رہنا چاہئے اور اگر اسی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی پرچار کرتے رہنا چاہئے کہ حکومت کی ساری طاقت کا مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔"[1]

اس کے معنی یہ ہوئے کہ لینن عارضی حکومت کے خلاف جس پر کہ اس وقت تک سوویتوں کو بھروسہ تھا بغاوت کی آواز نہیں اٹھا رہے تھے اور نہ انہوں نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ عارضی حکومت ختم کر دی جائے۔ بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ اپنی پالیسی کی وضاحت کر کے اور سوویتوں کی اکثریت کو ہموار کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی پالیسی کو بدل دیں اور پھر سوویتوں ہی کے ذریعے حکومت کی شکل اور پالیسی کو بدل دیا جائے۔

ان تجویزوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لینن نے انقلاب کی پُر امن کامیابی کو ممکن سمجھا تھا۔

لینن نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ "ناپاک جامہ" اتار کر پھینک دیا جائے۔ یعنی یہ کہ پارٹی اپنے کو سوشل ڈیموکریٹک کہنا چھوڑ دے۔ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیاں اور منشویک بھی اپنے کو سوشل ڈیموکریٹ کہتے تھے۔ یہ نام موقع پرستوں اور غداروں کی وجہ سے نجس اور بدنام ہو چکا تھا۔ لینن نے یہ تجویز کی کہ بالشویک پارٹی کو کمیونسٹ پارٹی کہا جائے۔ جو نام مارکس اور اینگلس نے اپنی پارٹی کے لئے چنا تھا، یہ نام اصولاً زیادہ صحیح تھا کیونکہ بالشویک پارٹی کا آخری مقصد کمیونزم حاصل کرنا تھا۔ دنیا سرمایہ دارانہ نظام سے سیدھے اشتراکیت ہی کے دور میں داخل ہو سکتی ہے یعنی وہ دور جس میں آلات پیدائش پر مشترکہ قبضہ ہو اور پیداوار کا بٹوارہ ہر شخص کی محنت کے مطابق ہو لینن نے کہا کہ

[1] ایضاً صفحہ 23۔

ہماری پارٹی کی نظریں اس سے بھی بہتر مقصد پر ہیں۔ اشتراکیت کا دور رفتہ رفتہ مگر لازمی طور پر انتہایت یعنی کمیونزم کے دور میں تبدیل ہو جائے گا۔ جس کے پرچم پر یہ مقولہ لکھا ہے۔ "ہر شخص سے اس کی استعداد کے مطابق، ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مطابق۔"

آخر میں ان مقالوں میں لینن نے ایک نئی تیسری یا کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام کا مطالبہ کیا جو نفع پرستی اور نیم اشتراکی جنگجویانہ قوم پرستی سے پاک ہو۔

لینن کے ان مقالوں نے سرمایہ داروں، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی صفوں میں کہرام مچا دیا۔

منشویکوں نے مزدوروں کے نام ایک اعلان شائع کیا جس میں انہوں نے مزدوروں کو خبردار کیا کہ "انقلاب خطرے میں ہے۔" منشویکوں کی رائے میں بالشویکوں کی یہ آواز کہ سیاسی طاقت مزدوروں اور فوجیوں کی سوویتوں کے حوالے کر دی جائے، انقلاب کے لئے خطرناک تھی۔

پلے خانف نے اپنے اخبار "یدنستوو" میں ایک مضمون لکھا جس میں اس نے لینن کی تقریر کو "پاگل کی بڑ" کہا۔ اس نے منشویک شخائیدزے کے وہ الفاظ دہرائے جو اس نے لینن کے بارے میں استعمال کئے تھے: "لینن اکیلا انقلاب سے الگ رہے گا اور ہم سب اپنے راستے پر بڑھتے جائیں گے۔"

14-اپریل کو بالشویکوں کی پیٹروگراڈ شہر کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس نے لینن کے مقالوں کو منظور کیا اور ان کو اپنے عمل کی بنیاد بنایا۔

تھوڑے ہی عرصے میں پارٹی کے تمام مقامی اداروں نے بھی لینن کے مقالوں کو منظور کر لیا۔

کامنیف، رائیکوف، پیاتکوف اور چند دوسرے افراد کو چھوڑ کر ساری پارٹی نے لینن کے مقالوں کو بہت زیادہ پسند کیا۔

2-عارضی حکومت کے بحران کی ابتداء — بالشویک پارٹی کی اپریل کی کانگرس

ایک طرف تو بالشویک انقلاب کو آگے بڑھانے کی تیاریاں کر رہے تھے دوسری طرف عارضی حکومت عوام کی مخالفت کرتی رہی۔ 18-اپریل کو وزیر خارجہ ملیوکوف نے اتحادیوں کو مطلع کیا

کہ "ہمارے ملک کے سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ عالمگیر جنگ اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک کہ اتحادیوں کو فتح حاصل نہ ہو جائے۔ عارضی حکومت کا یہ پکا ارادہ ہے کہ روس نے اتحادیوں سے جو معاہدے کئے ہیں اُن کو پورا کرے۔"

اس طرح عارضی حکومت نے یہ وعدہ کر لیا کہ وہ زار کی حکومت کے کئے ہوئے تمام معاہدوں پر عمل کرے گی اور اس حد تک عوام کا خون بہاتی جائے گی جہاں تک سامراجیوں کو "آخری کامیابی" کے لئے ضرورت ہو۔

اس بیان کی (جو ملیوکوف کا نوٹ کہلاتا ہے) اطلاع مزدوروں اور سپاہیوں کو 19- اپریل کو ہوئی۔ 20- اپریل کو بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے عوام کو دعوت دی کہ وہ عارضی حکومت کی سامراجی پالیسی کے خلاف احتجاج کریں۔ 20- اور 21- اپریل 1917ء کو اس "ملیوکوف کے نوٹ" سے برہم ہو کر ایک لاکھ 80 ہزار سے زیادہ مزدوروں اور فوجیوں نے مظاہرے میں حصہ لیا۔ ان کے پرچموں پر یہ نعرے لکھے تھے۔ "خفیہ معاہدوں کو شائع کرو"، "جنگ برباد ہو"، "ساری طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں ہو"۔ مزدور اور فوجی شہر کے اردگرد سے جلوس بنائے ہوئے بیچ شہر میں پہنچے جہاں کہ عارضی حکومت موجود تھی۔ "نیفسکی پراسپکٹ" اور دوسری جگہوں پر سرمایہ داروں کے جتھوں سے کچھ جھڑپیں بھی ہوئیں۔

جنرل کورنیلوف جیسے زیادہ بے باک انقلاب دشمنوں نے یہ مطالبہ کیا کہ مظاہرہ کرنے والوں پر گولی چلائی جائے اور اُنہوں نے گولی چلانے کا حکم بھی دیدیا۔ لیکن فوجوں نے اس کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔

ان مظاہروں کے دوران میں پیٹروگراڈ پارٹی کے چند ممبروں نے (جیسے باگداتیف وغیرہ) یہ نعرہ شروع کیا کہ عارضی حکومت کو فوراً ختم کر دیا جائے۔ بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ان "انتہا پسندوں کے رویہ کی سخت مذمت کی اور یہ رائے ظاہر کی کہ یہ نعرہ غلط اور بے وقت تھا۔ اس سے پارٹی کے اس کام میں رخنہ پڑ رہا تھا جو اس نے سوویتوں کی اکثریت کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے شروع کیا تھا اور پارٹی کے اُس عملی راستے کے خلاف تھا جو انقلاب کی امن پسند ترقی کے بارے میں اختیار کیا گیا تھا۔

20- اور 21- اپریل کے واقعات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ عارضی حکومت کا بحران شروع

ہو گیا۔ منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی سمجھوتہ بازی کی پالیسی کو یہ پہلا دھکا لگا۔

2- مئی 1917ء کو عوام کے دباؤ کی وجہ سے ملیوکوف اور گوچکوف کو حکومت سے برطرف کر دیا گیا۔

اس کے بعد پہلی مخلوط عارضی حکومت بنائی گئی۔ اس میں سرمایہ داروں کے نمائندوں کے علاوہ منشویک (اسکوبیلیف اور زرتیسلی) اور اشتراکی انقلابی (شرنوف، کیرینسکی وغیرہ) بھی شامل کئے گئے۔

اس طرح منشویک نے جنہوں نے 1905ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے نمائندوں کا ایک انقلابی عارضی حکومت میں شرکت کرنا جائز نہیں اب یہ جائز سمجھنے لگے کہ ان کے اپنے نمائندے ایک انقلاب دشمن عارضی حکومت میں شریک ہوں۔

غرضکہ منشویک اور اشتراکی انقلابی عوام کی صفوں سے بھاگ کر انقلاب دشمن سرمایہ دار طبقے کے ساتھ ہو گئے۔

24- اپریل 1917ء کو بالشویک پارٹی کی ساتویں (اپریل کی) کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا۔ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ بالشویک پارٹی نے ایک کھلا ہوا اجلاس کیا۔ پارٹی کی تاریخ میں یہ کانفرنس پارٹی کانگرس کے برابر اہمیت رکھتی ہے۔

اپریل کی کل روس کانفرنس نے یہ ظاہر کیا کہ پارٹی نہایت تیزی سے ترقی کر رہی تھی۔ اس کانفرنس میں 133 ایسے نمائندے شریک ہوئے جنہیں رائے دہندگی کا حق تھا، اور 18 ایسے جنہیں صرف تقریر کرنے کا حق تھا۔ یہ لوگ تقریباً 80 ہزار منظم پارٹی کے ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

اس کانفرنس نے جنگ اور انقلاب کے تمام بنیادی سوالوں پر مباحثہ کیا اور ان تمام سوالوں پر پارٹی کا رویہ طے کیا۔ وہ خاص مسائل یہ تھے۔ موجودہ صورت حال، جنگ، عارضی حکومت، سوویتیں، زرعی مسئلہ، ریاست کی غیر روسی قوموں کا سوال وغیرہ۔

اپنی رپورٹ میں لینن نے ان اصولوں کی توضیح کی جو اپریل کے مقالوں میں بیان کئے گئے تھے، پارٹی کا خاص فرض یہ تھا کہ انقلاب کے پہلے دور سے جس نے سیاسی طاقت

سرمایہ داروں کے ہاتھ میں پہنچا دی ترقی کر کے اس کے دوسرے دور میں داخل ہونا چاہئے جس میں طاقت مزدوروں اور غریب ترین کسانوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ پارٹی کا کام اشتراکی انقلاب کی تیاری ہونا چاہئے۔ پارٹی کا فوری فرض لینن نے اس نعرے میں بیان کیا ''تمام طاقت سوویتوں کو پہنچے۔''

اس نعرے کے معنی یہ تھے کہ ''دوعملی'' ختم کر دی جائے، یعنی عارضی حکومت اور سوویتوں کے درمیان سیاسی طاقت کا بٹوارہ ختم کر دیا جائے، اور تمام طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ سرمایہ داروں اور زمینداروں کے نمائندوں کو حکومت کے تمام اداروں سے خارج کر دیا جائے۔

کانفرنس نے یہ تجویز منظور کی کہ پارٹی کے فوری فرائض میں سب سے اہم یہ ہے کہ عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ عارضی حکومت فطرتاً سرمایہ داروں اور زمینداروں کی حکومت کا ایک ذریعہ اور آلہ کار ہے، اور عوام کو یہ بھی بتایا جائے کہ منشویکوں اور انقلابی اشتراکیوں کی سمجھوتہ بازی کس قدر مہلک ہے، یہ پارٹیاں عوام کو جھوٹے وعدوں سے دھوکہ دے کر انہیں سامراجی لڑائی اور انقلاب دشمنی میں مبتلا کرتی ہیں۔

کامنیف اور رائیکوف نے کانفرنس میں لینن کی مخالفت کی، منشویکوں کی بات دہراتے ہوئے انہوں نے کہا، اس وقت روس اشتراکی انقلاب کے لئے تیار نہیں اور اس وقت صرف سرمایہ دارانہ پبلک ہی ممکن ہے۔ اس لئے انہوں نے پارٹی کو مشورہ دیا کہ وہ صرف عارضی حکومت کی نگرانی پر ہی اکتفا کرے۔ درحقیقت یہ لوگ بھی منشویکوں کی طرح یہ چاہتے تھے کہ سرمایہ دارانہ نظام اور سرمایہ داروں کا راج برقرار رہے۔

زنوویف نے بھی کانفرنس میں لینن کی مخالفت کی، اور یہ مخالفت اس سوال پر تھی کہ آیا پارٹی ''سمروالڈ کے اتحاد میں شامل رہے یا اسے چھوڑ کر ایک نئی انٹرنیشنل قائم کرے۔ جیسا کہ جنگ کے دوران میں ظاہر ہوا۔ سمروالڈ والے امن کے لئے پروپیگنڈہ تو کرتے رہے لیکن انہوں نے جنگ کے سرمایہ دار حامیوں سے قطع تعلق نہیں کیا۔ اس لئے لینن نے اس بات پر زور دیا کہ سمروالڈ کے اتحاد سے فوراً الگ ہو کر ایک نئی کمیونسٹ انٹرنیشنل قائم کی جائے۔

زنوویف نے یہ تجویز کی کہ پارٹی کو سمروالڈ کے اتحاد میں شامل رہنا چاہئے۔ اس نے

زنوویف کی تجویز کی سخت مذمت کی اور اس کی حکمت عملی کو ''شدید قسم کی موقع پرستی'' سے تعبیر کیا۔

جو نہایت نقصان دہ تھی۔

اس اپریل کی کانفرنس نے زرعی مسئلہ اور غیر روسی قوموں کے سوال پر بھی مباحثہ کیا۔

زرعی مسئلے پر لینن کی رپورٹ کے سلسلے میں کانفرنس نے ایک تجویز منظور کی جس میں اس بات کے لئے آواز اٹھائی گئی کہ تمام املاک اراضی ضبط کر کے کسان کمیٹیوں کے حوالے کر دی جائے اور تمام اراضی پر ساری قوم کی ملکیت ہو جائے۔ بالشویکوں نے کسانوں کو زمین حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کی دعوت دی اور انہیں دکھایا کہ بالشویک پارٹی ہی وہ واحد انقلابی جماعت ہے جو جاگیرداری اور زمینداری کو ختم کرنے میں کسانوں کی سچی مددگار ہے۔

قومی مسئلے پر کامریڈ اسٹالن کی رپورٹ نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ انقلاب کے پہلے ہی سامراجی لڑائی کی ابتداء کے قبل لینن اور اسٹالن نے مسئلہ قومیت پر بالشویک پارٹی کے بنیادی نظریے کا اظہار کر دیا تھا۔ لینن اور اسٹالن نے یہ اعلان کیا کہ مزدور طبقے کی پارٹی کو شہنشاہیت کے خلاف محکوم قوموں کی تحریک آزادی کی مدد کرنا چاہئے۔ اس لئے بالشویک پارٹی نے قوموں کے حق خود اختیاری کی یہاں تک حمایت کی کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی علیحدہ آزاد ریاست قائم کر لیں۔ مرکزی کمیٹی کی طرف سے کامریڈ اسٹالن نے کانفرنس میں جو رپورٹ پیش کی اس میں اسی نظریہ کی حمایت کی۔

لینن اور اسٹالن کی مخالفت پایاٹکوف نے کی جو بخارن کے ساتھ دوران جنگ میں قومی سوال پر قوم پرستانہ جنگجوئی کا رویہ اختیار کر چکا تھا۔ پایاٹکوف اور بخارن قوموں کے حق خود اختیاری کے مخالف تھے۔

مسئلہ قومیت پر پارٹی کے مستقل رویہ کی بنا پر اور اس جدوجہد کی وجہ سے جو پارٹی نے مساوات اقوام کے لئے اور قوموں پر ہر قسم کے جبر و تشدد کے خلاف کی۔ پارٹی کو تمام مظلوم اقوام کی ہمدردیاں حاصل ہو گئیں۔

اپریل کی کانفرنس نے مسئلہ قومیت پر حسب ذیل قرارداد منظور کی:

''قوموں پر جبر و تشدد کی پالیسی مطلق العنانی اور بادشاہت کا ورثہ ہے۔ زمیندار، سرمایہ دار اور ٹٹ پونجیے عناصر اس لئے اس پالیسی کی حمایت کرتے ہیں کہ ان رعایتوں اور اجاروں کی

حفاظت کر سکیں جو انہیں حاصل ہیں اور اس لئے بھی کہ مختلف اقوام کے مزدور طبقوں میں پھوٹ ڈال دیں۔ موجودہ شہنشاہیت جو کمزور قوموں کو محکوم بنانے کی کوشش کو زیادہ مضبوط کر دیتی ہے قوموں پر جبر و تشدد بڑھ جانے کا ایک نیا عنصر ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے اندر رہ کر قوموں پر جبر و تشدد کی پالیسی کو جس حد تک بھی دور کیا جا سکتا ہے وہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایک جمہوری ریپبلک کا نظام قائم ہو اور حکومت کا انتظام ایسا ہو جس میں سب قوموں اور زبانوں کو یکساں حقوق حاصل ہوں۔

روس میں بسنے والی تمام قوموں کے اس حق کو ضرور تسلیم ہو جانا چاہئے کہ وہ جب چاہیں الگ ہو کر خود مختار ریاستیں قائم کر لیں۔ ان کے اس حق سے انکار کرنا یا اس بات کی ذمہ داری نہ لینا کہ جب وہ چاہیں اس اختیار کو استعمال کر سکیں اس کے مرادف ہوگا کہ کمزور قوموں کو محکوم بنانے کی پالیسی کی مدد کی جائے۔ مزدور طبقے کے قوموں کے حق علیحدگی تسلیم کرنے ہی سے مختلف قوموں کے مزدوروں میں مکمل یکجہتی قائم ہو سکتی ہے اور مختلف قومیں حقیقی جمہوری اصولوں پر ایک دوسرے کے نزدیک آ سکتی ہیں۔

''علیحدگی کے اس حق کو منظور کرنے کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ کسی ایک قوم کا ایک خاص وقت پر علیحدہ ہو جانا ہی مصلحت کے مطابق ہے۔ مزدور جماعت کو اس دوسرے سوال کو الگ سے طے کرنا چاہئے اور یہ فیصلہ کرتے وقت ہر موقع پر سارے سماج کی ترقی اور اشتراکیت حاصل کرنے کے لئے مزدوروں کی طبقاتی جنگ کے مفاد کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔''

''پارٹی کا یہ مطالبہ ہے کہ بڑے بڑے خطوں کو کافی آزادی حاصل ہو، اوپر سے نگرانی ختم کر دی جائے، ایک ریاستی زبان کا جبری استعمال ختم کیا جائے اور ان خود مختار خطوں کی سرحدوں کا فیصلہ خود مقامی باشندے معاشی، سماجی اور قومی کیفیت کے مطابق کریں۔''

مزدور طبقے کی پارٹی ''قومی تہذیبی آزادی'' کی اسکیم کو جس کے ماتحت تعلیم وغیرہ حکومت کے قابو سے ہٹا کر کسی قسم کے قومی ادارے کے حوالے کر دی جائے، پُرزور طریقے پر نامنظور کرتی ہے۔ یہ اسکیم ان مزدوروں میں جو ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور ایک ہی کارخانے میں کام کرتے ہیں مختلف ''قومی تہذیبوں'' کی بنا پر مصنوعی تفرقہ ڈال دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ مختلف قوموں کے مزدوروں کو اپنے اپنے ملکوں کی سرمایہ دارانہ تہذیب سے زیادہ وابستہ کر دیتی ہے۔ حالانکہ

سوشل ڈیموکریٹوں کا یہ مقصد ہے کہ دنیا بھر کے مزدوروں کی بین الاقوامی تہذیب کو ترقی دیں۔

''پارٹی کا یہ مطالبہ ہے کہ دستور اساسی میں ایک بنیادی قانون شامل کر دیا جائے جس کی رو سے تمام وہ رعایتی حقوق جو کسی ایک قوم کو دوسری قوموں کے مقابلے میں حاصل ہیں ختم ہو جائیں اور قومی اقلیتوں کی ہر طرح کی حق تلفی دور ہو جائے۔''

''مزدوروں کے مفاد کا یہ تقاضہ ہے کہ روس کی تمام قوموں کے مزدوروں کے مشترک سیاسی ادارے ہوں، مشترک مزدور سبھائیں ہوں، امداد باہمی کی مشترکہ انجمنیں اور مشترک تعلیم گاہیں ہوں وغیرہ۔ مختلف قوموں کے مزدوروں کے اسی قسم کے مشترک اداروں کی مدد سے بین الاقوامی بورژوازی اور سرمایہ دارانہ قوم پرستی کے خلاف مزدور طبقے کی کامیاب جدوجہد ممکن ہو سکے گی۔''[1]

اس طرح اپریل کی کانفرنس نے کامنیف، زنوویف، پلاٹکوف، بخارن رائکوف وغیرہ کے لینن کی مخالفت کے موقع پرستانہ رویہ کو ظاہر کر دیا۔

کانفرنس نے بالاتفاق لینن کی تائید کی، تمام اہم سوالوں پر ان کی رائے کو منظور کیا اور ایک ایسا راستہ اختیار کیا جس پر چل کر کے اشتراکی انقلاب کی کامیابی ممکن ہو سکی۔

3- دارالحکومت میں بالشویک پارٹی کی کامیابی۔ عارضی حکومت کی فوجوں کا ناکامیاب حملہ۔ جولائی میں مزدوروں اور فوجیوں کے مظاہرہ کا کچل دیا جانا۔

اپریل کی کانفرنس کے فیصلوں کی بنا پر پارٹی نے اپنی سرگرمیاں بہت وسیع کر لیں تاکہ وہ عوام کو اپنا ہم خیال بنا سکے اور انہیں معرکہ کے لئے تیار اور منظم کر دے۔ اس زمانے میں پارٹی کا رویہ یہ تھا کہ صبر و تحمل سے بالشویکوں کی پالیسی عوام کو سمجھائے، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی اعتدال پسند پالیسی کی قلعی کھولے اور ان جماعتوں کو عوام سے الگ کر دے اور سوویتوں میں خود اکثریت حاصل کرے۔

سوویتوں میں کام کرنے کے علاوہ بالشویکوں نے مزدور سبھائیں اور کارخانوں میں بھی بہت کام کیا۔

خاص طور پر فوجوں میں بالشویکوں نے بہت ہی زیادہ کام کیا۔ ہر جگہ فوجی ادارے قائم ہونے

[1] لینن اسٹالن 1917ء، انگریزی ایڈیشن، ص 119-118۔

گئے۔ بالشویک، محاذ پر اور اس کے پیچھے ملاحوں اور سپاہیوں کو منظم کرنے کے لئے جی توڑ محنت کرتے رہے فوجیوں کو محاذ پر ہی مستعد انقلابی بنانے میں بالشویک اخبار ''اوکوپ نایا پراودا'' نے خاص حصہ لیا۔

بالشویکوں کی تبلیغ اور تحریک کی وجہ سے انقلاب کے ابتدائی مہینوں ہی میں کئی شہروں کے مزدوروں نے سوویتوں کے لئے اور خاص طور پر ضلع کے سوویتوں کے لئے نئے چناؤ کئے جن میں اُنہوں نے منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کو نکال باہر کیا اور بالشویک پارٹی کے پیرووں کو منتخب کیا۔

بالشویکوں کو اپنے کام میں خاص طور پر پیٹروگراڈ میں بہت کامیابی ہوئی۔

پیٹروگراڈ کی کارخانہ کمیٹیوں کی ایک کانفرنس 30- مئی سے لے کر 3- جون تک ہوتی رہی۔ اس کانفرنس میں تین چوتھائی نمائندوں نے بالشویکوں کی حمایت کی۔ پیٹروگراڈ کے قریب قریب تمام ہی مزدوروں نے بالشویکوں کے اس نعرے کی تائید کی کہ ''تمام طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں دی جائے۔''

3- جون 1917ء کو سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس کا اجلاس شروع ہوا۔ اس وقت تک بالشویک سوویتوں میں اقلیت میں تھے۔ اس کانگرس میں ان کے سو سے کچھ ہی اوپر نمائندے رہے ہوں گے اور منشویکوں یا اشتراکی انقلابیوں اور تمام دوسرے عناصر کے نمائندے کل ملا کر سات آٹھ سو ہوں گے۔

اس کانگرس میں بالشویکوں نے اس بات پر زور دیا کہ سرمایہ داروں سے سمجھوتہ کی پالیسی پر عمل کرنا مہلک ثابت ہوگا اور انہوں نے جنگ کی سامراجی نوعیت کو واضح کیا۔ لینن نے اس کانگریس میں تقریر کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ بالشویکوں ہی کی پالیسی صحیح ہے اور یہ کہا کہ صرف سوویتوں ہی کی حکومت مزدوروں کو روٹی، کسانوں کو زمین اور ملک کو امن دلوا کر اس بدنظمی سے نجات دلا سکتی ہے۔

اس زمانے میں پیٹروگراڈ کے مزدوروں میں اس بات کی تحریک جاری تھی کہ ایک مظاہرے کی تنظیم کی جائے جو ان کے مطالبوں کو کانگرس کے سامنے پیش کرے۔ پیٹروگراڈ سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کو یہ گھبراہٹ ہوئی کہ کہیں کوئی مظاہرہ بغیر اس کی منظوری کے نہ ہو جائے اس وجہ سے

اور اس لئے بھی کہ مزدوروں کے انقلابی جوش کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کر سکے، اس کمیٹی نے 18- جون کو ایک مظاہرے کا اعلان کیا۔ منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کا یہ خیال تھا کہ اس مظاہرے میں بالشویکوں اور ان کے نظریئے کے خلاف نعرے لگائے جائیں گے بالشویک پارٹی نے بھی اس مظاہرے کے لئے بڑے انہماک سے تیاری شروع کی۔ کامریڈ اسٹالن نے ''پراودا'' میں تحریر کیا ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس بات کی کوشش کریں کہ 18- جون کو پیٹروگراڈ کا مظاہرہ ہمارے پیش کئے ہوئے انقلابی نعروں ہی کے مطابق ہو۔''

18- جون 1917ء کا مظاہرہ شہیدانِ انقلاب کی قبروں کے سامنے ہوا۔ دراصل یہ بالشویک پارٹی کی طاقت کا مظاہرہ ثابت ہوا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ عوام میں انقلابی جذبہ جڑ پکڑ چکا ہے اور بالشویک پارٹی پر ان کا اعتماد بڑھ رہا ہے۔ منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کے لگائے ہوئے نعرے جن کا مطلب یہ تھا کہ عارضی حکومت کی حمایت کی جائے اور جنگ جاری رکھی جائے بالشویکوں کے نعروں کے سمندر میں غرق ہو گئے۔ مظاہرہ کرنے والوں میں چار لاکھ آدمی اپنے پرچموں پر یہ نعرے لکھے ہوئے تھے۔ ''جنگ مردہ باد'' دسوں سرمایہ دار وزیروں کا ''ناس ہو'' ''سب طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں۔''

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں بلکہ عارضی حکومت ہی کی ملک کے دارالحکومت میں لٹیا ڈوب گئی۔

بہرحال عارضی حکومت کو سوویتوں کی پہلی کانگرس کی امداد حاصل تھی اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنی سامراجی روش پر قائم رہے۔ اسی روز (18- جون کو برطانوی اور فرانسیسی سامراجیوں کی خواہش کے مطابق عارضی حکومت نے ان فوجیوں کو جو میدان جنگ میں تھے حملہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ سرمایہ داروں کے پاس انقلاب کو روکنے کا صرف یہی ذریعہ تھا ان کو یہ امید تھی کہ اگر حملہ کامیاب ہوا تو وہ تمام سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے، سوویتوں کو نکال باہر کریں گے اور بالشویکوں کو کچل دیں گے، اور اگر شکست ہوئی تو سارا الزام بالشویکوں پر ڈال دیا جائے گا کہ انہوں نے فوج میں انتشار پیدا کر دیا تھا اس لئے کامیابی نہ ہو سکی۔

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں تھا کہ حملہ ناکام رہے گا، اور یہی ہوا بھی۔ تمام سپاہی تھک چکے تھے، اُن کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ یہ حملہ کیوں کر رہے ہیں۔ ان کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ تھا جن

سے ان کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔ ان کے پاس توپخانے اور گولہ بارود کی کمی تھی۔ ان تمام وجہوں سے یہ پہلے سے معلوم تھا کہ حملہ کامیاب نہ ہوگا۔

محاذ سے حملے اور پھر اس کی ناکامیابی کی خبر نے سارے دارالحکومت کو بیدار کر دیا۔ فوجیوں اور مزدوروں کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ یہ ثابت ہو گیا کہ عارضی حکومت کا صلح اور امن پسندی کی پالیسی کا اعلان کرنا صرف عوام کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے تھا۔ دراصل وہ سامراجی لڑائی جاری رکھنا چاہتی تھی، اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سوویتوں کی کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور پیٹروگراڈ سوویت یا تو عارضی حکومت کی مجرمانہ پالیسی کو روکنا نہیں چاہتی تھیں یا کم از کم وہ روکنے سے قاصر تھیں اور اس لئے وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگیں۔

پیٹروگراڈ کے مزدوروں اور فوجیوں میں انقلابی غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ 3- جولائی کو پیٹروگراڈ کے وائی بورگ کے علاقے میں خود بخود مظاہرے شروع ہو گئے اور دن بھر جاری رہے۔ یہ الگ الگ مظاہرے بڑھتے بڑھتے ایک عام مسلح مظاہرے میں تبدیل ہو گئے جن میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ تمام طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں دیدی جائے۔ اس وقت بالشویک پارٹی مسلح کارروائی کی مخالف تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ انقلابی بحران اس وقت تک حد کو نہیں پہنچا تھا۔ فوج اور صوبوں کے لوگ اس وقت تک دارالحکومت کی بغاوت کی مدد کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور قبل از وقت بغاوت سے انقلاب کے دشمنوں کو یہ موقع مل جاتا کہ وہ انقلاب کے ہراولی دستے کو کچل دیں۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ عوام کو مظاہرہ کرنے سے روکنا ممکن نہیں تو پارٹی نے یہ طے کیا کہ وہ اس میں شرکت کرے گی تاکہ اُسے پُرامن اور منظم رکھ سکے۔ اس کام میں بالشویک پارٹی کامیاب ہوئی۔ لاکھوں مرد اور عورت ایک جلوس بنا کر پیٹروگراڈ اور کل روس سوویتوں کی انتظامیہ کمیٹیوں کے صدر دفتر تک گئے اور وہاں انہوں نے مطالبہ کیا کہ سوویتیں تمام سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ سامراجی سرمایہ داروں سے قطع تعلق کر لیں اور پُرزور طرح پر صلح حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

باوجود اس کے کہ یہ مظاہرہ نہایت پُرامن تھا رجعت پسندوں کے دستے جن میں افسران و امیدوار افسران شامل تھے مظاہرہ کرنے والوں کے خلاف بھیجے گئے۔ پیٹروگراڈ کی سڑکوں میں مزدوروں اور فوجیوں کے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ محاذ پر سے فوج کے سب سے جاہل

اور انقلاب دشمن دستے اس غرض سے لائے گئے کہ مزدوروں کو کچل دیا جائے۔

مزدوروں اور فوجیوں کے مظاہرہ کو کچل کر منشویک اور اشتراکی انقلابی سرمایہ داروں اور سفید دستے کے جنرلوں سے مل کر بالشویک پارٹی پر حملہ آور ہوئے۔ ''پراودا'' کا دفتر منہدم کر دیا گیا۔ بہت سے بالشویک اخبار ختم کر دیئے گئے۔ وائنوف نامی ایک مزدور کو ایک اُمیدوار افسر نے اس وجہ سے مار ڈالا کہ وہ سڑکوں پر ''ستوک پراودی'' بیچ رہا تھا۔ سرخ گارڈ پیٹروگراڈ کی مقامی فوج کے انقلابی دستے وہاں سے ہٹا کر محاذ پر بھیج دیئے گئے۔ محاذ پر اور ملک کے اندر بہت سی گرفتاریاں ہوئیں۔ 7- جولائی کو لینن کی گرفتاری کے لئے وارنٹ نکالا گیا۔ بالشویک پارٹی کے بہت سے ممتاز ممبر گرفتار کر لئے گئے۔ ''ترد'' کا چھاپہ خانہ جہاں بالشویکوں کے اخبار اور کتابیں چھپتی تھیں مسمار کر دیا گیا۔ پیٹروگراڈ کے وکیل سرکار نے اعلان کیا کہ لینن اور بہت سے دوسرے بالشویکوں پر حکومت کے خلاف بغاوت کرنے اور مسلح انقلاب کی تیاری کرنے کا الزام ہے۔ لینن کے خلاف فردِ جرم جنرل ونیکن کے دفتر میں تیار کی گئی تھی اور اس کی بنیاد جاسوسوں اور سیاسی اشتعالیوں کی گواہی پر تھی۔

اس طرح یہ مخلوط عارضی حکومت جس میں منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کے ممتاز نمائندے (جیسے زرمیتلی، اسکوبیلف، کیرینسکی اور شرنوف) شامل تھے کھلی ہوئی شہنشاہیت اور انقلاب دشمنی کی انتہا تک پہنچ گئی۔ بجائے اس کے کہ یہ صلح کی کوشش کرتی اس نے لڑائی جاری رکھنے کی ٹھان لی تھی۔ بجائے اس کے کہ یہ عوام کے جمہوری حقوق کا تحفظ کرتی اس نے ان حقوق کو پامال کرنے اور مزدوروں اور فوجیوں کو کچلنے کی روش اختیار کی۔

جو کچھ گوچکوف اور ملیوکوف جو سرمایہ داروں کے نمائندے تھے کرنے سے گھبرا رہے تھے۔ وہی چیزیں ''اشتراکی'' کیرینسکی، شرنوف، زرمیتیلی اور اسکوبیلف نے کر دکھایا۔

دوعملی ختم ہو چکی تھی۔

اور اس کے ختم ہونے سے سرمایہ داروں کا فائدہ ہوا کیونکہ ساری طاقت عارضی حکومت کے ہاتھ میں پہنچ گئی اور سوویتیں، اور ان کے ساتھ ساتھ منشویک اور اشتراکی انقلابی عارضی حکومت کا دم چھلا بن کر رہ گئے۔

انقلاب کا پُرامن دور ختم ہو چکا تھا اور سنگینیں اور بھالے منظر عام پر آ گئے۔

بدلی ہوئی صورت حال کی وجہ سے بالشویک پارٹی روپوش ہوگئی اور اس نے اپنے رہنما لینن کے چھپنے کا بھی انتظام کردیا۔ اس نے ایک ایسی مسلح بغاوت کی تیاری شروع کردی جو سرمایہ داروں کی طاقت ہتھیار کے زور سے ختم کرکے سوتیوں کی حکومت قائم کردے۔

4- مسلح بغاوت کی تیاری میں بالشویک پارٹی کی مصروفیت۔ پارٹی کی چھٹی کانگریس۔

بالشویک پارٹی کی چھٹی کانگرس کا اجلاس پیٹروگراڈ میں ایک ایسے ماحول میں شروع ہوا جبکہ تمام سرمایہ دار اور متوسط طبقے کے اخبار بالشویکوں کے خلاف نہایت شدید پروپیگنڈہ کررہے تھے۔ اس کانگرس کا اجلاس پانچویں (لندن) کانگرس کے دس سال بعد اور پراگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ہورہا تھا۔ اس کانگرس کی نشستیں خفیہ طور پر ہوئیں اور 26- جولائی سے 3- اگست تک جاری رہیں۔ اخباروں میں اس کا اعلان تو ضرور ہوا کہ کانگرس کا اجلاس ہوگا لیکن کس جگہ پر ہوگا یہ پوشیدہ رہا۔ اجلاس کی پہلی نشست وائی بورگ کے علاقے میں ہوئی اور بعد کی نشستیں ناروا دروازے کے پاس ایک اسکول میں ہوئیں جہاں اب ''دارالتہذیب'' واقع ہے۔ سرمایہ داروں کے اخباروں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ کانگرس میں شریک ہونے والے ڈیلیگیٹوں کو گرفتار کرلیا جائے۔ جاسوسوں نے سخت کوشش کی کہ اس بات کا پتہ لگالیں کہ اجلاس کہاں ہورہا ہے لیکن وہ ناکامیاب رہے۔

اور اس طرح زار کے راج کے ختم ہونے کے پانچ مہینے بعد بھی بالشویکوں کو اپنا خفیہ اجلاس کرنا پڑا اور مزدور جماعت کے رہنما لینن کو روپوش ہوکر زارلیف اسٹیشن کے قریب ایک جھونپڑی میں پناہ لینی پڑی۔

عارضی حکومت کے گرگے لینن کی تلاش میں چپہ چپہ چھان رہے تھے اس لئے وہ کانگرس میں شریک نہ ہوسکے۔ لیکن اپنی چھپنے کی جگہ ہی سے وہ اپنے خاص ساتھیوں اسٹالن، سوردلوف، مولوتوف اور اورجونکدسے کے ذریعہ سے کانگرس کی تمام ہدایتیں بھیجتے رہے۔

اس کانگرس میں 15 نمائندے ایسے شریک تھے جن کو رائے دینے کا حق حاصل تھا اور 128 ایسے جن کو تقریر کرنے کا حق تھا۔ اس وقت پارٹی کے دو لاکھ چالیس ہزار ممبر تھے۔ 3- جولائی تک یعنی مزدوروں کے مظاہرے کے کچل جانے کے ایک دن پہلے تک جب کہ پارٹی قانونی طور پر کام کررہی تھی پارٹی نے 41 مطبوعات شائع کیں جن میں سے 29 روسی زبان میں تھیں اور بارہ دوسری زبانوں میں۔

بالشویکوں اور مزدوروں پر جس قدر مظالم ہوئے اسی قدر پارٹی کا اثر بڑھ گیا۔ صوبجاتی نمائندوں نے بہت سے واقعات سنائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ مزدور اور فوجی مجموعی طور پر منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی صفیں چھوڑنے لگے تھے اور نہایت نفرت سے انہیں ''سماجی جیلر'' کہنے لگے۔ وہ مزدور اور فوجی جو منشویک اور اشتراکی انقلابی پارٹیوں کے ممبر تھے غصہ میں آکر اپنی ممبری کے کارڈ چاک کرنے لگے اور بالشویک پارٹی میں داخلے کی درخواست دینے لگے۔

اس کانگرس میں خاص طور پر مرکزی کمیٹی کی رپورٹ اور موجودہ صورت حال پر مباحثہ ہوا۔ ان دونوں سوالوں پر کامریڈ اسٹالن نے رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے نہایت واضح طور پر یہ دکھایا کہ سرمایہ داروں کی انقلاب کو کچلنے کی تمام کوششوں کے باوجود انقلاب کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ انہوں نے یہ دکھایا کہ اس وقت انقلاب کا تقاضہ یہ ہے کہ پیدائش دولت اور تقسیم پیداوار مزدوروں کے قبضے میں ہوجائے، زمین پر کسانوں کی ملکیت ہوجائے اور سیاسی طاقت سرمایہ داروں سے چھین کر مزدور طبقے اور غریب کسانوں کے ہاتھ میں پہنچائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ انقلاب اشتراکی انقلاب کی نوعیت اختیار کرنے لگا ہے۔

جولائی کے مقابلے میں ملک کی سیاسی حالت بالکل تبدیل ہوگئی تھی۔ دوعملی ختم ہوگئی تھی۔ منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی رہنمائی میں سوتیوں نے پوری سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں لینے سے انکار کردیا تھا اس لئے جو کچھ طاقت ان کے ہاتھ میں تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس وقت ساری طاقت سرمایہ داروں کی عارضی حکومت کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی اور اس نے یہ کوشش کی کہ انقلابی طاقتوں کو نہتا کردے، انقلابی اداروں کو کچل دے اور بالشویک پارٹی کو فنا کردے۔ اس لئے انقلاب کی پُرامن ترقی کے تمام امکانات ختم ہوچکے تھے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ ہمارے سامنے صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جبری طور پر سیاسی طاقت پر قبضہ کرلیا جائے اور عارضی حکومت کو بالکل ختم کردیا جائے، اور یہ کام صرف مزدوروں ہی کا طبقہ غریب ترین کسانوں سے اتحاد کرکے انجام دے سکتا ہے۔

سویتوں پر ابھی تک منشویکوں اور اشترا کی انقلابیوں کا قبضہ تھا اور وہ بھی سرمایہ داروں کا ساتھ دینے لگی تھیں۔ ایسی صورت میں وہ صرف عارضی حکومت کی مددگار ہی ہو سکتی تھیں۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ جولائی کے واقعات کے بعد یہ نعرہ لگانا ٹھیک نہیں ہے کہ "ساری طاقت سویتوں کے ہاتھ میں دی جائے۔" لیکن عارضی طور پر اس نعرے کو واپس لے لینے کے یہ معنی نہیں کہ سویتوں کے ہاتھ میں طاقت پہنچانے کی جدوجہد ختم ہو گئی۔ ہم سویتوں کی جو انقلابی جدوجہد کا آلہ ہیں عام طور پر کوئی مخالفت نہیں کرتے بلکہ ہم موجودہ سویتوں کے مخالف ہیں جو منشویکوں اور اشترا کی انقلابیوں کے قبضے میں ہیں۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا:

"انقلاب کا پُرامن دور ختم ہو گیا اور بدامنی کا دور شروع ہو گیا ہے جس میں جھڑپیں ہوں گی اور دھماکے بھی۔"

اس کانگریس میں کچھ لوگ ایسے تھے جو سرمایہ دارانہ رجحان سے متاثر تھے۔ انہوں نے اشترا کی انقلاب کا راستہ اختیار کرنے کی مخالفت کی۔

ٹراٹسکی کے چیلے بروئی براژنسکی نے ترمیم پیش کی کہ طاقت پر قبضہ حاصل کرنے کی تجویز میں یہ شرط بڑھائی جائے کہ ملک صرف اسی صورت میں اشتراکیت کی طرف بڑھ سکتا ہے جبکہ مغربی ممالک میں بھی مزدوروں کا انقلاب شروع ہو جائے۔[1]

کامریڈ اسٹالن نے اس ترمیم کی مخالفت کی انہوں نے کہا "یہ بات امکان سے باہر نہیں کہ روس ہی وہ ملک ہو جو اشتراکیت کی بنیاد رکھے...... ہم کو یہ پرانا خیال چھوڑ دینا چاہئے کہ صرف یورپ ہی ہمیں راستہ دکھا سکتا ہے کچھ لوگ مارکسزم کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور کچھ اس کے قائل ہیں کہ اس کے اصولوں پر بدلتے ہوئے حالات کے مطابق عمل کیا جائے۔ میں بھی اسی دوسرے خیال کا قائل ہوں۔"[2]

نجارن ٹراٹسکی کا ہم خیال تھا وہ یہ کہنے لگا کہ کسان جنگ چاہتے ہیں اور وہ سرمایہ داروں کے ساتھ ہیں اس لئے وہ مزدوروں کی پیروی نہ کریں گے۔

نجارن کا جواب دیتے ہوئے اسٹالن نے کہا کہ کسان مختلف طرح کے ہیں۔ کچھ امیر کسان

1 لینن اور اسٹالن "1917"، انگریزی ایڈیشن، صفحہ 302۔

2 ایضاً صفحہ 309۔

ہیں جو سامراجی سرمایہ داروں کی حمایت کرتے ہیں اور کچھ غریب کسان ہیں جو مزدوروں سے اتحاد چاہتے ہیں اور انقلاب کے لئے جدوجہد میں ان کی مدد کریں گے۔

کانگریس نے ان دونوں ترمیموں کو نامنظور کر دیا۔

کانگریس نے بالشویکوں کے معاشی پروگرام پر مباحثہ کر کے اُسے منظور کیا۔ اس پروگرام کے خاص خاص عناصر یہ تھے۔ تمام اراضی کی ملکیتیں ضبط کر لی جائیں اور ساری زمین پوری قوم کی ملکیت ہو جائے بنکوں اور بڑے پیمانے کی صنعتوں پر ریاست کا قبضہ ہو جائے، پیدائش دولت اور ان کی تقسیم پر مزدوروں کا اختیار ہو جائے۔

کانگریس نے خصوصاً اس بات پر زور دیا کہ پیدائش دولت پر مزدوروں کا اختیار قائم کرنے کے لئے پوری جدوجہد کرنا چاہئے۔ آگے چل کر بڑے پیمانے کی صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے میں اس سے بہت مدد ملی۔

اپنے تمام فیصلوں میں کانگریس نے لینن کے اس اصول پر زور دیا کہ مزدوروں اور غریب کسانوں کا اتحاد انقلاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

کانگریس نے منشویکوں کے اس نظریہ کی مذمت کی کہ مزدور سبھاؤں کو غیر جانبدار رہنا چاہئے اس نے یہ بتایا کہ روس کے مزدور طبقہ پر جو بڑی ذمہ داریاں ہیں وہ اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہیں جبکہ مزدور سبھائیں مزدوروں کے طبقاتی مفاد کے لئے لڑنے کو ہر وقت تیار رہیں اور بالشویک پارٹی کی سیاسی رہنمائی تسلیم کریں۔

کانگریس نے نوجوانوں کی انجمنوں (یوتھ لیگ) کے بارے میں جو اُس زمانے میں اکثر خود بخود قائم ہو گئی تھیں ایک تجویز منظور کی۔ پارٹی کی بعد کی کوششوں کی وجہ سے یہ نوجوانوں کی انجمنیں پارٹی کی ہم خیال ہو گئیں اور ان سے پارٹی کو برابر نئے ممبر ملتے رہے۔

کانگریس نے اس سوال سے بھی بحث کی کہ لینن کو عدالت میں حاضر ہونا چاہئے یا نہیں [...]یف، ایلوف، ٹراٹسکی وغیرہ کا کانگریس کے پہلے ہی سے یہ خیال تھا کہ لینن کو انقلاب دشمن عدالت کے سامنے حاضر ہونا چاہئے۔ کامریڈ اسٹالن نے اس خیال کی پُرزور مخالفت کی۔ چھٹی کانگریس نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا کیونکہ اس کی بھی یہی رائے تھی کہ عدالت یک طرفہ فیصلہ کر کے لینن کو سزائے موت دیدے گی۔ کانگریس کو اس بات میں شک نہ تھا کہ سرمایہ دار صرف ایک

چیز چاہتے تھے کہ لینن کو جو سرمایہ داروں کا سب سے خطرناک دشمن ہے جان سے مار ڈالا جائے۔ کانگرس نے انقلابی مزدور طبقے کے رہنماؤں پر پولیس کے مظالم کے خلاف احتجاج کیا اور لینن کو پیغام تہنیت بھیجا۔

پارٹی کی چھٹی کانگرس نے پارٹی کے لئے نئے ضوابط تحریر کئے۔ ان ضوابط میں یہ تجویز تھی کہ پارٹی کے تمام ادارے جمہوری مرکزیت کے اصول پر قائم ہوں۔ اس کے معنی یہ تھے۔

(1) پارٹی کے رہبری کرنے والے تمام اداروں کا انتخاب کیا جائے۔

(2) پارٹی کی تمام کمیٹیاں اپنی سرگرمیوں کی رپورٹ مقررہ اوقات پر اپنی پارٹی کے اداروں کے سامنے پیش کریں۔

(3) پارٹی میں بہت سخت ڈسپلن ہوگی اور اقلیت کو اکثریت کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔

(4) اوپر کی کمیٹیوں کے تمام فیصلوں کی پابندی نیچے کی کمیٹیوں اور پارٹی کے ممبروں پر عائد ہوگی۔

ان ضوابط میں یہ بھی تھا کہ نئے ممبران پارٹی کے مقامی ادارے کے ذریعہ سے دو ممبروں کی سفارش پر اور مقامی ادارے کے تمام ممبروں کے جلسے کی منظوری سے داخل کئے جائیں گے۔

چھٹی کانگرس نے مزرایونسی اور ان کے رہنما ٹراٹسکی کو پارٹی میں شامل کرلیا۔ یہ ایک چھوٹا سا جتھا تھا جو پیٹروگراڈ میں 1913ء سے قائم تھا اور اس میں ٹراٹسکی کے ماننے والے منشویکی اور کچھ پرانے بالشویک جو پارٹی سے علیحدہ ہو گئے تھے شامل تھے دوران جنگ میں یہ لوگ ''درمیانی'' تھے۔ یہ لوگ بالشویکوں کی مخالفت کرتے تھے لیکن منشویکوں سے کئی چیزوں پر اختلاف رکھتے تھے اور اس طرح یہ ڈھلمل یقین قسم کے درمیانی تھے۔ چھٹی کانگرس کے اجلاس میں ان لوگوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ انہیں بالشویک پارٹی سے ہر معاملہ میں اتفاق ہے اور یہ درخواست کی کہ انہیں پارٹی میں داخل کرلیا جائے۔ کانگرس نے یہ درخواست اس اُمید پر منظور کرلی کہ وقت گذرنے پر یہ لوگ سچے بالشویک بن جائیں گے۔ ان میں سے چند ایک جیسے وولودارسکی اور یورتسکی حقیقی بالشویک بن گئے۔ لیکن ٹراٹسکی اور اس کے چند گہرے دوست، جیسا کہ بعد میں ثابت ہوا، اس لئے نہیں شامل ہوئے تھے کہ پارٹی کے مفاد کے لئے کام کریں بلکہ اس لئے کہ اسے اندر سے توڑ ڈالیں۔

چھٹی کانگرس کے تمام فیصلوں کا مقصد یہ تھا کہ مزدوروں اور غریب کسانوں کو مسلح بغاوت

کے لئے تیار کیا جائے، اور اُس نے پارٹی کو اشتراکی انقلاب کی راہ پر لگا دیا۔

کانگرس نے پارٹی کا ایک مینفسٹو شائع کیا جس میں مزدوروں، کسانوں اور فوجیوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ سرمایہ داروں کے خلاف فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لئے صف بستہ ہو جائیں۔ یہ مینفسٹو ان الفاظ پر ختم ہوا تھا۔

''جنگ کے ساتھیو! نئے معرکوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مردانہ وار مضبوطی سے اور پرسکون طریقہ پر بغیر مشتعل ہوئے صف بستہ ہو جاؤ اور اپنے لڑنے والے دستے قائم کرو۔ مزدورو اور فوجیو! پارٹی کے پرچم کے تلے جمع ہو جاؤ۔ دیہاتوں کے مظلوموں! ہمارے پرچم کے تلے اکٹھا ہو جاؤ!''

5۔ انقلاب کے خلاف جنرل کورنیلوف کی سازش، سازش کا کچل دیا جانا۔ پیٹروگراڈ اور ماسکو کی سوویتوں کا بالشویکوں سے مل جانا۔

سیاسی طاقت پر قبضہ جما کر سرمایہ داروں نے کمزور شدہ سوویتوں کو کچل کر کے کھلا ہوا انقلاب دشمن راج قائم کرنے کی تیاری شروع کردی۔ کروڑپتی ریابشنسکی نے نہایت گستاخی سے یہ کہا کہ موجودہ حالت کا حل صرف یہی ہے کہ ''قحط اور عوام کی بدحالی کا آہنی پنجہ عوام کے جھوٹے بہی خواہوں یعنی جمہوری سوویتوں اور کمیٹیوں کی گردن پکڑ لے۔'' محاذ پر فوجی عدالتوں نے سپاہیوں سے نہایت درندگی سے بدلہ لیا اور بڑی بڑی تعداد میں انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ 3۔ اگست 1917ء کو کمانڈر انچیف (فوجی افسر اعلیٰ) جنرل کورنیلوف نے یہ مطالبہ کیا کہ ملک کے اندر بھی موت کی سزائیں دی جائیں۔

14۔ اگست کو عارضی حکومت نے ماسکو کے گرانڈ تھیٹر میں ایک ''ملکی مجلس'' اس غرض سے طلب کی کہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کی طاقتوں کی تنظیم ہو سکے۔ اس ''مجلس'' میں خاص طور پر زمینداروں، سرمایہ داروں، جنرلوں، افسروں اور قزاق سپاہیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ اس میں سوویتوں کی نمائندگی منشویک اور اشتراکی انقلابی کر رہے تھے۔

اس ''ملکی مجلس'' کی طلبی کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے بالشویکوں نے اس کے اجلاس کے ___ ایک عام ہڑتال کی آواز اُٹھائی جس میں زیادہ تر مزدوروں نے حصہ لیا۔ ساتھ ساتھ کمیٹی

اور شہروں میں بھی ہڑتالیں ہوئیں۔

اشتراکی انقلابی کیرینسکی نے ایک موقع پر شچی میں آکر اس مجلس میں دھمکی دی کہ ہر قسم کی انقلابی تحریک کی کوشش کو جس میں کسانوں کی یہ کوشش بھی شامل ہے کہ غیر قانونی طور پر زمینداروں کی زمینیں چھین لیں ''خون کی ندیاں بہاکر سختی سے کچل دیا جائے گا۔''

انقلاب دشمن جنرل کورنیلوف نے دوٹوک یہ مطالبہ کیا کہ ''کمیٹیاں اور سوویتیں توڑ دی جائیں۔''

ساہوکار، بڑے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک جنرل کورنیلوف کے اردگرد جمع ہوگئے اور انہوں نے روپیہ پیسے سے اس کی امداد کرنے کا وعدہ کیا۔

''اتحادیوں کے نمائندے بھی جنرل کورنیلوف کے پاس آئے اور یہ مطالبہ کیا کہ انقلاب کے خلاف کارروائی میں دیر نہ کی جائے۔''

انقلاب کے خلاف جنرل کورنیلوف کی سازش مکمل ہوگئی۔

کورنیلوف نے اپنی تیاریاں کھلم کھلا کیں۔ لیکن لوگوں کی توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کے لئے اس نے یہ افواہ اڑائی کہ بالشویک پیٹروگراڈ میں 27-اگست کو ایک بغاوت شروع کرنے کی تیاری کررہے ہیں۔ کیرینسکی کی رہنمائی میں عارضی حکومت نے غضبناک ہوکر بالشویک پارٹی پر حملہ کردیا اور مزدوروں کی پارٹی کے خلاف جبر وتشدد کے دروازے کھول دیئے۔ ساتھ ہی ساتھ جنرل کورنیلوف نے فوجوں کو اس غرض سے جمع کیا کہ پیٹروگراڈ پر دھاوا بول دے، سوویتوں کو توڑ دے اور فوجی راج قائم کرے۔

اپنی اس انقلاب دشمن کارروائی کے متعلق جنرل کورنیلوف پہلے ہی سے کیرینسکی سے سازباز کرچکا تھا۔ لیکن جیسے ہی کورنیلوف نے عملی اقدام کیا کیرینسکی نے منہ موڑ کر اپنے اس ساتھی سے قطع تعلق کرلیا۔ کیرینسکی کو یہ خطرہ ہوا کہ عوام کورنیلوف کے جتھے کے خلاف بغاوت کردیں گے اور انہیں کچل دیں گے اور اگر اس نے ان لوگوں سے فوراً ہی قطع تعلق نہ کیا تو خود اس کی (کیرینسکی کی) سرمایہ دارانہ حکومت بھی اسی لپیٹ میں آجائے گی۔

25-اگست کو جنرل کرائموف کی کمان میں کورنیلوف نے تیسرے سوار دستے کو پیٹروگراڈ پر دھاوا بولنے کا حکم دیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کا مقصد مادر وطن کا تحفظ ہے۔ کورنیلوف کی بغاوت کو

کچلتے ہوئے بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے مزدوروں اور فوجیوں کو یہ آواز دی کہ وہ انقلاب دشمن طاقت کے حملے کو ہتھیار بند ہوکر روکیں مزدوروں نے جلدی جلدی ہتھیار بند ہونا شروع کیا اور مقابلے کی تیاری کرنے لگے۔ اس زمانے میں سرخ گارڈ کے دستے بہت ہی زیادہ بڑھ گئے۔ مزدور سبھاؤں نے اپنے ممبروں کی صف بندی شروع کردی۔ پیٹروگراڈ کے انقلابی فوجی دستے بھی تیار ہوگئے۔ شہر کے اردگرد خندقیں کھد گئیں، کٹیلے تار باندھ دیئے گئے اور شہر کو جانے والی ریل کی پٹریاں اکھاڑ ڈالی گئیں۔ کئی ہزار مسلح ملاح کرونستاد سے شہر کی حفاظت کے لئے آگئے۔

پیٹروگراڈ پر دھاوا بولنے والے ''وحشی دستوں'' کے پاس نمائندے بھیجے گئے۔ جب ان نمائندوں نے قفقاز کے پہاڑی باشندوں کو (جن پر یہ ''وحشی دستے'' مشتمل تھے) کورنیلوف کے عمل کا مقصد سمجھایا تو انہوں نے آگے بڑھنے سے انکار کردیا۔ کورنیلوف کے دوسرے دستوں میں بھی تبلیغ کرنے والوں کو بھیجا گیا۔ جہاں بھی خطرہ تھا وہاں کورنیلوف کا مقابلہ کرنے کے لئے انقلابی کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

اس زمانے میں اشتراکی انقلابی اور منشویک رہنما جن میں کیرینسکی بھی شامل تھا انتہا سے زیادہ خوف زدہ تھے۔ اپنی جانوں کے خوف سے بالشویکوں کی پناہ کے خواہاں ہوئے کیونکہ انہیں یہ یقین تھا کہ دارالحکومت میں صرف بالشویک ہی اس قابل تھے جو کورنیلوف کو شکست دے سکتے تھے۔

لیکن بالشویکوں نے کورنیلوف کی بغاوت کو کچلنے کے لئے عوام کو متحرک کرنے کے ساتھ ہی ساتھ کیرینسکی کی حکومت کے خلاف بھی جدوجہد جاری رکھی۔ انہوں نے کیرینسکی کی حکومت کو اور منشویکوں واشتراکی انقلابیوں کو عوام کے سامنے بے نقاب کیا اور یہ دکھایا کہ درحقیقت ان لوگوں کی پالیسی سے کورنیلوف کی انقلاب دشمن سازش کو مدد پہنچتی ہے۔

ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل کورنیلوف کی بغاوت فرو ہوگئی۔ جنرل کرائموف نے خودکشی کرلی۔ کورنیلوف اور اس کے ساتھی سازشی ڈینکن اور لکومسکی گرفتار کرلئے گئے۔ (لیکن جلد ہی کیرینسکی نے انہیں رہا کروادیا)

کورنیلوف کی بغاوت کے فرو ہو جانے سے چشم زدن میں انقلاب اور انقلاب دشمن کی طاقتوں کا توازن ظاہر ہوگیا اس نے یہ ظاہر کردیا کہ تمام انقلاب دشمن چاہے وہ جنرل ہوں اور آئینی جمہوری یا منشویک اور اشتراکی انقلابی جو سرمایہ داروں کے جال میں پھنس گئے تھے ضرور

شکست کھائیں گے۔ یہ ظاہر ہوتا جا رہا تھا کہ جنگ کی ناقابل برداشت مصیبت کو عوام پر قائم رکھنے کی وجہ سے اور اس معاشی بدنظمی کی وجہ سے جو اتنی لمبی جنگ کا نتیجہ تھی، منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کا اثر عوام پر سے زائل ہو رہا تھا۔

کورنیلوف کی بغاوت کی ناکامی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بالشویک پارٹی انقلاب کی سب سے فیصلہ کن طاقت ہو گئی تھی اور انقلاب دشمنی کی ہر بغاوت کو کچل سکتی تھی۔ ہماری پارٹی ابھی تک حکمراں پارٹی نہ تھی۔ لیکن کورنیلوف کی بغاوت کے زمانے میں اصلی حکومت اسی کے ہاتھ میں آ گئی کیونکہ مزدور اور سپاہی اس کی ہدایتوں پر بے چون وچرا عمل کرتے تھے۔

اس بغاوت کے کچل جانے سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سویتیں جو دیکھنے میں مُردہ معلوم ہوتی تھیں اپنے اندر انقلابی مقابلہ کی دبی ہوئی زبردست طاقت رکھتی تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سویتوں اور ان کی انقلابی کمیٹیوں ہی نے کورنیلوف کی فوجوں کا راستہ روکا اور ان کی طاقت کو ختم کر دیا۔

کورنیلوف کے خلاف جدوجہد نے مرتی ہوئی سویتوں میں نئی روح پھونک دی۔ اس نے انہیں سمجھوتہ بازی کی پالیسی کے اثر سے نجات دلوا دی۔ انقلابی جدوجہد کی شاہراہ دکھا دی اور بالشویک پارٹی کی جانب اُن کی نگاہیں پھیر دیں۔

سویتوں میں بالشویکوں کا اثر پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا۔

ان کا اثر دیہاتوں میں بھی تیزی سے پھیل گیا۔

کورنیلوف کی بغاوت نے کسانوں پر عام طور سے یہ واضح کر دیا کہ اگر زمیندار اور فوجی افسر بالشویک پارٹی اور سویتوں کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کے بعد کسانوں کی باری آئے گی۔ اس لئے بہت بڑی تعداد میں غریب کسان بالشویکوں کے نزدیک آنے لگے۔ درمیانی طبقے کے کسان جن کی غیر مستقل مزاجی کی وجہ سے اپریل سے اگست تک انقلاب کی رفتار سست پڑ گئی تھی، کورنیلوف کی بغاوت کے بعد بالشویک پارٹی کی طرف جھکنے لگے اور غریب کسانوں سے متحد ہونے لگے کسان عوام یہ محسوس کرنے لگے تھے کہ صرف بالشویک پارٹی ہی انہیں لڑائی سے نجات دلوا سکتی ہے، صرف یہی پارٹی زمینداروں کو کچل سکتی ہے اور اس بات کے لئے تیار ہے کہ زمین کسانوں کے حوالے کر دے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں کسانوں نے بہت زیادہ زمینداریوں پر

قبضہ کر لیا۔ زمینداروں کی زمینوں پر کاشت بلا اجازت عام طور پر شروع ہو گئی۔ کسانوں نے انقلابی راستہ اختیار کر لیا تھا۔ نہ تو منت سماجت اور نہ تعزیری مہمیں انہیں روک سکتی تھیں۔ انقلاب کی رفتار تیز ہو رہی تھی۔

اس کے بعد ایک ایسا دور شروع ہوا جس میں سویتیں پھر سے زندہ ہو گئیں۔ ان کی ساخت میں تبدیلی ہو گئی اور وہ بالشویکوں کے اثر میں آ گئیں۔ کارخانوں، ملوں اور فوجی دستوں میں نئے انتخابات ہوئے اور منشویکوں و اشتراکی انقلابیوں کے بجائے بالشویک نمائندوں کو سویتوں کے لئے چنا گیا۔ 31- اگست کو کورنیلوف کی بغاوت فرو ہونے کے دوسرے دن پیٹروگراڈ کی سویت نے بالشویکوں کی پالیسی کو منظور کر لیا۔ پیٹروگراڈ سویت کی پُرانی مجلس صدارت نے شخائیدسے کی رہنمائی میں استعفے دیدیا اور اس طرح بالشویکوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ 5- ستمبر کو ماسکو کے مزدوروں کے نمائندوں کی سویت بھی بالشویکوں کے ساتھ ہو گئی۔ وہاں کی منشویکی اور اشتراکی انقلابی مجلس صدارت نے بھی استعفے دے کر بالشویکوں کے لئے جگہ خالی کر دی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ بغاوت کی کامیابی کی بنیادی شرائط پوری ہو چکی تھیں۔ اس لئے یہ نعرہ پھر سے ہر جگہ پیش کیا جانے لگا کہ سویتوں کے ہاتھ میں کل طاقت ہو۔

لیکن یہ وہ پچھلا نعرہ نہ تھا جو یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ منشویک اور اشتراکی انقلابی سویتوں کے ہاتھ میں سیاسی طاقت منتقل کر دی جائے۔ اس نعرے کا نیا مفہوم یہ تھا کہ سویتیں عارضی حکومت کے خلاف بغاوت کریں تاکہ سارے ملک کی سیاسی طاقت ان سویتوں کے ہاتھ میں آ جائے جن کی رہنمائی اب بالشویک کر رہے تھے۔

سمجھوتہ باز جماعتوں میں انتشار شروع ہو گیا۔

انقلابی کسانوں کے دباؤ سے اشتراکی انقلابی پارٹی میں ایک انتہا پسند گروہ قائم ہو گیا جو ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابی کہا جانے لگا۔ ان لوگوں نے سرمایہ داروں سے سمجھوتہ کی پالیسی کو ناپسند کیا۔

منشویکوں میں بھی ایک ''انتہا پسند'' گروہ پیدا ہو گیا جو اپنے کو ''بین الاقوامی اتحاد کا حامی'' کہنے لگا۔ یہ لوگ بالشویکوں کی طرف جھکنے لگے۔

نراجیوں کا گروہ جس کا اثر ابتداء ہی سے بہت کم تھا اب پوری طرح چھوٹے چھوٹے

ٹکڑوں میں منتشر ہونے لگا۔ ان میں سے کچھ تو چور ڈاکوؤں، اشتعالیوں، جرائم پیشہ عناصر اور سماج کے بدترین انسانوں میں شامل ہو گئے۔ کچھ "اعتقاداً" غاصب ہو گئے، شہروں کے چھوٹی پونجی کے لوگوں اور کسانوں کو لوٹنے لگے اور مزدوروں کے کلبوں کے سرمایہ اور مکانوں پر قبضہ کر بیٹھے۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے جو کھلے طور پر انقلاب دشمن حلقوں سے جا ملے اور سرمایہ داروں کے "نوکر" بن کر اپنا فائدہ حاصل کرنے لگے۔ یہ لوگ ہر قسم کی حکومت کے مخالف اور خاص طور پر مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی حکومت کے خلاف تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کوئی انقلابی حکومت انہیں اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ قومی ملکیت اور عوام کے مال کو لوٹیں۔

کورنیلوف کی شکست کے بعد منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے انقلاب کے دھارے کو روکنے کی ایک اور کوشش کی۔ اس مقصد سے انہوں نے 12- ستمبر 1917ء کو کل روس جمہوری کانفرنس منعقد کی جس میں اشتراکی پارٹیوں، سمجھوتہ باز سوویتوں، مزدور سبھاؤں، زمستوو، تجارتی اور صنعتی عناصر اور فوجی دستوں کے نمائندے شریک تھے۔ اس کانفرنس نے ریپبلک کی ایک عارضی کونسل قائم کی جو ابتدائی پارلیمنٹ کہلاتی تھی۔ سمجھوتہ بازوں کو یہ امید تھی کہ اس کونسل کی مدد سے وہ انقلاب روک سکیں گے اور ملک کو سوویت انقلاب کے راستہ سے ہٹا کر سرمایہ دارانہ آئینی ترقی اور سرمایہ دارانہ پارلیمنٹری روش پر چلا سکیں گے۔ لیکن سیاسی دیوالیوں نے انقلاب کو روکنے کی جو کوشش کی اس کے کامیاب ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ ان کی ساری کوشش بے کار ثابت ہوئیں۔ مزدوروں نے سمجھوتہ بازوں کی پارلیمنٹ قائم کرنے کی کوشش کا مضحکہ اڑایا اور ابتدائی پارلیمنٹ کو ابتدائی حمام کہنے لگے۔

بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے اس ابتدائی پارلیمنٹ کو بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ صحیح ہے کہ ابتدائی پارلیمنٹ کے بالشویک حلقے کو جس میں کامنیف اور تیودورووچ جیسے لوگ شامل تھے علیحدہ ہونے کا بہت قلق ہوا لیکن مرکزی کمیٹی نے انہیں مجبور کر دیا۔

کامنیف اور زنوویف نے ابتدائی پارلیمنٹ میں شرکت کرنے پر بہت اصرار کیا اور وہ اس طرح پارٹی کو بغاوت کی تیاری سے منحرف کرنا چاہتے تھے۔ کل روس جمہوری کانفرنس کے بالشویک گروہ کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے اس ابتدائی پارلیمنٹ میں شرکت کرنے کی شدید مخالفت کی۔ انہوں نے اس جماعت کو "کورنیلوف کے ساقط حمل" کے نام

سے موسوم کیا۔

لینن اور اسٹالن کا یہ خیال تھا کہ ابتدائی پارلیمنٹ میں تھوڑے عرصے کے لئے بھی شرکت شدید غلطی ہوگی کیونکہ اس سے عوام میں یہ جھوٹی اُمید پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا کہ یہ ابتدائی پارلیمنٹ مزدور طبقے کو کوئی حقیقی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ بالشویکوں نے سوویتوں کی دوسری کانگرس منعقد کرنے کی بڑے زوروں سے تیاریاں شروع کر دیں۔ ان کو یہ امید تھی کہ اس کانگرس میں ان کی اکثریت ہوگی۔ بالشویک سوویتوں کے اثر کی وجہ سے کل روس مرکزی کمیٹی کے اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں کی بہانہ بازی کے باوجود سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس آخر اکتوبر 1917ء کے لئے طلب کی گئی۔

6- پیٹروگراڈ میں اکتوبر کی بغاوت اور عارضی حکومت کی گرفتاری۔ سوویتوں کی دوسری کانگرس اور سوویت حکومت کا قیام۔ امن اور زمین کے متعلق دوسری کانگرس کے فرامین۔ اشتراکی انقلاب کی کامیابی۔ اس کامیابی کے اسباب۔

بالشویکوں نے بغاوت کی تیاری شدت سے شروع کر دی۔ لینن نے کہا کہ ملک کے دونوں خاص شہروں یعنی ماسکو اور پیٹروگراڈ کی مزدوروں اور فوجیوں کی سوویتوں میں اکثریت حاصل کرنے کے بعد بالشویک ملکی طاقت اپنے ہاتھ میں لے سکتے تھے اور انہیں ایسا کرنا بھی چاہئے۔ جو حالات پیش آچکے تھے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لینن نے اس بات پر زور دیا کہ "عوام کی اکثریت ہمارے موافق ہے"۔ لینن نے اپنے مضمونوں، مرکزی کمیٹی اور بالشویک اداروں کے نام خطوں میں بغاوت کا مفصل خاکہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ کس طرح فوجی اور بحری دستوں اور سرخ گارڈ سے کام لینا چاہئے، پیٹروگراڈ کی کن بنیادی جگہوں پر قبضہ کرنا چاہئے کہ بغاوت کامیاب ہو جائے۔

7- اکتوبر کو لینن پوشیدہ طور پر فن لینڈ سے پیٹروگراڈ آگئے۔ 10- اکتوبر 1917ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا وہ تاریخی اجلاس ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ چند ہی روز میں مسلح بغاوت شروع کی جائے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی اس تاریخی قرارداد میں جس کا مسودہ لینن نے تیار کیا تھا حسب ذیل باتیں تحریر تھیں۔

"مرکزی کمیٹی روسی انقلاب کی بین الاقوامی اہمیت کا احساس کرتی ہے (جرمن بحری بیڑے میں بغاوت جو یورپ بھر میں ساری دنیا کے اشتراکی انقلاب کی ترقی کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے، اور سامراجیوں کے آپس میں اس غرض سے صلح کر لینے کا خطرہ کہ روسی انقلاب کا گلا گھونٹ دیا جائے)، اس کی فوجی اہمیت بھی محسوس کرتی ہے (روسی سرمایہ داروں اور کیرینسکی وغیرہ کا یہ یقینی فیصلہ کہ پیٹروگراڈ جرمنوں کے حوالے کر دیا جائے) اور اس بات کو بھی مدنظر رکھتی ہے کہ مزدور پارٹی نے سوویتوں میں اکثریت حاصل کر لی ہے، کسان بغاوت کرنے پر آمادہ ہیں اور عوام کا اعتماد ہماری پارٹی میں بڑھتا جا رہا ہے (جیسا کہ ماسکو کے انتخابات سے ظاہر ہے) اور آخرالامر وہ شدید تیاری جو ایک بار پھر کورنیلوف کے واقعہ کے لئے ہو رہی ہے (پیٹروگراڈ سے فوجوں کا ہٹا لینا، کاسک سپاہیوں کا پیٹروگراڈ بھیجا جانا، اور اُن کا منسک کو گھیر لینا وغیرہ) ان تمام باتوں کی وجہ سے ہتھیار بند بغاوت کا ہونا لازمی ہو گیا ہے۔

"اس لئے ہتھیار بند بغاوت کو لازمی سمجھتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا وقت آ گیا ہے، مرکزی کمیٹی پارٹی کے تمام اداروں کو یہ ہدایت کرتی ہے کہ اس فیصلے کے بموجب تمام عملی مسئلوں پر اسی نقطہ نظر سے بحث کریں اور فیصلہ کریں" (یہ سوالات اس قسم کے تھے۔ شمالی خطوں کی سوویتوں کی کانگرس، پیٹروگراڈ سے فوجوں کا ہٹا لیا جانا، ماسکو اور منسک میں ہمارے عوام کا عمل وغیرہ۔")[1]

مرکزی کمیٹی کے دو ممبروں یعنی کامینیف اور زنوویف نے اس تاریخی فیصلے کی مخالفت میں تقریر کی اور ووٹ دیا۔ منشویکوں کی طرح وہ بھی ایک سرمایہ دارانہ پارلیمنٹری ریپبلک کا خواب دیکھتے تھے۔ اُنہوں نے یہ کہہ کر مزدور طبقے کی توہین کی کہ مزدور طبقہ ایک اشتراکی انقلاب کو عمل میں لانے کی کافی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ اس وقت تک اس میں کافی پختگی آئی تھی۔

[1] لینن انتخاب، جلد 6، صفحہ 303۔

اگرچہ اس جلسہ میں ٹراٹسکی نے اس قرارداد کے خلاف ووٹ نہیں دیا لیکن اس نے ایک ترمیم پیش کی جو بغاوت کے امکانات کو ختم کر دیتی اور اسے ناکامیاب کر دیتی۔ اس نے یہ تجویز کیا کہ بغاوت سوویتوں کی دوسری کانگرس کے اجلاس کے پہلے شروع نہ کی جائے۔ اس تجویز کے معنی یہ ہوتے کہ بغاوت میں دیر کر دی جائے، اس کی تاریخ لوگوں کو معلوم ہو جائے اور عارضی حکومت پہلے سے آگاہ ہو جائے۔

مرکزی کمیٹی نے اپنے نمائندوں کو ڈونٹز کی وادی، یورال، ہیلسنگفورس، کرونستاد، دکھن پچھمی محاذ اور دوسری جگہوں کی طرف بغاوت کی تنظیم کے لئے روانہ کیا۔ کامریڈ وارشلاف، مولوتوف، زراسکی، اردجونیکدزے، کیروف، کگانووچ، کوئی بیشیف، فرونزے، یاروسلافسکی وغیرہ خاص طور پر پارٹی کی طرف سے صوبوں میں بغاوت کی تنظیم کرنے پر مامور ہوئے۔ کامریڈ زادنوف نے شادرنسک واقع یورال میں تعینات شدہ فوجوں میں کام کیا۔ کامریڈ یزوف نے مغربی محاذ پر بیلوروس میں فوجیوں کی بغاوت کی تیاریاں کیں۔ مرکزی کمیٹی کے نمائندوں نے صوبجاتی بالشویک اداروں کے ممتاز ممبروں کو بغاوت کی اسکیم سے واقف کیا اور پیٹروگراڈ کی بغاوت کی مدد کے لئے تیار کیا۔

مرکزی کمیٹی کی ہدایت پر پیٹروگراڈ سوویت کی ایک انقلابی فوجی کمیٹی قائم کی گئی یہ کمیٹی ایک ایسا مرکز بن گئی جہاں سے قانون کی آڑ میں بغاوت کی رہنمائی ہوتی تھی۔

اسی دوران میں انقلاب دشمن عناصر بھی تیزی سے اپنی طاقتیں اکٹھا کر رہے تھے۔ فوجی افسروں نے ایک انقلاب دشمن ادارہ قائم کیا جس کا نام افسروں کی لیگ تھا۔ ہر جگہ انقلاب دشمنوں نے منتخب دستے قائم کرنے کے لئے ہیڈکوارٹر بنا دیئے تھے۔ اکتوبر کے آخر تک انقلاب دشمنوں کے قبضے میں 43 منتخب دستے ہو گئے تھے۔ صلیب سینٹ جارج کے سورماؤں کے خصوصی دستے قائم کئے گئے۔

کیرنسکی کی حکومت نے اس مسئلہ پر غور کیا کہ دارالحکومت پیٹروگراڈ سے ہٹا کر ماسکو کر دیا جائے۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ ان لوگوں کا ارادہ تھا کہ بغاوت شروع ہونے کے پہلے ہی پیٹروگراڈ جرمنوں کے حوالے کر دیا جائے۔ لیکن پیٹروگراڈ کے مزدوروں اور فوجیوں کے احتجاجوں نے عارضی حکومت کو پیٹروگراڈ میں قیام کرنے پر مجبور کر دیا۔

16-اکتوبر کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں ممبروں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی شریک تھے۔ اس جلسے میں بغاوت کی رہنمائی کے لئے پارٹی کی ایک چھوٹی سی کمیٹی بنائی گئی جس کی قیادت کامریڈ اسٹالن کے سپرد کی گئی۔ پارٹی کی یہ کمیٹی پیٹروگراڈ سویت کی انقلابی فوجی کمیٹی کی اصلی رہبر تھی اور درحقیقت ساری بغاوت کی نگرانی اسی نے کی۔

مرکزی کمیٹی کے جلسے میں ہار مان لینے والے زنوویف اور کامینیف نے دوبارہ بغاوت کی مخالفت کی اپنی کوشش میں ناکام ہو کر انہوں نے کھلم کھلا اخباروں میں بغاوت اور پارٹی کے خلاف مضامین لکھے۔ 18-اکتوبر کو منشویک اخبار نووایا ژزن نے کامینیف اور زنوویف کا ایک بیان چھاپا جس میں ان لوگوں نے لکھا تھا کہ بالشویک بغاوت کی تیاری کر رہے ہیں اور یہ لوگ (یعنی کامینیف اور زنوویف) اسے نہایت خطرناک مہم سمجھتے ہیں۔ اس طرح کامینیف اور زنوویف نے دشمنوں پر ظاہر کر دیا کہ بغاوت کے متعلق مرکزی کمیٹی کا کیا فیصلہ ہے اور یہ راز کھول دیا کہ چند ہی روز میں بغاوت کی تیاری کی جا رہی ہے۔ یہ کھلی ہوئی غداری تھی۔ لینن نے اس کے متعلق لکھا "کامینیف اور زنوویف نے مسلح بغاوت کے متعلق اپنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو غداری سے رودزیانکو اور کیرنسکی پر ظاہر کر دیا۔" لینن نے مرکزی کمیٹی کے سامنے ان دونوں کے پارٹی سے نکال دیئے جانے کا سوال پیش کیا۔

غداروں کی وجہ سے پہلے سے آگاہ ہو کر انقلاب کے دشمنوں نے فوراً بغاوت کو روکنے کی کارروائی کی اور انقلاب کی محرک طاقت یعنی بالشویک پارٹی کو کچلنا چاہا۔ عارضی حکومت کا ایک خفیہ جلسہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ بالشویک پارٹی کے مقابلہ کے لئے کیا کارروائی کی جائے۔ 19-اکتوبر کو عارضی حکومت نے فوجوں کو محاذ سے پیٹروگراڈ بلانے کا فوری حکم دیا۔ سڑکوں پر سخت پہرہ ہونے لگا۔ ماسکو میں فوجیں اکٹھا کرنے میں انقلاب دشمن خاص طور پر کامیاب ہوئے۔ عارضی حکومت نے ایک خاکہ تیار کیا کہ سویتوں کی دوسری کانگرس کے وقت پر اسمالنی پر جو بالشویک مرکزی کمیٹی کا ہیڈکوارٹر تھا حملہ کر کے قبضہ کر لیا جائے اور بالشویکوں کی اس کمیٹی کو جو بغاوت کی رہنمائی کر رہی تھی کچل دیا جائے۔ اس کام کے لئے حکومت نے پیٹروگراڈ میں ان فوجوں کو طلب کیا جن کی وفاداری پر اسے اطمینان تھا۔

لیکن عارضی حکومت کی زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے اور وہ چند گھنٹوں کی مہمان تھی۔

اشتراکی انقلاب کی کامیابی کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔

21-اکتوبر کو بالشویکوں نے انقلابی فوجی کمیٹی کے خصوصی نمائندوں کو تمام انقلابی فوجی دستوں کے پاس بھیجا، بغاوت کے شروع ہونے میں جتنے دن باقی رہ گئے تھے فوجوں، ملوں اور کارخانوں میں شدید تیاری میں صرف کیے گئے۔ آروا، اوزاریا سوودویودی جنگی جہازوں کو بھی باقاعدہ ہدایتیں بھیجی گئیں کہ انہیں کیا کیا کرنا ہوگا۔

پیٹروگراڈ سویت کے ایک جلسہ میں شیخی میں آ کر ٹراٹسکی نے اس تاریخ کا دشمن پر انکشاف کر دیا جس دن بالشویک مسلح بغاوت شروع کرنے والے تھے۔ مرکزی کمیٹی نے اس ارادے سے کہ کیرینسکی کی حکومت کو بغاوت کچلنے کا موقع نہ مل سکے یہ فیصلہ کیا کہ بغاوت مقررہ تاریخ سے پہلے ہی شروع کر دی جائے اور سویتوں کی دوسری کانگرس کے افتتاح سے ایک دن پہلے کی تاریخ مقرر کی۔

کیرینسکی نے اپنا حملہ 24-اکتوبر (6-نومبر) کو علی الصباح شروع کر دیا۔ اس نے حکم دیا کہ بالشویک پارٹی کا مرکزی اخبار ابوچی پوت (مزدوروں کا راستہ) ختم کر دیا جائے۔ ادارے کے دفتر اور چھاپہ خانے پر ہتھیار بند موٹروں نے حملہ کر دیا۔ لیکن دس بجے تک کامریڈ اسٹالن کی ہدایت پر سرخ گارڈ اور انقلابی فوجیوں نے ہتھیار بند موٹروں کو پیچھے دھکیل دیا اور اخبار کے چھاپہ خانے اور ادارتی دفتروں پر مضبوط گارڈ بٹھا دیا۔ قریب 11 بجے کے ربوچی پوت شائع ہو گیا جس میں عارضی حکومت کا تختہ الٹ دینے کی آواز اٹھائی گئی تھی۔ اسی کے ساتھ ہی ساتھ پارٹی کے مرکز کی ہدایت پر انقلابی فوجیوں اور سرخ گارڈ کے دستے اسمالنی روانہ کر دیئے گئے۔

بغاوت شروع ہو گئی۔

24-اکتوبر کی رات کو لینن اسمالنی پہنچ گئے اور انہوں نے بغاوت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ رات بھر فوج کے انقلابی دستے اور سرخ گارڈ کے دستے اسمالنی پہنچتے رہے۔ بالشویکوں نے انہیں دارالحکومت کے مرکز کی طرف روانہ کیا۔ قصر سرما کو گھیر لینے کی ہدایت کی کیونکہ وہیں عارضی حکومت قلعہ بند ہو گئی تھی۔

25-اکتوبر (7-نومبر) کو سرخ گارڈ اور انقلابی فوجوں نے ریلوے اسٹیشن، ڈاکخانہ، تار گھر، وزارت خانوں اور ریاستی بنک پر قبضہ کر لیا۔

ابتدائی پارلیمنٹ توڑ دی گئی۔

اسمالنی جو پیٹروگراڈ سویت اور بالشویک مرکزی کمیٹی کا ہیڈ کوارٹر تھا انقلاب کا ہیڈ کوارٹر ہوگیا جہاں سے جنگی احکام جاری ہوتے تھے۔

اس زمانے میں پیٹروگراڈ کے مزدوروں نے یہ دکھا دیا کہ بالشویک پارٹی نے کتنی اچھی تربیت کی تھی۔ فوج کے انقلابی دستوں نے جو لڑائی کے لئے بالشویکوں کے کام کی وجہ سے تیار ہو چکے تھے احکام کی پوری تعمیل کی اور سرخ گارڈ کے ساتھ ساتھ لڑتے رہے۔ اس فرض کو پورا کرنے میں بحری دستے بھی فوجوں سے پیچھے نہ تھے۔ کرونستاد میں بالشویک پارٹی کا بہت زور تھا اور بہت دنوں سے اس نے عارضی حکومت کے احکام ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جنگی بحری جہاز آرورا نے قصر سرما کی طرف اپنی توپوں کا رخ کر دیا اور 25-اکتوبر کو ان توپوں کی گرج نے ایک نئے زمانے کی ابتداء کی، جو عظیم الشان اشتراکی انقلاب کا زمانہ تھا۔

25-اکتوبر کو (7-نومبر) بالشویکوں نے ایک اعلان شائع کیا جس کا عنوان تھا "باشندگان روس سے خطاب" اس میں انہوں نے یہ بتایا تھا کہ سرمایہ دارانہ عارضی حکومت معزول کر دی گئی ہے اور ملکی طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں آ گئی۔

عارضی حکومت نے قصر سرما میں امیدوار فوجی افسروں اور منتخب فوجی دستوں کی محافظت میں پناہ لی تھی۔ 25-اکتوبر کی رات کو انقلابی مزدوروں، سپاہیوں اور جہازیوں نے قصر سرمایہ پہ دھاوا بول کر قبضہ کر لیا اور عارضی حکومت کو گرفتار کر لیا۔

پیٹروگراڈ میں ہتھیار بند بغاوت کامیاب ہوگئی۔

سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس کا اجلاس اسمالنی میں 25-اکتوبر (7-نومبر) 1917ء کو پونے گیارہ بجے رات کو شروع ہوا جب کہ پیٹروگراڈ میں بغاوت کامیاب ہو چکی تھی اور دار الحکومت کی ساری طاقت پیٹروگراڈ سویت کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی۔

اس کانگرس میں بالشویکوں کو بہت بڑی اکثریت حاصل تھی۔ منشویک "بندی" اور رجعت پسند اشتراکی انقلابی یہ دیکھ کر کہ ان کے دن بیت چکے ہیں کانگرس چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس میں شرکت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ کانگرس کے سامنے ان کا ایک بیان پڑھا گیا جس میں انہوں نے اکتوبر کے انقلاب کو ایک "فوجی سازش" سے موسوم کیا۔

کانگرس نے منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی سخت مذمت کی اور ان کے نکل جانے پر افسوس کے بجائے خوشی کا اظہار کیا کیونکہ غداروں کے بھاگ کھڑے ہونے کی وجہ سے یہ کانگرس مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی حقیقی معنوں میں انقلابی کانگرس ہوگئی تھی۔

کانگرس نے یہ اعلان کیا کہ تمام سیاسی طاقت سوویتوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ اس کانگرس کا اعلان حسب ذیل تھا:

"کانگرس نے مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کی بڑی اکثریت کے عزم اور پیٹروگراڈ کے مزدوروں اور فوجیوں کی کامیاب بغاوت پر بھروسہ کر کے ساری طاقت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔"

26-اکتوبر (8-نومبر) کی رات کو سوویتوں کی دوسری کانگرس نے "امن کے بارے میں فرمان" منظور کیا۔ کانگرس نے لڑنے والی قوموں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ فوراً ہی کم سے کم تین مہینے کے لئے لڑائی بند کر دیں تاکہ صلح کے لئے بات چیت ہو سکے۔ کانگرس نے دونوں طرف کی حکومتوں اور عوام کو مخاطب کرنے کے ساتھ ہی ساتھ دنیا کے تین سب سے زیادہ ترقی یافتہ جنگ میں حصہ لینے والی سب سے بڑی ریاستوں یعنی انگلستان، فرانس اور جرمنی کے "طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں" سے اپیل کی۔ اس کانگرس نے ان مزدوروں کو یہ دعوت دی کہ وہ "صلح کے مقصد کو کامیاب کریں اور ساتھ ہی ساتھ محنت کش عوام کو ہر قسم کی غلامی اور مصیبت سے نجات دلائیں۔"

اسی رات کو سوویتوں کی دوسری کانگرس نے زمین کے سوال پر فرمان منظور کیا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ "زمینداروں کے حق مالکانہ کو بغیر کسی معاوضے کے منسوخ کیا جاتا ہے۔" اس زرعی قانون کی بنیاد کسانوں کے فیصلے (نکاز) پر تھی جو مختلف خطوں کے کسانوں کی 242 تجویزوں کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا تھا۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ آراضی پر سے ذاتی ملکیت ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائے اور اس کی جگہ پر قومی یا ریاستی ملکیت قائم کی جائے۔ جاگیرداروں، زار کے خاندان والوں اور خانقاہوں کی زمینیں تمام محنت کشوں کو بلا معاوضہ دیدی جائیں۔

اس فرمان کی وجہ سے اکتوبر کے اشتراکی انقلاب نے 15 کروڑ دیسیاتن (قریب 40 کروڑ ایکڑ) زمین جو پہلے زمینداروں، سرمایہ داروں، زار کے خاندان والوں اور خانقاہوں کی ملکیت تھی کسانوں کے حوالے کر دی۔

اس کے علاوہ کسانوں کو اس لگان سے بھی چھٹکارا مل گیا جو وہ زمینداروں کو دیا کرتے تھے

اور جو 50 کروڑ طلائی روبل سالانہ ہوا کرتا تھا۔

تمام معدنیات (تیل، کوئلہ، کچا لوہا وغیرہ)، جنگلات دریا اور جھیلیں عوام کی ملکیت ہو گئے۔

آخر میں سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس نے پہلی سوویت حکومت کی تشکیل کی (عوامی کیساروں کی کونسل) جس میں سب بالشویک ہی تھے۔ لینن اس پہلی کانفرنس کے صدر چنے گئے۔

اس طرح سوویتوں کی دوسری تاریخی کانگرس نے اپنا کام ختم کیا۔

اس کانگرس میں جو نمائندے شریک ہوئے تھے وہ اپنے علاقوں کو اس غرض سے واپس گئے کہ پیٹروگراڈ میں سوویتوں کو جو کامیابی ہوئی تھی اس کی خبر پھیلائیں اور سارے ملک میں سوویتوں کی طاقت کو بڑھائیں۔

ہر جگہ سوویتوں کے ہاتھ میں طاقت فوراً نہیں آئی۔ پیٹروگراڈ میں سوویت حکومت قائم ہو چکی تھی لیکن ماسکو میں اس کے بہت دن بعد تک سڑکوں پر خوں ریز معرکے ہوتے رہے اس غرض سے کہ ماسکو سوویت کے ہاتھ میں طاقت پہنچنے نہ پائے انقلاب دشمن منشویکوں، اشتراکی انقلابیوں نے سفید گارڈ اور امیدوار افسروں سے مل کر مزدوروں اور فوجیوں کے خلاف مسلح جنگ شروع کر دی۔ ماسکو میں باغیوں کو کچلنے اور سوویت کی طاقت قائم کرنے میں کافی دن لگے۔

خود پیٹروگراڈ اور اس کے کئی محلوں میں بھی انقلاب دشمنوں نے سوویت حکومت کو ختم کرنے کی کئی کوششیں کیں۔ کیرینسکی نے جو انقلابی بغاوت کے دوران میں پیٹروگراڈ سے فرار ہو کر شمالی محاذ پر جا پہنچا تھا۔ 10- نومبر 1917ء کو کوسک سپاہیوں کے بہت سے دستوں کو جمع کر کے جنرل کراسنوف کی قیادت میں پیٹروگراڈ کے خلاف روانہ کیا۔ 11- نومبر 1917ء کو ایک انقلاب دشمن جماعت نے جو اپنے کو "وطن اور انقلاب کی نجات کی کمیٹی" کہتی تھی اشتراکی انقلابیوں کی رہنمائی میں پیٹروگراڈ کے اُمیدوار افسروں سے غدر کروا دیا۔ لیکن یہ غدر اسی شام کو بغیر زحمت کے جہازیوں اور سرخ گارڈ نے کچل دیا۔ 13- نومبر کو جنرل کراسنوف کو پلکوو دو کی پہاڑی کے پاس شکست ہوئی۔ لینن نے خود ہی سوویت کے خلاف غدر کو کچلنے کی کارروائی کی نگرانی کی جس طرح کہ انہوں نے اکتوبر کی انقلابی بغاوت کی خود ہی رہنمائی کی تھی۔ ان کے غیر متزلزل استحکام اور فتح پر پُرسکون اعتماد نے عوام میں جوش پیدا کر دیا اور انہیں متحد کر دیا۔ دشمن کو شکست ہوئی۔ کراسنوف گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے "اپنی عزت کی قسم کھا کر" یہ وعدہ کیا کہ وہ سوویت حکومت کے خلاف

جدوجہد ختم کر دے گا، اور اس وعدے پر وہ رہا کر دیا گیا۔ لیکن جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس جنرل نے "عزت کی قسم" کے باوجود وعدہ خلافی کی۔ خود کیرینسکی عورت کا بھیس بدل کر کسی "نامعلوم سمت" بھاگ گیا۔

مغلیف میں جہاں فوج کا ہیڈ کوارٹر تھا فوج کے سپہ سالار اعظم جنرل دخونن نے غدر مچانے کی کوشش کی۔ جب سوویت حکومت نے اسے یہ ہدایت کی کہ وہ جرمن کمان سے لڑائی روکنے کی بات چیت کرے تو اس نے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس سوویت حکومت کے حکم سے جنرل دخونن برطرف کر دیا گیا۔ انقلاب دشمن ہیڈ کوارٹر توڑ دیا گیا اور خود جنرل دخونن کو ان باغی سپاہیوں نے مار ڈالا جو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

خود پارٹی کے اندر چند بدنام موقع پرستوں نے (جیسے کامنیف، زنوویف، رائیکوف، شلیاپنیکوف وغیرہ) بھی سوویت حکومت کے خلاف زور لگایا انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ایک ایسی حکومت کی تشکیل ہو جس میں "سب اشتراکی شامل ہوں" یعنی جس میں منشویک اور اشتراکی انقلابی جن کو حال ہی میں اکتوبر کے انقلاب نے نکال باہر کیا تھا پھر سے شامل کئے جائیں۔ 15- نومبر 1917ء کو بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں ان انقلاب دشمن جماعتوں سے سمجھوتے کی تجویز مسترد کر دی اور کامینیف اور زنوویف کو انقلاب کا مخالف ٹھہرایا۔ 17- نومبر کو کامینیف، زنوویف، ملیوتن اور رائیکوف نے پارٹی کی پالیسی سے اختلاف کا اظہار کرتے ہوئے مرکزی کمیٹی سے استعفے دینے کا اعلان کیا، اسی روز نوگین نے خود اپنی طرف سے اور عوامی کیساروں کی کونسل کے چند دوسرے ممبروں (یعنی رائیکوف، ملیوتن، تیودوروچ، شلیاپنیکوف، رائیازنوف، یوریفیف اور لادن کی طرف سے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی پالیسی سے اختلاف کا اظہار کرتے ہوئے اس کونسل سے استعفے دیدیا۔ ان مٹھی بھر بزدلوں کے بھاگ کھڑے ہونے سے، اکتوبری انقلاب کے دشمنوں میں خوشیاں منائی گئیں۔ سرمایہ دار طبقے اور اس کے پٹھوؤں نے بغلیں بجانا شروع کیا اور یہ پیشین گوئی کی کہ بالشوزم ختم ہو رہا ہے اور بالشویک پارٹی اب جلد ہی ٹوٹ جائے گی لیکن ان چند بھاگنے والوں کی وجہ سے پارٹی پر ایک لمحہ کے لئے بھی اثر نہیں پڑا۔ مرکزی کمیٹی نے نفرت کے ساتھ ان پر انقلاب سے دغا بازی اور سرمایہ دار طبقے سے مل جانے کا الزام لگایا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

جہاں تک ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں کا تعلق تھا انہوں نے کسانوں پر جو بالشویکوں سے ہمدردی رکھتے تھے اپنا اثر قائم رکھنے کے لئے یہ طے کیا کہ بالفعل بالشویکوں سے جھگڑا نہ کیا جائے اور ان کے ساتھ متحدہ محاذ قائم رکھا جائے۔ کسانوں کے نمائندوں کی کانگرس نے جو نومبر 1917ء میں منعقد ہوئی تھی اکتوبری اشتراکی انقلاب سے حاصل شدہ نفعوں کا اعتراف کیا اور سویت حکومت کے فرمانوں کی تائید کی۔ ان ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں سے سمجھوتہ ہو گیا اور ان میں سے کئی عوامی کمیساروں کی کونسل میں شامل کر لئے گئے (جن میں کولیگائیف، اسپریدونووا، پروشیان، اور اشٹائن برگ شامل تھے) لیکن یہ سمجھوتہ بریست لتوفسک کے صلح نامہ اور ''غریب کسانوں کی کمیٹیوں'' کے بننے تک قائم رہا اس کے بعد کسانوں میں ایک گہری پھوٹ پڑ گئی اور ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابی روز بروز کولکوں کے مفاد کی ترجمانی کرنے لگے انہوں نے بالشویکوں کے خلاف بغاوت شروع کر دی اور سویت حکومت نے انہیں کچل دیا۔

اکتوبر 1917ء اور فروری 1918ء کے درمیان سویت انقلاب ملک کے طول و عرض میں اس تیزی سے بڑھنے لگا کہ لینن نے اسے سویت طاقت کا ''فتح مند دھاوا'' کہا۔

اکتوبر کا عظیم اشتراکی انقلاب کامیاب ہو چکا تھا۔

روس میں اشتراکی انقلاب کی آسانی سے کامیابی کی کئی وجہیں تھیں۔ ان میں سے خاص خاص یہ ہیں۔

(1) اکتوبر کے انقلاب کو روسی سرمایہ دار طبقے کا مقابلہ کرنا ہوا جو نسبتاً کمزور تھا جس کی تنظیم نہایت خراب تھی اور جو سیاسی طور پر ناتجربہ کار تھا۔ معاشی طور پر یہ اُس وقت تک کمزور تھا اور سرکاری ٹھیکوں پر اس کے کاروبار کا انحصار تھا۔ اس وجہ سے اس میں سیاسی خود اعتمادی اور پیش قدمی کا مادہ اس قدر کم تھا کہ اسے اپنے اقتدار کے قائم رکھنے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ اس کو نہ تو فرانسیسی سرمایہ داروں کی طرح بڑے پیمانہ پر پارٹی بندی اور سیاسی حیلہ سازی وغیرہ کا تجربہ تھا اور نہ انگریزی سرمایہ داروں کی طرح مکاری کے سمجھوتے کرنے ہی کی تربیت حاصل تھی۔ اس نے حال ہی میں زار سے مصالحت کی کوشش کی تھی جبکہ فروری کے انقلاب کے بعد زار کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور سیاسی طاقت اس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ وہ اس بات کے سوا اور کچھ نہ کر سکا کہ اسی زاری پالیسی کو چلاتا رہے جس سے سب ہی نفرت کرتے تھے۔ زار کی طرح یہ اس وقت تک لڑائی جاری

رکھنے کا حامی تھا جب تک کہ فتح نہ حاصل ہو حالانکہ لڑائی ملک کے بس سے باہر تھی اور اس نے عوام اور فوج کو بالکل تھکا دیا تھا۔ زار کی طرح یہ بڑی بڑی زمینداریاں قائم رکھنے کا حامی تھا۔ حالانکہ کسان زمین کی قلت اور زمینداروں کے دباؤ سے تباہ ہو رہے تھے۔ مزدوروں سے نفرت کرنے میں تو روس کا سرمایہ دار طبقہ زار سے بھی بازی لے گیا کیونکہ نہ صرف اس نے کارخانہ داروں کے قابو کو برقرار رکھنے کی کوشش کی بلکہ بڑے پیمانے پر کام بندی کر کے مزدوروں کی مصیبت کو اور بھی ناقابل برداشت کر دیا۔

اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عوام کو زار اور سرمایہ داروں کی پالیسی میں کوئی بنیادی فرق نظر نہ آیا اور وہ سرمایہ داروں کی عارضی حکومت سے بھی ویسی ہی نفرت کرنے لگے جیسی کہ زار کی حکومت سے کرتے تھے۔

جب تک اشتراکی انقلابی اور منشویک جیسی سمجھوتہ باز پارٹیوں کا عوام میں کچھ بھی اثر قائم رہا سرمایہ دار طبقہ انہیں بطور آڑ کے استعمال کرتا رہا اور اپنی طاقت محفوظ رکھ سکا لیکن جب یہ راز فاش ہو گیا کہ منشویک اور اشتراکی انقلابی سامراجی سرمایہ دار طبقے کے ایجنٹ ہیں اور عوام پر سے ان کا اثر زائل ہو گیا تو سرمایہ دار طبقہ اور اس کی عارضی حکومت بے یار و مددگار رہ گئی۔

(2) اکتوبر کے انقلاب کی رہنمائی روس کے مزدوروں کے جیسے انقلابی طبقے نے کی تھی، وہ طبقہ جو لڑائیوں میں منجھ چکا تھا، جو اتنے تھوڑے عرصے میں دو انقلابوں کے دور سے گذر چکا تھا اور جو تیسرے انقلاب سے پہلے امن، زمین، آزادی اور اشتراکیت کے لئے عوام کی جدوجہد کا رہنما مانا جا چکا تھا۔ اگر اس انقلاب کی رہنمائی روس کا مزدور طبقہ نہ کرتا، جس پر عوام کو پورا اعتماد تھا تو مزدوروں اور کسانوں میں سمجھوتہ نہ ہو سکتا اور اس سمجھوتے کے بغیر اکتوبر کا انقلاب کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

(3) روس کے مزدور طبقے کو انقلاب میں غریب کسانوں کی زبردست مدد حاصل تھی اور یہ غریب کسان روس کی کسان آبادی میں بڑی اکثریت میں تھے۔ انقلاب کے آٹھ مہینوں کا تجربہ (جن کا نہایت آسانی سے ''معمولی'' ترقی کے بیسیوں برس کے تجربہ سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے) غریب کسان عوام کے لئے بیکار ثابت نہیں ہوا۔ اس زمانے میں انہیں روس کی تمام پارٹیوں کے عملی امتحان لینے کا موقع ملا اور یہ یقین ہو گیا کہ نہ تو آئینی جمہوریت پسند، نہ اشتراکی انقلابی اور نہ

منشویک ہی زمینداروں سے پوری طرح لڑیں گے اور نہ کسانوں کے مفاد کے لئے قربانی کریں گے۔ انہوں نے یہ بھی جان لیا کہ روس میں صرف ایک ہی پارٹی یعنی بالشویک پارٹی ایسی ہے جس کا زمینداروں سے کوئی تعلق نہیں اور کسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے زمینداروں کو کچلنے کے لئے تیار ہے اور اسی یقین پر مزدوروں اور غریب کسانوں کے درمیان مستحکم اتحاد کی بنیاد پڑ سکی۔ مزدور طبقے اور غریب کسانوں میں اتحاد ہونے سے درمیانی کسانوں کی روش بھی طے ہو گئی۔ یہ لوگ مدتوں کے تذبذب کے بعد انقلاب کی قیادت کے موقع پر پوری طرح انقلاب کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے غریب کسانوں سے اتحاد کیا۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس اتحاد کے بغیر اکتوبر کا انقلاب کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

(4) مزدور طبقے کی رہبری بالشویک پارٹی جیسی جماعت نے کی جو تجربہ کار بھی تھی اور سیاسی لڑائیوں کے امتحان میں پوری اتر چکی تھی۔ صرف بالشویکوں ہی کی سی پارٹی جو اس قدر دلیر تھی کہ فیصلہ کن حملے میں عوام کی رہنمائی کر سکی اور اتنی احتیاط برتتی تھی کہ مقصد تک پہنچنے کے راستے میں جو خندقیں پڑیں ان سے عوام کو بچا سکی، نہایت ہوشیاری سے ایسی مختلف انقلابی تحریکوں کو ایک زبردست انقلابی سیلاب میں اکٹھا کر سکتی تھی جیسی کہ صلح کے لئے عمومی جمہوری تحریک، زمینداریوں پر قبضہ کرنے کے لئے کسانوں کی جمہوری تحریک، قومی آزادی اور قومی مساوات قائم کرنے کے لئے محکوم قوموں کی تحریک، اور سرمایہ دار طبقے کو ختم کرنے کے لئے اور مزدور طبقے کی آمریت قائم کرنے کے لئے مزدوروں کی اشتراکی تحریک۔

اس میں شبہ نہیں کہ ان تمام مختلف انقلابی تحریکوں کے ایک مشترک طاقتور انقلابی تحریک میں جانے کی وجہ سے اس میں سرمایہ داری کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔

(5) اکتوبر کا انقلاب ایسے وقت میں شروع ہوا جب کہ سامراجی جنگ اپنے شباب پر تھی، جبکہ بڑی سرمایہ دار ریاستیں دو مخالف گروہوں یا حصوں میں بٹ گئی تھیں اور جبکہ آپس کے جھگڑوں میں اور ایک دوسرے کو کمزور کرنے میں وہ اس قدر مصروف تھیں کہ ''روسی معاملات'' میں مداخلت نہ کر سکیں اور اکتوبر کے انقلاب کو کچلنے کی پوری کوشش نہ کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس بات کی وجہ سے اکتوبر کا اشتراکی انقلاب آسانی سے کامیاب ہو گیا۔

7- سویت طاقت کو مضبوط بنانے کے لئے بالشویک پارٹی کی جدوجہد۔ بریسٹ لٹوفسک کا صلح نامہ۔ پارٹی کی ساتویں کانگرس۔

سویت حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے پرانا سرمایہ دارانہ ریاستی نظام ختم کر دینا پڑا اور اس کے بجائے ایک نیا سویت ریاستی نظام قائم کرنا پڑا۔ علاوہ بریں سماج کی بچی کھچی طبقاتی تقسیم کو اور قوموں پر مظالم کا زمانہ ختم کرنا ضروری تھا۔ یہ ضروری تھا کہ گرجوں کے خصوصی حقوق منسوخ کر دیئے جائیں، اور ہر قسم کے انقلاب دشمن ادارے اور اخبار کچل دیئے جائیں چاہے وہ قانونی ہوں یا غیر قانونی اور بورژوا مجلس دستور ساز توڑ دی جائے۔ زمین کو ساری قوم کی ملکیت قرار دینے کے بعد یہ ضروری تھا کہ بڑے پیمانے کی صنعتیں بھی ملکی ملکیت ہو جائیں، اور آخر میں جنگ کو بھی ختم کرنا ضروری تھا کیونکہ سب سے زیادہ جنگ ہی سویت طاقت کے استحکام میں رخنہ انداز تھی۔

یہ تمام کارروائی 1917ء کے اختتام سے 1918ء کے وسط تک پوری ہو گئی۔

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے پرانی وزارتوں کے افسران کو بھڑکایا کہ وہ سویت حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن یہ کوشش کچل دی گئی۔ وزارتیں توڑ دی گئیں اور ان کی جگہ سویت انتظامی نظام اور مناسب عوامی کمیساریتیں قائم کی گئیں۔ ملکی صنعت کا انتظام کرنے کے لئے قومی معاشی معاملات کی مجلس اعلیٰ قائم کی گئی۔ انقلاب دشمن اور توڑ پھوڑ کا مقابلہ کرنے کے لئے کل روس غیر معمولی کمیشن قائم کیا گیا اور اس کا صدر درزنسکی مقرر ہوا۔ سرخ فوج اور بحری بیڑے کے قیام کے لئے فرمان جاری ہوا۔ مجلس دستور ساز جس کے انتخابات عام طور پر اکتوبر کے انقلاب کے پہلے ہی ہو گئے تھے اور جس نے سویتوں کی دوسری کانگرس کے فرامین کو منظور کرنے سے انکار کر دیا توڑ دی گئی۔

جاگیردارانہ نظام کے بچے کھچے اثرات، طبقاتی تقسیم اور سماجی زندگی کے ہر پہلو سے عدم مساوات کو ختم کرنے کے لئے فرامین جاری کیے گئے جنہوں نے طبقاتی تقسیم کو ''منسوخ کر دیا''، قومیت اور مذہب کی بناء پر جو پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں انہیں ختم کر دیا۔ مذہبی اداروں کو ریاست سے علیحدہ کر دیا اور تعلیمی نظام کو مذہبی اداروں سے الگ کر دیا، عورتوں اور مردوں اور روس کی تمام اقوام کے مابین مساوات قائم کی۔

سویت حکومت کا ایک خاص منشور ''روسی عوام کے حقوق کا اعلان'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس میں روس کے تمام لوگوں کی بلا روک ٹوک ترقی اور مکمل مساوات کے حقوق کو قانوناً تسلیم کیا گیا۔

سرمایہ دار طبقے کی معاشی طاقت توڑنے کے لئے، ایک نئی سویت قومی معاشی تنظیم کے لئے اور نئی سویت صنعتوں کے قیام کے لئے بنکوں، ریلوں، بیرونی تجارت، تجارتی بیڑہ، تمام بڑے پیمانے کی صنعتوں (جیسے کوئلے، معدنیات، تیل، کیمیا، مشین سازی، پارچہ بافی، شکر وغیرہ کی صنعت) کو قومی ملکیت بنا دیا گیا۔

اپنے ملک میں بیرونی سرمایہ داروں سے مالی آزادی حاصل کرنے کے لئے اور اُن کے استحصال سے نجات پانے کے لئے روسی زار اور عارضی حکومت کے لئے ہوئے تمام بیرونی قرضے منسوخ کر دیئے گئے۔ ہمارے ملک کے عوام نے ان قرضوں کو ادا کرنے سے انکار کر دیا جو فتوحات حاصل کرنے کی لڑائی کے لئے لئے گئے تھے اور جنہوں نے ہمارے ملک کو بیرونی سرمایہ کا غلام بنا دیا تھا۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے ضوابط نے سرمایہ داروں، زمینداروں رجعت پسند افسروں اور انقلاب دشمن پارٹیوں کی طاقت جڑ سے اکھاڑ پھینکی۔ ان ضوابط کی وجہ سے ملک میں سویت حکومت اور زیادہ مضبوط ہوگئی۔

لیکن سویت حکومت کی حالت اس وقت تک مضبوط نہیں کہی جا سکتی تھی جب تک کہ روس اور جرمنی اور آسٹریا کے مابین جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ اس لئے اکتوبر کے انقلاب کی کامیابی کے وقت ہی سے پارٹی نے صلح کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔

سویت حکومت نے تمام لڑنے والی حکومتوں اور جنتا سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ایک انصاف پسند جمہوری صلح کے لئے فوری گفت وشنید شروع کر دیں۔ لیکن ''اتحادیوں'' (برطانیہ اور فرانس) نے سویت حکومت کی تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کے انکار پر اور سویتوں کے اصرار پر سویت حکومت نے جرمنی اور آسٹریا سے گفت وشنید کرنے کا فیصلہ کیا۔

گفت وشنید 3-دسمبر کو بریسٹ لٹوفسک میں شروع ہوئی۔ 5-دسمبر کو عارضی صلح کا سمجھوتہ ہو گیا۔ یہ گفتگو ایک ایسے وقت پر ہو رہی تھی جب کہ ملک میں معاشی انتشار تھا۔ جبکہ ہر شخص لڑائی سے

ک چکا تھا۔ جبکہ ہماری فوجیں محاذ کی خندقیں چھوڑ کر گھر لوٹ رہی تھیں اور مورچے ٹوٹ رہے تھے۔ ت چیت میں یہ ظاہر ہو گیا کہ جرمن سامراجی اس کوشش میں تھے کہ سابق زار کی سلطنت کے بڑے لاقوں پر قبضہ کر لیں پولینڈ، یوکرین، اور بالٹک کے ملکوں کو جرمنی کا محکوم بنا دیا جائے۔

ایسے حالات کے ماتحت لڑائی جاری رکھنا نئی سویت ریپلک کی زندگی ہی کو خطرے میں ڈال یتا تھا۔ مزدوروں اور کسانوں کے سامنے یہ ضرورت پیش تھی کہ صلح کی سخت شرطیں منظور کی جائیں راس زمانے کے سب سے بڑے رہزن جرمن شہنشاہیت کے مقابلے میں پیچھے ہٹا جائے تا کہ لینے کی مہلت مل جائے جس میں سویت طاقت مضبوط کی جائے، ایک نئی سرخ فوج کی تخلیق کی ائے جو ملک کو دشمن کے حملے سے بچا سکے گی۔

منشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں سے لے کر سب سے کٹر سفید گارڈ، سب ہی انقلاب منوں نے صلح کے خلاف شدت سے تحریک چلائی۔ اُن کی پالیسی صاف تھی۔ وہ صلح کی کوششوں رگفتگو کو ناکام کرنا چاہتے تھے، جرمنوں کو مشتعل کر کے حملے پر آمادہ کرنا چاہتے تھے اور اس طرح نوزائیدہ کمزور سویت طاقت کو خطرے میں ڈالنا چاہتے تھے۔

اور اس کی شرارت بھری سکیم میں ان کے شریک کار ٹراٹسکی اور بخارن تھے۔ جنہوں نے ادیک اور پایاٹکوف سے مل کر ایک ایسا جتھا بنایا جو پارٹی کا مخالف تھا لیکن جس نے ''انتہا پسند لیونٹ'' کے نام سے اپنی نوعیت چھپائی۔ ٹراٹسکی اور اس ''انتہا پسند'' کمیونسٹ گروہ نے پارٹی کے اندر لینن کے خلاف ایک شدید کشمکش شروع کر دی اور لڑائی جاری رکھنے کا مطالبہ کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ جرمن سامراجیوں اور ملک کے اندر انقلاب دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے کیونکہ یہ نوخیز سویت ریپلک کو جرمن شہنشاہیت کے حملوں کے خطرے میں ڈال دینے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ اس کے پاس کوئی فوج نہیں تھی۔

یہ دراصل اشتعالیوں کی پالیسی تھی جو انتہا پسند الفاظ میں پیش کی گئی تھی۔

10-فروری 1918ء کو بریسٹ لٹوفسک میں مصالحتی گفتگو توڑ دی گئی۔ اگرچہ مرکزی کمیٹی کی رف سے لینن اور اسٹالن نے ہدایت کی تھی کہ صلح نامہ پر دستخط کر دی جائے لیکن ٹراٹسکی نے جو بیسٹ لٹوفسک میں سویت نمائندوں کا صدر تھا غداری کر کے بالشویک پارٹی کی راست ہدایتوں کی عدول حکمی کی۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ سویت حکومت جرمن حکومت کی مجوزہ شرائط کو منظور

کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جرمنوں کو مطلع کیا کہ سویت ریپبلک جنگ نہیں کرے گی اور فوج کو منتشر کرتی رہے گی۔

یہ نہایت شرمناک بات تھی۔ جرمن سامراجی سویت مفاد کے اس غدار سے اس سے بڑھ کر اور کیا اُمید رکھ سکتے تھے۔

جرمن حکومت نے عارضی صلح ختم کردی اور حملہ شروع کر دیا۔ جرمن حملوں کے سامنے ہماری بچی ہوئی فوج بھی درہم برہم ہوگئی۔ جرمن تیزی سے بڑھتے گئے اور بہت وسیع خطوں پر قبضہ کر لیا۔ خود پیٹروگراڈ کو خطرہ ہوگیا۔ جرمن شہنشاہیت نے سویت سرزمین پر اس غرض سے حملہ کیا کہ سویت حکومت کو ختم کر دے اور ہمارے ملک کو اپنا محکوم بنا لے۔ سابق زار کی شکستہ فوجیں جرمن شہنشاہیت کی فوجی ضربیں برداشت نہ کرسکیں اور مسلسل پیچھے ہٹتی گئیں۔

لیکن جرمن سامراجیوں کی اس مسلح مداخلت نے ملک میں ایک زبردست انقلابی لہر دوڑ دی پارٹی اور سویت حکومت نے یہ آواز بلند کی کہ ''اشتراکی وطن خطرے میں ہے۔'' مزدور طبقے نے اس آواز پر لبیک کہا اور بڑی سرگرمی سے سرخ فوج کے دستے بنانا شروع کیا۔ انقلابی عوام کی اس نئی نوخیز فوج نے بڑی بہادری سے بڑھتے ہیر تک مسلح جرمن حملہ آوروں کا مقابلہ کیے۔ نارواور پسکوف کے میدانوں پر جرمنوں کا حملہ روک دیا گیا۔ پیٹروگراڈ پر دھاوا ممکن نہ ہوسکا۔ 23- فروری جس دن جرمن شہنشاہیت کی فوجیں مار بھگائی گئیں سرخ فوج کا جنم دن مانا جاتا ہے۔

18- فروری 1918ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے لینن کی یہ تجویز منظور کی کہ جرمن حکومت کو تار کے ذریعہ صلح کرنے کی رضامندی کی اطلاع دی جائے۔ لیکن صلح نامہ میں اور زیادہ شرائط منظور کروانے کی غرض سے جرمن بڑھتے ہی گئے، اور صرف 22- فروری کو وہ صلح کرنے پر راضی ہوئے۔ لیکن جرمنوں نے پہلے کے مقابلے میں اب کہیں زیادہ سخت شرائط پیش کیے۔

لینن، اسٹالن اور سورولوف کو مرکزی کمیٹی میں ٹراٹسکی، نجارن اور ان کے ساتھیوں سے جدوجہد کرنی پڑی جب کہیں جاکر فوراً صلح کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ لینن نے کہا کہ نجارن اور ٹراٹسکی نے درحقیقت جرمن سامراجیوں کی مدد کی اور جرمنی میں انقلاب کی ترقی کے راستہ میں رخنہ انداز ہوئے۔''[1]

---

[1] لینن، مجموعہ، جلد 22، صفحہ 37۔

23- فروری کو مرکزی کمیٹی نے جرمن کمانڈ کی شرطوں کو منظور کرنے اور صلح نامہ پر دستخط کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹراٹسکی اور نجارن کی غداری نے سویت ریپبلک کو بہت نقصان پہنچایا۔ لیٹویا، استھونیا اور سب سے بڑھ کر پولینڈ جرمنوں کے قبضہ میں پہنچ گئے۔ یوکرین بھی سویت ریپبلک سے چھین لیا گیا اور جرمنی کا خراج گذار بنا دیا گیا۔ سویت حکومت نے جرمنی کو بہت بڑی رقم بطور تاوان جنگ دینے کا وعدہ کیا۔

اسی زمانے میں ''انتہا پسند کمیونسٹ'' لینن کے خلاف جدوجہد کرتے رہے اور غداری کے دلدل میں اور زیادہ دھنستے گئے۔

علاقہ ماسکو کی پارٹی کمیٹی نے جس پر ''انتہا پسند کمیونسٹ'' عارضی طور پر قابض ہوگئے مرکزی کمیٹی میں عدم اعتماد کی تجویز منظور کی۔ ایک ایسی تجویز جو پارٹی میں پھوٹ ڈالنے کے لئے تھی۔ کمیٹی نے یہ اعلان کیا کہ اس کے خیال میں ''جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے جب کہ پارٹی میں پھوٹ پڑنا روکا نہیں جاسکتا۔'' یہ لوگ سویت دشمن نظریہ اختیار کرنے کی حد تک پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ ''بین الاقوامی انقلاب کے حق میں ہم یہ بجا سمجھتے ہیں کہ سویت طاقت کے ختم ہو جانے کے امکان کے لئے بھی تیار ہو جائیں کیونکہ یہ سویت طاقت اب محض رسمی چیز ہوکر رہ گئی ہے۔''

لینن نے اس فیصلے کو تعجب خیز اور شرمناک کہا۔

اس زمانے میں ٹراٹسکی اور ''انتہا پسند'' کمیونسٹوں کی اس پارٹی دشمنی کی صحیح وجہ پارٹی پر واضح نہیں ہوئی تھی۔ لیکن حال ہی میں (1938ء سویت دشمن رجعت پسند اور ٹراٹسکی کے پیروؤں کے گروہ پر جو مقدمہ چلایا گیا اس سے اب یہ انکشاف ہوا کہ نجارن اور اس کی رہنمائی میں ''انتہا پسند کمیونسٹ'' گروہ اور اُن کے ساتھ ٹراٹسکی اور انتہا پسند اشتراکی انقلابی اس وقت دراصل چھپ کر سویت حکومت کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ اب یہ معلوم ہوا کہ نجارن، ٹراٹسکی اور اس کے ساتھ کے سازشی یہ طے کر چکے تھے کہ بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامہ کو ختم کر دیں، لینن، اسٹالن، سوردلوف کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیں اور ایک نئی حکومت بنائیں جو نجارن اور ٹراٹسکی کے پیروؤں اور ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں پر مشتمل ہو۔

ایک طرف تو انتہا پسند کمیونسٹ چھپ کر یہ انقلاب دشمن سازش کر رہے تھے، دوسری طرف ٹراٹسکی کی مدد سے انہوں نے کھلم کھلا بالشویک پارٹی پر حملہ کیا، اس میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی

اوراس کی صفوں کو منتشر کرنا چاہا۔ ایسے نازک موقع پر پارٹی نے لینن، اسٹالن اور سوردلوف کا ساتھ دیا اور صلح اور باقی تمام سوالوں پر مرکزی کمیٹی کی تائید کی۔ ''انتہا پسند کمیونسٹ'' گروہ اس طرح الگ کر دیا گیا اور اس نے شکست کھائی۔

پارٹی کی ساتویں کانگرس کا اجلاس اس غرض سے طلب کیا گیا کہ صلح کے سوال پر پارٹی اپنا آخری فیصلہ کر سکے۔

کانگرس کا اجلاس 6-مارچ 1918ء کو شروع ہوا۔ پارٹی کے طاقت حاصل کرنے کے بعد یہ پہلی کانگرس تھی۔ اس میں 46 نمائندے ایسے شریک ہوئے جنہیں رائے دہندگی کا حق تھا اور 58 ایسے جو صرف تقریر کر سکتے تھے۔ یہ لوگ 1 لاکھ 45 ہزار پارٹی کے ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ حقیقتاً اس زمانے میں پارٹی میں 2 لاکھ 70 ہزار سے کم ممبر نہ تھے۔ اتنے کم نمائندے اس لئے شریک ہوئے کہ چونکہ کانگرس کا اجلاس نہایت عجلت میں ہوا تھا اس لئے بہت سے ادارے اپنے نمائندے وقت پر نہ بھیج سکے۔ وہ ادارے جو اس وقت ان علاقوں میں تھے جن پر جرمنوں کا قبضہ ہو چکا تھا اپنے نمائندے بالکل ہی نہ بھیج سکے۔

کانگریس میں بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے لینن نے کہ

''...... پارٹی کے اندر ایک انتہا پسند مخالف گروہ قائم ہو جانے کی وجہ سے ہماری پارٹی جس شدید بحران سے گزر رہی ہے روسی انقلاب کو اس سے زیادہ شدید بحران کا کبھی مقابلہ نہیں کرنا پڑا تھا۔''[1]

لینن کی پیش کی ہوئی قرارداد کی موافقت 30 نمائندوں نے کی اور 12 نے مخالفت کی. 4 نمائندوں نے ووٹ نہیں دیا۔

اس قرارداد کی منظوری کے دوسرے دن لینن نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ''ایک تشویشناک صلح نامہ'' اس میں اس نے لکھا:

''صلح کی شرطیں ناقابل برداشت ہیں۔ لیکن تاریخی طاقتیں اپنا کام کرتی رہیں گی۔ ہم کو تنظیم کے کام میں مصروف ہو جانا چاہئے اور صرف تنظیم میں لگے رہنا چاہئے۔ باوجود ان تمام مشکلوں کے جن کا ہمیں مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے مستقبل ہمارا ہی ہے۔''[2]

---

1 لینن انتخاب، جلد 7، صفحہ 293-294۔

2 لینن، مجموعہ، جلد 22، صفحہ 288۔

اپنی قرارداد میں کانگرس نے یہ اعلان کیا کہ سویت ریپبلک پر سامراجی ریاستیں ضرور حملہ کریں گی اور اس لئے کانگرس نے پارٹی کا یہ بنیادی فرض سمجھا کہ پارٹی اپنی ڈسپلن اور مزدوروں اور کسانوں کی ڈسپلن مضبوط کرے اور عوام کو اپنے اشتراکی ملک کے دفاع کے لئے قربانی کرنے کو تیار کرے۔ سرخ فوج کی تنظیم کرے اور ہمہ گیر فوجی تربیت شروع کر دے۔

بریسٹ لٹوفسک کی صلح کے متعین لینن کی پالیسی کی تائید کرتے ہوئے کانگرس نے ٹراٹسکی اور بخارن کے رویہ کی مذمت کی، شکست خوردہ ''انتہا پسند کمیونسٹوں'' کی خود کانگرس میں تفرقہ ڈالنے والی سرگرمیوں پر اعتراض کیا۔

بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے نے پارٹی کو اس بات کی مہلت دی کہ وہ سویت طاقت کو مستحکم کر سکے اور ملک کی معاشی زندگی کی تنظیم کر سکے۔

اس صلح کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ سامراجی طاقتوں کی باہمی کشمکش سے فائدہ اٹھا کر (جرمنی اور آسٹریا ابھی تک اتحاد ثلاثہ کی حکومتوں سے جنگ کر رہے تھے) دشمن کی صفوں میں انتشار ڈالا جائے، ایک سویت معاشی نظام منظم کیا جا سکا اور سرخ فوج کی تخلیق ہو سکی۔

اس صلح کی وجہ سے یہ بھی ممکن ہو سکا کہ وہ امداد جو پرولتاریت کو کسانوں سے مل رہی تھی قائم رہی اور مفید گارڈ سے خانہ جنگی کے دوران میں مقابلہ کرنے کے لئے اور انہیں شکست دینے کے لئے کافی طاقت مجتمع ہو سکی۔

اکتوبر کے انقلاب کے دوران میں لینن نے بالشویک پارٹی کو یہ دکھایا کہ جب حالات سازگار ہوں تو کس طرح بے دھڑک آگے بڑھنا چاہئے۔ اس صلح کے زمانے میں لینن نے پارٹی کو اس بات کی تعلیم دی کہ جب دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو تو کس طرح باقاعدہ پیچھے ہٹنا چاہئے تاکہ پوری طرح ایک نئے حملے کی تیاری کی جا سکے۔

تاریخ نے لینن کی پالیسی کی صحت کو ثابت کر دیا۔

ساتویں کانگرس نے یہ طے کیا گیا کہ پارٹی کا نام بدل دیا جائے اور پارٹی کے پروگرام کی بھی ترمیم کی جائے۔ پارٹی کا نام بدل کر روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کر دیا گیا۔ لینن نے اس وجہ سے پارٹی کا نام کمیونسٹ پارٹی کر دیا کہ پارٹی کا مقصد کمیونزم حاصل کرنا تھا۔

ایک خاص کمیشن جس میں لینن اور اسٹالن شریک تھے پارٹی کے پروگرام کا مسودہ بنانے

کے لئے چنا گیا۔ لینن کے مجوزہ پروگرام کی بنیاد پر اس مسودہ کو تیار کرنے کی حمایت کی گئی۔

اس طرح ساتویں کانگرس نے ایک نہایت اہم تاریخی کام کیا، اس پارٹی کے اندر چھپے ہوئے دشمن (''انتہا پسند کیمونسٹ'' اور ٹراٹسکی کے پیرو) کو شکست دی۔ اس ملک کو سامراجی لڑائی سے الگ کرلیا۔ اس صلح نے اور مہلت حاصل کرلی۔ اس نے پارٹی کو اس کا موقع دیا کہ وہ سرخ فوج کی تنظیم کرسکے اور اس نے پارٹی کے سامنے قومی معاشی نظام کی اشتراکی تنظیم کرنے کا فرض رکھا۔

8۔ اشتراکی تعمیر کے ابتدائی دور کے لئے لینن کا خاکہ۔ غریب کسانوں کی کمیٹیاں اور کولکوں کا کچلا جانا۔ ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں کی بغاوت اور اس کا خاتمہ۔ سویتوں کی پانچویں کانگرس اور روسی سویت وفاقی سوشلسٹ ریپلک کے دستور اساسی کی منظوری۔

صلح کرکے مہلت حاصل کرنے کے بعد سویت حکومت نے اشتراکی تعمیر کا کام شروع کردیا۔ لینن نے نومبر 1917ء سے فروری 1918ء تک کے زمانے کو ''دارالحکومت پر سرخ گارڈ کے حملے'' کا دور بتایا تھا۔ 1918ء کے پہلے حصے میں سویت حکومت سرمایہ دار طبقے کی معاشی طاقت توڑنے میں کامیاب ہوگئی اور قومی معاشی نظام کی بنیادی چیزوں (یعنی ملوں، کارخانوں، بنکوں، ریلوے، بیرونی تجارت، تجارتی بیڑہ وغیرہ) پر قبضہ کرسکی سرمایہ دارانہ سیاسی نظم ونسق ختم کرسکی اور انقلاب دشمنوں کی سویت حکومت کو ختم کرنے کی پہلی کوششوں کو شکست دے سکی۔

لیکن یہ بالکل کافی نہ تھا۔ ترقی کے لئے یہ ضروری تھا کہ پرانے نظام کو ختم کرنے کے بعد نئے نظام کی تعمیر ہو۔ اس لئے 1918ء کی بہار کے موسم میں ''عوام کی ملکیت پر قبضہ کرنے والوں کی بے دخلی'' کے دور سے گزر کر اشتراکی تعمیر کا ایک نیا دور شروع ہوا جس میں انقلابی فتوحات کا استحکام ہوا اور سویت قومی و معاشی نظام کی تعمیر ہوئی۔ لینن نے کہا کہ اشتراکی معاشی نظام کی بنیادیں رکھنے کے لئے اس مہلت سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہئے۔ بالشویکوں کو ایک نئے طرز پر پیدائش دولت کی تنظیم سیکھنا تھی۔ لینن نے لکھا کہ بالشویک پارٹی روس کو اپنا ہم خیال بنا چکی تھی، بالشویک پارٹی نے جنتا کے لئے امیروں سے روس کو چھین لیا تھا۔ اب بالشویکوں کو روس پر حکومت کرنا سیکھنا چاہئے۔

لینن نے کہا کہ اس وقت خاص کام یہ تھا کہ ملک کی ساری پیداوار کا حساب رکھا جائے اور تمام پیداوار کی تقسیم پر قابو رکھا جائے۔ ملک کے معاشی نظام میں پیٹی بورژوا عناصر غالب تھے۔ شہروں اور دیہاتوں کے لاکھوں چھوٹی پونجی والوں میں سرمایہ داری خوب پنپتی تھی۔ ان چھوٹی پونجی والوں میں نہ تو محنت کرنے میں ڈسپلن کا احساس تھا اور نہ شہری ڈسپلن کا۔ وہ ریاستی حساب دہی اور جانچ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور اس زمانے میں سب سے زیادہ خطرناک چیز چھوٹے سرمایہ داروں کی منافع خوری اور سٹہ بازی کا بھاری بوجھ تھا اور ان چھوٹے تاجروں اور ٹٹ پونجیوں کی عوام کی ضرورتوں سے منافع خوری کی کوشش۔

پارٹی نے کام میں سستی کرنے اور صنعتوں میں بغیر ڈسپلن کی محنت کے خلاف شدید جہاز کیا۔ عوام کو محنت کی نئی عادت ڈالنے میں دیر لگی۔ اس لئے اس زمانے میں محنت میں ڈسپلن قائم کرنا سب سے اہم کام ہوگیا۔

لینن نے کہا کہ صنعتوں میں اشتراکی مثال قائم کرنا اور انہیں ترقی دینا نہایت ضروری تھا۔ اس نے محنت کے مطابق اجرت کے طریقے کی تائید کی، مزدوری کو برابر کرنے کی رجحان کی مخالفت کی اور سمجھانے بجھانے اور اصرار کرنے کے علاوہ اس بات کی ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی کہ کاہلوں اور منافع خوروں سے جو ریاست سے چھینا جھپٹی کرتے ہیں سختی کا برتاؤ ہونے کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا کہ نئی محنت کی ڈسپلن، رفاقت کی ڈسپلن، سویت ڈسپلن ایک ایسی چیز ہے جو لاکھوں محنت کش اپنے روزانہ کے عملی فرائض میں رفتہ رفتہ پیدا کریں گے، اور ''یہ کام تاریخ کے ایک پورے دور میں انجام پائے گا۔''[1]

اشتراکی تعمیر اور پیدائش دولت کے اشتراکی تعلقات پر لینن نے اپنی مشہور کتاب ''سویت حکومت کے فوری فرائض'' میں روشنی ڈالی۔

اشتراکی انقلابیوں اور منشویکوں سے مل جل کر ''انتہا پسند کمیونسٹوں'' نے بھی ان سوالوں پر لینن کی مخالفت کی۔ نجارن اور اوسنسکی وغیرہ ڈسپلن قائم کرنے، صنعتوں میں شخصی انتظام قائم کرنے، بورژوا ماہروں کو صنعتوں میں ملازم رکھنے اور اچھے کاروباری طریقے استعمال کرنے کے

[1] لینن، انتخاب، جلد 7، صفحہ 593۔

خلاف تھے۔ انہوں نے لینن پر یہ جھوٹا الزام رکھا کہ اس کی پالیسی سرمایہ داری نظام قائم کرنے کی طرف مائل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ''انتہا پسند'' کمیونسٹوں نے ٹراٹسکی کے اس نظریہ کا پرچار بی کہ روس میں اشتراکی تعمیر اور اشتراکیت کی کامیابی ممکن نہیں۔

''انتہا پسند کمیونسٹوں'' کے ''انتہا پسند'' الفاظ درحقیقت ایک ایسا پردہ تھا جس کی آڑ میں یہ لوگ، کولکوں، اپاہجوں اور منافع خوروں کے مفاد کی وکالت کرتے تھے کیونکہ کولک اور اپاہج ہی ڈسپلن [illegible]ف تھے اور معاشی زندگی پر ریاست کا قابو ہونے کی مخالفت کرتے تھے۔

نئی سویت صنعتوں کے تنظیمی اصول طے کرنے کے بعد پارٹی نے دیہاتوں کا سوال اٹھایا جہاں اس زمانے میں غریب کسانوں اور کولکوں میں سخت کشمکش جاری تھی۔ کولکوں کی طاقت بڑھ رہی تھی اور وہ ان زمینوں پر قبضہ کرتے جا رہے تھے جو زمینداروں سے ضبط کی گئیں تھیں غریب کسانوں کو مدد کی ضرورت تھی۔ کولک مزدور حکومت سے لڑتے رہے اور مقررہ قیمت پر اس کے ہاتھ غلہ بیچنے پر تیار نہ تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ سویت ریاست کو بھوکوں مار کر اسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اشتراکی احکام واپس لے لیں۔ پارٹی نے یہ طے کیا کہ وہ انقلاب دشمن کولکوں کو کچل دے گی۔ صنعتی مزدوروں کے دستے غریب کسانوں کی تنظیم کے لئے دیہات بھیجے گئے تاکہ کولکوں کے مقابلے میں کامیابی ہوسکے۔ یہ کولک ہی تھے جو فالتو غلہ دبائے ہوئے تھے۔ لینن نے لکھا:

''ساتھیو! مزدورو! یہ یاد رکھو کہ انقلاب پر ایک نازک وقت آ گیا ہے۔ یاد رکھو کہ صرف تم ہی انقلاب کو بچا سکتے ہو اور کوئی نہیں۔ ہم کو ہزاروں لاکھوں منتخب اور سیاسی بیداری رکھنے والے مزدوروں کی ضرورت ہے جو اشتراکیت کے مقصد سے بے وفائی نہ کریں گے اور جو ہر قسم کی لالچ اور رشوت کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور جن میں اتنا مادہ اور صلاحیت ہے کہ کولکوں، منافع خوروں، چوروں اور رشوت دینے والوں کے مقابلہ پر فولادی طاقتیں اکٹھا کر دیں۔''[1]

لینن نے کہا کہ ''روٹی حاصل کرنے کی جدوجہد اشتراکیت کی جدوجہد ہے۔'' اور اسی نعرے کے ماتحت، مزدوروں کے دستے دیہات بھیجے گئے۔ کئی فرمان اس غرض سے شائع کئے گئے

[1] لینن، مجموعہ، جلد 23، صفحہ 25۔

کہ غذا کی سخت نگرانی کی جائے۔ غذا کے لئے عوامی کمیساریت کو مقررہ قیمت پر غلہ خریدنے کے لئے غیر معمولی طاقت دے دی گئی۔

11۔ جون 1918ء کو ایک فرمان جاری کیا گیا جس کی رو سے ''غریب کسانوں کی کمیٹیاں'' قائم کی گئیں۔ ان کمیٹیوں نے کولکوں کے خلاف جدوجہد، ضبط شدہ زمینوں کی دوبارہ تقسیم کولکوں سے فالتو غلے کی وصول یابی اور مزدوروں کے مرکزوں اور سرخ فوج تک غذائی سامان پہنچانے میں نمایاں حصہ لیا۔ کولکوں کی مقبوضہ زمین سے 50 کروڑ ہیکٹر زمین ضبط کر کے غریب اور متوسط طبقے کے کسانوں میں تقسیم کر دی گئی۔ کھیتی باڑی کے سامان کا ایک بڑا حصہ کولکوں سے ضبط کر کے غریب کسانوں کو دے دیا گیا۔

غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی تشکیل نے دیہاتوں میں اشتراکیت کی ترقی کو ایک منزل اور آگے بڑھا دیا۔ یہ کمیٹیاں گاؤں میں مزدور آمریت کے مضبوط قلعے تھے اور کسانوں میں سرخ فوج کی بھرت زیادہ تر انہیں کمیٹیوں کے ذریعہ سے ہوئی۔

دیہاتوں میں پرولتاری تحریک اور غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی تنظیم نے دیہاتوں میں سویتوں کی طاقت کو مستحکم کر دیا اور متوسط درجہ کے کسانوں کو سویت حکومت کے طرفدار بنانے میں ان کی بڑی خاص سیاسی اہمیت تھی۔

1918ء کے اختتام پر جب ان کا کام پورا ہو چکا تھا تو یہ کمیٹیاں دیہاتی سویتوں میں ملا دی گئیں اور اس طرح ان کا وجود ختم ہو گیا۔

سویتوں کی پانچویں کانگرس میں جس کا اجلاس 4۔ جولائی 1918ء کو شروع ہوا ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں نے کولکوں کی موافقت میں لینن پر سخت حملہ کیا۔ اُنہوں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ کولکوں کے خلاف جدوجہد ختم کر دی جائے اور مزدوروں کے غذائی دستوں کا دیہات بھیجا جانا روک دیا جائے۔ جب ان ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں نے دیکھا کہ کانگرس کی اکثریت ان کی پالیسی کے سخت خلاف ہے تو اُنہوں نے ماسکو میں بغاوت شروع کر دی تریوخفیا تسکی پر قبضہ کر لیا اور کریملن پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس حماقت آمیز بغاوت کو بالشویکوں نے چند گھنٹوں میں کچل دیا۔ ان لوگوں نے کچھ اور جگہوں پر بھی بغاوت کی کوشش کی لیکن ہر جگہ وہ فوراً ہی کچل دیئے گئے۔

جیسا کہ سویت دشمن ''رجعت پسندوں اور ٹراٹسکی کے پیروؤں کے گروہ'' کے مقدمے کی کارروائی سے ظاہر ہو گیا، ان ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں کی بغاوت نجارن اور ٹراٹسکی کی واقفیت اور رضامندی سے شروع کی گئی تھی اور یہ ایک عام انقلاب دشمن سازش کا جزو تھی جو نجارن اور ٹراٹسکی کے پیرو اور ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابی سویت حکومت کے خلاف کر رہے تھے۔

اسی نازک موقع پر بلمکن نامی ایک ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابی جو بعد میں ٹراٹسکی کا ایجنٹ ہو گیا کسی طرح جرمن سفارت خانہ میں گھس گیا اور ماسکو کے جرمن سفیر میرباخ کو مار ڈالا تا کہ جرمنی کو جنگ کے لئے اُکسادے۔ لیکن سویت حکومت نے کسی طرح ملک کو لڑائی سے بچا دیا اور انقلاب دشمنوں کی اشتعالی کوششوں کو ناکامیاب کر دیا۔

سویتوں کی پانچویں کانگرس نے پہلا سویت دستور اساسی یعنی روسی سویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کا دستور اساسی۔

خلاصہ

فروری سے اکتوبر 1917ء تک کے آٹھ مہینوں میں بالشویک پارٹی نے بڑے کٹھن کام انجام دیئے مزدور طبقے کی اکثریت کو اپنی طرف کر لیا، سویتوں میں اپنی اکثریت بنالی اور اشتراکی انقلاب کے لئے لاکھوں کروڑوں کسانوں کی ہمدردی حاصل کی۔ ان عوام الناس کو ٹٹ پونجیہ پارٹیوں (اشتراکی انقلابیوں، منشویکوں اور نراجیوں) کے حلقہ اثر سے باہر نکالنے کے لئے اس نے قدم قدم پر ان پارٹیوں کی پالیسی کا پردہ چاک کیا اور دکھایا کہ ان کی پالیسی محنت کرنے والوں کے حق میں مضر ہے۔ بالشویک پارٹی نے جنگ کے مورچے پر اور عقب میں بہت بڑے پیمانے پر سیاسی کام کیا اور عوام کو اکتوبر کے اشتراکی انقلاب کے لئے تیار کر لیا۔

اس زمانے کے واقعات مثلاً باہر سے لینن کی آمد، اس کا اپریل والا مقالہ، اپریل کی پارٹی کانفرنس اور پھر چھٹی پارٹی کانگرس، پارٹی کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ پارٹی کے فیصلوں سے مزدور طبقے کو بڑا سہارا ملا اور اپنی جیت میں اعتماد پیدا ہوا۔ انہی فیصلوں میں مزدوروں کو انقلاب کے اہم مسئلوں کا حل ملا۔ اپریل کانفرنس نے پارٹی کو سرمایہ دارانہ جمہوری انقلاب سے گذر کر اشتراکی انقلاب تک پہنچنے کے لئے جدوجہد کے راستے پر لگا دیا۔ چھٹی کانگرس نے سرمایہ داروں اور اُن کی عارضی حکومت کے خلاف پارٹی کو ہتھیار بند بغاوت کا راستہ بتایا۔

سمجھوتہ پسند اشتراکی انقلابی اور منشویک پارٹیوں نے، نراجیوں نے اور دوسری غیر کمیونسٹ پارٹیوں نے اپنی ارتقاء کا چکر پورا کر لیا۔ اکتوبری انقلاب سے پہلے ہی وہ سب سرمایہ پرست پارٹیاں بن گئیں اور سرمایہ داری نظام کو بچانے اور سالم رکھنے کے لئے لڑنے لگیں۔ بالشویک پارٹی ہی ایک ایسی پارٹی تھی جس نے سرمایہ دار طبقہ کا تختہ الٹنے اور سویتوں کی حکومت قائم

کرنے کے لئے عوام الناس کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔

اسی کے ساتھ بالشویک نے زینویف اور کامینیف، رانگف اور نجارن، ٹراٹسکی اور پیاتاکف کی کوششوں پر پانی پھیر دیا جو پارٹی کے اندر تھے مگر ہتھیار رکھ دینا چاہتے تھے اور پارٹی کو اشتراکی انقلاب کے راستے سے ہٹا دینا چاہتے تھے۔

بالشویک پارٹی کی رہنمائی میں مزدور طبقے نے، غریب کسانوں سے مل کر، سپاہیوں اور فوجی ملاحوں کی مدد سے سرمایہ داروں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، سویتوں کی حکومت قائم کی، ایک نئے طرز کی ریاست یعنی ایک اشتراکی سویت ریاست بنائی، زمین پر زمینداروں کی ملکیت ختم کر دی، زمین کسانوں کے حوالے کر دی، ملک کی تمام زمین کو ساری قوم کی املاک قرار دیا، سرمایہ داروں کا قلع قمع کیا، اس کو آخرکار جنگ سے چھٹکارا دلایا، اور امن قائم کیا یعنی دم لینے کی مہلت حاصل کی جس کی بڑی ضرورت تھی اور اس طرح وہ حالتیں پیدا کیں جن میں اشتراکی تعمیر کا کام آگے بڑھ سکے۔

اکتوبر کے اشتراکی انقلاب نے سرمایہ داری کو چکنا چور کر دیا، سرمایہ دار طبقے کو ذرائع پیداوار سے محروم کر دیا اور ملوں، کارخانوں، زمین، ریلوں اور بینکوں کو سب لوگوں کی یعنی قومی ملکیت بنا دیا۔

اس نے مزدور طبقے کی آمریت قائم کی اور اتنے بڑے ملک کی حکومت مزدور طبقے کے سپرد کر دی اور اس طرح سے اس طبقے کو حکمراں طبقہ بنا دیا۔

اکتوبر کے اشتراکی انقلاب نے انسانیت کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ یہ دور مزدور انقلابوں کا دور ہے۔

بیرونی فوجی مداخلت اور خانہ جنگی کے دور میں بالشویک پارٹی 1918ء سے 1920ء

1- بیرونی فوجی مداخلت کی ابتداء۔ خانہ جنگی کا پہلا دور۔

بریسٹ لٹوفسک کا صلح نامہ اور متعدد انقلابی کارروائیوں کی وجہ سے سویت کی طاقت مضبوط ہو جانا ایک ایسے وقت میں ہوا جبکہ مغرب میں لڑائی پورے زور پر تھی اس بات نے پچھمی سامراجیوں اور خاص طور پر ''معاہدۂ ثلاثہ'' کی طاقتوں میں سخت تشویش پیدا کر دی۔

''معاہدۂ ثلاثہ'' کی حکومتوں کو یہ خوف ہوا کہ جرمنی اور روس میں صلح ہو جانے کی وجہ سے جرمنی کی فوجی حالت کہیں بہتر نہ ہو جائے کیونکہ اس صورت میں خود اُن کی فوجوں کو نقصان ہوگا۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ ان دو ملکوں میں صلح ہو جانے سے کہیں تمام ملکوں میں اور تمام محاذوں پر صلح کی خواہش کے جذبات نہ بڑھ جائیں جس کی وجہ سے جنگ چلانے میں مشکل ہونے کا احتمال ہے اور شہنشاہیت کو نقصان پہنچے گا۔ انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ اتنے بڑے خطۂ زمین پر سویت حکومت کے قیام اور سرمایہ داروں کو ختم کرنے کے بعد اندرون ملک میں اس کی نت نئی کامیابیوں سے مغرب کے کسانوں اور مزدوروں کے لئے ایک ایسی مثال قائم ہوتی ہے جو سامراجی سرمایہ داروں کے مفاد کے لئے خطرناک ہے۔ جنگ کے طول سے عاجز آ کر کہیں ان ملکوں کے مزدور اور سپاہی بھی روسیوں کی پیروی کر کے اپنے ہی آقاؤں اور اپنے ہی ظالموں کے خلاف سنگینیں نہ موڑیں۔ لہٰذا ''معاہدۂ ثلاثہ'' کی حکومتوں نے یہ طے کیا ایک فوج بھیج کر روس میں

مداخلت کریں اور سویت حکومت کو ختم کر کے ایک ایسی سرمایہ دار حکومت بنائیں جو ملک میں دوبارہ سرمایہ داری نظام قائم کرے اور جرمنی سے صلح نامہ کو ٹھکرا کر پھر سے جرمنی اور آسٹریا کے خلاف فوجی محاذ قائم کرے۔

ان سامراجی طاقتوں نے کچھ اس وجہ سے بھی اس شرارت آمیز مہم کا ارادہ کیا کہ انہیں یہ یقین تھا کہ سویت حکومت مضبوط نہیں ہے۔ ان کو اس بات میں شک نہ تھا کہ دشمنوں کی تھوڑی سی کوشش سے سویت حکومت ضرور ہی ختم ہو جائے گی۔

سویت حکومت کی مضبوطی اور اس کے کارناموں نے معزول شدہ طبقوں میں (جیسے زمیندار اور سرمایہ دار) اور زیادہ گھبراہٹ پیدا کر دی۔ اس کے علاوہ اس بات نے شکست خوردہ جماعتوں میں بھی بے چینی پھیلا دی جیسے کہ آئینی جمہوریت پسند، منشویک اشتراکی انقلابی، نراجی، ہر طرح کے بورژوا قوم پرست، سفید گارڈ کے جنرل، قزاق افسران وغیرہ۔

اکتوبر کے کامیاب انقلاب کی ابتداء ہی سے ان مخالف عناصر نے یہ چلاّنا شروع کر دیا کہ روس میں سویت حکومت کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ ضرور ہی ختم ہو جائے گی چاہے ہفتے دو ہفتے میں ہو یا مہینہ بھر میں ہو یا زیادہ سے زیادہ دو تین مہینے میں۔ لیکن چونکہ سویت حکومت اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کے باوجود قائم رہی اور مضبوط ہوتی گئی، اس کے دشمنوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ جس قدر وہ سمجھتے تھے یہ حکومت اس سے زیادہ مضبوط ہے اور اس لئے اس کو ختم کرنے کے لئے تمام انقلاب دشمن طاقتوں کی جان توڑ کوشش کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے اُنہوں نے یہ طے کیا کہ ایک بڑے پیمانے پر انقلاب دشمن بغاوتی کارروائی شروع کی جائے۔ انقلاب دشمن طاقتوں کو منظم کیا جائے، فوجیں جمع کی جائیں اور بغاوتوں کی تنظیم کی جائے خاص طور پر قزاق اور کولک علاقوں میں۔

اس طرح 1918ء کی ابتداء میں سویت حکومت کو ختم کرنے کے لئے دو طاقتوں کی تنظیم ہوئی ایک تو خارجی سامراجیوں کی طاقت اور دوسرے خود روس میں انقلاب دشمنوں کی طاقت۔

ان دونوں کے پاس علیحدہ علیحدہ اتنا انتظام وسامان نہ تھا کہ وہ سویت حکومت کو ختم کر سکیں۔ روس کے انقلاب دشمنوں کے پاس کچھ لڑنے والے ضرور جو قزاقوں، کولکوں یا اور اونچے طبقوں سے تعلق رکھتے تھے اور جو سویت حکومت کے خلاف بغاوت شروع کر سکتے تھے لیکن ان کے پاس نہ روپیہ تھا اور نہ ہتھیار خارجی سامراجیوں کے پاس روپیہ بھی تھا اور ہتھیار بھی لیکن ان کے پاس اتنے

"فالتو" آدمی نہ تھے کہ مداخلت کے لئے فوجیں روانہ کر سکیں۔ آدمی کچھ تو اس وجہ سے "فالتو" نہ تھے کہ مغرب میں جنگ ہو رہی تھی اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ سویت حکومت کے خلاف ان پر آسانی سے بھروسہ نہ کیا جا سکتا تھا۔

لہٰذا سویت کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ اندرونی اور بیرونی سویت دشمن طاقتوں میں اتحاد ہو۔ یہ اتحاد 1918ء کے پہلے حصے میں قائم ہوا ___ اور اس طرح سویت حکومت کے خلاف بیرونی فوجی مداخلت اور اس کو زور پہنچانے کے لئے اندرونی دشمنوں کی انقلاب دشمن بغاوتیں شروع ہوئیں۔

روس کو جو سکون ملا تھا ختم ہو گیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی، یہ خانہ جنگی سویت کے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے خلاف روس کی اقوام کے مزدوروں اور کسانوں کی جدوجہد تھی۔

انگلستان، فرانس، جاپان اور امریکہ کے سامراجیوں نے فوجی مداخلت بغیر کسی اعلان جنگ کے شروع کر دی حالانکہ یہ مداخلت روس کے خلاف ایک جنگ تھی اور وہ بھی بدترین جنگ۔ ان "مہذب" ڈاکوؤں نے خفیہ طور پر روسی ساحل پر اپنی فوجیں اتروا دیں۔

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اپنی فوجیں شمال میں اتار دیں اور آرک اینجل اور مرمانسک پر قبضہ کر لیا، ایک مقامی سفید گارڈ کی بغاوت کی مدد سے وہاں کی سویت ختم کر دی اور ایک سفید گارڈ کی "شمالی روس کی حکومت" قائم کی۔

جاپانیوں نے ولادی ووستک میں فوجیں اتاریں، ساحلی صوبوں پر قبضہ کر لیا، سویتوں کو منتشر کر دیا اور سفید گارڈ کے باغیوں کو مدد پہنچائی جنہوں نے سرمایہ داری نظام پھر سے قائم کیا۔

شمالی قفقاز میں جنرل کارنیلوف، الیکسی ئیف، اور دینکن نے انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مدد سے سفید گارڈ کی ایک "رضا کار فوج" بنائی، قزاقوں کے اونچے طبقے سے بغاوت کا جھنڈا بلند کرایا اور سویت حکومت کے خلاف لڑائی شروع کی۔

ڈان پر جنرل کراسنوف اور جنرل ممنتوف نے جرمن سامراجیوں کی خفیہ مدد سے (جرمن کھلم کھلا ان کی مدد کرنے میں اس وجہ سے ہچکچا رہے تھے کہ جرمنی اور روس کے مابین صلح نامہ ہو چکا تھا) ڈان کے قزاقوں کی بغاوت کروائی، ڈان کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سویت کے خلاف لڑائی شروع کی۔

وسطی والگا کے علاقے میں اور سائبیریا میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے چیکوسلواک دستے کو بغاوت کرنے کے لئے بھڑکایا۔ اس دستے میں فوجی قیدی تھے جن کو سائبیریا اور مشرق بعید کے راستے سے ہو کر واپس لوٹنے کی سویت حکومت سے اجازت مل گئی تھی۔ لیکن راستے میں اشتراکی انقلابیوں اور انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اسے بغاوت کرنے پر اکسایا۔ اس دستے کے بغاوت کرتے ہی والگا کے علاقے کے اور سائبیریا کے کولکوں نے اور واتکنسک وازوشیرک ورکس کے مزدوروں نے جو اشتراکی انقلابیوں کے زیر اثر تھے بغاوت کر دی۔ ایک سفید گارڈ کی اشتراکی، انقلابی حکومت والگا کے علاقے میں سمارا میں قائم ہو گئی اور ایک سفید گارڈ کی حکومت سائبیریا میں اومسک میں قائم ہو گئی۔

انگلستان، فرانس، جاپان اور امریکہ نے مل کر جو قومی مداخلت کی اس میں جرمنی نے کوئی حصہ نہیں لیا اور نہ وہ لے ہی سکتا تھا کیونکہ وہ متذکرہ بالا گروہ سے جنگ کر رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اور اس صلح کے باوجود جو جرمنی اور روس کے درمیان ہوئی تھی کسی بالشویک کو اس میں شبہ نہ تھا کہ قیصر ولیم کی حکومت کسی طرح بھی انگلستان وغیرہ کے حملہ آوروں کے مقابلے میں روس کی سویت حکومت کی کم دشمن نہیں ہے۔ جرمن سامراجیوں نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ سویت روس کو الگ کر کے کمزور کر دیں اور ہو سکے تو فنا کر دیں۔ اُنہوں نے اس سے یوکرائین چھین لیا اگرچہ بظاہر کہنے کے لئے ان کا یوکرائین پر قبضہ ایک ''صلح نامہ'' کے مطابق ہوا تھا جو ان سے اور یوکرائین کی سفید گارڈ کی رادا (کونسل) سے ہوا تھا۔ جرمن اپنی فوجیں رادا کی درخواست پر لائے تھے۔ انہوں نے سخت بے رحمی سے اہل یوکرائین کو لوٹنا اور ان پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ ان کو سویت روس سے تعلقات رکھنے کی سخت مخالفت کر دی۔ انہوں نے قفقاز کو سویت روس سے علیحدہ کر دیا اور جارجیا اور آذر بائیجان کے قوم پروروں کی درخواست پر وہاں جرمن اور ترک فوجیں بھیجیں جنہوں نے طفلس اور باکو میں حکم چلانا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے جنرل کراسنوف کو (اگرچہ یہ صحیح ہے کہ کھلے طور پر نہیں) کافی مقدار میں رسد اور کافی تعداد میں ہتھیار بہم پہنچائے۔ جنرل کراسنوف دریائے ڈان کے علاقے میں سویت حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کئے تھا۔

اس طرح سویت روس ان تمام اہم خطوں سے الگ ہو گیا جہاں سے کہ اسے غذا، کچا مال، کوئلہ اور تیل ملتا تھا۔

اس زمانے میں سویت روس نے سخت مصیبت جھیلی۔ روٹی اور گوشت کی کمی تھی۔ مزدور بھوکوں مر رہے تھے۔ ماسکو اور پیٹروگراڈ میں ہر تیسرے دن چھٹانک بھر کی روٹی کا راشن ملتا تھا اور کبھی کبھی بالکل روٹی میسر نہ ہوتی۔ کارخانوں میں کچے مال اور کوئلے کی کمی کی وجہ سے کام قریب قریب بند تھا۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود نہ تو مزدوروں نے ہمت ہاری اور نہ بالشویک پارٹی نے۔ وہ جان توڑ کوشش جو ان ناقابل برداشت مشکلوں کو دور کرنے کے لئے کی گئیں۔ مزدور طبقے کی شدید جفاکشی اور جانفشانی کا اظہار کرتی ہیں اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بالشویک پارٹی کے لوگ کس قدر عزت کرتے تھے۔

پارٹی نے یہ اعلان کیا کہ ملک بھر مثل ایک فوجی پڑاؤ کے ہے اور اس نے ساری معاشی، تہذیبی اور سیاسی زندگی کو جنگی بنیاد پر منظم کیا۔ سویت حکومت نے اعلان کیا کہ ''اشتراکی وطن خطرے میں ہے'' اور مزدوروں کو یہ آواز دی کہ وہ اس کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ لینن نے یہ نعرہ جاری کیا کہ ''سب کچھ محاذ کے لئے'' ہزاروں اور لاکھوں کسانوں اور مزدوروں نے لال مرچ میں شرکت کے لئے اپنے کو پیش کیا اور محاذ پر چلے گئے۔ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے آدھے ممبر محاذ جنگ پر چلے گئے پارٹی نے عوام کو بیدار کیا کہ وہ وطن کے لئے بیرونی حملہ آوروں اور ان ظالم طبقوں کے خلاف جنگ کریں جن کو انقلاب نے بیدخل کر دیا تھا۔ لینن کی بنائی ہوئی مزدوروں اور کسانوں کی حفاظتی کونسل نے محاذ پر رسد، سپاہی، کمک، غذا، کپڑا اور ہتھیار پہنچانے کے کام کی دیکھ بھال شروع کی۔ اختیاری طور پر فوج میں شریک ہونے کے رواج کے بجائے لازمی فوجی بھرتی ہو جانے سے لال فوج کو بہت سے نئے آدمی مل گئے اور جلد ہی اس کی تعداد دس لاکھ سے اوپر ہو گئی۔

اگرچہ ملک کافی مشکل میں تھا اور نوخیز سرخ فوج ابھی تک مضبوط نہیں ہوئی تھی، پھر بھی دفاعی کارروائیاں بار آور ہوئیں۔ جنرل کراسنوف زارتسین سے جس کے فتح کر لینے کا اُسے یقین تھا پیچھے دھکیل دیا گیا اور اسے دریائے ڈان سے بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ جنرل دینکن کے فوجی اقدامات شمالی قفقاز میں محدود کر دیئے گئے تھے اور جنرل کورنیلوف سرخ فوج سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ چیکوسلواک اور سفید گارڈ کے اشتراکی انقلابی جتھے قزان، سمبرسک اور سمارا سے مار بھگائے گئے اور یورال جانے پر مجبور ہو گئے۔ یاروسلاول میں سفید گارڈ والے ساون کوف کی قیادت میں ایک

بغاوت جس کی تنظیم ماسکو کے انگریزی مشن کے بڑے افسر لوک ہارٹ نے کی تھی کچل دی گئی اور خود لوک ہارٹ گرفتار کر لیا گیا۔ اشتراکی انقلابیوں نے کامریڈ یورتسکی اور وولوڈارسکی کو ہلاک کر دیا تھا اور خود لینن پر بدمعاشی سے قاتلانہ حملہ کیا۔ بالشویکوں کے خلاف ان کی اس انقلاب دشمن خونریزی کا بدلہ اب انقلابی خونریزی سے دیا گیا۔

نوخیز لال فوج جنگ میں بلوغ کو پہنچی اور اسی میں پختہ ہوئی۔

سرخ فوج کے استحکام، سیاسی تعلیم، ڈسپلن اور جنگی صلاحیت بڑھانے میں سیاسی کمیساروں کی سب سے زیادہ اہمیت تھی۔

لیکن بالشویک پارٹی یہ جانتی تھی کہ یہ سرخ فوج کی ابدائی کامیابیاں تھیں۔ یہ فیصلہ کن نہ تھیں۔ اس کو یہ احساس تھا کہ نئے اور اس سے کہیں زیادہ خطرناک معرکے آنے والے تھے۔ اسے یہ احساس تھا کہ غلے، کچے مال اور تیل کے کھوئے ہوئے علاقے دشمن سے طویل اور سخت مقابلے کے بعد ہی واپس لئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے بالشویکوں نے ایک طویل جنگ کے لئے نہایت سرگرمی سے تیاریاں شروع کر دیں اور سارے ملک کو جنگی ضروریات کے تابع کر دینے کا فیصلہ کیا۔ سویت حکومت نے ملک میں جنگی کمیونزم کا نظام قائم کیا۔ بڑے پیمانے کی صنعتوں کے ساتھ ساتھ اس نے اوسط درجے اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں بھی اپنے قابو میں کر لیں تا کہ فوج اور زرعی آبادی کی ضرورت کے لئے سامان جمع کیا جا سکے۔ اُس نے غلہ کی تجارت کو حکومت کے لئے مخصوص کر دیا۔ اس نے غلہ کی انفرادی خرید و فروخت روک دی اور فالتو غلہ پر قبضہ کر لینے کا انتظام کیا۔ اس انتظام کے ماتحت کسانوں کے پاس جتنا بھی فالتو غلہ ہوتا اس کا اندراج کر لیا جاتا اور پھر حکومت اسے مقررہ نرخ پر حاصل کر لیتی کیونکہ اس طرح مزدوروں اور فوجیوں کے لئے غلہ جمع کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر طبقے کے لئے کام کرنے کا ہمہ گیر قانون جاری کیا گیا۔ جبری محنت کا قانون سرمایہ داروں پر بھی نافذ کر کے مزدوروں کو زیادہ ضروری فوجی خدمات پر منتقل کر دیا گیا۔ اس طرح پارٹی نے اس اصول کو عملی جامہ پہنایا کہ ''جو محنت نہیں کرتا اسے کھانے کو بھی نہیں ملے گا۔''

یہ تمام احکامات جو قومی حفاظت کے سخت مشکل حالات کی وجہ سے مجبوراً اختیار کئے گئے تھے اور جو عارضی نوعیت رکھتے تھے مجموعی طور پر ''دوران جنگ کی کمیونزم'' کے نام سے موسوم

کیے جاتے ہیں۔

ملک نے ایک طویل اور مصیبت خیز خانہ جنگی اور سویت حکومت کے بین الاقوامی اور بیرونی دشمنوں سے جنگ کرنے کی تیاری کی۔ 1918ء کے آخر تک حکومت کو فوج کی تعداد دگنی کر دینا پڑی اور اُس کے لئے رسد کا انتظام کرنا پڑا۔

لینن نے اس وقت کہا۔

''ہم نے یہ طے کیا تھا کہ موسم بہار تک دس لاکھ کی فوج تیار کر لیں۔ اب ہمیں تیس لاکھ کی فوج کی ضرورت ہے۔ ہم یہ کر سکتے ہیں اور کر لیں گے۔''

2. جنگ میں جرمنی کی شکست۔ جرمنی میں انقلاب۔ تیسری انٹرنیشنل کا قیام پارٹی کی آٹھویں کانگریس۔

جس زمانے میں سویت بیرونی مداخلت کے مقابلے میں نئی لڑائیوں کی تیاریاں کر رہی تھی، مغرب میں محاذ جنگ پر بھی اور لڑنے والے ملکوں کے اندر بھی فیصلہ کن واقعات ہو رہے تھے۔ جرمنی اور آسٹریا جنگی اور غذائی بحران میں مبتلا تھے اور ان کا دم گھٹ رہا تھا۔ جبکہ انگلستان، فرانس اور امریکہ برابر نئے ذخیرے اور ذرائع حاصل کر رہے تھے، جرمنی اور آسٹریا اپنی محدود پونجی کے آخری ٹکڑوں پر بسر کر رہے تھے۔ حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ یہ دونوں ملک بالکل تھک چکنے کے بعد ہار ہی جانے کو تھے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ جرمنی اور آسٹریا کے عوام اس مصیبت خیز اور لامتناہی جنگ کے خلاف غصہ سے بھرے تھے۔ وہ اپنی سامراجی حکومتوں سے بھی بپھرے ہوئے تھے جنہوں نے انہیں فاقہ کشی اور تھکاوٹ کی انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ اکتوبر کے انقلاب کے انقلابی اثرات نے گہرے نتائج پیدا کیے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سویت کے سپاہیوں کے جرمن اور آسٹرین سپاہیوں سے بھائی چارہ قائم کرنے کا (بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے کے پہلے ہی) اور سویت روس سے صلح ہو جانے کا بھی جرمن عوام پر بہت اثر ہوا۔ روس کے عوام نے اپنی سامراجی حکومت کا تختہ الٹ کر کے اس قابل نفرت جنگ سے نجات حاصل کر لی۔ جرمنی اور آسٹریا کے مزدوروں پر اس مثال کا گہرا اثر پڑنا لازم تھا۔ بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے کے بعد شرقی محاذ سے جرمن سپاہی

بنا کر مغربی محاذ پر بھیج دیے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان سپاہیوں نے سویت کے سپاہیوں سے بھائی چارے قائم ہونے کا اور سویت سپاہیوں کی جنگ سے نجات حاصل کر لینے کے واقعات کا تذکرہ مغربی محاذ کے سپاہیوں سے کیا۔ سویت کے ان حالات کو سن کر جرمن سپاہیوں کے جذبات اور ولولوں میں فرق آ جانا لازمی تھا۔ انہی اسباب سے آسٹریا کی فوجوں میں پہلے ہی سے انتشار شروع ہو گیا تھا۔

ان سب باتوں نے جرمنی کے سپاہیوں میں جنگ سے نجات پانے کے جذبات برانگیختہ کر دیے ان کے جنگی جوش اور صلاحیت میں کمی ہو گئی اور وہ ''معاہدۂ ثلاثہ'' کی فوجوں کے حملوں کے سامنے پسپا ہونے لگیں۔ نومبر 1918ء میں جرمنی میں انقلاب شروع ہو گیا۔ ولیم اور اس کی حکومت برطرف ہو گئی۔

جرمنی ہار ماننے اور صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح ایک ہی ضرب میں جرمنی ایک اول درجہ کی طاقت سے گھٹ کر دوئم درجے کی طاقت ہو گیا۔

جہاں تک سویت حکومت کا تعلق تھا، ان واقعات سے اس کی مشکلیں کچھ اور بڑھ ہی گئیں کیونکہ انگلستان اور فرانس جنہوں نے سویت حکومت کے خلاف مداخلت شروع کر دی تھی اب یورپ اور ایشیا میں غلبہ پا گئے۔ انہوں نے سویت روس میں زیادہ پُر زور مداخلت کی اور سویت حکومت کے خلاف ناکہ بندی کو اور سخت کر کے اس کو اور مشکل میں ڈال دیا۔ لیکن جرمنی کے انقلاب سے صرف نقصان ہی نہیں ہوا اور بنیادی طور پر سویت حکومت کی حالت اور بہتر ہو گئی۔ سب سے پہلا فائدہ یہ ہوا کہ سویت حکومت کو اس کا موقع مل سکا کہ بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے کو منسوخ کر کے تاوان جنگ دینا بند کر دے ایستھونیا، لیٹویا، بیلوروس، یوکرین، اور قفقاز کو جرمن شہنشاہیت کے پنجے سے آزاد کرانے کے لئے سیاسی اور فوجی جدوجہد کر سکے۔ دوسرے یہ کہ یورپ کے وسط میں جرمنی جیسے ملک میں ایک جمہوری حکومت اور مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سویت قائم ہو جانے سے یورپ بھر میں انقلاب ہو جانا لازم تھا اور ایسا ہوا بھی۔ ان انقلابوں کی وجہ سے روس میں سویت حکومت کی طاقت اور محفوظ ہو گئی۔ یہ ٹھیک ہے کہ جرمنی کا انقلاب اشتراکی نہیں بلکہ سرمایہ دارانہ تھا اور سویتیں جن پر سوشل ڈیموکریٹ چھائے ہوئے تھے (جو روسی منشویکوں کی طرح کے سمجھوتہ باز تھے) سرمایہ دار پارلیمنٹ کی آلۂ کار ہو کر رہ گئی تھیں۔

جرمن انقلاب کی کمزوری کا یہی سبب تھا۔ اس کی کمزوری کا اظہار مثلاً اس بات سے بھی ہوا کہ اس نے سفید گارڈ کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ بے خوف روز الگزم برگ اور کارل لیب کنخت جیسے انقلابیوں کو قتل کر ڈالیں۔ لیکن پھر بھی یہ ایک انقلاب تھا۔ ولیم معزول کر دیا گیا تھا اور مزدوروں نے اپنی زنجیریں توڑ ڈالی تھیں، اور صرف انہی باتوں سے مغربی ممالک میں انقلابی طاقتیں سرگرم عمل ہو گئیں۔

یورپ میں انقلاب کا زور بڑھنے لگا۔ آسٹریا میں انقلابی تحریک شروع ہوئی اور ہنگری میں بھی ایک سویت ریپبلک قائم ہوئی۔ انقلاب کی بڑھتی ہوئی لہر کے ساتھ کمیونسٹ پارٹیاں سطح پر آ گئیں۔

اب اس بات کی پوری گنجائش ہو گئی تھی کہ کمیونسٹ پارٹیوں میں اتحاد قائم ہو اور تیسری کمیونسٹ انٹرنیشنل کا قیام ہو سکے۔

مارچ 1919ء میں لینن کی رہنمائی میں بالشویکوں کے اقدام پر مختلف ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کی پہلی کانگرس منعقدہ ماسکو نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی بنیادیں رکھیں۔ اگرچہ بہت سے نمائندے ناکہ بندی اور سامراجی تشدد کی وجہ سے ماسکو نہ پہنچ سکے پھر بھی یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے ممالک کے نمائندے شریک تھے۔ کانگرس کی کارروائی کی رہبری لینن نے کی۔

لینن نے سرمایہ دارانہ جمہوریت اور مزدور آمریت کے مسئلہ پر رپورٹ پیش کی۔ اس نے سویت نظام کی اہمیت بتائی اور یہ دکھایا کہ محنت کشوں کے لئے یہی سچی جمہوریت ہے۔ کانگرس نے تمام ممالک کے مزدور طبقوں کے نام ایک مینیفسٹو منظور کیا جس میں ان سے اپیل کی کہ وہ مزدور طبقے کی آمریت اور دنیا بھر میں سویت نظام قائم کرنے کے لئے مستقل مزاجی سے جنگ کریں۔ کانگرس نے تیسری (کمیونسٹ) انٹرنیشنل کی ایک مجلس انتظامیہ (ای۔ سی۔ سی۔ آئی۔ اے) مقرر کی۔

اس طرح ایک نئے قسم کی بین الاقوامی انقلابی مزدور انجمن یعنی کمیونسٹ انٹرنیشنل قائم کی گئی جو مارکس اور لینن کے اصولوں پر چلتی تھی۔

ہماری پارٹی کی آٹھویں کانگرس کا اجلاس مارچ 1919ء میں ہوا۔ یہ ایسا زمانہ تھا جب کہ ایک طرف تو ''معاہدۂ ثلاثہ'' کا سویت دشمن رجعت پسند گروہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا تھا اور دوسری

طرف یورپ اور خاص طور پر ہارے ہوئے ممالک میں انقلاب کا زور بڑھنے سے سویت حکومت کی پوزیشن اور مضبوط ہو گئی تھی۔

کانگرس میں 301 نمائندے ایسے تھے جنہیں حق رائے دہندگی تھا اور جو 3 لاکھ 13 ہزار 7 سو 66 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے اور 102 ایسے تھے جنہیں صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔

اپنی افتتاحیہ تقریر میں لینن نے سویردلوف کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا۔ سویردلوف بالشویک پارٹی کے سب سے اچھے منظموں میں سے تھے اور کانگرس کے چند ہی روز پہلے ان کا انتقال ہوا تھا۔

کانگرس نے پارٹی کا نیا پروگرام منظور کیا۔ اس پروگرام میں سرمایہ داری اور اس کے آخری دور شہنشاہیت کی کیفیت بیان کی گئی تھی۔ اس میں سرمایہ دارانہ جمہوری نظام اور سویت نظام کا مقابلہ کیا گیا تھا اس میں اشتراکیت قائم کرنے کے لئے تمام فرائض کی تفصیل بیان کی گئی تھی جیسے سرمایہ دار طبقے کی ملکیت کی ضبطی کی تکمیل، ایک واحد اشتراکی خاکہ کے ماتحت ملک کی معاشی زندگی کا انتظام، ملک کی معاشی نظام کی تنظیم میں مزدور سبھاؤں کی شرکت، اشتراکی محنت کرنے کے اصول، معاشی تنظیم میں بورژوا ماہروں سے مدد لینا اور متوسط طبقے کے کسانوں کو رفتہ رفتہ باقاعدہ اشتراکی تعمیر کے کام میں کھینچ لینا۔

کانگرس نے لینن کی یہ تجویز منظور کی کہ پروگرام میں شہنشاہیت یعنی سرمایہ داری کی آخری منزل کی تشریح کے ساتھ ساتھ صنعتی سرمایہ داری اور ابتدائی جنسی پیداوار[1] کی وہ تعریف بھی شامل کر لی جائے جو پارٹی کی دوسری کانگرس میں منظور ہوئی تھی۔ لینن نے یہ ضروری سمجھا کہ پروگرام

---

[1] جنسی پیداوار سے مراد پیداوار کا وہ نظام ہے جس میں مال اپنی نجی ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ منڈی میں تبادلہ کی غرض سے پیدا کیا جائے۔ مارکس نے جنسی پیداوار کے دو دور بتائے ہیں۔ ایک ابتدائی جنسی پیداوار جس میں مال پیدا کرنے والے چھوٹے کاریگر یا کسان اپنے آلات پیداوار کے خود مالک ہوا کرتے تھے اور دوسرے صنعتی سرمایہ داری یا سرمایہ دار جنسی پیداوار جس میں مال بڑی مشینوں سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اس دور میں کاریگر کے چھوٹے آلات پیداوار برباد ہو گئے، اور اس کی استعداد محنت بھی ایک جنس بن گئی ہے وہ کام کرنے کے لئے سرمایہ دار کے ہاتھ بیچنے پر مجبور ہے۔

ہمارے معاشی نظام کی پیچیدگی بھی مدِ نظر رہے اور ملک میں معاشی نظام کی جو مختلف صورتیں قائم ہیں وہ بھی بیان کی جائیں جس میں چھوٹے پیمانے پر جنس کی پیدائش کے طریقہ کا بھی تذکرہ ہو جس کے نمائندے متوسط طبقے کے کسان ہیں۔ اس لئے پروگرام پر مباحثے کے دوران میں لینن نے نجارن کے بالشویک مخالف نظریہ پر سخت اعتراضات کئے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ سرمایہ داری، ابتدائی جنسی پیداوار اور درمیانی درجے کی کسانی معیشت کے متعلق جو دفعات ہیں پروگرام میں شامل نہ کی جائیں۔ لینن نے کہا کہ نجارن منشویکوں اور ٹراٹسکی کے پیروؤں کے اس نظریہ کا اظہار کر رہا تھا جس میں سویت حکومت کے قیام میں متوسط طبقے کے کسانوں کی اہمیت سے انکار کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ نجارن نے یہ نظر انداز کر دیا کہ کسانوں کے چھوٹے پیمانے پر اشیاء کی پیدائش سے کولک عناصر پیدا ہوتے اور بڑھتے ہیں۔

لینن نے مسئلہ قومیت پر بھی نجارن اور پایاتکوف کے بالشویک مخالف نظریہ کا جواب دیا۔ وہ لوگ اس بات کے خلاف تھے کہ پروگرام میں قوموں کے حق خود ارادیت کے متعلق دفعہ رکھی جائے۔ وہ قوموں کی مساوات کے خلاف تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس نعرے سے مزدور انقلاب کی ترقی میں رخنہ پڑے گا اور مختلف قوموں کے مزدوروں کے اتحاد میں مشکل ہو گی۔ لینن نے نجارن اور پایاتکوف کے ان شرارت خیز، سامراجی اور جارحانہ قوم پرستی کے نظریوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

آٹھویں کانگرس میں متوسط طبقے کے کسانوں کی طرف پارٹی کی پالیسی پر کافی بحث کی گئی۔ زمین کے متعلق نئے قانون کی وجہ سے ایسے کسانوں کی تعداد میں کثیر اضافہ ہوا اور اب وہ کسانوں میں اکثریت میں ہو گئے تھے۔ کسانوں کے اس درمیانی طبقے کے رویہ پر جو سرمایہ دار اور مزدور طبقوں کے درمیان تذبذب کر رہے تھے، خانہ جنگی اور اشتراکی تعمیر کا انحصار تھا۔ خانہ جنگی کا فیصلہ اسی پر منحصر تھا کہ درمیانی کسان طبقہ سرمایہ داروں کا ساتھ دیتا ہے کہ مزدور طبقے کا۔

چیکوسلوواکی، سفید گارڈ، کولک، اشتراکی انقلابی اور منشویک والگا کے علاقے میں سویت طاقت کو 1918ء کے موسم گرما میں اس وجہ سے شکست دے سکے کہ درمیانی کسانوں کا بہت بڑا حصہ ان کی حمایت کر رہا تھا۔ وسطی روس میں بھی کولکوں کی بغاوت میں یہی ہوا۔ لیکن 1918ء کی خزاں کے موسم میں زیادہ تر درمیانی کسان سویت حکومت کی طرف جھکنے لگے۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ جب سویت کے دشمن کامیاب ہو جاتے تو زمینداروں کا اقتدار پھر سے قائم ہو جاتا، کسانوں

سے زمین چھین لی جاتیں اور فوج کھسوٹ لوٹ مار اور کوڑوں سے ان کی تواضع کی جاتی۔ غریب کسانوں کی کمیٹیاں جن کی سرگرمیوں سے کولکوں کے کچل جانے میں اتنی مدد ملی تھی، ان کسانوں کے رویہ کو تبدیل کرنے میں پھر معین ہوئیں۔ اس لئے نومبر 1918ء میں لینن نے یہ نعرہ پیش کیا:

''کولکوں کے خلاف جدوجہد کو ایک لمحے کے لئے بھی کم کئے بغیر اور صرف غریب کسانوں پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے، درمیانی کسانوں سے مفاہمت پیدا کرنا سیکھو۔''[1]

ظاہر ہے کہ درمیانی کسانوں کا تذبذب بالکل تو ختم نہیں ہوا لیکن وہ سوویت حکومت کے زیادہ قریب آ گئے، اور اسے زیادہ ٹھوس امداد پہنچانے لگے، اور اس کام میں آٹھویں کانگرس کی منظور کردہ پالیسی سے بہت مدد ملی۔ آٹھویں کانگرس نے درمیانی کسانوں کی طرف پارٹی کی پالیسی کا ایک نیا دور شروع کیا۔ لینن کی رپورٹ اور پارٹی کے فیصلوں سے اس سوال پر ایک نئی پالیسی اختیار کی گئی۔ کانگرس نے یہ مطالبہ کیا کہ پارٹی کی تمام انجمنیں اور تمام کمیونسٹ درمیانی کسانوں اور کولکوں کے باہمی فرق کو محسوس کریں اور اول الذکر کی ضروریات کو پورا کر کے انہیں مزدور طبقے کا ہمدرد بنا لیں۔ متوسط طبقے کے کسانوں کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے انہیں سمجھانا بجھانا چاہئے۔ دباؤ اور جبر سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کانگرس نے اس بات کے لئے ہدایتیں کیں کہ دیہاتوں میں اشتراکی کارروائی (جیسے پنچایتیں اور دیہاتی سنگھ بنانا) جبراً نہ کی جائے۔ درمیانی کسانوں کے بنیادی مفاد سے متعلق جو بھی سوالات ہوں سمجھوتہ سے طے کئے جائیں اور اشتراکی تبدیلیوں کو روشناس کرنے کے طریقوں کو اختیار کرتے وقت کسانوں کے ساتھ رعایت کرنی چاہئے۔ کانگرس نے کہا کہ درمیانی کسانوں سے مستحکم اتحاد کیا جائے، اور اس اتحاد کی رہنمائی مزدور طبقہ کرے۔

مختصر یہ کہ پارٹی کی آٹھویں کانگرس میں لینن نے جس پالیسی کا اعلان کیا اس کا مطالبہ یہ تھا کہ غریب کسانوں پر اعتماد کامل کیا جائے، درمیانی طبقے کے کسانوں سے مفاہمت کی جائے اور کولکوں کا مقابلہ کیا جائے۔ موٹے لفظوں میں آٹھویں کانگرس سے پہلے پالیسی یہ تھی کہ درمیانی کسان کو غیر جانبدار بنا دیا جائے یعنی یہ کہ پارٹی درمیان کسانوں کو کولکوں اور سرمایہ داروں کا

---

[1] لینن، انتخاب، جلد 8، صفحہ 15۔

ہاتھ دینے سے روک دے۔ لیکن یہ اب کافی نہ تھا۔ آٹھویں کانگرس نے درمیانی کسانوں کو غیر جانبدار بنانے کی پالیسی سے قدم بڑھا کر مستحکم اتحاد کرنے کی پالیسی اختیار کی تاکہ سفید گارڈ اور بیرونی مداخلت کا کامیابی سے مقابلہ کیا جا سکے اور اشتراکیت کی تعمیر میں کامیابی ہو سکے۔

ان درمیانی طبقے کے کسانوں کی طرف (جو کسانوں میں اکثریت میں تھے) آٹھویں پارٹی کانگرس نے جو رویہ اختیار کیا اس نے خانہ جنگی میں بیرونی مداخلت اور بیرونی طاقتوں کے پٹھو سفید گارڈ کو ہرانے میں فیصلہ کن مدد دی۔ 1919ء کی خزاں کے موسم میں جب کسانوں کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ سوویت حکومت کا ساتھ دیں گے کہ دینکن کا۔ تو انہوں نے سوویت کا ساتھ دیا اور اس طرح مزدور طبقے کی آمریت اپنے سب سے خطرناک دشمن کو شکست دے سکی۔

سرخ فوج کی تعمیر کے مسائل پر کانگرس میں خاص طور سے مباحثہ ہوا۔ اسی کانگرس میں فوجی مسائل پر ایک مخالف گروہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس ''فوجی مخالف گروہ'' میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو ''انتہا پسند'' کمیونسٹ گروہ سے جواب ٹوٹ چکا تھا، تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اس میں پارٹی کے کچھ ایسے کارکن بھی تھے جنہوں نے پہلے کبھی مخالفت میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن فوجی معاملات کو جس طرح ٹراٹسکی چلا رہا تھا اس سے وہ خوش نہ تھے۔ فوج کے نمائندوں کی اکثریت کھلے طور پر ٹراٹسکی کی مخالف تھی۔ وہ ٹراٹسکی کا پرانے زارشاہی کے فوجی افسروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا پسند نہ کرتے تھے کیونکہ ان میں سے بہت سے افسر خانہ جنگی میں ہم سے غداری کر رہے تھے۔ وہ لوگ فوج میں پرانے بالشویکوں سے ٹراٹسکی کا مخالفانہ اور گستاخانہ رویہ بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ کانگرس میں ٹراٹسکی کے اعمال کی مثالیں بھی دی گئیں۔ مثلاً اس نے محاذ کی بہت سے ممتاز فوجی کمیونسٹوں کو اس لئے گولی سے مروا ڈالنا چاہا کہ انہوں نے اسے ناراض کر دیا تھا۔ ایسی حرکت ظاہر ہے دشمن کے ہاتھ میں کھیلنا تھا۔ آخرالامر مرکزی کمیٹی کی مداخلت اور بہت سے فوجیوں کے احتجاج نے ان ساتھیوں کی جانیں بچائیں۔

اگرچہ یہ ''فوجی مخالف گروہ'' ٹراٹسکی کے اس رویہ کے خلاف لڑ رہا تھا کہ اس نے بالشویک پارٹی کی فوجی پالیسی پر ٹھیک سے عمل نہیں کیا، لیکن اس کے ساتھ ہی فوجی تعمیر کے بہت سے سوالوں پر اس گروہ کا نظریہ درست نہ تھا۔ لینن اور اسٹالن نے نہایت سرگرمی سے اس ''فوجی مخالف گروہ'' کی مخالفت کی کیونکہ وہ چھاپہ ماری کے جذبہ کو برقرار رکھنا چاہتے تھے اور ایک باقاعدہ سرخ فوج کی تعمیر کے خلاف تھے۔ وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ فوج میں پرانی فوج کے ماہروں سے مدد لی جائے اور

نہ یہ چاہتے تھے کہ ایک آہنی ڈسپلن جس کے بغیر کوئی فوج بھی لڑ نہیں سکتی قائم ہو۔ کامریڈ استالن نے ''فوجی مخالف گروہ'' کا مقابلہ کیا اور یہ مطالبہ کیا کہ ایک باقاعدہ فوج کی تعمیر ہو جس میں سخت ترین ڈسپلن کا مادہ ہو۔ اُنہوں نے کہا:

''اگر ہم ایک حقیقی کسانوں اور مزدوروں کی (خاص طور پر کسانوں کی) فوج جس میں نہایت سخت ڈسپلن ہو تعمیر نہیں کرتے تو ہم ختم ہو جائیں گے۔''

کانگرس نے ''فوجی مخالف گروہ'' کی بہت سے تجاویز رد کر دیں لیکن اس نے ٹراٹسکی پر بھی وار کیا۔ کانگرس کے یہ مطالبہ تھا کہ مرکزی فوجی اداروں کی اصلاح ہو اور فوج میں کمیونسٹوں کی ذمہ داری بڑھائی جائے۔

کانگرس میں ایک فوجی کمیشن بھی مقرر ہوا تھا۔ اسی کوششوں سے فوجی سوالوں پر فیصلے بالاتفاق کئے گئے۔

ان فیصلوں کا اثر یہ ہوا کہ سرخ فوج مستحکم ہوئی اور پارٹی سے نزدیک تر ہو گئی۔

کانگرس نے پارٹی اور سویت کے مسائل اور سویتوں میں پارٹی کی رہنمائی کے سوال پر بھی غور کیا۔ اس آخری سوال پر مباحثے کے دوران میں کانگرس نے موقع پرست سوپرولوف، اوسنسکی گروہ کے نظریہ کو نامنظور کیا جو یہ کہتے تھے کہ پارٹی کو سویتوں کے کام کی نگرانی نہیں کرنا چاہئے۔

آخر میں پارٹی میں بہت سے نئے ممبروں کے شامل ہو جانے کی وجہ سے کانگرس نے پارٹی کی سماجی تشکیل بہتر کرنے کے لئے کئی ہدایتیں دیں اور یہ طے کیا کہ تمام ممبروں کا داخلہ نئے سرے سے کیا جائے۔ اس طرح پارٹی کی صفوں سے پہلا اخراج شروع ہوا۔

3- مداخلت کی توسیع۔ سویت علاقوں کی ناکہ بندی۔ کولچک مہم اور اس کی شکست۔ ڈینیکن کی مہم اور اس کی شکست۔ تین مہینے کی مہلت اور سکون۔ پارٹی کی نویں کانگریس۔

جرمنی اور آسٹریا کو شکست دے کر اتحادیوں[1] نے یہ طے کیا کہ سویت علاقوں کے خلاف

[1] اتحادیوں سے یہاں مراد انگلستان اور فرانس۔

بڑی بڑی فوجیں روانہ کریں۔ جرمنی کی ہار کے بعد اس کی فوجوں نے یوکرین اور قفقاز خالی کر دیا۔ جس کے بعد اس کی فوجوں کی جگہ انگریزی اور فرانسیسی فوجوں نے لی۔ ان ممالک نے اپنے بحری بیڑے بحیرۂ اسود کو روانہ کر دیئے تھے اور اوڈیسہ اور قفقاز میں اپنی فوجیں اتار دی تھیں۔ ان مداخلت کرنے والی فوجوں کی دہشت انگیزی کا یہ عالم تھا کہ مزدوروں اور کسانوں کے جتھے کے جتھے گولی سے اڑا دینے میں بھی انہیں عار نہ ہوتا۔ یہ وحشیانہ حرکتیں یہاں تک بڑھ گئیں کہ ترکستان پر قبضہ پانے کے بعد یہ لوگ باکو کے 26 بالشویکوں کو بحیرۂ اخصر کے پار لے گئے اور اشتراکی انقلابیوں کی مدد سے انہیں بے رحمی سے قتل کر دیا۔ ان 26 آدمیوں میں کامریڈ شاؤمیاں، فتولے نوف، جاپاریدسے، مالی گن، عزیز بیگوف، کورگانوف شامل تھے۔

مداخلت کرنے والوں نے بہت جلد روس کی ناکہ بندی کا اعلان کر دیا۔ باہری دنیا سے آمد و رفت کے تمام بحری و بری راستے بند کر دیئے گئے۔

سویت علاقوں کا قریب قریب ہر طرف سے محاصرہ ہو گیا تھا۔

اتحادیوں کو سب سے زیادہ امید ایڈمرل کولچک سے تھی جو اومسک واقع سائبیریا میں ان کا پٹھو تھا۔ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ کولچک روس کا حاکم اعلیٰ ہے اور ملک کی تمام انقلاب دشمن فوجیں اس کے تحت میں ہو گئیں۔

اس طرح مشرقی محاذ سب سے اہم محاذ ہو گیا۔

کولچک نے بہت بڑی فوج اکٹھا کی اور 1919ء کی بہار کے موسم میں وہ والگا کے قریب تک پہنچ گیا۔ بالشویکوں کے بہترین دستے اس کے مقابلہ پر روانہ کئے گئے۔ نوجوان کمیونسٹ لیگ والے اور مزدور بھرتی کر لئے گئے۔ اپریل 1919ء میں کولچک کی فوج کو سرخ فوج کے ہاتھوں سخت شکست ہوئی اور جلد ہی اس نے سارے محاذ سے بھاگنا شروع کیا۔

جب کہ مشرقی محاذ پر سرخ فوج بہت زور سے بڑھ رہی تھی ٹراٹسکی نے ایک مشکوک تجویز پیش کی۔ تجویز یہ تھی کہ آگے بڑھتی ہوئی فوجوں کو یورال تک پہنچنے سے پہلے ہی روک دیا جائے، کولچک کی فوجوں کا پیچھا روک دیا جائے اور فوجوں کو مشرقی محاذ سے ہٹا کر جنوبی محاذ پر بھیج دیا جائے۔ مرکزی کمیٹی نے اس بات کا پورا احساس کیا کہ یورال اور سائبیریا کو کولچک کے ہاتھوں میں

نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ وہاں جاپانیوں اور انگریزوں کی مدد سے وہ پھر مضبوط ہو سکتا ہے اور جو کچھ ہار چکا ہے اس پر پھر سے قبضہ کر سکتا ہے۔ مرکزی کمیٹی نے یہ تجویز نامنظور کر دی اور فوجوں کو آگے بڑھتے رہنے کی ہدایت کی۔ ٹراٹسکی نے ان ہدایتوں سے اختلاف کیا اور استعفیٰ دیدیا۔ مرکزی کمیٹی نے استعفے تو منظور نہ کیا لیکن ٹراٹسکی کو یہ حکم دیا کہ مشرقی محاذ کے جنگی انتظام میں دخل نہ دے۔ سرخ فوج کولچک کا اور بھی جوش سے تعاقب کرتی رہی، اس کو کئی اور شکستیں دیں، اور یورال اور سائبیریا کو سفید گارڈ کے خطرے سے رہا کر دیا۔ سائبیریا میں سفید فوجوں کے پیچھے سے چھاپہ مار سپاہیوں نے لال فوج کو کافی مدد دی۔

1919ء کی گرمی کے موسم میں سامراجیوں نے جنرل یودنیچ کو یہ ہدایت کی کہ اپنی کمان کی شمال مغرب کی فوجوں سے (یعنی بالٹک کے صوبوں میں مقیم فوج) پیٹروگراڈ پر حملہ کر کے لال فوج کی توجہ مشرقی محاذ سے ہٹا دے۔ سابق افسروں کے انقلاب دشمن پروپیگنڈے کی وجہ سے پیٹروگراڈ کے نزدیک دو قلعوں کی فوجوں نے سویت حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسی وقت محاذ کے ہیڈ کوارٹر میں بھی ایک سازش کا انکشاف ہوا۔ پیٹروگراڈ دشمن کے نرغے میں تھا۔ لیکن مزدوروں اور ملاحوں کی مدد سے سویت حکومت نے فوراً مناسب کاروائی کی۔ باغی قلعوں سے سویت دشمن نکال باہر کئے گئے۔ یودنیچ کی فوجوں کو شکست ہوئی اور انہیں ایستھونیا واپس بھگا دیا گیا۔

پیٹروگراڈ کے قریب یودنیچ کی شکست کی وجہ سے کولچک کا مقابلہ کرنے میں آسانی ہوئی۔ 1919ء کے آخر تک اس کی فوج کو مکمل شکست ہوئی۔ خود کولچک گرفتار ہو گیا اور ارکٹسک کی انقلابی کمیٹی کے فیصلے کی بنا پر اُسے گولی مار دی گئی۔

یہ تھا کولچک کا انجام۔

اس زمانے میں سائبیریا والوں نے کولچک کے بارے میں ایک مقبول گیت تیار کیا تھا:

انگریزوں کی وردی
فرانس کی ٹوپی
جاپان کا تمباکو لئے
کولچک ناچ رہا ہے

وردی کی دھجیاں ہو گئیں
ٹوپی اتر گئی
تمباکو بکھر گیا
کولچک کے دن پورے ہو گئے۔

چونکہ کولچک نے مداخلت کرنے والوں کی اُمیدیں پوری نہیں کی تھیں، انہوں نے سویت ریپبلک پر حملہ کا پروگرام تبدیل کر دیا۔ اوڈیسہ میں جو فوجیں اتاری گئی تھیں واپس بلا لی گئیں کیونکہ سویت ریپبلک کی فوجوں سے تعلقات پیدا ہونے کی وجہ سے ان میں بھی انقلابی جذبہ پیدا ہونے لگا تھا اور وہ بھی اپنے سامراجی حاکموں کے خلاف بغاوت پر تیار ہو گئے تھے۔ مثلاً آندرے مارتی کی رہنمائی میں اوڈیسہ میں فرانسیسی ملاحوں نے بغاوت کر دی۔ اس لئے کولچک کی شکست کے بعد اتحادیوں نے اپنی ساری امیدیں جنرل ڈینکن سے وابستہ کر دیں جو کورنیلوف کا ساتھی تھا اور جس نے "رضا کار فوج" کی تنظیم کی تھی۔ اس زمانے میں ڈینکن جنوب میں کوپان کے علاقے میں سویت حکومت کے خلاف لڑ رہا تھا۔ اتحادیوں نے اس کی فوج کے لئے گولہ بارود اور دیگر اشیائے رسد فراہم کئے اور اسے شمال کی جانب روانہ کیا۔

اب دکھنی محاذ سب سے اہم محاذ بن گیا۔

ڈینکن نے اپنا سب سے بڑا حملہ 1919ء کی گرمی کے موسم میں شروع کیا۔ ٹراٹسکی نے جنوبی محاذ کو منتشر کر دیا تھا اور ہماری فوجوں کو شکست پر شکست ہوئی۔ اکتوبر کے وسط تک دشمنوں نے سارے یوکرین پر قبضہ کر لیا تھا اور ریل حاصل کر لیا تھا اور تولا کے قریب پہنچ رہے تھے جہاں سے ہماری فوجوں کو بندوقیں، رائفلیں، مشین گن اور بارود پہنچایا جاتا تھا دشمن ماسکو کے بھی نزدیک پہنچ گیا تھا۔ سویت حکومت کی حالت انتہا سے زیادہ نازک ہو گئی۔ پارٹی نے خطرے کا بگل بجایا اور عوام کو دعوت مدافعت دی۔ لینن نے "ڈینکن کے خلاف جنگ کے لئے سب کچھ" کا نعرہ لگایا۔ بالشویکوں نے جوش دلانے سے مزدوروں اور کسانوں نے دشمن کو ہرانے کے لئے اپنی تمام طاقت مجتمع کی۔

مرکزی کمیٹی نے کامریڈ اسٹالن، وارو شلاف، اور جونیکدسے اور یودیونی کو ڈینکن کے ہرانے کی تیاری کے لئے جنوبی محاذ بھیجا۔ دکھنی محاذ ٹراٹسکی کی کمان سے ہٹا لیا گیا۔ کامریڈ اسٹالن

کے پہنچنے سے پہلے ٹراٹسکی اور دکھنی ہائی کمانڈ نے ایک خاکہ تیار کیا تھا جس کے مطابق ڈینکن پر خاص حملہ زارتین سے نوورووسک کی جانب ڈان کے صحرا سے گزر کر کیا جانے والا تھا۔ اس راستے میں سڑکیں نہ تھیں اور سرخ فوج کو قزاقوں کے علاقے سے گذرنا پڑتا جو اس وقت زیادہ تر سفید گارڈ کے زیر اثر تھے۔ کامریڈ اسٹالن نے اس تجویز پر سخت اعتراضات کیے اور مرکزی کمیٹی کے سامنے اپنی الگ تجویز پیش کی۔ اس تجویز کے مطابق ڈینکن پر خاص حملہ خارکوف، ڈونیٹز کی وادی اور رستوف کی جانب سے کیا جانے والا تھا۔ اس نقشہ کے مطابق ہماری فوجیں ضرور ہی تیزی سے بڑھ سکتی تھیں کیونکہ یہ علاقے زیادہ تر مزدوروں اور کسانوں سے آباد تھے جہاں کی جنتا کھلے طور پر ہماری فوجوں کی ہمدرد تھی۔ اس کے علاوہ اس علاقے میں بہت سی ریلوے لائن ہونے کی وجہ سے فوج کو برابر رسد پہنچتی رہتی۔ اور سب سے بڑھ کر اس کے مطابق ڈونیٹز کی وادی جس میں کوئلے کی کانیں ہیں دشمنوں سے واپس چھینی جا سکتیں اور ملک میں ایندھن پہنچایا جا سکتا۔

پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے کامریڈ اسٹالن کی تجویز منظور کر لی۔ آخر اکتوبر 1919ء میں ڈینکن کو سرخ فوج نے شدید مقابلے کے بعد اوریل اور ورونیز کی فیصلہ کن لڑائیوں میں شکست دی۔ اس نے واپس ہٹنا شروع کیا اور ہماری فوجوں کے تعاقب کی وجہ سے جنوب کی طرف بھاگ گیا۔ 1920ء کے شروع میں سارا یوکرین اور شمالی قفقاز دشمنوں سے پاک کر دیا گیا تھا۔

جنوبی محاذ کی فیصلہ کن لڑائیوں کے زمانے میں سامراجیوں نے پھر یودینچ کی فوجوں سے پیٹروگراڈ پر حملہ کروا دیا تاکہ دکھنی محاذ سے فوجیں ہٹالی جائیں اور ڈینکن کی فوجوں کی حالت بہتر ہو جائے۔ دشمن پیٹروگراڈ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ لیکن انقلاب کے شہر اولین کی بہادر مزدوروں نے حفاظت کے لئے ایک انسانی دیوار کھڑی کر دی۔ ہمیشہ کی طرح کمیونسٹ پھر صف اول میں تھے۔ خوفناک معرکے کے بعد دشمن کو پھر پسپا ہونا پڑا اور ہماری سرحدوں کے پار ایستھونیا میں دم لینے پر مجبور ہو گیا۔

اور ڈینکن کا یوں خاتمہ ہو گیا۔

کولچک اور ڈینکن کی شکست کے بعد دم لینے کا چھوٹا سا وقفہ ملا۔

جب سامراجیوں نے دیکھا کہ سفید گارڈ کی فوجیں تباہ ہو گئیں، مداخلت ناکامیاب رہی اور سویت حکومت نے سارے ملک میں اپنے کو مستحکم کرنا شروع کر دیا اور جب اُنہوں نے یہ محسوس کیا

کہ مغربی یورپ میں سویت ریپلک میں فوجی مداخلت کے خلاف مزدوروں کا غصہ بڑھنے لگا تو انہوں نے سویت ریاست کی طرف اپنا رویہ بدلنا شروع کر دیا۔ جنوری 1920ء میں برطانیہ، فرانس اور اٹلی نے یہ طے کیا کہ سویت روس کی ناکہ بندی توڑ دی جائے۔ مداخلت کی دیوار میں یہ ایک اہم شگاف تھا۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سویت علاقے مداخلت اور خانہ جنگی سے نجات پا گئے۔ ابھی بھی سامراجی پولینڈ کے حملے کا خطرہ باقی تھا۔ مداخلت کرنے والی فوجیں ابھی تک کرائمیا، قفقاز اور مشرق بعید سے نکال باہر نہیں کی گئی تھیں۔ لیکن سویت روس کو دم لینے کا موقع مل گیا تھا اور وہ معاشی تعمیر کی طرف زیادہ توجہ کر سکتا تھا۔

خانہ جنگی کے دوران میں بہت سے ہنر مند مزدوروں نے ملوں اور کارخانوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے صنعتی کام چھوڑ دیا تھا۔ اب پارٹی نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ اپنے اپنے کاموں پر لوٹ سکیں۔ ریلوے کی حالت نہایت نازک تھی اور ہزاروں کمیونسٹوں کے سپرد یہ کام ہوا کہ وہ اس کی دوبارہ تعمیر کریں کیونکہ بغیر اس کے بڑی صنعتوں کی تعمیر ممکن نہ تھی۔ غذا پہنچانے کے انتظام میں اصلاح ہوئی۔ روس میں بجلی کا انتظام کرنے کے لئے اسکیم بنائی جانے لگی۔ تقریباً پچاس لاکھ لال فوجی ہتھیار بند تھے اور لڑائی کے خطرے کی وجہ سے برطرف نہیں کئے جا سکتے تھے۔ اس لئے لال فوج کے ایک حصے کو ”مزدور فوج“ میں تبدیل کر دیا گیا اور معاشی کاموں میں لگا دیا گیا۔ مزدوروں اور کسانوں کی دفاعی کونسل کو ”لیبر اور ڈیفنس کمیشن“ (کوسلان) مقرر کیا گیا۔

جب پارٹی کی نویں کانگرس کا اجلاس شروع ہوا تو یہ صورت حال تھی۔

کانگرس کا اجلاس آخر مارچ 1920ء میں شروع ہوا۔ اس میں 554 نمائندے ایسے شریک ہوئے جو 611978 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے، اور جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھی۔ 162 نمائندے ایسے شریک ہوئے جنہیں صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔

کانگرس نے حمل و نقل اور صنعتوں کے سلسلے میں فوری فرائض بیان کیے۔ خاص طور پر اس نے مزدور سبھاؤں کے ملک کی معاشی زندگی میں شرکت کی ضرورت پر زور دیا۔

اس کانگرس نے مخصوص توجہ ریلوے، ایندھن اور فولاد کی صنعتوں کی دوبارہ تعمیر کی طرف کی۔ اسی اسکیم میں ملک میں ہر جگہ بجلی پہنچانے کی بھی خاص تجویز تھی جس کو لینن نے ”آئندہ دس یا

بیس سال کا خاص پروگرام'' کہا۔ روس میں بجلی پھیلانے کے لئے ملکی کمیشن کی مشہور اسکیم کی بنیاد
اسی وقت رکھی گئی اور آج تک مجوزہ پروگرام سے کہیں زیادہ کام ہو چکا ہے۔

کانگرس نے پارٹی کے اس مخالف گروہ کی رائے نامنظور کی جو اپنے کو ''جمہوری مرکزیت کا گروہ'' کہتا تھا اور جو شخصی انتظام اور صنعتی ڈائریکٹران کی پوری پوری بغیر بٹی ہوئی ذمہ داری کے خلاف تھا۔ ان لوگوں نے ''اجتماعی انتظام'' کی تجویز پیش کی جس کے ماتحت صنعتی انتظام کی ذمہ داری کسی شخص پر بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ پارٹی کے اس مخالف جتھے میں ساپرونوف اوسنسکی اور بسبروف ممتاز تھے۔ ان کی مدد کانگرس میں رائیکوف اور تومسکی نے کی تھی۔

4- پولینڈ کے زمینداروں کا سویت روس پر حملہ۔ جنرل رانگل کی مہم۔ پولینڈ کی کوششوں کی ناکامی۔ رانگل کی پسپائی۔ مداخلت کا خاتمہ۔

باوجود اس کے کہ کولچک اور دنیکن کو شکست ہو چکی تھی، باوجود اس کے کہ سویت حکومت مسلسل اپنے علاقے واپس لے رہی تھی اور دشمن کو شمالی علاقوں، ترکستان، سائبیریا، ڈان کے علاقے، اور یوکرین وغیرہ سے نکال دیا تھا اور باوجود اس کے کہ ''اتحادی'' ناکہ بندی توڑنے پر مجبور ہو چکے تھے، پھر بھی وہ یہ تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے کہ سویت حکومت ناقابل شکست ثابت ہوئی اور اس مقابلے میں جیت گئی۔ اس لئے اُنہوں نے مداخلت کی ایک اور کوشش کرنے کا فیصلہ کیا اس مرتبہ انہوں نے چاہا کہ پلسڈسکی کو (جو کہ ایک سرمایہ دار انقلاب دشمن قوم پرست تھا اور پولینڈ کا حاکم بن بیٹھا تھا) بھی استعمال کریں اور جنرل رانگل کو بھی جس نے دنیکن کی بچی کھچی فوجوں کو کرائمیا میں جمع کر لیا تھا اور وہاں سے یوکرین اور ڈونیٹز کی وادی پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

لینن نے کہا کہ پولینڈ کے زمیندار اور جنرل رانگل دو بازوؤں کے مانند تھے جن سے بین الاقوامی شہنشاہیت سویت روس کا گلا گھونٹ دینا چاہتی تھی۔

پولینڈ والوں کے منصوبے یہ تھے کہ دریائے نیپر کے پچھم سویت یوکرین پر قبضہ کر لیں، سویت بیلوروس وبالین ان علاقوں میں پولینڈ کے بڑے بڑے سرمایہ داروں اور زمینداروں کا اقتدار قائم کر دیں، پولینڈ کی سرحدیں ''سمندر سے سمندر'' تک پہنچا دیں یعنی ڈانزگ سے اوڈیسہ تک پولینڈ کے قبضہ میں آ جائے۔ رانگل کی مدد کے صلے میں اس کی مدد کی جائے کہ وہ سرخ فوج

کو ختم کر کے روس میں دوبارہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کا راج قائم کر دے۔

اتحادیوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔

سویت حکومت نے صلح قائم رکھنے اور لڑائی کو روکنے کے لئے پولینڈ سے گفت وشنید کی سعی لا حاصل کی۔ پلسڈسکی نے صلح کی بات ہی کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ جنگ چاہتا تھا اس نے یہ اندازہ لگایا کہ سرخ فوج کولچک اور دنیکن سے لڑ کر تھک چکی ہو گی اور پولینڈ کی فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

دم لینے کی جو مہلت ملی تھی ختم ہو گئی۔

اپریل 1920ء میں پولینڈ کی فوجوں نے سویت یوکرین پر حملہ کر کے کیف پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانے میں رانگل نے بھی حملہ کر دیا اور ڈونٹز کی وادی خطرے میں پڑ گئی۔

سرخ فوج نے سارے محاذ پر پولینڈ کے خلاف جوابی حملہ کیا۔ کیف پر دوبارہ روسی قابض ہو گئے اور پولینڈ کے جنگجو امراء یوکرین اور بیلوروس سے نکال باہر کیے گئے۔ جنوبی محاذ پر سرخ فوجوں کا پُر جوش حملہ انہیں گلیشیا میں لوووف تک لیتا گیا اور مغربی محاذ پر وارسا کے پہنچا دیا۔ پولینڈ کی فوجیں شکست کھانے ہی پر تھیں۔

لیکن ٹراٹسکی اور سرخ فوج کے جنرل ہیڈ کوارٹرز میں اس کے پیرووں کے مشکوک اعمال نے کامیابی نہ ہونے دی۔ ٹراٹسکی اور تخاچیفسکی کی غلطی کی وجہ سے مغربی محاذ پر وارسا کی طرف سرخ فوجوں کا حملہ سخت غیر منظم تھا۔ فوجوں کو اس کا کوئی موقع نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی جیتی ہوئی جگہوں کو مضبوط بنا سکیں۔ اگلے دستے بہت آگے بڑھا دیئے گئے اور کمکی دستے اور سامان جنگ بہت پیچھے رہ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے دستوں کو نہ سامان جنگ میسر تھا اور نہ کمک اور محاذ انتہا سے زیادہ طویل ہو گیا۔ اس وجہ سے محاذ میں شگاف پیدا کر دینا آسان ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب پولینڈ کے ایک چھوٹے سے دستے نے ایک مقام پر ہمارا محاذ توڑ دیا تو ہماری فوجوں کو جن کے پاس سامان جنگ نہیں رہ گیا تھا مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ جنوبی محاذ پر جو فوجیں لوووف کے دروازوں پر پہنچ چکی تھیں اور جو پولینڈ والوں کو دھکیلتی ہی جا رہی تھیں۔ انہیں ٹراٹسکی نے (انقلابی فوجی کونسل کا وہ رسوائے زمانہ صدر) لوووف فتح کرنے سے منع کر دیا۔ اس کے معنی یہی تھے کہ جنوبی محاذ پر بھی ہماری فوجیں پیچھے ہٹ جائیں۔ اس تخریبی حکم نے جو ٹراٹسکی نے جاری کیا تھا جنوبی محاذ پر بھی

ہماری فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا اور ظاہر ہے اس سے پولینڈ کے زمیندار بہت ہی خوش ہوئے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اس حکم نے ہمارے مغربی محاذ کو نہیں بلکہ پولینڈ کے زمینداروں اور اتحادیوں کو مدد پہنچائی۔

چند ہی دنوں میں پولینڈ کا حملہ روک دیا گیا اور ہماری فوجوں نے ایک نئے جوابی حملے کی تیاری کی۔ لیکن پولینڈ میں اتنی تاب نہیں رہ گئی تھی کہ وہ لڑائی جاری رکھتا اور سرخ فوج کے جوابی حملے کا مقابلہ کرتا۔ لہٰذا اس نے یوکرین، اور بیلوروس پر قبضہ کرنے کے تمام مطالبے واپس لے لئے اور صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ 20-اکتوبر 1920ء کو ریگا کے صلح نامہ پر دستخط کی گئی۔ اس کے مطابق گلیشیا اور بیلوروس کے ایک حصے پر پولینڈ کا قبضہ قائم رہا۔

پولینڈ سے صلح کر لینے کے بعد سویت ریپبلک نے رانگل کو ختم کر دینے کا فیصلہ کیا۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اس کے لئے سب سے نئی وضع کی بندوقیں، توپیں، ہتھیار بند موٹریں، ٹینک، ہوائی جہاز اور دیگر اسلحہ جات مہیا کر دیئے تھے۔ اس کی کمان میں سفید گارڈ کے منتخب دستے تھے جن میں زیادہ تر افسر ہی تھے۔ لیکن کوبان اور ڈان کے علاقے میں جو فوجیں اتاری گئیں ان کی مدد کے لئے وہ کسانوں اور قزاق سپاہیوں کو جمع نہ کر سکا۔ پھر بھی وہ ڈونٹز کی وادی کے دروازے تک پہنچ گیا اور اس طرح ہمارے ملک کے کوئلے کے علاقوں کو خطرہ ہو گیا سویت حکومت کے لئے اس وقت ایک اور دقت یہ تھی کہ لال فوج بالکل تھک چکی تھی۔ فوجوں کو نہایت مشکل حالات میں بڑھنا پڑ رہا تھا۔ ایک طرف تو وہ رانگل کی فوجوں پر حملہ کر رہے تھے۔ دوسری طرف انہیں ماخنو کے نراجی دستوں کو بھی کچلنا پڑا جو رانگل کی مدد کر رہے تھے۔ اگرچہ رانگل کے پاس سامان جنگ بہتر تھا اور لال فوج کے پاس ٹینک نہ تھے، پھر بھی اس نے رانگل کو جزیرہ نمائے کرائمیا میں دھکیل کر کے وہیں بند کر دیا۔ نومبر 1920ء میں لال فوج نے پیری کوپ کی قلعہ بندیوں کو توڑ کر رانگل پر حملہ کر دیا۔ رانگل کی فوجوں کو شکست فاش ہوئی اور کرائمیا دشمنوں سے خالی کر دیا گیا۔ کرائمیا سویت کے زیر اقتدار آ گیا۔

پولینڈ کی سامراجی کوششوں کی اور رانگل کی شکست کی وجہ سے بیرونی مداخلت کا زمانہ ختم ہوگیا۔

1920ء کے اختتام پر قفقاز کی رہائی شروع ہوئی آذربائیجان بورژوا قوم پرست مساواتیوں کے پنجہ سے چھڑا لیا گیا۔ جارجیا کو منشویک قوم پرستوں سے نجات ملی اور آرمینیا کو

داشناک سے۔ ان تینوں جگہوں پر سویت راج قائم ہوگیا۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ سب ہی مداخلت ختم ہو گئی۔ مشرق بعید میں جاپانیوں کی مداخلت 1922ء تک چلتی رہی۔ اس کے علاوہ مداخلت کی چھوٹی کوششیں بھی ہوئیں (آتامان سیمیونوف اور بیرن انگرن کی مشرق میں، فن لینڈ کے انقلاب دشمنوں کی کریلیا میں 1921ء) لیکن سویت مملکت کے بڑے بڑے دشمن اور سب سے خطرناک مداخلت کرنے والی فوجیں 1920ء کے ختم تک کچلی جا چکی تھیں۔

بیرونی مداخلت اور روسی سفید گارڈ سے جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویت کی فتح ہوئی۔ سویت ریپبلک نے اپنی آزادی برقرار رکھی۔

5- سویت ریپبلک نے کیونکر اور کس طرح انگلستان، فرانس، جاپان اور پولینڈ کی مداخلت کرنے والی افواج کو اور روس کے انقلاب دشمن زمینداروں اور سرمایہ داروں کو شکست دی۔

اگر ہم ایام مداخلت کے ممتاز امریکی اور یوروپین اخباروں کو دیکھیں تو اس کا فوراً اندازہ ہو جائے گا کہ کوئی بھی نمایاں فوجی یا غیر فوجی لکھنے والا اور کوئی بھی فوجی ماہر ایسا نہ تھا جو یہ سمجھتا ہو کہ سویت حکومت جیت سکتی تھی۔ برخلاف اس کے تمام ممتاز مصنفین، فوجی ماہر اور مورخین انقلاب چاہے وہ کسی ملک یا قوم کے کیوں نہ ہوں وہ تمام لوگ جو بڑے بڑے عالم فاضل سمجھے جاتے تھے اس بات پر متفق تھے کہ سویت حکومت کے دن گنے ہوئے ہیں اور اس کی شکست ناگزیر ہے۔

ان لوگوں کو مداخلت کی فوجوں کی فتح کا یقین اس لئے تھا کہ سویت روس کے پاس کوئی باضابطہ اور باقاعدہ فوج نہ تھی اور اسے اپنی لال فوج گویا گولہ باری کے دوران ہی میں تیار کرنا پڑی۔ اس کے برخلاف مداخلت کرنے والی طاقتوں اور سفید گارڈ کی فوجیں تیار ہی تھیں۔

یہ یقین انہیں اس وجہ سے بھی تھا کہ لال فوج کے پاس تجربہ کار فوجی ماہر نہ تھے کیونکہ ان میں سے زیادہ تر انقلاب دشمن صفوں میں چلے گئے تھے۔ مداخلت کرنے والوں کے پاس اور سفید گارڈ کے پاس ایسے ماہروں کی کوئی کمی نہ تھی۔

اس کے علاوہ ان کے تیقن کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ روسی جنگی صنعت کے بچھڑے ہوئے ہونے کی وجہ سے لال فوج کے پاس ہتھیاروں اور گولہ بارود کی کمی ہوگی۔ جو کچھ سامان جنگ اس کے پاس ہوگا بھی اس کی کیفیت اچھی نہ ہوگی اور ناکہ بندی کی وجہ سے بیرونی ممالک سے اسے کچھ بھی سامان نہ مل سکے گا۔ برخلاف اس کے مداخلت کرنے والوں کے پاس اور سفید گارڈ کے پاس سامان جنگ کی فراوانی تھی اور عمدہ سے عمدہ سامان برابر ان تک پہنچ سکتا تھا۔

اور سب سے بڑھ کر وہ یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ مداخلتی فوجوں اور سفید گارڈ کے قبضے میں روس کے وہ زرخیز علاقے تھے جہاں غذائی سامان کی پیداوار ہوتی تھی، اور سویت حکومت کے قبضے میں ایسے کوئی علاقے نہ تھے اس لئے لال فوج کو رسد و رسائل کی سخت کمی ہوگی۔

اور یہ واقعہ بھی ہے کہ سرخ فوج کو ان تمام مشکلوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا تھا۔

ان معنی میں (لیکن صرف ان ہی معنی میں) مداخلت کرنے والے شرفاء بالکل ٹھیک تھے۔

لیکن ان مشکلوں کے باوجود کیونکر لال فوج سفید گارڈ اور مداخلت کی فوجوں کو شکست دے سکی جن کو کسی چیز کی بھی کمی نہ تھی؟

(1) لال فوج اس وجہ سے فتح مند ہوئی کہ سویت حکومت کی پالیسی جس کے لئے لال فوج لڑ رہی تھی درست پالیسی تھی۔ یہ پالیسی جنتا کے مفاد کے مطابق تھی۔ جنتا یہ سمجھتی تھی اور محسوس کرتی تھی کہ یہ درست پالیسی تھی، یہ اس کی اپنی پالیسی تھی اور اس وجہ سے جنتا بے دھڑک اس کی مدد کرتی تھی۔

بالشویک جانتے تھے کہ جو فوج ایک ایسی غلط پالیسی کے لئے لڑتی ہے جس کی جنتا مدد نہ کرتی ہو کبھی جیت نہیں سکتی۔ مداخلت کرنے والوں کی اور سفید گارڈ کی ایسی ہی فوج تھی۔ اس کے پاس سب کچھ تھا، تجربہ کار افسر، عمدہ سے عمدہ ہتھیار، فوجی سامان، رسد و رسائل۔ لیکن اس کو صرف ایک ہی چیز کی کمی تھی وہ روسی عوام کی ہمدردی اور حمایت۔ روسی عوام سفید گارڈ اور مداخلت کی مدد کبھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ان ''حاکموں'' کی پالیسی جنتا کی مخالف تھی، اور اس وجہ سے مداخلت کرنے والی فوجوں اور سفید گارڈ کو شکست ہوئی۔

(2) لال فوج اس وجہ سے کامیاب ہوئی کہ یہ اپنی جنتا کی پوری فرمانبرداری اور وفاداری کرتی تھی۔ اس وجہ سے عوام اس کی حمایت کرتے تھے، اسے محبت کی نظروں سے دیکھتے

تھے اور اس کو خود اپنی فوج سمجھتے تھے۔ لال فوج عوام کی اولاد کے مانند تھی اور اگر یہ عوام سے وفاداری کرتی رہی جیسا کہ ایک سعادت مند لڑکا اپنی ماں سے کرتا ہے تو اسے عوام کی پوری حمایت حاصل رہے گی اور اس کی کامیابی لازم ہے، اور اسی طرح جو فوج اپنی جنتا کے خلاف ہوتی ہے ضرور شکست کھاتی ہے۔

(3) لال فوج کی کامیابی کی یہ بھی وجہ تھی کہ سویت حکومت نے محاذ کے پیچھے ساری جنتا، سارے ملک کو محاذ کی ضروریات پورا کرنے پر تیار کر لیا۔ جس فوج کے پیچھے ایک ایسا مضبوط عقب نہ ہو جو ہر طرح محاذ کو مدد نہ پہنچائے اس کو ہار ہی ہوگی۔ بالشویک یہ جانتے تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے سارے ملک کو ایک فوجی پڑاؤ میں تبدیل کر دیا جس کا فرض یہ تھا کہ محاذ کے لئے ہتھیار، گولہ بارود، سامان جنگ، غذا اور کمک مہیا کرے۔

(4) لال فوج اس لئے کامیاب ہوئی کہ (ا) لال فوجی جنگ کے اغراض و مقاصد کو سمجھتے تھے اور انہیں ان کے منصفانہ ہونے کا احساس تھا۔ (ب) اس لڑائی کو انصاف اور حق کی لڑائی سمجھنے کی وجہ سے فوج کی ڈسپلن اور جنگی صلاحیت بہت بہتر ہوگئی۔ (ج) اور اس وجہ سے لال فوج نے شروع سے آخر تک بے مثال قربانی اور عمومی بہادری کا مظاہرہ کیا۔

(5) لال فوج کی کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ محاذ پر بھی اور عقب میں بھی اس کی رہنمائی بالشویک پارٹی کر رہی تھی جو نہایت متحد تھی۔ اپنے انقلابی جذبے میں پکی تھی، ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار تھی اور پیچیدہ سے پیچیدہ صورت حال میں لاکھوں آدمیوں کو منظم کر کے ان کی رہنمائی کرنے میں اپنا مثل نہیں رکھتی تھی۔

> لینن نے کہا کہ '' یہ صرف پارٹی کی سختی سے نگرانی اور ڈسپلن کا نتیجہ تھا۔ چونکہ پارٹی نے تمام سرکاری شعبوں اور اداروں کو متحد کر دیا تھا۔ چونکہ مرکزی کمیٹی کے اٹھائے ہوئے نعروں کے پیروی کروڑوں آدمی کر رہے تھے اور چونکہ بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے لوگ تیار تھے اس لئے ہماری کامیابی کا معجزہ ہو سکا اور ہم اتحادی سامراجیوں کی متعدد مہموں اور ساری دنیا کی کوششوں کے باوجود کامیاب ہو سکے۔ [1]

---

[1] لینن، مجموعہ، جلد 25، صفحہ 96۔

(6) لال فوج اس لئے کامیاب ہوئی کہ (ا) سب نے اپنی صفوں سے نئے قسم کے فوجی رہنما تیار کئے جیسے کہ فریونز، واردشلاف، بودیونی، وغیرہ (ب) اس کی صفوں میں ایسے ایسے بہادر اور سورما لڑ رہے جیسے کوتوفسک، شاپیف، لازو، شچور، پارخومینکو وغیرہ (ج) لال فوج کی سیاسی تعلیم لینن، اسٹالن، سویردلوف، کگانووچ، اوردچونیکدسے، کردف، کوئی بیشیف، میکویان، ژدانوف، آندرے ئیف، پیٹروفسکی، یارسلافسکی، پیتروف، زررنسکی، شاونیکو، مخلیس، خرشچیف، شوریک، شکریاتوف، جیسے آدمیوں کے ہاتھ میں تھی۔ (د) لال فوج میں ایسے نمایاں تنظیم کرنے والے اور سیاسی مبلغ تھے جیسے کہ فوجی کمیسار جنہوں نے لال فوج میں اتحاد قائم کیا اس میں ڈسپلن اور دلیری کا جذبہ پیدا کیا، اور نہایت سرعت سے بعض افسروں کی غداری کو کچل دیا، برخلاف اس کے جن افسروں نے سویت حکومت سے وفاداری کی اور یہ ثابت کیا کہ وہ رہنمائی کی اہلیت رکھتے تھے چاہے وہ پارٹی میں شامل رہے ہوں یا نہ ہوں، فوجی کمیساروں نے ایسے افسروں کی شہرت اور بڑھائی۔

''فوجی کمیساروں کے بغیر سرخ فوج بنانا ممکن نہ تھا۔'' لینن نے کہا۔

(7) لال فوج کی کامیابی کی وجہ یہ ہوئی کہ تمام دشمنوں کی صفوں کے عقب میں چاہے وہ کولچک کی فوجیں ہوں یا دنیکن کی، کراسنوف کی ہوں یا رانگل کی، خفیہ طور پر بالشویک (چاہے پارٹی میں شامل رہے ہوں یا نہ ہوں) کام کرتے رہے۔ کسانوں اور مزدوروں کو دشمنوں کے عقب میں بغاوت کرنے پر آمادہ کرتے تھے اور بغاوتیں کروا کر سویت حکومت کے دشمنوں کو کمزور کرتے تھے اور لال فوجوں کو آگے بڑھنے میں مدد کرتے تھے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یوکرین، سائبیریا، مشرق بعید، یورال، بیلوروس اور والگا کے علاقے میں چھاپہ مار سپاہیوں نے حملہ آوروں اور سفید گارڈ کے عقب کو کمزور کر کے لال فوج کو بیش بہا امداد پہنچائی۔

(8) لال فوج کی جیت کی وجہ یہ تھی کہ سفید گارڈ کی انقلاب دشمن اور بیرونی مداخلت کا مقابلہ کرنے میں سویت حکومت تنہا نہ تھی۔ ساری دنیا کی پرولتاریت کی ہمدردیاں اس کے ساتھ تھیں۔ جبکہ سامراجی مداخلت اور ناکہ بندی کے ذریعہ سویت ریپبلک کا گلا گھونٹ دینا چاہتے تھے، سامراجی ممالک کے مزدوروں نے سویتوں کا ساتھ دیا اور اُن کو مدد پہنچائی سویت کے دشمن ممالک کے سرمایہ داروں کے خلاف اُن کی جدوجہد نے آخرکار سامراجیوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ

مداخلت ختم کر دیں۔ برطانیہ اور فرانس اور دوسرے سامراجی ممالک کے مزدوروں نے ہڑتالیں کیں، اس فوجی سامان کو لادنے سے انکار کر دیا جو سویت کے خلاف بھیجا جا رہا تھا اور ''عملی کونسلیں'' مقرر کیں جن کا کام تھا کہ ''روس میں دخل نہ دو'' کے نعرے پر عمل کریں۔

لینن نے کہا کہ ''بین الاقوامی سرمایہ داری ہم پر ہاتھ اٹھائے تو فوراً اس کے اپنے مزدور اس کا گلا دبا دیں گے۔''[1]

1 ایضاً صفحہ 54۔

خلاصہ

اکتوبری انقلاب سے ہار جانے کے بعد زمینداروں اور سرمایہ داروں نے انقلاب دشمن فوجی افسروں سے مل کر اپنے ملک کے مفاد کے خلاف اتحادی حکومتوں سے سازش کی اور سرزمین سویت پر مل جل کر فوجی حملہ کرنے اور سویت حکومت کا خاتمہ کر دینے کے لئے سازباز کرنے لگے۔ اتحادیوں کی فوجی مداخلت کی یہی بنیاد تھی اور اسی بنا پر روس کے سرحدی علاقوں میں انقلاب دشمن بغاوتیں کی گئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے اناج اور کچا مال پیدا کرنے والے علاقوں سے روس بچھڑ گیا۔

جرمنی کی فوجی ہار اور یورپ میں دونوں سامراجی گروہوں کے درمیان لڑائی بند ہو جانے کی وجہ سے اتحادیوں کے ہاتھ اور مضبوط ہو گئے، مداخلت کو زور پہنچا اور سویت کے لئے نئی دقتیں پیدا ہو گئیں۔

اس کے برخلاف، جرمنی میں انقلاب اور یورپ کے ملکوں میں نئی نئی انقلابی تحریک کے سر اٹھانے کی وجہ سے بین الاقوامی حالات سویت حکومت کے لئے مفید ہو گئے اور سویت جمہوریت کا بوجھ کسی قدر ہلکا ہو گیا۔

بالشویک پارٹی نے مزدوروں اور کسانوں میں مادرِ وطن کی خاطر اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف اور انقلاب دشمن سرمایہ داروں اور زمینداروں کے خلاف لڑنے کا جوش و خروش پیدا کیا۔ جمہوریہ سویت اور اس کی سرخ فوج نے ایک ایک کر کے اتحادیوں کے کٹھ پتلوں کو کولچک، یودینچ، دینکن، کراسنف اور رانگل کو شکست دی، اور یوکرین اور بائیلوروس سے اتحادیوں کے ایک اور پٹھو پلسڈسکی کو نکال باہر کیا اور اس طرح بیرونی مداخلت کرنے والوں کو فاش شکست دے کر

سویت دیش سے باہر کر دیا۔

اس طرح سوشلزم کی سرزمین پر بین الاقوامی سرمائے کا پہلا ہتھیار بند حملہ بالکل ناکام رہا۔

مداخلت کے دور میں وہ پارٹیاں جنہیں انقلاب نے بالکل کچل ڈالا تھا جیسے اشتراکی انقلابی منشویک، نراجی اور قوم پرست وغیرہ پھر سر اٹھانے لگے۔ اُنہوں نے انقلاب دشمن فوجی افسروں اور حملہ آوروں کا ساتھ دیا۔ جمہوریہ سویت کے خلاف انقلاب دشمن سازشیں منظم کرنے لگے اور سویت رہنماؤں کے خلاف خونریزی پر اتر آئے۔ اکتوبری انقلاب سے پہلے مزدور طبقے پر ان پارٹیوں کا تھوڑا بہت اثر تھا لیکن خانہ جنگی کے دنوں میں اُنہوں نے اپنے کو انقلاب دشمن پارٹیاں ثابت کر کے عوام الناس کی نظروں میں بالکل گرا لیا۔

خانہ جنگی اور مداخلت کے زمانے میں یہ پارٹیاں سیاسی اعتبار سے فنا کی گود میں پہنچ گئیں اور سویت روس میں کمیونسٹ پارٹی کی جیت مکمل ہو گئی۔

پُرامن معاشی بحالی کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں 1921ء سے 1925ء تک

1- بیرونی مداخلت کی ناکامی اور خانہ جنگی کے خاتمہ کے بعد سویت ریپبلک کی حالت۔ تعمیر نو کے زمانے کی مشکلیں۔

جنگ ختم کرنے کے بعد سویت ریپبلک پُرامن معاشی ترقی کی طرف رجوع ہوئی۔ جنگ کے زخموں کو مندمل ہونا تھا۔ ملک کی شکستہ معاشی زندگی کی ازسرِنو تعمیر ہونے کی ضرورت تھی۔ ملک کی صنعتیں، ریلیں، زراعت سب ہی کو پھر سے تعمیر کرنا ضروری تھا۔

لیکن پُرامن ترقی کے فرائض کو نہایت مشکل حالات کے ماتحت پورا کرنا تھا۔ خانہ جنگی میں فتح آسانی سے نہیں ہوئی تھی۔ چار سال تک سامراجی جنگ اور تین سال مداخلت کے خلاف جنگ کی وجہ سے ملک شکستہ حال ہو چکا تھا۔

1920ء میں کل زرعی پیداوار جنگ کے پہلے کی پیداوار کی آدھی تھی یعنی اس زمانے کی بھی آدھی جبکہ زار کا راج تھا اور سارے دیہات مفلسی کا شکار تھے، اور ستم یہ ہوا کہ 1920ء میں کئی صوبوں میں فصل ضائع ہوگئی۔ زراعت کی حالت بہت خراب تھی۔

اس سے بھی زیادہ خراب حالت صنعتوں کی تھی کیونکہ ان کا انتظام ہی اکھڑ گیا تھا۔ 1920ء میں بڑے پیمانے کی صنعتوں کی کل پیداوار جنگ کے پہلے کا صرف ساتواں حصہ تھی۔ زیادہ تر مل اور کارخانے بند پڑے تھے۔ کانوں کی حالت تباہ تھی اور اکثروں میں پانی بھر گیا تھا۔ سب سے

زیادہ تشویشناک حالت لوہے اور فولاد کی صنعتوں کی تھی۔ 1921ء میں کچے لوہے کی کل پیداوار صرف 116300 ٹن تھی یعنی جنگ کے قبل کے مقابلے میں 3 فیصدی ایندھن کی کمی تھی۔ نقل وحمل کے وسیلے تباہ ہو چکے تھے۔ ملک کا لوہے اور کپڑوں کا ذخیرہ قریب ختم کے تھا روئی، روغنیات، گوشت، جوتا، پہننے کے کپڑے، دیا سلائی، نمک، صابن، مٹی کا تیل، جیسی ضروریات زندگی کی تنگی تھی۔

جب تک جنگ چلتی رہی عوام ان تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے اور کبھی کبھی تو انہیں ان کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب جنگ ختم ہو جانے پر انہیں سب چیزوں کی کمی ناقابل برداشت معلوم ہوئی اور اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ یہ قلت فوراً دور کی جائے۔

کسانوں میں بے اطمینانی پھیلنے لگی۔ خانہ جنگی کی آگ نے مزدوروں اور کسانوں کے سیاسی اور فوجی اتحاد کو مستحکم اور پختہ کر دیا تھا۔ اس اتحاد کی ایک مخصوص بنیاد تھی۔ سویت حکومت نے کسانوں کو زمین دی تھی اور زمینداروں اور کولکوں سے ان کا تحفظ کیا تھا۔ اس کے عوض میں مزدوروں کو کسانوں سے فالتو غلہ حاصل کرنے کی اسکیم کے ماتحت غذائی سامان ملتا تھا۔

لیکن اب یہ بنیاد کافی نہ تھی۔

سویت حکومت کو مجبوراً قومی مدافعت کی ضروریات کے لئے کسانوں سے تمام فالتو غلہ لینا پڑا تھا۔ جنگ کے حالات کے ماتحت کمیونزم کے اصولوں پر جس طرح عمل کر کے کسانوں سے فالتو غلہ وصول کیا گیا تھا اس پالیسی کے بغیر خانہ جنگی میں کامیابی ممکن نہ تھی۔ جب تک لڑائی چلتی رہی کسانوں نے فالتو غلہ پر سرکاری قبضہ ہونے کی اسکیم برداشت کی اور اشیائے ضرورت کی کمی کی طرف توجہ نہ کی۔ لیکن اب لڑائی ختم ہونے کے بعد جبکہ زمینداروں کے لوٹ آنے کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا، کسانوں نے تمام فالتو غلہ سرکار کے حوالے کر دینے پر ناخوشی کا اظہار کیا اور اشیائے ضرورت کے مہیا ہونے کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔

جیسا کہ لینن نے کہا دوران جنگ کے کمیونزم کے سارے نظام میں اور کسانوں کے مفاد میں کشمکش شروع ہوگئی۔

یہ بے اطمینانی کا جذبہ مزدوروں میں بھی پھیل گیا۔ خانہ جنگی کا سب سے زیادہ بار مزدور طبقے پر پڑا تھا اور اُنہوں نے بڑی بہادری اور قربانیوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ دلیری سے قحط اور معاشی

شکستہ حالی کا بھی مقابلہ کرتے رہے۔ سب سے زیادہ طبقاتی شعور ڈسپلن، اور قربانی کرنے والے بہترین مزدور اشتراکی جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ لیکن مکمل معاشی بدحالی نے مزدوروں پر بھی اپنا اثر ڈال ہی دیا۔ چند کارخانے جواب بھی چل رہے تھے کبھی کھلتے تھے اور کبھی بند ہوتے تھے۔ مزدوروں کی یہ نوبت پہنچ گئی تھی کہ پیٹ پالنے کے لئے وہ اس قسم کے متفرق کام کرنے لگے جیسے دیا سلائیاں بنانا یا دیہاتوں میں غذا حاصل کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے تبادلے کرنا۔ مزدور آمریت کی طبقاتی بنیادیں کمزور ہو رہی تھیں۔ مزدور منتشر ہو رہے تھے، دیہاتوں کو بھاگ رہے تھے، کام کاج سے محروم ہو رہے تھے اور اس لئے ان کی طبقاتی حیثیت ختم ہو رہی تھی، بھوک اور تھکاوٹ کی شدت سے کچھ مزدور بھی بے اطمینانی کا اظہار کرنے لگے تھے۔

اس لئے پارٹی کے سامنے یہ کام تھا کہ ملک کی معاشی زندگی سے متعلق جتنے سوالات تھے ان کے بارے میں ایک نئی پالیسی طے کی جائے جو نئی صورت حال کا مقابلہ کر سکے، اور پارٹی نے ان سوالوں کو حل کرنا شروع کیا۔

لیکن مزدور طبقے کے دشمن بھی سو نہیں رہے تھے۔ انہوں نے اس معاشی بدحالی اور کسانوں کی بے اطمینانی کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔ سفید گارڈ اور اشتراکی انقلابیوں کے اکسانے سے سائبیریا، تامبوف اور یوکرین میں کولکوں نے بغاوت کر دی۔ منشویک، اشتراکی انقلابی، سفید گارڈ، سرمایہ دارانہ قوم پرست غرض کے تمام ہی انقلاب دشمن عناصر نے پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ دشمنوں نے سویت حکومت کے خلاف جدوجہد کا ایک نیا طریقہ نکالا۔ اب وہ پرانے بیکار نعرے جیسے کہ ''سویتیں ختم ہوں'' نہیں لگاتے تھے بلکہ خود سویت کا بھیس بدل کر کہنے لگے تھے کہ ''سویتیں قائم رہیں، لیکن ان میں کمیونسٹ نہ ہوں۔''

اس نئی انقلاب دشمن حکمت عملی کی ایک نمایاں مثال کرونستاد کی انقلاب دشمن فوجی بغاوت تھی۔ یہ مارچ 1921ء میں پارٹی کی دسویں کانگرس سے ہفتہ بھر پہلے شروع ہوئی۔ سفید گارڈ، اشتراکی انقلابی، منشویک اور بیرونی طاقتوں کے نمائندے سب ہی اس بغاوت کی رہنمائی کر رہے تھے۔ باغیوں نے پہلے ''سویتی'' نعروں سے سرمایہ داروں اور زمینداروں کا راج قائم کرنے کے مقصد کو چھپایا، اور ''بغیر کمیونسٹوں کی سویتوں'' کا نعرہ لگایا۔ انہوں نے چھوٹی پونجی والے عوام کے ایک حصہ کی بے اطمینانی سے فائدہ اٹھانا چاہا تا کہ نقلی سویتی نعروں کے تحت میں سویت کی حکومت کا

تختہ الٹ دیں۔

کرونستاد کے باغیوں کو دو وجہوں سے بغاوت کرنے میں آسانی ہوگئی۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ جہازرانوں میں پہلے سے انقلابی عناصر نہیں رہ گئے تھے اور دوسری یہ کہ کرونستاد میں بالشویکوں کی تنظیم کمزور تھی۔ وہ تمام پرانے جہازراں جنہوں نے اکتوبر کی بغاوت میں حصہ لیا تھا محاذ پر تھے اور سرخ فوج کی صفوں میں بہادری سے لڑ رہے تھے۔ بحری بیڑے میں اب نئے آدمی آگئے تھے جنہیں انقلاب کا تجربہ نہ تھا۔ یہ لوگ زیادہ تر ناتجربہ کار کسان طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور کسانوں کے سرکار کو فالتو غلہ حوالے کر دینے کی اسکیم سے بے اطمینانی کا اظہار کر رہے تھے۔ کرونستاد کی بالشویک تنظیم کی کمزوری کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے بالشویک بھرتی کر کے محاذ پر بھیج دیئے گئے تھے۔ ان وجوہ سے اشتراکی انقلابی، منشویک اور سفید دستے کے آدمی کرونستاد میں گھس گئے اور اس پر قابو پا گئے۔

باغیوں نے ایک اوّل درجے کی قلعہ بندی، بحری بیڑے اور فوجی سامان کے بہت بڑے ذخیرے پر قبضہ کر لیا۔ بین الاقوامی انقلاب دشمن عناصر میں خوشیاں منائی جانے لگیں۔ لیکن ان کی خوشیاں قبل از وقت تھیں۔ سویت کی فوجوں نے بغاوت کو بہت جلد کچل دیا۔ کرونستاد کے باغیوں کے خلاف پارٹی نے اپنے بہترین افراد یعنی دسویں کانگرس میں شریک ہونے والوں کے نمائندوں کو کامریڈ وارو شلاف کی رہنمائی میں بھیجا۔ سرخ فوجیوں نے برف کی پتلی سی سطح پر سے گذر کر کرونستاد پر حملہ کر دیا۔ کئی جگہ برف کی سطح ٹوٹ گئی اور بہت سے آدمی ڈوب گئے۔ کرونستاد کے ناقابل فتح قلعوں پر اچانک دھاوا بول دینا ضروری تھا۔ لیکن انقلاب سے وفاداری، بہادری اور سویتوں کے لئے جان دیدینے کے جذبے کی وجہ سے سویت کی فوجوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کرونستاد کا قلعہ سرخ فوج کے حملے کی وجہ سے فتح ہو گیا۔ کرونستاد کی بغاوت فرو ہو گئی۔

2۔ مزدور سبھاؤں کے بارے میں پارٹی میں مباحثہ۔ پارٹی کی دسویں کانگرس۔ مخالفوں کی شکست۔ نئی معاشی پالیسی۔ ''نیپ''[1] کا اختیار کرنا۔

پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور لینن کے پیروکاروں کی اکثریت نے یہ فوراً محسوس کر لیا کہ جنگ

---

[1] نیو اکونومک پالیسی کا مخفف ہے، مراد نئی معاشی پالیسی۔

ختم ہو جانے کے بعد جبکہ ملک پر امن معاشی ترقی کے کام میں لگ گیا، جنگی کمیونزم کے تحت گیر نظام کو قائم رکھنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اب نہ تو لڑائی تھی اور نہ ناکہ بندی۔

مرکزی کمیٹی نے یہ احساس کیا کہ فالتو غلہ وصول کرنے کی ضرورت نہیں رہی اور اس کا وقت آ گیا کہ ایک قسم کا ٹیکس جنس میں لیا جائے تاکہ فالتو غلے کا زیادہ حصہ کسان جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ مرکزی کمیٹی نے یہ احساس کیا کہ اس سے زراعت کو ترقی کرنے کا موقع مل سکے گا۔ غلہ اور ان دوسری چیزوں کی کاشت بڑھائی جا سکے گی جن کی صنعتوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اشیائے ضرورت کا لین دین پھر سے ہو سکے گا شہروں کو زیادہ رسد پہنچے گی، اور مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کو ایک نئی بنیاد پر قائم کیا جا سکے گا۔

مرکزی کمیٹی نے یہ بھی محسوس کیا کہ سب سے بڑا فرض صنعتوں کا پھر سے چالو کرنا تھا۔ لیکن اس کے خیال میں یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک کہ مزدور طبقہ اور اس کی مزدور سبھائیں اس کام میں مدد نہ کریں۔ مزدوروں کی امداد صرف اسی صورت میں حاصل کی جا سکتی تھی جبکہ انہیں یقین دلایا جائے کہ معاشی بدحالی عوام کی اسی قدر دشمن ہے جتنی کہ بیرونی مداخلت یا ناکہ بندی۔ لیکن اگر پارٹی اور مزدور سبھائیں جنگی محاذ کی طرح حکم دینے کے بجائے مزدور طبقے پر سمجھا بجھا کر اثر ڈالیں تو وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گی۔

لیکن پارٹی کے تمام ممبر مرکزی کمیٹی کے ہم خیال نہ تھے، چھوٹے چھوٹے مخالف گروہ جیسے ٹراٹسکی کے پیرو، ''مزدوروں کا مخالف گروہ''۔ ''انتہا پسند کمیونسٹ''، ''جمہوری مرکزیت پسند'' وغیرہ پرامن معاشی تعمیر کی مشکلوں کا مقابلہ کرنے سے ہچکچا رہے تھے، اور تذبذب و بوکھلاہٹ کا شکار تھے۔ پارٹی میں بہت سے ایسے ممبر تھے جو پہلے منشویک یا اشتراکی انقلابی یا بندیا ''بردت بست'' پارٹیوں کے ممبر رہ چکے تھے۔ ان کے علاوہ پارٹی میں روس کے سرحدی علاقوں کے بہت سے ممبر آدھے قوم پرست تھے۔ ان تمام لوگوں نے ایک یا دوسرے مخالف گروہ سے اپنے مطالبہ کو وابستہ کر لیا تھا۔ یہ لوگ سچے مارکسی نہ تھے، معاشی ترقی کے اصولوں سے ناواقف تھے، اور لینن کی پارٹی میں رہ کر تجربہ کار نہیں ہوئے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے اور بھی گڑبڑ پیدا کر دی، اور مخالف گروہوں کا تذبذب بڑھا دیا۔ ان میں سے بعضوں کا یہ خیال تھا کہ دوران جنگ کے کمیونزم کی سختیوں کو کم کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اسے اور بھی سخت کر دینا چاہئے۔ بعض یہ کہتے تھے کہ پارٹی اور حکومت کو معاشی تعمیر

میں دخل نہیں دینا چاہئے، اور یہ کام مزدور سبھاؤں پر چھوڑ دینا چاہئے۔

یہ ظاہر تھا کہ پارٹی میں اس قدر نظری انتشار ہونے کی وجہ سے اور مخالف ''رہنماؤں'' کی وجہ سے جو اختلاف کے شیدا تھے۔ پارٹی میں مباحثہ ہونا لازم تھا۔

اور یہی ہوا بھی۔

مزدور سبھاؤں کی اہمیت پر مباحثہ شروع ہوا حالانکہ اس وقت پارٹی پالیسی کا خاص مسئلہ مزدور سبھائیں نہ تھیں۔

ٹراٹسکی ہی نے اس سوال پر مباحثہ اور لینن اور مرکزی کمیٹی میں ان کے ساتھیوں کی اکثریت کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ معاملات کو ابتر بنانے کے لئے ٹراٹسکی نے پانچویں کل روس ٹریڈ یونین کانگرس کے کمیونسٹ نمائندوں کے جلسے میں جو شروع نومبر 1920ء میں منعقد ہوا تھا ''پیچ کسنا چاہئیں'' اور ''مزدور سبھاؤں کو جھنجھوڑنا چاہئے۔'' جیسے مبہم نعرے پیش کئے۔ ٹراٹسکی نے یہ مطالبہ کیا کہ مزدور سبھاؤں کو فوراً ''سرکاری'' بنا دیا جائے۔ وہ مزدور طبقے سے سمجھانے بجھانے کا برتاؤ نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ مزدور سبھاؤں میں بھی فوجی طریقوں کا استعمال چاہتا تھا۔ ٹراٹسکی مزدور سبھاؤں میں جمہوریت کے اصول نہیں پھیلانا چاہتا تھا، اور مزدور سبھاؤں کی کمیٹیوں کے منتخب ہونے کے اصول کے خلاف تھا۔

سمجھانے بجھانے کے طریقوں کے بجائے جن کے بغیر مزدور اداروں کی کارروائی کا تصور ہی محال ہے۔ ٹراٹسکی اور اس کے ساتھیوں نے یہ تجویز کی تھی کہ وہاں بھی حکم چلایا جائے جہاں جہاں بھی یہ لوگ مزدور سبھاؤں پر قابض تھے، انہوں نے ان اصولوں پر عمل کیا، اور اس طرح سبھاؤں میں تفرقہ، پھوٹ اور بے چینی پیدا کر دی۔ اپنے رویہ سے یہ لوگ ان تمام مزدور عوام کو جو پارٹی میں شامل نہ تھے، پارٹی کا مخالف بنا رہے تھے، اور اس طرح وہ مزدور طبقے میں پھوٹ ڈالنے لگے۔

دراصل مزدور سبھاؤں پر مباحثہ کی اہمیت خود مزدور سبھاؤں کے مسئلے سے کہیں زیادہ تھی جیسا کہ روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے مکمل اجلاس منعقدہ 17۔ جنوری 1925ء کی ایک قرارداد میں بیان کیا گیا۔ اصلی فیصلہ طلب سوال یہ تھا کہ ''کسانوں کے متعلق کیا پالیسی اختیار کی جائے۔ کیونکہ وہ دوران جنگ کے کمیونزم کے خلاف احتجاج کر رہے تھے ان تمام

مزدوروں سے متعلق کیا پالیسی اختیار کی جائے جو پارٹی میں شریک نہ تھے، اور یوں عمومی طور پر عوام کی طرف پارٹی کا نئے دور میں کیا رویہ ہونا چاہئے کیونکہ اب خانہ جنگی قریب ختم کے تھی۔''

پارٹی کے تمام مخالف گروہوں نے ٹراٹسکی کی پیروی کی۔ مثلاً ''مخالف مزدور گروہ۔'' (جس میں شلیاپنکوف، میدوے، کولونتائی وغیرہ تھے) جمہوری مرکزیت پسند'' (ساپرونوف، وروجتسکی، بوگوسلافسکی، بمرنوف وغیرہ) اور انتہا پسند کمیونسٹ (جیسے نجارن اور پریوبرازینکی وغیرہ)۔

''مخالف مزدور گروہ'' نے یہ مطالبہ کیا کہ سارے ملک کا معاشی انتظام ایک ''پیدا کرنے والوں کی کل روس کانگرس'' کے سپرد کر دیا جائے۔ وہ ملک کے انتظام میں پارٹی کا حصہ نہیں رکھنا چاہتے تھے اور معاشی ترقی میں مزدور آمریت کی اہمیت سے انکار کرتے تھے، ان لوگوں کا خیال تھا کہ مزدور سبھاؤں اور سویت ریاست نیز کمیونسٹ پارٹی کے مفاد میں اختلاف ہے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ مزدور طبقے کی بلند ترین تنظیم پارٹی نہیں بلکہ مزدور سبھائیں ہیں۔'' یہ مخالف مزدور گروہ'' درحقیقت پارٹی کے خلاف نراجی سندیکلسٹوں کا ایک گروہ تھا۔

''جمہوری مرکزیت پسند'' پارٹی کے اندر فرقے اور جتھے بنانے کی پوری اجازت چاہتے تھے، ٹراٹسکی کی طرح یہ لوگ بھی چاہتے تھے کہ مزدور سبھاؤں اور سویتوں میں پارٹی کی رہنمائی کو کمزور کر دیں۔ لینن نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ ''چھٹے ہوئے شور مچانے والوں کا گروہ ہے اور ان کا لائحہ عمل اشتراکی انقلابی اور منشویک لائحہ عمل ہے۔''

لینن اور پارٹی کی مخالفت میں ٹراٹسکی کا ساتھ نجارن نے دیا۔ پریوبراژنسکی سیریبریاکوف اور سوکولنیکوف کے ساتھ مل کر نجارن نے مل کر ایک درمیانی گروہ۔ اس گروہ نے سب سے خطرناک فرقہ پرستوں یعنی ٹراٹسکی کے پیروؤں کی حمایت کی اور انہیں بچایا۔ لینن نے نجارن کے رویہ کے بارے میں کہا کہ یہ ''نظری سیاہ کاری کی انتہا'' ہے۔ جلد ہی نجارن کے پیروکار کھلے طور پر لینن کے خلاف ٹراٹسکی کے ساتھیوں سے جا ملے۔

لینن اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کے لئے ٹراٹسکی کے ساتھیوں کو چن لیا، کیونکہ وہی پارٹی کے تمام مخالف گروہوں کی جڑ تھے۔ انہوں نے ٹراٹسکی کے ساتھیوں پر یہ جرم لگایا کہ یہ لوگ مزدور سبھاؤں اور فوجی اداروں میں فرق نہیں کر سکتے تھے، اور انہیں بتایا کہ مزدور سبھاؤں میں فوجی طریقے استعمال نہیں ہو سکتے۔ لینن اور ان کے ساتھیوں نے اپنے لائحہ عمل پر خود ایک بیان تیار کیا

جو مخالف گروہوں کے پروگراموں سے بالکل مختلف تھا۔ اس بیان میں انہوں نے مزدور سبھاؤں کی یوں تعریف کی کہ وہ نظم ونسق، انتظام اور کمیونزم کی درسگاہیں ہیں۔ مزدور سبھاؤں کو اپنی کارروائیوں میں صرف سمجھانے بجھانے کے طریقے استعمال کرنا چاہئیں۔ صرف اسی صورت میں مزدور سبھائیں سارے مزدور طبقے کو اس بات پر آمادہ کر سکیں گی کہ وہ معاشی بدحالی کا مقابلہ کرنے اور اشتراکی تعمیر کے کام میں اس کی مدد حاصل کر سکیں۔

مخالف جتھے بندیوں کا مقابلہ کرنے میں پارٹی کے اداروں نے لینن کا ساتھ دیا۔ یہ جدوجہد ماسکو میں نہایت شدید ہوگئی۔ یہاں مخالفین نے اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں کہ وہ دارالحکومت میں پارٹی کے ادارے پر قبضہ کر لیں۔ لیکن پارٹی کے بالشویکوں کے پُرجوش مقابلہ کی وجہ سے یہ تمام فرقہ پرستانہ سازشیں ختم ہوگئیں۔ یوکرین کی پارٹی تنظیموں میں بھی شدید کشمکش ہوئی۔ کامریڈ مولوتوف کی رہنمائی میں جو اس وقت یوکرین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری تھے۔ یوکرین کے بالشویکوں نے ٹراٹسکی اور شلیاکوف کے ساتھیوں کو کچل دیا۔ یوکرین کی کمیونسٹ پارٹی لینن کی پارٹی کی وفادار مددگار رہی۔ باکو میں مخالفوں کو کچلنے میں کامریڈ اورجونیکدزے نے رہنمائی کی۔ وسطی ایشیا میں پارٹی کے مخالف فرقوں کو کامریڈ کگانووچ کی رہنمائی میں کچلا گیا۔

پارٹی کی تمام اہم تنظیموں نے لینن کے بیان اور پروگرام کی تائید کی۔

8- مارچ 1921ء کو پارٹی کی دسویں کانگرس کا اجلاس شروع ہوا۔ اس کانگرس میں 694 نمائندے ایسے شریک تھے جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھا، اور جو پارٹی کے 732521 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ 296 نمائندوں کو صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔

کانگرس نے مزدور سبھاؤں کے سوال پر مباحثہ کا خلاصہ کرتے ہوئے بہت بڑی اکثریت سے لینن کے نظری بیان اور پروگرام کو منظور کیا۔

لینن نے کانگرس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ یہ مباحثہ محض وقت ضائع کرنے کا مشغلہ تھا جس کے لئے کوئی عذر نہیں پیش کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دشمن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ پارٹی کی اندرونی کشمکش سے پارٹی کی صفوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔

اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ بالشویک پارٹی اور مزدور آمریت کے لئے پارٹی میں فرقہ بندی کا ہونا کس قدر خطرناک ہے۔ دسویں کانگرس نے پارٹی کے اتحاد کی طرف خاص توجہ کی۔ اس سوال پر لینن نے رپورٹ پیش کی۔ کانگرس نے تمام مخالف جتھوں کو سخت برا بھلا کہا، اور یہ کہا کہ دراصل یہ لوگ ''مزدور انقلاب کے طبقاتی دشمنوں کی امداد کر رہے تھے۔''

کانگرس نے یہ حکم دیا کہ تمام فرقہ بندیاں فوراً توڑ دی جائیں، اور پارٹی کے تمام اداروں کو ہدایت کی کہ وہ یہ نگرانی رکھیں کہ پھر سے فرقہ بندی شروع نہ ہونے پائے اور اگر کانگرس کے فیصلوں کی کوئی تعمیل نہ کرے تو اسے فوراً قطعی طور پر پارٹی سے نکال دیا جائے۔ کانگرس نے مرکزی کمیٹی کو یہ اختیار دیا کہ اگر اس کے ممبروں میں سے کوئی عدول حکمی کرے، یا پھر سے فرقہ بندی کرے تو اسے پارٹی تمام سزائیں دے سکتی ہے جس میں مرکزی کمیٹی اور پارٹی سے نکال دینا بھی شامل ہے۔

یہ فیصلے ''پارٹی کے اتحاد'' کے موضوع پر ایک خاص قرارداد میں شامل تھے جسے لینن نے پیش کیا اور کانگرس نے منظور کیا تھا۔

اس قرارداد میں کانگرس نے تمام ممبروں کی یہ یاددہانی کی کہ پارٹی کی صفوں میں اتحاد، اور مزدور طبقے کے ہراولی دستے کا متفقہ عزم اس نازک زمانہ میں خاص طور پر ضروری تھا جب کہ دسویں کانگرس کے دوران میں کئی واقعات کی وجہ سے ملک میں چھوٹی پونجی والے طبقوں کا تذبذب بڑھ گیا تھا۔

قرارداد میں لکھا تھا کہ:

ان خطروں کے باوجود مزدور سبھاؤں کے سوال پر پارٹی میں عام مباحثے کے بھی پہلے پارٹی میں فرقہ بندی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے، یعنی ایسے الگ الگ گروہ قائم ہوتے تھے جن کے اپنے علیحدہ نظریئے اور پروگرام تھے اور جو کچھ حد تک اپنی علیحدہ ڈسپلن قائم کرنا چاہتے تھے۔ تمام سیاسی شعور رکھنے والوں مزدوروں کو ہر قسم کی فرقہ بندی کے نقصان دہ اور ناجائز ہونے کا احساس ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اتحاد عمل کمزور ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سے پارٹی کے دشمنوں کو ہمیشہ یہ موقع مل جاتا ہے کہ وہ پارٹی کی اندرونی خلیج کو اور زیادہ بڑھا دیں اور اسے انقلاب

دشمن مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں۔''

اسی قرارداد کے دوران میں آگے چل کر کانگرس نے کہا کہ:

''مزدور طبقے کے دشمن صحیح کمیونسٹ راستے سے کج روی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس کا مظاہرہ کرونستاد کی بغاوت کے زمانے میں ہو گیا۔ جبکہ سرمایہ دار انقلاب دشمنوں نے اور دنیا کے تمام ممالک کی سفید گارڈ سویت نظام کو بھی مان لینے پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ بشرطیکہ وہ اس طرح پر روس میں مزدور آمریت ختم کرنے میں کامیاب ہو جاتے، اور جبکہ عام طور پر اشتراکی انقلابیوں، اور سرمایہ دار انقلاب دشمنوں نے کرونستاد میں سویت کے مفاد کے نام پر سویت حکومت کو ختم کر دینے کی آواز اٹھائی۔ ان واقعات سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ سفید گارڈ کے آدمی کمیونسٹوں کا بھیس اختیار کر لیتے ہیں، اور کبھی کبھی ان سے بھی زیادہ ''انتہا پسند'' بن جاتے ہیں، صرف اس لئے کہ روس کے مزدور انقلاب کو کمزور کر دیں اور اس کا پشتہ توڑ دیں۔ کرونستاد کی بغاوت شروع ہونے سے فوراً قبل منشویکوں نے جو اعلان نامہ شائع کیا، اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ کس طرح منشویکوں نے روسی کمیونسٹ پارٹی میں اختلافات سے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے کرونستاد کے باغیوں کی اشتراکی انقلابیوں کی اور سفید گارڈ کی مدد کی اگرچہ وہ زبان سے اپنے کو باغیوں کا مخالف بتاتے تھے اور سویت نظام کا صرف چند تبدیلیوں کے ساتھ حامی کہتے تھے۔''

قرارداد میں یہ بھی ہدایت تھی کہ اپنے پروپیگنڈے میں پارٹی کو بالتفصیل فرقہ بندی کے خطروں اور اس سے نقصان کے احتمال کو واضح کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے پارٹی کے اتحاد اور مزدور طبقے کے ہراولی دستے کی یکجہتی کو خطرہ تھا، یہی مزدور آمریت کی بنیادی شرطیں ہیں۔

ساتھ ہی کانگرس نے قرارداد میں یہ بھی کہا کہ پارٹی کو اپنے پروپیگنڈے میں سویت کے دشمنوں کی تازہ ترین حکمت عملی کی مخصوص نوعیت کی وضاحت کرنا چاہئے، قرارداد میں کہا گیا تھا کہ

''سفید گارڈ کے پرچم کے تلے کھلے طور پر انقلاب دشمنی کے بے سود محسوس

کر کے یہ دشمن اب روسی کمیونسٹ پارٹی کے اندرونی اختلاف سے پورا
فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ انقلاب دشمن تحریک کو کسی نہ کسی
طرح آگے بڑھانے کے لئے سیاسی طاقت ان سیاسی جتھوں کے ہاتھ
میں پہنچا دیں جو دیکھنے میں سویت طاقت کے قریب ترین ہیں۔''

اس قرارداد میں یہ بھی تھا کہ پارٹی کو اپنے پروپیگنڈے کے دوران میں ''سابق انقلابیوں کا
تجربہ بھی بتانا چاہیے جن میں انقلاب دشمنوں نے عام طور پر ان ٹٹ پونجیے سیاسی جتھوں کی حمایت
کی جو سب سے زیادہ انقلابی جماعت کے نزدیک ترین تھے، تاکہ انقلابی آمریت کو کمزور کر کے
تہہ و بالا کر دیں اور اس طرح انقلاب کی شکست اور سرمایہ داروں اور زمینداروں کی جیت کے لئے
راستہ صاف کر دیں۔''

''پارٹی کے اتحاد'' کی قرارداد سے متعلق ایک اور قرارداد ''ہماری پارٹی میں نراجی اور
سنڈکلسٹ کجروی'' کے سوال پر تھی۔ اسے بھی لینن نے پیش کیا اور پارٹی کانگرس نے منظور کیا تھا،
س قرارداد میں دسویں کانگرس نے ''مزدوروں کے مخالف گروہ'' پر سخت ملامت کی۔ کانگرس نے
کہا کہ کمیونسٹ پارٹی کا ممبر رہ کر کوئی شخص نراجی سنڈکلسٹ کجروی اختیار نہیں کر سکتا، اور اس لئے
رٹی کو یہ ہدایت کی کہ اس غلطی کا سختی سے مقابلہ کیا جائے۔

دسویں کانگرس نے ایک نہایت اہم فیصلہ یہ کیا کہ فالتو غلہ حاصل کر لینے کی اسکیم ختم کر دی
بائے اور اس کے بجائے ٹیکس کے طور پر غلہ لیا جائے۔ کانگرس نے نئی معاشی پالیسی اختیار کرنے کا
می فیصلہ کیا۔

دوران جنگ کی کمیونزم ترک کر کے نئی معاشی پالیسی کا اختیار کرنا لینن کی دانائی اور
.ور اندیشی کی ایک نمایاں مثال ہے۔

کانگرس کی قرارداد نے فالتو غلہ وصول کرنے کے بجائے ٹیکس کے طور پر غلہ لینے کے سوال
سے بحث کی تھی۔ پرانی اسکیم کے بہ نسبت نیا ٹیکس زیادہ ہلکا ہونے والا تھا۔ ہر سال جتنا ٹیکس لیا
جانے والا تھا۔ اس کا اعلان موسم بہار میں بونے کے زمانے کے پہلے ہو جانے والا تھا۔ ٹیکس کے
علاوہ ساری فصل کسان کے قبضہ میں ہے اور وہ جس طرح چاہے اسے بیچے اپنی تقریر میں لینن نے
کہا کہ تجارتی آزادی کی وجہ سے ابتداءً کسی حد تک سرمایہ داری پھر عود کر آئے گی۔ یہ ضروری ہوگا

کہ انفرادی تجارت کی اجازت دے دی جائے اور انفرادی طور پر مال تیار کرنے والوں کو یہ
اجازت ہو کہ وہ چھوٹے کاروبار شروع کر سکیں۔ لیکن اس میں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ لینن کا خیال
تھا کہ انفرادی تجارت کی وجہ سے کسانوں کو ترغیب ہوگی کہ وہ معاشی کاروبار چلائیں اور پیداوار
بڑھائیں۔ اس سے زراعت کی حالت بہتر ہو جائے گی۔ اس طرح سے سرکاری صنعتیں پھر سے
چل سکیں گی، اور ذاتی سرمایہ ختم ہو جائے گا۔ کافی وسائل مہیا ہو جانے اور معاشی طاقت بڑھ جانے
کے بعد زبردست صنعتی تعمیر ہو سکے گی، جن پر کہ اشتراکیت کی معاشی بنیاد ہوگی، اور پھر اس وقت
ملک سے سرمایہ داری کے بچے کھچے آثار بھی ختم کیے جا سکیں گے۔

دوران جنگ کے کمیونزم میں اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ شہروں اور دیہاتوں کے
سرمایہ دار عناصر کی قلعہ بندیاں زور شور کے حملے سے توڑ دی جائیں۔ اس حملے میں پارٹی بہت
آگے بڑھ گئی، اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اپنی صفوں سے کہیں اس کا تعلق منقطع نہ ہو جائے۔ اب لینن
کی یہ تجویز تھی کہ کچھ پیچھے ہٹا جائے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنی صفوں کے قریب تر آ جایا جائے، اور
بجائے زور شور کے حملے کے محاصرہ کا طریقہ اختیار کیا جائے، تاکہ پھر سے طاقت فراہم ہو جائے
اور حملہ ہو سکے۔

ٹراٹسکی کے ساتھی اور دوسرے موقع پرست عناصر یہ کہتے تھے کہ نئی معاشی پالیسی پسپائی
کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ معنی پہنا کر ان کا اصلی مقصد حال ہوتا تھا، یعنی پھر سے سرمایہ
داری کا قیام، نئی معاشی پالیسی کی یہ توضیح سب سے زیادہ نقصان دہ اور لینن کے اصولوں کے
برخلاف تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ نئی معاشی پالیسی کے سال ہی بھر بعد لینن نے پارٹی کی گیارہویں
کانگرس میں یہ اعلان کیا کہ پیچھے ہٹنے کا دور ختم ہو گیا، اور انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ ''شخصی سرمایہ
پر حملہ کی تیاریاں کرو۔''

مخالفین جنہیں مارکسی اصولوں سے پوری واقفیت نہ تھی اور جنہیں بالشویک پالیسی کا کوئی علم
نہ تھا، نہ تو نئی معاشی پالیسی کا مفہوم سمجھنے اور نہ پیچھے ہٹنے کی نوعیت کو سمجھ سکے۔ جس پر اس پالیسی کی
منظوری کے سلسلے میں عمل کیا گیا۔ پسپائی طرح طرح کی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک پارٹی یا فوج
کو اس لئے پیچھے ہٹنا پڑتا ہے کہ اس نے شکست کھائی ہے، ان حالات میں فوج یا پارٹی اس لئے
پیچھے ہٹتی ہے کہ اپنی صفوں کو برقرار رکھے، اور نئے معرکوں کی تیاری کر سکے۔ مگر جب لینن نے نئی

معاشی پالیسی پیش کی تو وہ اس قسم کی پسپائی نہ تھی، کیونکہ شکست کھانا تو درکنار پارٹی نے خانہ جنگی کے دوران میں سفید گارڈ اور مداخلت کرنے والی فوجوں کو شکست دی تھی، لیکن جو بعض موقع ایسے ہوتے ہیں جب حملہ کرتے ہوئے ایک پارٹی یا فوج بہت آگے بڑھ جاتی ہے اور پشت پناہی کا مناسب انتظام نہیں کرتی تو اس کی وجہ سے ایک بڑا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اور اس لئے ایک تجربہ کار پارٹی یا فوج عام طور پر آگے بڑھنے میں کچھ توقف کرتی اور کچھ پیچھے ہٹ جاتی ہے تاکہ اپنے مرکز سے اس کا تعلق ٹوٹ نہ جائے۔ وہ اپنی صفوں سے نزدیک تر ہو جاتی ہے تاکہ اپنی ضروریات کی تمام چیزیں فراہم کر سکے، اور اس کے بعد کامیابی کے پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ پھر سے دھاوا بولے۔ نئی معاشی پالیسی اختیار کر کے لینن نے اسی قسم کی ترقی کی۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی چوتھی کانگرس میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے لینن نے اس نئی پالیسی کے اختیار کرنے کی یہ وجہ بتائی کہ

''اپنے معاشی حملہ میں ہم بہت زیادہ آگے بڑھ گئے تھے ہم نے اپنے لئے رسد اور کمک پہنچنے کا مناسب انتظام نہیں کیا تھا، اور اپنا عقب مضبوط کرنے کے لئے ہمیں خارجی طور پر پیچھے ہٹنا پڑا۔''

مخالفین کی بدقسمتی یہ تھی کہ اپنی جہالت کی وجہ سے اس پالیسی کے ماتحت پیچھے ہٹنے کی نوعیت وہ آخر وقت تک بھی سمجھ نہ سکے۔

نئی معاشی پالیسی سے متعلق دسویں کانگرس کے فیصلے نے مزدوروں اور کسانوں میں اشتراکیت کی تعمیر کے لئے اتحاد کی ایک مستحکم معاشی بنیاد رکھ دی۔

یہ اہم مقصد کانگرس کے ایک اور فیصلے سے بھی پورا ہوا، اور وہ تھا مسئلہ قومیت پر کانگرس کا فیصلہ۔ اس مسئلہ پر رپورٹ کامریڈ اسٹالن نے پیش کی تھی___ انہوں نے کہا کہ ہم نے قومی تشدد ختم کر دیا۔ لیکن یہ کافی نہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ماضی کا تلخ ورثہ بھی ختم کر دیں یعنی جو قومیں پہلے مظلوم تھیں اور جو معاشی، سیاسی اور تہذیبی طور پر پچھڑی ہوئی تھیں۔ انہیں وسطی روس کے برابر ترقی کرنے میں مدد دی جائے۔

کامریڈ اسٹالن نے مسئلہ قومیت پر دو ایسی کجرویوں کا تذکرہ کیا جو پارٹی کے اصولوں کے خلاف تھیں۔ یعنی غالب قوم (روس عظمیٰ) کی تسلط پسندی، اور مقامی قوم پرستی۔ کانگرس نے ان دونوں کجرویوں کو کمیونزم، اور مزدور طبقے کی بین الاقوامیت کے لئے نقصان دہ اور خطرناک بتایا۔ لیکن اس کا خاص حملہ نسبتاً زیادہ بڑے خطرے پر تھا، یعنی غالب قوم کی تسلط پسندی پر یہ پالیسی اس

تحکمانہ رویے کا ترکہ تھی جو زار کے عہد میں روسیوں نے غیر روسی اقوام کی طرف اختیار کیا تھا۔

3۔ نئی معاشی پالیسی کے ابتدائی نتیجے۔ پارٹی کی گیارہویں کانگرس۔ یونین آف سویت سوشلسٹ ریپبلکس کا قیام۔ لینن کی علالت۔ لینن کی امداد باہمی کی اسکیم۔ پارٹی کی بارہویں کانگرس۔

پارٹی کے غیر مستقل مزاج عناصر نے نئی معاشی پالیسی کی مخالفت کی۔ مخالفت دو طرح کے آدمیوں نے کی تھی۔ پہلے تو ''انتہا پسند'' شور مچانے والے تھے، یعنی سیاسی طور پر تلون مزاج انسان جیسے لومیناد سے، شاتسکن وغیرہ جو یہ کہتے تھے کہ نئی معاشی پالیسی سے مراد یہ ہے کہ اکتوبر کے انقلاب میں جو باتیں حاصل ہوئی ہیں ان کو کھو دینا، سرمایہ داری کا پھر سے قائم کرنا، اور سویت نظام کا انحطاط۔ اپنی سیاسی جہالت اور معاشی ترقی کے اصولوں سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ لوگ پارٹی کی پالیسی نہ سمجھ سکے، بوکھلا گئے اور ناامیدی اور بے ہمتی کا شکار ہو گئے۔ دوسری طرح کے لوگ وہ تھے جو پوری طرح ہمت ہار دینے والے تھے جیسے کہ ٹراٹسکی، رادیک، زنوویف، سوکولینکوف، کامینیف، شلیاپنیکوف، نجارن، رائکوف وغیرہ۔ جو سمجھتے تھے کہ ہمارے ملک میں اشتراکی ترقی ممکن نہیں، جو سرمایہ داری کی ''قدرت کاملہ'' کے سامنے سر جھکاتے تھے، اور سویت مملکت میں سرمایہ داری کو مضبوط بنانے کے لئے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ملک کے اندر اور باہر شخصی سرمایہ کے لئے بہت زیادہ رعائتیں کی جائیں، معاشی معاملات میں سویت حکومت بہت سی بنیادی چیزوں پر شخصی سرمایہ داروں کا قبضہ ہو جانے دے اور یہ سرمایہ دار یا تو سویت ریاست کے رعایت یافتہ بن کر رہیں یا جیسے کہ جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصہ دار ہوتے ہیں۔

یہ دونوں گروہ مارکسیت اور لینینیت کے اصولوں سے بیگانہ تھے۔

پارٹی نے دونوں کی قلعی کھول دی، اور انہیں ساتھیوں سے الگ کر دیا اس کے علاوہ پارٹی نے ان سنسنی پھیلانے والوں اور ہرزنوں پر سخت بندشیں عائد کر دیں۔

پارٹی کی پالیسی کی اس مخالفت نے یہ ظاہر کیا کہ پارٹی سے غیر مستقل عناصر کا خارج کر دینا ضروری تھا۔ اس لئے 1921ء میں مرکزی کمیٹی نے ایک عام اخراج کا انتظام کیا۔ جس کی وجہ سے

پارٹی کو مضبوط ہونے میں مدد ملی۔ یہ کام کھلے ہوئے جلسوں میں ہوا جن میں پارٹی کے باہر کے لوگ نہ صرف موجود تھے بلکہ شریک بھی ہوئے۔ لینن نے پارٹی کو یہ مشورہ دیا کہ پارٹی کو تمام "بدمعاشوں" نوکر شاہی ذہنیت رکھنے والوں سے، بے ایمان یا مذبذب کمیونسٹوں سے اور ان منشویکوں سے جنہوں نے اوپر سے تو بالشویک رنگ اختیار کر لیا ہے لیکن اصل میں اب بھی منشویک ہیں" پاک کر دیا جائے۔[1]

اس اخراج میں کل ملا کر تقریباً 170,000 ممبر یعنی 25 فی صدی نکال دیئے گئے۔ اس سے پارٹی کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ پارٹی میں زیادہ اچھے قسم کے سماجی عناصر رہ گئے۔ عوام کو اس پر زیادہ اعتماد ہونے لگا، اور اس کی عزت بڑھ گئی۔ پارٹی میں اندرونی اتحاد اور ڈسپلن کا اضافہ ہوا۔

نئی معاشی پالیسی کی درستی کا ثبوت پہلے ہی سال میں مل گیا۔ نئی بنیادوں پر مزدوروں اور کسانوں کا اعتماد اور زیادہ مستحکم ہو گیا۔ مزدور آمریت کی عظمت اور طاقت بڑھ گئی۔ بدمعاش کولکوں کی قوت تقریباً بالکل ختم ہو گئی۔ اب جبکہ فالتو غلہ حاصل کرنے کی اسکیم ختم ہو چکی تھی، متوسط طبقے کے کسانوں نے کولکوں کا مقابلہ کرنے میں سویت حکومت کا ساتھ دیا۔ معاشی نظام میں تمام اہم چیزیں یعنی بڑے پیمانے کی صنعتیں، نقل و حمل کے ذرائع، بینک، زمین اور اندرونی و بیرونی تجارت سویت حکومت کے ہاتھ میں رہیں، پارٹی کی کوشش کامیاب ہوئی اور معاشی معاملات اب روبہ ترقی ہو گئے۔ زراعت ترقی کرنے لگی۔ صنعتوں اور ریلوں کے انتظام میں پہلی کامیابیاں نظر آنے لگیں۔ معاشی نظام میں پھر سے جان پڑنے لگی۔ اگرچہ ترقی دھیرے دھیرے ہو رہی تھی لیکن ہو ضرور رہی تھی۔ مزدوروں اور کسانوں نے یہ محسوس کر لیا کہ پارٹی صحیح راستے پر چل رہی ہے۔

مارچ 1922ء میں پارٹی کی گیارہویں کانگرس منعقد ہوئی۔ اس میں 522 نمائندے ایسے شریک تھے جنہیں حق رائے دہندگی تھا، اور جو پارٹی کے 532000 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ تعداد پچھلی کانگرس سے کم تھی 165 نمائندے ایسے بھی تھے جنہیں رائے دینے کی اجازت نہ تھی، ممبروں کی تعداد میں کمی پارٹی سے اخراج کی وجہ سے تھی۔

[1] لینن، مجموعہ، جلد 27، صفحہ 13۔

اس کانگرس نے نئی معاشی پالیسی کے سال بھر کے نتائج پر تبصرہ کیا، انہیں نتائج کی بنا پر لینن نے کانگرس میں یہ اعلان کیا کہ:

"سال بھر سے ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں، لیکن اب پارٹی کے نام پر ہمیں ٹھہر جانا چاہئے۔ جس مقصد سے ہم پیچھے ہٹ رہے تھے، وہ حاصل ہو گیا یہ دور اب ختم ہو گیا، یا ہو رہا ہے۔ اب ہمارا مقصد دوسرا ہے یعنی اپنی طاقتوں کی دوبارہ صف بندی۔"[1]

لینن نے کہا کہ نئی معاشی پالیسی کی کامیابی یا ناکامیابی دراصل اشتراکیت اور سرمایہ داری کے درمیان زندگی اور موت کی کشمکش ہے۔ سوال یہ ہے کہ جیت کس کی ہو گی۔ اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے ہمیں یہ چاہئے کہ مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کو زیادہ مستحکم بنا دیں۔ شہروں، اور دیہاتوں میں آپس کے مال اور اسباب کا تبادلہ اور خرید و فروخت بڑھا کر اشتراکی صنعتوں اور کاشتکار کی کھیتی باڑی میں گہرے تعلقات قائم کر دیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تجارت کا انتظام سیکھنا ضروری ہے۔

جن سوالوں کا پارٹی کو اس وقت سامنا کرنا پڑ رہا تھا، ان میں تجارت کی خاص اہمیت تھی۔ جب تک یہ سوال حل نہیں ہوتا یہ ممکن نہ ہوتا کہ شہر اور دیہات کے درمیان اشیاء کی خرید و فروخت بڑھائی جا سکے، تاکہ مزدوروں اور کسانوں کے معاشی اتحاد کو مضبوط کیا جا سکے، زراعت کو ترقی دی جا سکے، اور صنعتوں کو بدحالی کی مصیبت سے چھٹکارا دلایا جا سکے۔

اس زمانے میں سویت تجارت بہت پچھڑی ہوئی تھی۔ تجارت کی تنظیم نہایت ناکافی تھی۔ کمیونسٹوں نے اس وقت تک تجارت کے طریقے نہیں سیکھے تھے۔ ابھی تک انہیں دشمن یعنی ان لوگوں سے کافی واقفیت نہیں ہوئی تھی جو نئی معاشی پالیسی سے فائدہ اٹھا کر منافع خوری کر رہے تھے، اور نہ انہوں نے ایسے منافع خوروں کا مقابلہ کرنا ہی سیکھا تھا۔ ان ذاتی تاجروں نے سویت کی تجارت کے پچھڑے ہوئے ہونے سے فائدہ اٹھا کر کپڑوں اور دوسری اشیاء ضرورت کی تجارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس لئے امداد باہمی اور سرکاری تجارت کی تنظیم کی نہایت سخت ضرورت پیش آئی۔

گیارہویں کانگرس کے بعد معاشی تنظیم کا کام دوگنی سرگرمی سے ہونے لگا۔ فصل کی خرابیوں

[1] ایضاً صفحہ 238۔

کے نقصان دہ نتائج کا مناسب تدارک کیا گیا۔ کسانوں کی کھیتی باڑی میں بھی ترقی کے آثار نمودار ہوئے۔ ریلوں کا بہتر انتظام ہو گیا۔ زیادہ تعداد میں کارخانوں اور ملوں میں بھی کام شروع ہو گیا۔

اکتوبر 1922ء میں سوویت ریپبلک نے ایک بڑی فتح کی خوشیاں منائیں۔ ولادی واسٹک جو سوویت کی عملداری کا آخری علاقہ دشمنوں کے قبضہ میں رہ گیا تھا جاپانیوں کے ہاتھ سے ہماری لال فوج اور ہمارے چھاپہ مار سپاہیوں نے چھین لیا۔

اب جبکہ سوویت ریپبلک کے تمام علاقے دشمنوں کے قبضہ سے رہا ہو چکے تھے، اور اشتراکی تعمیر اور قومی مدافعت کا تقاضہ یہ تھا کہ سوویت عوام کے اتحاد اور زیادہ استحکام پیدا کیا جائے، اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ سوویت ریپبلکوں کو ایک ہی وفاقی ریاست میں متحد کیا جائے۔ اشتراکی تعمیر کے لئے تمام عوامی طاقتوں کا اکٹھا کرنا ضروری تھا۔ ملک کو اس قدر مستحکم کرنا ضروری تھا کہ وہ دشمن کے حملوں سے محفوظ ہو جائے۔ ہمارے ملک کی ہر قوم کی ہر پہلو کی ترقی کے حالات پیدا کرنے کی ضرورت تھی، اس لئے تمام سوویت اقوام کو ایک دوسرے سے نزدیک تر کرنا ضروری تھا۔

دسمبر 1921ء میں سوویتوں کی پہلی کل یونین کانگرس منعقد ہوئی جس میں لینن اور اسٹالن کی تجویز پر تمام سوویت اقوام نے اپنی رضامندی سے ایک ریاستی اتحاد قائم کیا اور اس طرح ''یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلکس'' (یو، ایس، ایس، آر) قائم ہوئی۔ شروع میں یو، ایس، ایس، آر میں حسب ذیل ریاستیں شامل تھیں:

روسی سوویت فیڈرل سوشلسٹ ریپبلک، قفقازی، فیڈرل سوویت سوشلسٹ ریپبلک، یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک اور سفید روسی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کچھ عرصہ بعد تین اور آزاد سوویت ریپبلکیں وسط ایشیا میں قائم ہوئیں۔ یعنی ازبک، ترکمان، اور تاجیک۔ یہ تمام ریاستیں اب سوویت ریاستوں کی ایک متحدہ ریاست میں شامل ہو گئی ہیں، جو کہ یو، ایس، ایس، آر ہے۔ یہ تمام ریاستیں اپنی مرضی سے شامل ہوئی ہیں اور سب میں مساوات ہے۔ ان میں ہر ایک کو پورا حق ہے کہ سوویت یونین سے علیحدہ ہو جائے۔ سوویت یونین کے قیام نے سوویت طاقت کو نہایت مستحکم کر دیا اور یہ بالشویک پارٹی کی اس پالیسی کی زبردست فتح تھی جو لینن اور اسٹالن کے اصولوں پر عمل کر کے اس نے قومیت کے مسئلے پر اختیار کی تھی۔

نومبر 1922ء میں ماسکو سوویت کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے لینن نے روس

میں سوویت حکومت کے پانچ سالہ کارناموں پر تبصرہ کیا اور اس یقین کا اظہار کیا کہ

''نئی معاشی پالیسی کا روس جلد ہی اشتراکی روس بن جائے گا____''

ملک کے نام یہ اُن کی آخری تقریر تھی۔ اسی سال موسم خزاں میں پارٹی پر ایک بڑی مصیبت آن پڑی یعنی لینن ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ لینن کی علالت نے ساری پارٹی اور تمام مزدور طبقے کو ایک شدید ذاتی دکھ پہنچایا۔ اپنے عزیز رہنما لینن کی زندگی کو جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس سے سب ہی کو سخت تشویش تھی، لیکن اپنی بیماری کے باوجود لینن نے اپنا کام بند نہیں کیا۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی انہوں نے کئی اہم مقالے لکھے، اپنے ان آخری مضامین میں جو کچھ کام ہو چکا تھا اس پر لینن نے تبصرہ کیا، اور کسانوں کی مدد حاصل کر کے ملک میں اشتراکی تعمیر کرنے کے لئے ایک خاکہ تیار کیا۔ اس مقالے میں اشتراکیت کی تعمیر کے کام میں کسانوں کی مدد حاصل کرنے کے لئے انہوں نے امداد باہمی کی تجویز رکھی۔

لینن امداد باہمی کی سوسائٹیوں کو عموماً، اور زرعی سوسائٹیوں کو خصوصاً چھوٹے پیمانے کی انفرادی کاشتکاری کے دور سے بڑے پیمانے کی پیداوار کی انجمنوں یا اجتماعی کھیتی کے دور میں پہنچنے کا ایسا ذریعہ سمجھتے تھے جسے لاکھوں کسان آزادی سے اختیار کر سکتے تھے۔ لینن نے کہا کہ ہمارے ملک میں زراعت کی ترقی کے بارے میں یہ رویہ ہونا چاہئے کہ کسانوں کو امداد باہمی کی سوسائٹی کے ذریعہ اشتراکی تعمیر کے کام میں لگایا جائے، زرعی معاملات میں اجتماعیت کے اصولوں پر رفتہ رفتہ عمل کیا جائے، پہلے فروخت کے معاملے میں اور پھر کاشت کے لئے۔ لینن نے کہا کہ پیداوار کے لئے امداد باہمی کی باقاعدہ اسکیم جس میں کروڑوں کسان شریک ہوں ہمارے ملک میں مکمل اشتراکی سماج قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ یہاں مزدور آمریت، اور کسانوں اور مزدوروں کا اتحاد، مزدوروں کا کسانوں کی قیادت کرنا سب ہی حالات موجود تھے اور اشتراکی صنعتیں بھی قائم تھیں۔

اپریل 1923ء میں پارٹی کی بارہویں کانگرس ہوئی۔ بالشویکوں کے برسر اقتدار ہونے کے بعد یہ پہلی کانگرس تھی جس میں لینن شریک نہ ہوئے تھے۔ اس کانگرس میں 480 نمائندے ایسے تھے جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھا، اور جو 3800000 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ تعداد پچھلی کانگرس کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پارٹی سے اخراج جاری تھا اور

کافی ممبر نکال باہر کئے گئے تھے۔ 417 نمائندے ایسے تھے جنہیں صرف تقریر کی اجازت تھی۔

اس کانگرس نے ان تمام چیزوں کو منظور کر لیا جو لینن نے اپنے مضامین میں پیش کی تھیں۔

کانگرس نے ان لوگوں کو ڈانٹ بتائی جو یہ سمجھتے تھے کہ نئی معاشی پالیسی کا مقصد اشتراکی اصولوں کا ترک کر دینا ہے، سرمایہ داری کے سامنے ہتھیار ڈال دینا ہے، اور جو یہ چاہتے تھے کہ پھر سے سرمایہ دارانہ غلامی قائم کی جائے۔ کانگرس میں اس قسم کی تجویزیں رادیک اور کراسین نے پیش کیں جو ٹراٹسکی کے پیرو تھے۔ ان کی تجویز تھی کہ ہم اپنے کو بیرونی سرمایہ داروں کے بس میں ڈال دیں، رعایتوں کے طور پر وہ صنعتیں ان کے حوالے کر دیں جو سویت ریاست کے لئے انتہائے زیادہ ضروری تھیں۔ انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم زار کی حکومت کے لئے ہوئے ان قرضوں کو ادا کریں جنہیں اکتوبر کے انقلاب نے منسوخ کر دیا تھا۔ پارٹی نے بتایا کہ یہ تجویزیں غدارانہ تھیں۔ کانگرس نے رعائتیں دینے کی پالیسی نامنظور نہیں کی لیکن اس کی اجازت صرف چند صنعتوں میں اور صرف اسی حد تک دی جہاں تک کہ وہ سویت حکومت کے حق میں مفید ہوں۔

نجارن اور سوکولنیکوف نے کانگرس سے پہلے ہی یہ تجویز پیش کی تھی کہ بیرونی تجارت سے سرکاری اجارہ ختم کر دیا جائے۔ یہ تجویز بھی اسی غلط فہمی پر مبنی تھی کہ نئی معاشی پالیسی کا اصلی مقصد سرمایہ داری کے سامنے ہتھیار ڈال دینا تھا۔ لینن نے نجارن کو منافع خوروں، دولت مند کسانوں اور نئی معاشی پالیسی سے انفرادی فائدہ اٹھانے والوں کے مفاد کا حامی بتایا۔ بارہویں کانگرس نے بیرونی تجارت سے سرکاری اجارے کو ختم کرنے کی تمام کوششیں رد کر دیں۔

کانگرس نے ٹراٹسکی کی اس کوشش کو بھی ختم کر دیا کہ کسانوں سے متعلق پارٹی پر ایک ایسی پالیسی لا دی جائے جو مہلک ہو۔ کانگرس نے کہا کہ ملک میں چھوٹے پیمانے پر کھیتی کرنے والے کسانوں کی اکثریت ایک ایسی حقیقت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے پُر زور طریقہ پر یہ اعلان کیا کہ صنعتوں کا (جس میں بڑی صنعتیں بھی شامل ہیں) بلکہ صنعتی پالیسی کا دارومدار کسانوں سے مستحکم تعلقات پر اور تمام محنت کش عوام کے مطابق ہونا چاہئے۔ یہ فیصلے ٹراٹسکی کے جواب میں تھے جس نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم کو اپنی صنعتیں کسانوں کا استحصال کر کے بڑھانا چاہئیں۔ وہ مزدوروں اور کسانوں میں اتحاد کی پالیسی اختیار کرنے پر تیار نہ تھا۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ٹراٹسکی نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ بڑے بڑے کارخانے جیسے

پتی لوف، برانسک، وغیرہ جو ملکی مدافعت کے لئے ضروری تھے اس وجہ سے بند کر دیئے جائیں کہ ان سے پورا منافع نہیں ہوتا تھا۔ کانگرس نے یہ تجویز بھی ناراضگی کے ساتھ رد کر دی۔

لینن کی ایک تجویز پر، جو تحریری شکل میں بھیجی گئی تھی، بارہویں کانگرس نے پارٹی کے مرکزی کنٹرول کمیشن، اور مزدوروں اور کسانوں کے نگراں کمیشن کو ملا کر ایک ہی مخلوط ادارہ قائم کر دیا۔ اس ادارے کو پارٹی میں اتحاد قائم رکھنے کا کام، پارٹی کو مضبوط کرنے کا کام، پارٹی ڈسپلن رکھنے کا کام، اور ہر ممکن طرح پر سویت ریاستی نظام کو بہتر بنانے کے فرائض سونپ دیئے گئے۔

پارٹی کے سامنے ایک اور اہم سوال قومیت کا مسئلہ تھا جس پر کامریڈ اسٹالن نے رپورٹ پیش کی۔ کامریڈ اسٹالن نے مسئلہ قومیت پر ہماری پالیسی کی بین الاقوامی اہمیت پر زور دیا۔ مشرق و مغرب کے مظلوم ومحکوم عوام کے لئے سویت یونین مسئلہ قومیت کے بہترین حل اور قومی مظالم کو ختم کرنے کی بہترین مثال کی حیثیت رکھتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ سویت اقوام کی معاشی اور تہذیبی عدم مساوات کو ختم کرنے کے لئے نہایت مستعدی سے کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے پارٹی سے اپیل کی کہ مسئلہ قومیت پر پارٹی کے اندر جو بھی کج رویاں ہوں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ چاہے وہ روسی تحکمانہ ذہنیت ہو یا مقامی سرمایہ دارانہ قوم پروری۔

قوم پرستار کج روی اختیار کرنے والوں کی اور قومی اقلیتوں کی طرف ان کی تحکمانہ قومی پالیسی کی کانگرس میں قلعی کھل گئی۔ سویت جارجیا کے قوم پرستانہ کج روی اختیار کرنے والے جیسے کہ مدیوآنی وغیرہ پارٹی کی مخالفت کر رہے تھے۔ یہ لوگ قفقازی وفاق کے قیام کے خلاف تھے، اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ قفقازی عوام میں خوشگوار تعلقات پیدا ہو سکیں۔ یہ کج رو جارجیا کی دوسری اقوام کے متعلق تحکمانہ قومی رویہ برتنا چاہتے تھے۔ یہ لوگ ان تمام لوگوں کو طفلس سے پوری طرح نکال باہر کر رہے تھے جو جارجیا کی قوم کے نہ تھے، خاص طور پر آرمینیوں کو۔ انہوں نے اپنے ملک میں ایک ایسا قانون نافذ کر دیا تھا جس کی بناء پر جارجیا کی ہر وہ عورت جو اپنی قوم کے باہر شادی کرے اپنے قومی حقوق کھو بیٹھتی تھی۔ جارجیا کے ان کج رو لوگوں کی حمایت ٹراٹسکی، رادیک، نجارن، اسکرائینک اور راکوفسکی نے کی۔

کانگرس کے بعد ہی قومی ریپبلکوں میں پارٹی کے کام کرنے والوں کی ایک خاص کانفرنس کی گئی تا کہ قومی مسئلہ پر مباحثہ ہو سکے۔ اس کانفرنس میں تاتاری سرمایہ دارانہ قوم پرستوں کے ایک

گروہ کی ''جیسے سلطان غلیف وغیرہ) اورازبک قوم پرستانہ کج روی کرنے والے ایک گروہ (فیض اللہ، خدیجہ وغیرہ) کی قلعی کھل گئی۔

اس کانگرس نے پچھلے دو برس میں نئی معاشی پالیسی کے نتائج پر تبصرہ کیا۔ یہ نتائج نہایت امیدافزا تھے اور آخری کامیابی میں ہمارے عقیدہ کو مضبوط کرتے تھے۔

کامریڈ اسٹالن نے کانگرس میں اعلان کیا کہ:

''ہماری پارٹی نہایت ٹھوس اور متحد رہی ہے۔ ... میں زبردست تبدیلی کے سخت امتحان میں یہ پوری اتری اور نہایت شان کے ساتھ آگے بڑھی...''

4۔ معاشی بحالی کی راہ میں مشکلوں کا مقابلہ۔ ... علالت سے فائدہ اٹھا کر اپنی سرگرمیاں بڑھا دیتے ہیں ... نیا مباحثہ۔ ٹراٹسکی کے ساتھیوں کی شکست۔ لینن کی وفات۔ لینن ... ام پر بھرتی۔ پارٹی کی تیرہویں کانگرس۔

قومی معاشی نظام کی بحالی کی جدوجہد میں پہلے ہی چند سال میں کامیابی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ 1924ء تک معاشی زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کا ثبوت ملنے لگا۔ 1921ء کے مقابلہ میں زیرکاشت اراضی کا رقبہ بہت بڑھ گیا۔ کسانوں کی انفرادی کاشتکاری بھی ترقی کرنے لگی۔ اشتراکی صنعتیں بڑھ رہی تھیں، اور پھیل رہی تھیں۔ مزدوروں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اجرتوں میں اضافہ ہوا۔ 1920ء اور 1921ء کے مقابلے میں کسانوں اور مزدوروں کے حالات زندگی بہتر ہو گئے۔

لیکن معاشی بدحالی کے اثرات اب تک باقی تھے۔ صنعتیں ابھی اس معیار تک نہیں پہنچی تھیں۔ جو جنگ کے پہلے تھا اور ملک کی ضرورت سے کہیں کم تھیں۔ 1923ء کے آخر میں تقریباً دس لاکھ آدمی بے روزگار تھے۔ ملک کی معاشی ترقی کی رفتار اتنی سست تھی کہ تمام بے روزگاروں کو کام نہیں مل سکتا تھا۔ تجارت اس وجہ سے ترقی نہیں کر سکتی تھی کہ صنعتی مال کی قیمتیں بہت زیادہ تھیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نئی معاشی پالیسی سے فائدہ اٹھانے والے تاجر ہمارے تجارتی اداروں

میں اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے لوگ قیمتیں بڑھا دیتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سویت روبل میں اتار چڑھاؤ ہونے لگا اور اس کی قدر گھٹنے لگی۔ ان واقعات نے مزدوروں اور کسانوں کی حالت کو بہتر نہ ہونے دیا۔

1923ء کے موسم خزاں میں معاشی حالات کچھ اور زیادہ مشکل اس وجہ سے ہو گئے کہ ہمارے صنعتی اور تجارتی اداروں نے سویت کی قیمتوں کی پالیسی پر پورا عمل نہیں کیا۔ صنعتی مال اور زراعتی مال کی قیمتوں میں بڑا فرق تھا۔ غلہ کی قیمتیں کم تھیں۔ لیکن صنعتی پیداوار کی قیمتیں بہت ہی زیادہ تھیں۔ صنعتوں پر شدید بالائی اخراجات کا بہت بڑا بار تھا۔ جس سے مال کی قیمت بڑھ جاتی تھی۔ جو نقدی قیمت کسانوں کو ملتی تھی اس کی قدر تیزی سے گھٹنے لگی سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ ٹراٹسکی کے ساتھی پائیاتکوف نے جو اس وقت ملکی معاشی نظام کی مجلس اعلیٰ کا ممبر تھا منیجروں اور ڈائریکٹروں کو یہ مجرمانہ ہدایت دی کہ صنعتی مال کے فروخت سے جتنا منافع ممکن ہو سکے وصول کریں اور قیمتوں حتی الامکان بڑھائیں۔ یہ حکم ظاہراً صنعت کو ترقی دینے کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ حکمت ملی جو نئی معاشی پالیسی سے فائدہ اٹھانے کی ذہنیت پر مبنی تھی دراصل صنعت کی بنیادوں کو اور زیادہ مدود اور کمزور بناتی تھی۔ کسانوں کو صنعتی مال خریدنے میں نقصان ہونے لگا اور اس لئے انہوں نے اسے خریدنا بند کر دیا۔ اس کا نتیجہ ایک تجارتی بحران کی صورت میں ظاہر ہوا جس کی وجہ سے نعتوں کو نقصان پہنچا، اور مزدوروں کو اجرت دینا مشکل ہو گیا۔ مزدوروں میں بے اطمینانی پید ئی بعض کارخانوں میں زیادہ پچھڑے ہوئے مزدوروں نے کام بند کر دیا۔

پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ان مشکلوں اور بے ضابطگیوں کو دور کرنے کے لئے کارروائی کی۔ بارتی بحران کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ روزمرہ کی ضرورت کی چیزوں کی قیمتیں گھٹا دی گئیں۔ ں بات کا فیصلہ کیا گیا کہ زر کی اصلاح کی جائے اور زر کی ایک مستقل اکائی شرووِنشیز اختیار کیہ ائے۔ اجرت کی ادائیگی حسب معمول شروع ہو گئی ذاتی تاجروں اور منافع خوروں کو برطرف رنے اور سرکاری وامداد باہمی کے ذریعوں سے تجارت کو ترقی دینے کے لئے کارروائی کی گئی۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اس مشترک کوشش میں سب ہی شریک ہوں، اپنی آستینیں بڑھالیں اور نہایت انہماک سے کام میں لگ جائیں۔ وہ تمام لوگ جو پارٹی کے وفادار تھے یہی سوچ رہے تھے اور اسی پر عمل کر رہے تھے۔ لیکن ٹراٹسکی کے ساتھیوں کا یہ خیال نہ تھا۔ انہوں نے

لینن کی علالت اور اس کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر پارٹی اور اس کے رہنماؤں پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ انہوں نے سوچا کہ پارٹی کو ختم کرنے اور اس کے رہنماؤں کو برطرف کرنے کا یہی موقع تھا۔ پارٹی کے خلاف وہ جو بھی ہتھیار استعمال کر سکتے تھے کرنے لگے۔ انہوں نے جرمنی اور بلغاریہ میں انقلاب کی شکست (خزاں 1923ء) ملک کے اندر معاشی بدحالی، لینن کی علالت سب ہی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ سویت حکومت کی اس مشکل کے وقت جبکہ اس کا رہنما بستر علالت پر تھا ٹراٹسکی نے بالشویک پارٹی پر اپنا حملہ شروع کیا۔ اس نے لینن کے تمام مخالف عناصر کو جمع کیا اور پارٹی اس کے رہنماؤں اور پالیسی کے خلاف اپنی پالیسی کا اعلان نامہ تیار کیا۔ اس اعلان نامہ کو 49 مخالفوں کا اعلان کہا جاتا ہے۔ جتنے مخالف گروہ تھے چاہے وہ ٹراٹسکی کے ساتھی ہوں یا جمہوری مرکز والے ہوں، یا انتہا پسند کمیونسٹ ہوں یا مخالف مزدوروں کے گروہ کے لوگ ہوں، سب ہی لینی پارٹی کی مخالفت کے لئے متحد ہو گئے۔ اپنے اعلان میں انہوں نے ایک زبردست معاشی بحران اور سویت حکومت کے خاتمہ کی پیشین گوئی کی، اور پارٹی کے اندر فرقہ بندی کی اجازت کا مطالبہ کیا کیونکہ ان کے خیال میں نجات کا واحد راستہ یہی تھا۔

یہ جدوجہد فرقہ بندی کی دوبارہ اجازت حاصل کرنے کے لئے تھی جسے لینن کی تجویز پر دسویں کانگرس نے ممنوع قرار دیا تھا۔

ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے زراعت یا صنعتوں کی ترقی کے لئے یا مال و اسباب کی زیادہ نقل و حرکت کے لئے، یا محنت کشوں کی حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ایک بھی واضح تجویز پیش نہیں کی، ان باتوں سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان کو تو صرف اس بات سے دلچسپی تھی کہ لینن کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر پارٹی میں فرقہ بندی کی اجازت حاصل کر لی جائے۔ اسی طرح خود پارٹی اور اس کی مرکزی کمیٹی کی بیخ کنی کی جائے۔

چھیالیس آدمیوں کے اس اعلان کے بعد ہی ٹراٹسکی کا ایک خط شائع ہوا جس میں اس نے پارٹی کے کارکنوں پر ناروا حملے کئے اور پارٹی پر نئے نئے الزام عائد کئے۔ اس خط میں ٹراٹسکی نے پھر وہی پرانے منشویک راگ الاپے جنہیں پارٹی اس کی زبان سے کئی بار سن چکی تھی۔

سب سے پہلے ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے پارٹی تنظیم پر حملہ کیا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ بغیر ایک مضبوط تنظیم کے پارٹی کا زندہ رہنا اور سرگرم عمل ہونا ممکن ہے۔ مخالفوں نے پارٹی تنظیم کو ختم کرنے

کی کوشش کی، پارٹی ممبروں کو اس کے خلاف اکسایا، اور نئے ممبروں کو پارٹی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیوں کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی۔ اس خط میں ٹراٹسکی نے طالبعلموں کو ورغلانے کی کوشش کی۔ یہ پارٹی کے نئے ممبر تر اتسکیت کے خلاف پارٹی کی جدوجہد کی تاریخ سے واقف نہ تھے۔ طالب علموں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ٹراٹسکی نے ان کی چاپلوسی کی اور انہیں "پارٹی کا بہترین رائے پیما" قرار دیا۔ اسی میں اُس نے کہا کہ لینن کے پرانے ساتھی دماغی تنزل کا شکار ہو چکے ہیں۔ دوسری انٹرنیشنل کے رہنماؤں کی پستی میں پڑ جانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹراٹسکی نے در پردہ یہ اشارہ کیا کہ پرانے آزمودہ کار بالشویک رہنما بھی دوسری انٹرنیشنل کے رہنماؤں کے راستے پر چل رہے ہیں۔ پارٹی کی تنزلی کا شور مچا کر ٹراٹسکی اپنی پستی اور پارٹی کے خلاف سازش کو چھپانا چاہتا تھا۔

ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے پارٹی کے خلاف ان دونوں مضامین یعنی 46 مخالفوں کے اعلان نامہ اور ٹراٹسکی کے خط کو ضلعوں میں پارٹی کے ابتدائی اداروں میں گشت کرایا تا کہ پارٹی کے ممبران ان پر بحث کر سکیں۔

ان لوگوں نے پارٹی کو مباحثہ کرنے کا چیلنج دیا۔

اس طرح ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے پارٹی کو پھر ایک عام مباحثہ پر مجبور کر دیا جس طرح دسویں کانگرس کے پہلے انہوں نے مزدور سبھاؤں کے سوال پر مباحثہ چھیڑ دیا تھا۔

اگرچہ پارٹی کے سامنے اس وقت ملک کی معاشی زندگی سے متعلق کئی اور اہم سوالات تھے۔ لیکن اس نے یہ چیلنج قبول کر لیا اور مباحثہ شروع ہوا۔

اس مباحثہ میں ساری پارٹی کو شریک ہونا پڑا۔ یہ جھگڑا بہت ہی سخت ہو گیا۔ سب سے زیادہ گرمی ماسکو میں پیدا ہوئی کیونکہ ٹراٹسکی کے ساتھیوں کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ دارالحکومت کی پارٹی تنظیم پر قبضہ کر لیں۔ لیکن اس مباحثہ میں ٹراٹسکی کے ساتھیوں کو کوئی مدد نہیں ملی۔ مباحثہ نے ان لوگوں کو اور زیادہ رسوا کر دیا۔ خود ماسکو اور سویت یونین کے تمام حصوں میں ان کا زور توڑ دیا گیا، صرف یونیورسٹیوں اور دفتروں میں پارٹی کے معدودے چند اداروں نے ٹراٹسکی کے حق میں رائے دی۔

جنوری 1924ء میں پارٹی نے اپنی تیرہویں کانفرنس منعقد کی۔ کانفرنس میں کامریڈ اسٹالن

نے مباحثوں کا لب لباب بیان کیا۔ کانفرنس نے ٹراٹسکی کے پیروکاروں کی مخالفانہ پالیسی پر سخت ملامت کی، اور یہ اعلان کیا کہ یہ پالیسی مارکسزم سے ٹٹ پونجیہ قسم کی ایک کج روی تھی۔ کانفرنس کے فیصلوں کو بعد میں پارٹی کی تیرہویں کانگرس نے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پانچویں کانگرس نے منظور کیا۔ "تراتسکیت" کے خلاف جنگ میں بین الاقوامی کمیونسٹ مزدور طبقے نے بالشویک پارٹی کی حمایت کی۔

لیکن ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے اب بھی اپنی تخریبی کارروائی ختم نہیں کی۔ 1924ء کی خزاں کے موسم میں ٹراٹسکی نے ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا "اکتوبر کے سبق" جس میں اس نے لیننی اصولوں کے بجائے "تراتسکیت" کو پیش کرنے کی کوشش کی۔ یہ ہماری پارٹی اور اس کے رہنما لینن پر ایک ناروا حملہ تھا، اس ہتک آمیز دستاویز کو کمیونزم اور سوویت حکومت کے تمام دشمنوں نے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ بالشوزم کی درخشاں تاریخ کو اس طرح بے ایمانی سے مسخ کرنے پر پارٹی نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ کامریڈ اسٹالن نے ٹراٹسکی کی اس کوشش پر ملامت کی کہ لیننی اصولوں کے بجائے "تراتسکیت" اختیار کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ "پارٹی کا یہ فرض ہے کہ تراتسکیت" کو بحیثیت ایک نظری رجحان کے دفن کر دیا جائے۔"

تراتسکیت کی نظری شکست میں اور لینن ازم کی مدافعت میں کامریڈ اسٹالن کی نظری تصنیف "لینن ازم کی اساس" کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ یہ تصنیف 1924ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں لینن ازم کی ماہرانہ تشریح اور اس کا مدلل نظری ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے بالشویکوں کے ہاتھ میں مارکسی اور لیننی نظریہ کا یہ ایک کاری ہتھیار تھا اور آج بھی ہے۔

"تراتسکیت" کے خلاف جدوجہد میں کامریڈ اسٹالن نے مرکزی کمیٹی کے گرد ساری پارٹی کو اکٹھا کیا، اور ہمارے ملک میں اشتراکیت کی فتح حاصل کرنے کے لئے اسے تیار کیا۔ کامریڈ اسٹالن نے یہ بخوبی ثابت کیا کہ اگر اشتراکیت کی ترقی کو یقینی بنانا ہے تو "تراتسکیت" کو نظری طور پر ختم کر دینا ضروری ہے۔

"تراتسکیت" کے خلاف جدوجہد کے اس دور پر تبصرہ کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

"جب تک "تراتسکیت" کو شکست نہیں ہوتی موجودہ نئی معاشی پالیسی کے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکے گا کہ کامیابی حاصل کی جائے، اور نہ یہ

ممکن ہوگا کہ موجودہ روس کو ایک اشتراکی روس میں تبدیل کر دیا جائے۔"

لیکن اسی زمانہ میں پارٹی اور مزدور طبقے کو ایک ایسی شدید مصیبت اٹھانی پڑی جس سے پارٹی کی لیننی پالیسی کی کامیابیاں ماند پڑ گئیں۔ 21- جنوری 1924ء کو ہمارے رہنما اور استاد اور بالشویک پارٹی کے بانی لینن ماسکو کے قریب گورکی نامی گاؤں میں اس دنیا سے چل بسے۔ ساری دنیا کے مزدور طبقے نے لینن کی وفات کو ایک زبردست نقصان تصور کیا۔ لینن کے جنازے کے دن دنیا بھر کے مزدوروں نے پانچ منٹ کے لئے کام بند کر دیا۔ ریلیں، مل، اور کارخانے سب رک گئے۔ جس وقت لینن کی لاش قبر تک پہنچائی گئی ساری دنیا نے انتہائے غم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ جیسے لوگ اپنے باپ اور استاد، اپنے سب سے بڑے دوست اور محافظ کا غم منا رہے ہوں۔

لینن کی وفات کی وجہ سے سوویت یونین کا مزدور طبقہ اور بھی زیادہ مضبوطی سے لینن کی پارٹی کے گرد جمع ہو گیا۔ لینن کے سوگ کے دنوں میں ہر طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور نے کمیونسٹ پارٹی کی طرف اپنے طرز عمل کو متعین کر لیا کیونکہ یہی پارٹی لینن کی خواہشوں کو پورا کر رہی تھی۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پاس ہزاروں مزدوروں نے پارٹی میں داخلے کے لئے درخواستیں بھیجیں۔ مرکزی کمیٹی نے اس تحریک کو لبیک کہا اور ان تمام مزدوروں کی پارٹی میں عمومی بھرتی کا اعلان کیا جو سیاسی طور پر آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ہزاروں مزدور پارٹی کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ لوگ وہ تھے جو پارٹی اور لینن کے لئے جان تک دینے کو تیار تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں 240000 سے زیادہ مزدور بالشویک پارٹی کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ مزدور طبقے کا یہ سب سے آگے بڑھا ہوا حصہ تھا، جو سب سے زیادہ طبقاتی شعور رکھتا تھا، اور انقلابی تھا، جو نہایت دلیر اور ڈسپلن رکھنے والا تھا۔ یہ لینن کے نام پر بھرتی تھی۔

لینن کی وفات کا جو اثر ہوا، اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ہماری پارٹی کے تعلقات عوام سے کس قدر گہرے ہیں اور مزدوروں کے دلوں میں لینن کی پارٹی کا کس قدر بلند مرتبہ ہے۔

لینن کے سوگ کے زمانے میں سوویت یونین کی سوویتوں کی دوسری کانگرس میں کامریڈ اسٹالن نے پارٹی کی طرف سے یہ عہد کیا کہ:

"ہم کمیونسٹ خاص ڈھانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں، ہمارا خمیر خاص قسم کا ہے، ہم ہی مزدور

طبقے کے زبردست جنرل لینن کی فوج کے سپاہی ہیں۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عزت نہیں ہوسکتی کہ ہم اپنے کو اس فوج کا ایک فرد سمجھیں ہمارے لئے اس سے زیادہ اور کوئی عزت نہیں کہ ہم اس پارٹی کی ممبری کا شرف حاصل کریں جس کا بانی اور رہنما کامریڈ لینن تھا..........

''ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے ہم کو یہ ہدایت کی تھی کہ ہم پارٹی کی عزت برقرار رکھیں اور اس پر کوئی دھبہ نہ آنے دیں۔ کامریڈ لینن! ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ آپ کی ہدایت پر پوری طرح عمل کریں گے..........

''ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے ہم کو یہ ہدایت کی تھی کہ اپنی پارٹی کے اتحاد کی آنکھ کے تل کی طرح حفاظت کریں۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں، کامریڈ لینن! کہ ہم اس ہدایت پر پوری طرح عمل کریں گے..........

''ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے ہم کو یہ ہدایت کی تھی کہ ہم مزدور راج کی حفاظت کریں، اور اسے زیادہ مستحکم بنائیں۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اس ہدایت کو پورا کرنے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں گے..........

''کامریڈ لینن برابر ہم پر یہ جتاتے رہے کہ ہمارے ملک کی قوموں میں اپنی اپنی رضامندی سے جو اتحاد ہوا ہے اسے برقرار رکھا جائے۔ انہوں نے یونین کے ڈھانچہ کے اندر برادرانہ اشتراک عمل بڑھانے کی ضرورت بتائی۔ ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے یہ ہدایت کی تھی کہ ہم ریپبلکوں کے اتحاد کو مستحکم کریں اور اسے زیادہ وسیع کریں۔ کامریڈ لینن! ہم آپ سے عہد کرتے ہیں کہ اس ہدایت پر بھی پورا عمل کریں گے..........

''کئی مرتبہ لینن نے یہ بتایا کہ سرخ فوج کو مضبوط کرنا اور اس کی اصلاح کرنا ہماری پارٹی کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ اس لئے ساتھیو! آؤ ہم یہ عہد کریں کہ اپنی سرخ فوج اور اپنے سرخ بحری بیڑے کو مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے ہم کو یہ ہدایت دی تھی کہ ہم کمیونسٹ انٹرنیشنل کے اصولوں پر قائم رہیں۔ کامریڈ لینن! ہم آپ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم دنیا بھر کے محنت کشوں کے اتحاد (کمیونسٹ انٹرنیشنل) کو مستحکم کرنے کے لئے اور مضبوط بنانے کے لئے اپنی جان تک قربان کردیں گے۔''

یہ وہ عہد تھا جو بالشویک پارٹی نے اپنے رہنما لینن سے کیا تھا جس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔

مئی 1924ء میں پارٹی کی تیرہویں کانگرس منعقد ہوئی اس میں 748 ایسے نمائندے تھے جنہیں حق رائے دہندگی تھا اور جو 735881 ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ پچھلی کانگرس کے مقابلے میں ممبران کی تعداد میں یہ بڑا اضافہ اس وجہ سے تھا کہ ''لینن کے نام پر بھرتی'' کے سلسلے میں ڈھائی لاکھ ممبر داخل کر لئے گئے تھے 4160 نمائندے ایسے تھے جن کو صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔

کانگرس نے بہ اتفاق رائے ٹراٹسکی کے ساتھی مخالفوں کے نظری اور عملی اعلان کی سخت مذمت کی۔ اسے مارکسزم سے ٹٹ پونجیہ قسم کی ایک کج روی قرار دیا اور بتایا کہ یہ لینن ازم کو بدلنے کی ناکام کوشش ہے کانگرس نے ''پارٹی معاملات'' پر اور ''مباحثہ کے نتائج'' پر تیرہویں پارٹی کانفرنس کی قراردادوں کو منظور کیا۔

دیہاتوں اور شہروں کے آپس کے تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے کانگرس نے یہ ہدایتیں دیں کہ صنعتوں کو اور خاص طور پر ہلکی صنعتوں کو بڑھایا جائے لیکن سب سے زیادہ اہمیت لوہے اور فولاد کی صنعتوں کو بڑھانے کی تھی۔

کانگرس نے اندرونی تجارت کے لئے عوامی کیساریت کے قیام کی تجویز منظور کی، اور تجارتی اداروں کو یہ ہدایت دی کہ وہ منڈیوں پر قابو حاصل کرلیں اور تجارت کے حلقہ سے شخصی سرمایہ کو بے دخل کردیں۔

کانگرس نے یہ ہدایت کی کہ کسانوں کو مناسب شرح پر قرض دینے کا انتظام کیا جائے تاکہ ساہوکاروں کو دیہاتوں سے ختم کیا جاسکے۔

کانگرس نے کسانوں میں امداد باہمی کی تحریک کو پوری طرح بڑھانے کی ہدایت کی اور اسی کو دیہات کا سب سے اہم کام بتایا۔

آخر میں کانگرس نے ''لینن کے نام پر بھرتی'' کی زبردست اہمیت پر زور دیا اور پارٹی کے نئے ممبروں اور خاص طور پر لینن کے نام پر بھرتی ہونے والوں میں لینن ازم کے اصولوں کی تعلیم کی طرف پارٹی کی توجہ مبذول کی۔

5۔ معاشی بحالی کے دور کے خاتمہ پر سویت یونین کی حالت۔ ہمارے ملک میں اشتراکی تعمیر اور اشتراکیت کی فتح کا سوال۔ زنوویئف اور کامینیف کا نیا مخالف گروہ۔ چودہویں پارٹی کانگرس۔ ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کی پالیسی۔

چار برس سے زیادہ بالشویک پارٹی اور مزدور طبقہ نئی معاشی پالیسی پر نہایت انہماک سے سرگرم عمل رہا۔ معاشی بحالی کا کام اب ختم کے قریب تھا۔ سویت یونین کی معاشی اور سیاسی طاقت برابر بڑھ رہی تھی۔

اس زمانے تک بین الاقوامی صورت حال میں بھی تبدیلی ہوگئی تھی۔ سامراجی جنگ کے بعد سرمایہ داروں نے عوام کے پہلے انقلابی حملے کا کامیابی سے مقابلہ کرلیا تھا۔ جرمنی، اٹلی، بلغاریہ، پولینڈ اور کئی دوسرے ممالک میں انقلابی تحریکیں کچلی جاچکی تھیں، سمجھوتہ باز ڈیموکریٹک پارٹیوں کے رہنماؤں نے سرمایہ دار طبقہ کی اس کام میں مدد کی تھی۔ انقلاب کی رفتار میں عارضی کمی ہوگئی تھی۔ مغربی یورپ میں سرمایہ داری کو وقتی اور جزوی استحکام حاصل ہوگیا تھا۔ لیکن سرمایہ داری کے اس استحکام نے سرمایہ دارانہ سماج کے بنیادی اختلاف کو مٹا نہیں دیا۔ برخلاف اس کے اس وقتی استحکام کی وجہ سے مزدوروں اور سرمایہ داروں کی کشمکش اور شدید ہوگئی۔ سامراجی ممالک اور محکوم اقوام کے اختلافات اور نمایاں ہوگئے، اور مختلف ممالک کے سرمایہ داروں کے آپس کے جھگڑے اور بڑھ گئے۔ اس وقتی استحکام نے ان اختلافات کے ایک نئے دھماکے کے لئے فلیتہ سلگایا اور سرمایہ دار ممالک میں ایک نئے بحران کے لئے راستہ صاف کردیا۔

سرمایہ داری کے استحکام کے ساتھ ہی ساتھ سویت یونین کا بھی استحکام ہوتا گیا۔ لیکن ان دونوں استحکاموں کی نوعیت بنیادی طور پر مختلف تھی۔ سرمایہ داری کا استحکام ایک نئے بحران کا پیش خیمہ تھی۔ لیکن سویت یونین کے استحکام کے معنی تھے کہ ایک اشتراکی ملک کی معاشی اور سیاسی طاقت زیادہ مضبوط ہوگئی۔

مغرب میں انقلاب کی شکست کے باوجود سویت یونین کی بین الاقوامی حالت مضبوط ہی ہوتی گئی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ رفتار نسبتاً سست تھی۔

1922ء میں سویت یونین کو ایک بین الاقوامی معاشی کانفرنس میں مدعو کیا گیا جو جنیوا واقع اٹلی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں سامراجی حکومتوں نے جن کے حوصلے سرمایہ دار ممالک میں انقلاب کی شکست کی وجہ سے بڑھ گئے تھے۔ یہ کوشش کی کہ سویت ریپبلک پر ایک نیا اور اس مرتبہ "سفارتی" دباؤ ڈالا جائے۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ کارخانے جنہیں اکتوبر کے انقلاب نے قومی ملکیت قرار دیدیا، بیرونی سرمایہ داروں کو واپس کردیئے جائیں۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ زار کی حکومت نے جو قرضے لئے تھے انہیں ادا کیا جائے، اور اس کے بدلے سامراجی حکومتیں سویت یونین کو کچھ چھوٹے قرضے دینے پر تیار تھیں۔

سویت یونین نے ان مطالبوں کو پورا کرنے سے انکار کردیا۔

جنیوا کانفرنس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔

برطانوی وزیر خارجہ لارڈ کرزن نے اپنے الٹی میٹم میں ایک بار پھر مداخلت کی دھمکی دی، لیکن سویت حکومت نے اس کو بھی حقارت سے ٹھکرادیا۔

سویت حکومت کی طاقت کا امتحان لینے کے بعد اور اس کی مضبوطی کا یقین ہوجانے کے بعد سرمایہ دارانہ ممالک ایک ایک کر کے ہمارے ملک سے سفارتی تعلقات قائم کرنے لگے۔ 1924ء میں برطانیہ، فرانس، جاپان اور اٹلی سے سفارتی تعلقات قائم ہوگئے۔

یہ ظاہر تھا کہ سویت یونین نے دم لینے کے لئے ایک لمبا وقفہ، ایک پُر امن زمانہ حاصل کرلیا۔

ملک کی اندرونی حالت بھی تبدیل ہوگئی۔ بالشویک پارٹی کی رہنمائی میں مزدوروں، اور کسانوں کی قربانیوں نے اثر دکھانا شروع کیا۔ ملکی معاشی زندگی میں ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ 1924ء اور 1925ء کے مالی[1] سال میں زراعتی پیداوار قریب قریب جنگ کے پہلے کے معیار تک پہنچ گئی (یعنی قریب 87 فیصدی تک)۔

1925ء میں سویت یونین کی بڑے پیمانے کی صنعتوں کی پیداوار جنگ کے پہلے کے مقابل تقریباً 3/4 تک پہنچ گئی۔ متذکرہ بالا مالی سال میں سویت یونین نے بنیادی تعمیری کاموں میں (مثلاً کارخانوں، مشینوں، نہروں، ریلوں، وغیرہ کی تعمیر پر) 38 کروڑ 50 لاکھ روبل صرف

---

[1] مالی سال یکم اپریل سے 31-مارچ تک ہوتا ہے۔

کئے۔ ملک میں بجلی لگانے کا کام کامیابی سے چل رہا تھا۔قومی معاشی نظام کے اہم ترین عناصر پر اشتراکیت کا غلبہ ہو چکا تھا۔تجارت اور صنعتوں میں ذاتی سرمایہ کے خلاف کافی کامیابی ہو چکی تھی۔

معاشی ترقی کی وجہ سے مزدوروں اور کسانوں کی حالت بھی بہتر ہوگئی۔مزدور طبقہ تیزی سے بڑھ رہا تھا۔اُجرتیں بڑھ گئیں،اور اسی کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی دولت پیدا کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ گئی۔کسانوں کا معیار زندگی بہت بہتر ہو گیا۔1924ء اور 1925ء میں مزدوروں اور کسانوں کی حکومت نے چھوٹے کسانوں کی امداد کے لئے تقریباً 29 کروڑ روبل وقف کردیئے۔ مزدوروں اور کسانوں کی مالی حالت کے بہتر ہو جانے سے عوام کی سیاسی سرگرمی بھی بڑھ گئی۔ مزدور راج کی بنیادیں اب زیادہ مستحکم ہوگئی تھیں۔بالشویک پارٹی کا رتبہ اور اثر بھی بڑھ گیا تھا۔

قومی معیشت کی بحالی کا کام تو ختم کے قریب پہنچ چکا تھا۔لیکن سویت یونین کے لئے یعنی اس ملک کے لئے جس میں اشتراکیت کی تعمیر ہو رہی ہو صرف یہی کافی نہیں تھا کہ جنگ کے پہلے جو پیداوار تھی وہ پھر سے قائم ہو جائے۔جنگ کے پہلے کا معیار ایک پچھڑے ہوئے ملک کا معیار تھا۔اس معیار سے آگے بڑھ جانا ضروری تھا۔ملک کو دم لینے کا جو لمبا وقفہ مل گیا تھا اس وجہ سے معاشی ترقی ممکن ہوسکی۔

لیکن اس وجہ سے یہ سوال فوری اہمیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا کہ ہماری تعمیر اور ترقی کی کیا نوعیت ہوگی اور اس کا کیا تناظر ہوگا۔ہمارے ملک میں اشتراکیت کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ معاشی ترقی اشتراکیت کے راستے پر ہوگی،یا اور کسی طریقے پر،ہم کو اشتراکی معاشی نظام قائم کرنا چاہئے بھی کہ نہیں،اور کیا ہم اسے قائم بھی کرسکتے ہیں؟ یا ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ ہم کسی دوسرے معاشی نظام یعنی سرمایہ دارانہ نظام کے لئے زمین تیار کرتے رہیں۔کیا یہ ممکن بھی تھا کہ سویت یونین میں اشتراکی معاشی نظام کا قیام ہو سکے؟اور کیا یہ اس صورت میں بھی ممکن تھا کہ جب سرمایہ دار ممالک میں انقلاب کی رفتار نہایت سست پڑ چکی تھی اور سرمایہ داری کو وقتی استحکام حاصل ہو چکا تھا،اور کیا یہ بھی ممکن تھا کہ ہماری ''نئی معاشی پالیسی'' کے ذریعہ سے اشتراکی نظام قائم کیا جا سکے جو ملک میں اشتراکیت کی طاقتوں کو ہر طرح پر مضبوط کرنے کے باوجود سرمایہ داری کو کچھ حد تک بڑھاتی تھی؟ اور پھر کس طرح اشتراکی معاشی نظام کی تعمیر ہوسکتی تھی،اور اس تعمیر کی ابتداء کہاں سے ہو؟

یہ وہ مسائل تھے جو معاشی بحالی کے دور کے ختم کے قریب پارٹی کے سامنے آئے اور جواب محض نظری سوالات نہ تھے بلکہ عملی جامہ پہن کر آئے تھے اور روزمرہ کی معاشی پالیسی سے متعلق تھے۔

ان تمام سوالوں کے سیدھے اور صاف جواب دینے کی ضرورت تھی تاکہ ہماری پارٹی کے وہ ممبر جو صنعتوں اور زراعت کی ترقی کے کام میں لگے ہوئے تھے اور ان کے علاوہ تمام ہی عوام یہ جان لیں کہ انہیں کس راستہ پر عمل کرنا چاہئے۔اشتراکیت کے راستے پر کہ سرمایہ داری کے راستے پر؟ جب تک ان سوالوں کا صاف جواب نہ دیا جاتا تمام تعمیری اعمال،بے تناظر اور بے کار ثابت ہوتے۔

پارٹی نے ان سوالوں کا صاف جواب دیا۔

پارٹی نے جواب دیا کہ بے شک ہمارے ملک میں اشتراکی معاشی نظام کی تعمیر ہوسکتی ہے اور ضرور ہونا چاہئے،کیونکہ ہمارے پاس وہ سب کچھ ہے جس کی اشتراکی نظام اور مکمل اشتراکیت کی تعمیر کے لئے ضرورت ہے۔اکتوبر 1917ء میں مزدور طبقے نے مزدور آمریت قائم کر کے سرمایہ داری کو سیاسی شکست دیدی تھی۔ جب سے سویت حکومت سرمایہ داری کی معاشی طاقت کو کچلنے کے لئے اور اشتراکی نظام کے حالات قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔اس نے اب تک سرمایہ داروں اور زمینداروں کی املاک ضبط کی۔زمین،کارخانوں،ریلوں،اور بینکوں کو قومی ملکیت قرار دیا۔نئی معاشی پالیسی اختیار کی۔سرکاری ملکیت میں اشتراکی صنعتوں کی تعمیر کی اور لینن کی امداد باہمی کی اسکیم پر عمل کیا۔اب سب سے بڑا کام یہ تھا کہ سارے ملک میں ایک نئے اشتراکی معاشی نظام کی تعمیر شروع کی جائے،تاکہ معاشی طور پر بھی سرمایہ داری کو شکست دی جاسکے۔ہمارے سیاسی افعال اور تمام اعمال اسی مقصد کے حصول کے لئے ہونا چاہئیں۔مزدور طبقہ اس کو پورا کرسکتا تھا اور ضرور پورا کرنے والا تھا۔اس زبردست فریضہ کے احساس کی ابتداء ملک میں صنعتیں پھیلانے سے ہونا چاہئے۔اس سلسلے کی سب سے اہم کڑی ملک میں اشتراکی صنعتوں کا پھیلانا تھا،اسی سے اشتراکی معاشی نظام کی تعمیری ابتداء ہونا چاہئے۔نہ تو مغرب میں انقلاب کی رفتار کی سستی اور نہ غیر سویت ممالک میں سرمایہ داری کا جزوی استحکام ہی اشتراکیت حاصل کرنے کی راہ میں ہماری ترقی کو روک سکتے تھے۔نئی معاشی پالیسی سے اس کام میں سہولت

ہی ہو سکتی تھی کیونکہ پارٹی نے اسے اس مخصوص غرض سے اختیار کیا تھا کہ ملک کے معاشی نظام کی اشتراکی بنیاد رکھنے میں آسانی ہو۔

اس سوال کا کہ ہمارے ملک میں اشتراکی تعمیر ممکن ہے یا نہیں پارٹی نے یہی جواب دیا۔

لیکن پارٹی کو یہ معلوم تھا کہ ایک ہی ملک میں اشتراکیت کی فتح کا سوال یہیں ختم نہیں ہوگیا۔ سویت یونین میں اشتراکیت کا قائم ہونا ہی انسانی تاریخ میں ایک زبردست تبدیلی کی ابتداء ہوگا۔ سویت یونین کے مزدوروں اور کسانوں کی فتح کا مظاہرہ ہوگا، اور دنیا کی تاریخ میں ایک نیا باب ہوگا۔ تاہم یہ سویت یونین کا ایک اندرونی مسئلہ تھا، اور اشتراکیت کی فتح کا صرف ایک جزو تھا۔ اس مسئلہ کا دوسرا حصہ اس کا بین الاقوامی پہلو تھا۔ اپنے اس نظریئے کو ثابت کرتے ہوئے کہ ایک ملک میں بھی اشتراکیت کی کامیابی ممکن ہے۔ کامریڈ اسٹالن نے کئی مرتبہ بتایا کہ اس سوال پر دو پہلوؤں سے نظر ڈالنا چاہئے۔ ایک اندرونی اور دوسرا بین الاقوامی۔ جہاں تک اس مسئلہ کے اندرونی پہلو کا سوال ہے یعنی ملک کے اندر طبقاتی تعلقات کا، سویت یونین کے مزدور اور کسان اپنے ملک کے سرمایہ دار طبقے کو معاشی طور پر شکست دینے کی اور ایک مکمل اشتراکی سماج کے قائم کرنے کی پوری طاقت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس سوال کا بین الاقوامی پہلو بھی تھا یعنی بیرونی تعلقات کا حلقہ۔ سویت عوام اور بین الاقوامی سرمایہ دار طبقے کے تعلقات کو بھی مدنظر رکھنا تھا جو سویت نظام سے نفرت کرتا تھا، اور اس فکر میں تھا کہ سویت یونین میں دوبارہ فوجی مداخلت شروع کردے، اور وہاں سرمایہ داری کو پھر سے قائم کرنے کی کوشش کرے اور چونکہ اس وقت تک صرف سویت یونین ہی واحد اشتراکی ملک تھا، اور بقیہ تمام ممالک میں سرمایہ داری قائم تھی لہذا سویت یونین سرمایہ داروں کی دنیا میں چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا، جس کی وجہ سے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا تھا کہ جب تک سرمایہ داروں کا محاصرہ قائم رہے گا مداخلت کے امکانات بھی باقی رہیں گے۔ کیا سویت عوام صرف اپنے ہی قوت بازو سے سرمایہ دار ممالک کی مداخلت کا خطرہ دور کرسکتے تھے؟ ان کے لئے یہ ممکن نہیں تھا اس وجہ سے مداخلت کا خطرہ دور کرنے کے لئے سرمایہ دار ممالک کا محاصرہ دور کرنے کی ضرورت تھی اور سرمایہ دار ممالک کا محاصرہ کئی ملکوں کے کامیاب مزدور انقلاب سے ہی دور سکتا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سویت یونین میں سرمایہ دارانہ نظام ختم کرکے اشتراکیت کے قائم ہونے کو اشتراکیت کی آخری فتح سمجھنا درست نہیں کیونکہ

بیرونی فوجی مداخلت اور سرمایہ داری کو دوبارہ قائم کرنے کی کوششوں کا خطرہ دور نہیں ہوا تھا، اور اشتراکی ملک کے اس خطرے سے محفوظ رہنے کا کوئی یقین نہ تھا۔ بیرونی سرمایہ دارانہ مداخلت کے خطرے کو دور کرنے کے لئے سرمایہ دارانہ محاصرے کو توڑنا لازم تھا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جب تک سویت حکومت صحیح راستے پر چلتی رہے گی، سویت عوام اور ان کی سرخ فوج بیرونی سرمایہ داروں کی نئی مداخلت کا بھی اسی طرح مقابلہ کرلیں گے جیسے کہ انہوں نے 1918ء سے 1920ء کی پہلی مداخلت کا مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ سرمایہ داروں کی نئی مداخلت کا خطرہ ختم ہو جائے گا۔ پہلی مداخلت کی شکست نے دوبارہ مداخلت کا خطرہ دور نہیں کیا کیونکہ اس خطرے کا مخزن یعنی سرمایہ دارانہ محاصرہ قائم رہا۔ اسی طرح ایک نئی مداخلت کی شکست بھی اسی وقت تک مداخلت کے خطرے کو دور نہیں کرسکتی جب تک سرمایہ دارانہ محاصرہ قائم رہے گا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سرمایہ دار ممالک میں مزدور طبقے کے انقلاب کی فتح سویت یونین کے محنت کش عوام کی کامیابی کے لئے لازمی ہے۔

ہمارے ملک میں اشتراکیت کی فتح کے سوال پر پارٹی کا یہی رویہ تھا۔

مرکزی کمیٹی نے یہ مطالبہ کیا کہ پارٹی کی ہونے والی چودھویں کانفرنس میں اس رویہ پر مباحثہ ہو، اور اسے منظور کرکے پارٹی کا مسلک، پارٹی کا ایک قانون قرار دیا جائے، اور اس کی پابندی تمام پارٹی ممبروں پر لازمی ہو۔

مخالفوں کے لئے یہ نظریہ صاعقہ بلائے آسمانی کی طرح تھا، خاص طور پر اس وجہ سے کہ پارٹی نے اسے ایک متعین اور عملی شکل دیدی تھی، ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے عملی کام سے اسے مربوط کردیا تھا، اور مطالبہ کیا تھا کہ پارٹی کی چودھویں کانفرنس کی قرارداد کی حیثیت سے اسے پارٹی کا قانون تسلیم کرلیا جائے۔ جس کی پابندی پارٹی کی تمام ممبروں پر عاید ہو۔

ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے اس رویہ کی مخالفت کی اور اس کے خلاف ''مستقل انقلاب'' کا منشویک نظریہ پیش کیا جس کو مارکسی نظریہ کہنا مارکسزم کی توہین کرنا تھا، اور جو سویت یونین میں اشتراکی تعمیر کے امکان سے انکار کرتا تھا۔

بخارن کے ساتھیوں کی یہ ہمت نہ پڑی کہ کھلے طور پر پارٹی کے رویہ کی مخالفت کریں لیکن

حیلے سے انہوں نے اس کے خلاف اپنا ایک نظریہ پیش کیا کہ سرمایہ داری پُرامن طریقے پر ترقی کر کے اشتراکیت کے دور میں داخل ہو سکتی ہے۔ اس کی توضیح انہوں نے ''دولت مند بنو'' کے نعرے سے کی ہے۔ بخارن کے ساتھیوں کے مطابق اشتراکیت کی کامیابی کے معنی سرمایہ دار طبقے کو بڑھاوا اور دولت مند بنانا تھا ختم کرنا نہیں تھا۔

زنوویف اور کامنیف نے یہاں تک کہا کہ سویت یونین میں اس وجہ سے اشتراکیت کی کامیابی ممکن نہیں کہ ملک صنعتی فنی اور معاشی حیثیت سے نہایت پچھڑا ہوا تھا، لیکن ان لوگوں نے جلد ہی یہ محسوس کیا کہ اس وقت آڑ میں چھپ جانا ہی مناسب ہے۔

پارٹی کی چودھویں کانفرنس نے (جو اپریل 1925ء میں منعقد ہوئی) ان نمایاں یا پوشیدہ مخالفین کے ہر نئے پن کے نظریوں پر ملامت کی اور ایک قرارداد منظور کی کہ سویت یونین میں اشتراکیت کی فتح حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس طرح مجبور ہو جانے کے بعد زنوویف اور کامنیف نے یہ مناسب سمجھا کہ قرارداد کی موافقت میں ووٹ دیں۔ لیکن پارٹی یہ جانتی تھی کہ انہوں نے جدوجہد اس وقت صرف ملتوی کر دی تھی تاکہ چودہویں کانگرس میں پارٹی سے ٹکر لیں۔ وہ لینن گراڈ میں لوگوں کو اپنا پیرو کار بنا رہے تھے، ایک ''نیا مخالف گروہ'' بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

پارٹی کی چودہویں کانگرس کا اجلاس دسمبر 1925ء میں شروع ہوا۔ پارٹی میں ایک زبردست کشمکش اور تناؤ پیدا ہو گیا۔ پارٹی کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ لینن گراڈ جیسے ایک اہم مرکز سے سب ہی نمائندے مرکزی کمیٹی کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہوں۔

کانگرس میں 665 نمائندے ایسے تھے جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھا اور 641 ایسے تھے جنہیں صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔ یہ لوگ 643000 ممبروں اور 445000 امیدوار ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ تعداد پچھلی کانگرس سے کچھ کم تھی، اس کمی کی وجہ یہ تھی کہ ایک جزوی اخراج ہوا تھا۔ جس میں یونیورسٹیوں اور دفتروں کی پارٹی تنظیموں سے وہ لوگ نکال باہر کئے گئے جو پارٹی کے بہی خواہ نہ تھے۔

مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ کامریڈ اسٹالن نے پیش کی۔ انہوں نے سویت یونین کی سیاسی اور معاشی طاقت کی ترقی کی ایک زندہ تصویر پیش کی۔ سویت معاشی نظام کے فوائد کی وجہ سے

تھوڑے ہی عرصے میں صنعتیں اور زراعت دونوں دوبارہ ترقی کر گئیں اور قریب قریب اسی معیار پر پہنچ گئیں جس پر کہ وہ جنگ کے پہلے تھیں کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ اگرچہ یہ نتائج خاطر خواہ تھے پھر بھی ہمیں چین نہ لینا چاہئے کیونکہ ان کے باوجود یہ حقیقت ابھی تک قائم تھی کہ ہمارا ملک اب بھی ایک پچھڑا ہوا اور زراعتی ملک تھا۔ ملک کی کل پیداوار کا دو تہائی حصہ زراعت کی پیداوار تھا، اور صرف ایک تہائی صنعتوں کی۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ اب ہمارے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اپنے ملک کو ایک ایسا صنعتی ملک بنائیں جو معاشی طور پر سرمایہ دار ممالک کا دست نگر نہ ہو۔ یہ بات ممکن تھی اور اس کا پورا کرنا لازمی تھا۔ پارٹی کا اب یہ پہلا فرض تھا کہ ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے لئے اور اشتراکیت کی فتح کے لئے جدوجہد کرے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

''ہمارے ملک کو ایک زراعتی ملک سے ایسے صنعتی ملک میں تبدیل کر دینا جو ان تمام مشینوں کو خود ہی تیار کر سکے جن کی اسے ضرورت ہے، ہمارے عام رویہ کی یہی بنیادی چیز ہے۔''

ملک کی صنعت ہی سے اسے معاشی آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اس کی مدافعت کرنے کی طاقت بڑھے گی اور سویت یونین میں اشتراکیت کی فتح کے حالات پیدا ہوں گے۔

زنوویف کے ساتھیوں نے پارٹی کی اس عام روش کی مخالفت کی۔ اشتراکی صنعتیں پھیلانے کی اسٹالن کی اسکیم کے خلاف زنوویف کے ساتھی سوکلونیکوف نے ایک سرمایہ دارانہ اسکیم پیش کی جیسی کے اس زمانے کے سامراجی درندوں میں مقبول ہو رہی تھی۔ اس خاکے کے مطابق سویت یونین ایک زرعی ملک بنا رہتا، جو زیادہ تر غذائی سامان اور کچے مال کی پیداوار کرتا، اور انہیں باہر بھیج کر مشینیں حاصل کرتا۔ اس کے مطابق نہ تو یہ ملک مشینیں پیدا کر رہا تھا، اور نہ اسے کرنا چاہئے تھا۔ 1925ء کے حالات میں یہ ایک ایسی تجویز تھی جو سویت یونین کو صنعتی ترقی یافتہ ممالک کی معاشی غلامی میں جکڑ دیتی اور سرمایہ دار ممالک کے سامراجی درندوں کے فائدہ کے لئے سویت یونین کو ہمیشہ کے لئے صنعتی طور پر پچھڑا ہوا رکھتی۔

اگر یہ تجویز منظور کر لی جاتی تو ہمارا ملک سرمایہ دار دنیا کا ایک بے بس زراعتی دُم چھلا بن جاتا، اس کی وجہ سے ہمارا ملک کمزور رہ جاتا چاروں طرف کے سرمایہ دار ممالک کے خلاف غیر محفوظ رہتا اور آخرکار یہ تجویز سویت یونین میں اشتراکیت کے مقصد کے لئے مہلک ثابت ہوتی۔

کانگرس نے زنوویف کے ساتھیوں کی معاشی اسکیم کی سخت مذمت کی اور یہ کہا کہ ایسی اسکیم سے سویت یونین غلامی کا شکار ہو جاتا تھا۔

''نئے مخالف گروہ'' کی دوسری کوششیں بھی اسی طرح ناکامیاب رہیں۔ مثلاً انہوں نے (لینن کی مخالفت میں) یہ کہا کہ ہماری سرکاری صنعتیں اشتراکی صنعتیں نہیں تھیں۔ یا انہوں نے یہ کہا (اور یہ بھی لینن کی مخالفت میں) کہ اشتراکی تعمیر کے کام میں متوسط طبقہ کا کسان مزدور طبقہ کا مددگار نہیں ہو سکتا۔

کانگرس نے ''نئے مخالف گروہ'' کی ان تمام کوششوں کو لینن کے اصولوں کے مخالف قرار دے کر برا بھلا کہا۔

کامریڈ اسٹالن نے ''نئے مخالف گروہ'' کی ''تراتسکیت'' پسند منشویک ماہیت کھول کر بیان کر دی، انہوں نے یہ دکھایا کہ زنوویف اور کامینیف پارٹی کے مخالفوں کا وہی پرانا راگ الاپ رہے ہیں جس کے خلاف لینن نے اتنی شدید جدوجہد کی تھی۔

زنوویف کے ساتھی بھی تھوڑا بہت بھیس بدلنے کے باوجود صاف ٹراٹسکی کے ساتھی نظر آ رہے تھے۔

کامریڈ اسٹالن نے اس بات پر زور دیا کہ ہماری پارٹی کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ اشتراکیت کی تعمیر کے کام میں مزدور طبقے اور درمیانی درجے کے کسانوں کا اتحاد برقرار رکھیں، انہوں نے کسانوں کے مسئلہ پر پارٹی کے ممبروں کی دو کج روئیاں بیان کیں کیونکہ ان دونوں کی وجہ سے کسانوں اور مزدوروں کے اتحاد کو خطرہ تھا۔ پہلی کج روی کولکوں کے خطرے کو کم سمجھنا اور کم کر کے دکھانا تھی۔ دوسری کج روی کولک سے ڈر کر بوکھلا جانا اور متوسط طبقے کے کسان کی اہمیت کم سمجھنا تھی۔ اس سوال کے جواب میں کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ خطرناک ہے، کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ ''ایک دوسرے سے بدتر ہے، اور اگر یہ کج روئیاں بڑھنے پائیں تو وہ پارٹی کو منتشر اور ختم کر سکتی ہیں، لیکن خوش قسمتی سے ہماری پارٹی میں ایسی طاقتیں بھی موجود ہیں جو ان دونوں کج رویوں کو ختم کر سکتی ہیں۔''

اور پارٹی نے ان دونوں ''انتہا پسند'' اور رجعت پسند رجحانات کو کچل کر ان سے نجات حاصل کی۔

معاشی ترقی کے سوال پر مباحثے کا جائزہ لیتے ہوئے کانگرس نے بہ اتفاق رائے مخالف گروہوں کی ہار ماننے والی اسکیموں کو مسترد کر دیا اور اپنی قرارداد میں (جو نہایت مشہور ہو چکی ہے) یہ کہا کہ:

''معاشی ترقی کے سوال پر کانگرس کی یہ رائے ہے کہ ہمارے ملک میں جہاں مزدور راج قائم ہے 'ایک مکمل اشتراکی راج قائم کرنے کے تمام حالات موجود ہیں'۔ (لینن) کانگرس کا یہ خیال ہے کہ ہماری پارٹی کا سب سے اہم فرض سویت یونین میں اشتراکی تعمیر کو کامیاب بنانے کی جدوجہد ہے۔''

پارٹی کی چودھویں کانگرس نے پارٹی کے نئے ضوابط منظور کیے۔

چودھویں کانگرس کے بعد سے ہماری پارٹی کا نام ''سویت یونین کی کمیونسٹ (بالشویک) پارٹی ہو گیا۔''(سی، پی، ایس، یو، بی)۔

اگرچہ کانگرس نے زنوویف کے ساتھیوں کو شکست ہوئی، لیکن پھر بھی انہوں نے پارٹی کے فیصلے پر عمل نہیں کیا۔ انہوں نے چودھویں کانگرس کے فیصلوں کے خلاف لڑائی شروع کر دی۔ کانگرس کے فوراً ہی بعد زنوویف نے نوجوان کمیونسٹ لیگ کی لینن گراڈ صوبائی کمیٹی کا ایک جلسہ کیا۔ اس لیگ کی رہنمائی کرنے والے گروہ کو زنوویف، زلتی بکائیف، یفدوکموف، کوکلن، سافروف، اور دوسرے بے ایمانوں نے پارٹی کی لیننی مرکزی کمیٹی سے نفرت کا سبق خوب پڑھایا تھا۔ اس جلسے میں لینن گراڈ کی صوبائی کمیٹی نے ایک ایسی تجویز پاس کی جو نوجوان کمیونسٹ لیگ کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ اس نے پارٹی کی چودھویں کانگرس کے فیصلے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔

لیگ کے یہ رہنما جو زنوویف کے ساتھی تھے کسی طرح بھی لینن گراڈ کے نوجوان کمیونسٹ لیگیوں کی رہنمائی نہیں کرتے تھے، اس لئے جلد ہی انہیں شکست ہو گئی اور لینن گراڈ کے ادارے کو لیگ کی تحریک میں وہ جگہ پھر حاصل ہو گئی جو کہ اس کا حق تھا۔

کانگرس کے ختم کے قریب کانگرس کے چند نمائندے (جیسے مولوتوف، کروف، وارو شلاف، کالنین اندریف وغیرہ) اس غرض سے لینن گراڈ بھیجے گئے کہ لینن گراڈ پارٹی کے ممبروں کو ان کے

نمائندوں کے غیر بالشویک مجرمانہ رویہ سے آگاہ کریں جنہوں نے دھوکہ سے انتداب حاصل کیا تھا۔ وہ جلسے جن میں یہ رپورٹیں پیش کی گئیں بڑے طوفانی تھے۔ لینن گراڈ پارٹی تنظیم کی غیر معمولی کانفرنس طلب کی گئی جس میں لینن گراڈ پارٹی کے ممبران کی بہت بڑی اکثریت نے (97 فیصدی ممبران نے) چودھویں کانگرس کے فیصلوں کو منظور کیا اور زنوویف کے ساتھیوں کے ''نئے مخالف گروہ'' پر ملامت کی۔ موخرالذکر اس وقت ایسے جنرلوں کی طرح تھے جن کے پیچھے کوئی فوج نہ ہو۔

لینن گراڈ کے بالشویک لینن اور اسٹالن کی پارٹی کی صف اول ہی میں رہے۔

پارٹی کی چودھویں کانگرس کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے لکھا کہ:

''سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی چودھویں کانگرس کی تاریخی اہمیت اسی میں ہے کہ اس نے ''نئے مخالف گروہ'' کی غلطیوں کی پوری طرح قلعی کھول دی، اس نے ان کی شک پرستی اور تذبذب کو مسترد کر دیا۔ اس نے صاف طور پر اشتراکیت کے لئے جدوجہد کا راستہ بتایا، پارٹی کو کامیابی کی امید دلائی، اور اس طرح مزدور طبقے کے ہاتھ میں اشتراکی تعمیر کی کامیابی کے عقیدے کا زبردست ہتھیار دیدیا۔''[1]

1. اسٹالن، لینن ازم، انگریزی ایڈیشن۔

خلاصہ

معاشی بحالی کے پُرامن دور میں داخل ہونے کا وقت بالشویک پارٹی کی تاریخ میں بڑا نازک وقت تھا۔ سخت کشاکش کی حالت میں پارٹی نے جنگی کمیونزم کی پالیسی سے نئی معاشی پالیسی کی طرف قدم بڑھایا۔ پارٹی نے مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کو ایک نئی معاشی بنیاد پر مستحکم کیا۔ سویت سوشلسٹ ریپبلکوں کا اتحاد قائم ہوا۔

نئی معاشی پالیسی کی بدولت ملک کی معاشی زندگی کی بحالی کے سلسلے میں فیصلہ کن نتیجے حاصل ہوئے۔ سویت یونین نے معاشی بحالی کے دور کو کامیابی کے ساتھ طے کیا، اور اب اس نے ایک نئے دور میں یعنی ملک کی صنعتی تعمیر کے دور میں قدم رکھا۔

خانہ جنگی کے دور سے پُرامن اشتراکی تعمیر کے دور میں قدم رکھنے میں دشواریاں تھیں۔ خاص کر اس کے ابتدائی مرحلوں میں۔ بالشویک دشمن، اور پارٹی کے وہ مخالف عناصر جو پارٹی کے اندر موجود تھے، اس پورے دور میں لیننی پارٹی کے خلاف سختی سے جدوجہد کرتے رہے۔ ٹراٹسکی ان لوگوں کا سرغنہ تھا۔ کامنیف، زنوویف اور بخارن اس جدوجہد میں اس کے خاص مددگار تھے۔ لینن کی وفات کے بعد ان مخالفوں کا خیال تھا کہ وہ بالشویک پارٹی کے عام ممبروں میں بے چینی پھیلا دیں گے یا پارٹی میں پھوٹ پیدا کریں گے اور ان میں ایسی پست ہمتی پھیلائیں گے کہ سویت یونین میں اشتراکیت کی فتح کے امکان پر ان کو اعتماد باقی نہیں رہے گا اور حقیقت تو یہ ہے کہ ٹراٹسکی کے ساتھی سویت یونین میں سرمایہ داری کی بحالی کے لئے ایک نئی پارٹی، نئے سرمایہ داروں کی ایک نئی تنظیم قائم کرنا چاہتے تھے۔

پارٹی کا ایک ایک فرد لینن کے پرچم تلے، لیننی مرکزی کمیٹی اور اسٹالن کے گرد جمع ہو گیا اور

انہوں نے ٹراٹسکی کے ساتھیوں کو بھی شکست دی اور لینن گراڈ میں ان کے نئے دوستوں یعنی پارٹی کے نئے مخالفوں زینوویف اور کامنیف کے گروہ کو بھی۔

طاقت اور وسائل کو اکٹھا کر کے بالشویک پارٹی سارے ملک کو لئے ہوئے تاریخ کے ایک نئے دور یعنی اشتراکی صنعتی تعمیر کے دور میں داخل ہوئی۔

ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے لئے بالشویک پارٹی کی جدوجہد 1926ء سے 1929ء تک

1۔ اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے دور کی مشکلات اور ان کا مقابلہ کرنے کی کوششیں۔ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کا پارٹی کا مخالف گروہ۔ اس گروہ کا سویت کی مخالفت کرنا، اور اس کی پسپائی۔

چودہویں کانگرس کے بعد پارٹی نے سویت حکومت کے عام پروگرام کو پورا کرنے یعنی ملک میں اشتراکی صنعتیں پھیلانے کے لئے نہایت سرگرمی سے کوشش شروع کردی۔

معاشی نظام کی بحالی کے دور میں سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ زراعتی پیداوار کو دوبارہ بڑھایا جائے تا کہ غذائی سامان اور کچا مال مہیا ہو سکے۔ اس کے علاوہ صنعتوں کا کاروبار پھر سے چلایا جائے اور جو موجودہ مِل اور کارخانے تھے انہیں پھر سے جاری کیا جائے۔

سویت حکومت نے اس فریضہ کو نسبتاً آسانی سے انجام دیا۔

لیکن بحالی کے اس دور میں تین خاص کمزوریاں تھیں۔

پہلی یہ کہ مِل اور کارخانے پرانے تھے، جن کی مشینیں اگلے وقتوں کی تھیں، اور یہ خدشہ تھا کہ جلد ہی وہ بیکار نہ ہو جائیں۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ ان کارخانوں میں نئی وضع کی مشینیں لگائی جائیں۔

دوسری کمزوری یہ تھی کہ اس دور میں صنعتی پیداوار کی بنیاد نہایت محدود تھی۔ خود مشینیں پیدا
کرنے کے کارخانوں کی سخت کمی تھی، جن کے بغیر ترقی کرنا مشکل تھا۔ اس قسم کے سینکڑوں
کارخانے بنائے جانے کی ضرورت تھی، کیونکہ بغیر ان کے کسی ملک کو صنعتی ملک نہیں کہا جا سکتا تھا۔
اب یہ ضروری تھا کہ ایسے کارخانے بنائے جائیں اور ان میں تازہ مشینیں استعمال کی جائیں۔

تیسری کمزوری یہ تھی کہ اس زمانے میں جو صنعتیں تھیں وہ زیادہ تر ہلکے قسم کی تھیں۔ ان کو
ترقی ضرور دی گئی، اور اس میں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی صلاحیت آ گئی۔ لیکن ایک حد
تک پہنچنے کے بعد ہلکی صنعتوں کی ترقی بھی اس وجہ سے نہ ہو سکی تھی کہ بھاری صنعتوں کی ترقی نہیں
ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ملک کی بہت سی ایسی ضروریات تھیں جو بھاری صنعتوں کے بغیر پوری
نہیں ہو سکتی تھیں۔ اس لئے اس زمانے میں سب سے زیادہ توجہ بھاری صنعتوں کی ترقی کی طرف
کرنے کی ضرورت تھی۔

یہ تمام نئے فرائض اشتراکی صنعتیں پھیلانے کی پالیسی سے ہی پورے ہو سکتے تھے۔
اس بات کی ضرورت تھی کہ ملک میں بہت سی ایسی نئی صنعتیں بھی قائم کی جائیں جو پہلے زار
کے تاج میں نہ تھیں مثلاً نئی مشینیں، مشینیں بنانے کے اوزار، موٹریں، کیمیاوی اشیاء، لوہے اور فولاد
کے کارخانے، ان کے علاوہ انجنوں اور مشینوں کی طاقت پیدا کرنے کے سامان کی تنظیم اور کچے
لوہے اور کوئلے کی کانوں کا انتظام بھی ضروری تھا۔ بغیر ان چیزوں کے سویت یونین میں
اشتراکیت کی فتح ممکن نہ تھی۔

سامانِ جنگ کے کارخانوں کی تعمیر نہایت ضروری تھی تاکہ وہ توپخانے، گولہ بارود، ہوائی
جہاز، ٹینک، مشین گنیں وغیرہ تیار کر سکیں۔ سویت یونین کے دفاع کے لئے یہ بہت ضروری تھا،
کیونکہ ہمارا ملک سرمایہ دار ملکوں سے گھرا ہوا تھا۔

ٹریکٹر[1] اور نئے قسم کے زرعی آلات بنانے والے کارخانوں کی تعمیر، اور ان مشینوں کو
زراعت کے لئے مہیا کرنے کی بھی سخت ضرورت تھی تاکہ لاکھوں چھوٹے پیمانے کے کھیتوں کے
لئے یہ ممکن ہو جائے کہ وہ بڑے پیمانے کے اجتماعی کھیتوں میں تبدیل کئے جا سکیں۔ دیہاتوں میں
اشتراکیت پھیلانے کے لئے یہ ضروری تھا۔

---

[1] کھیت جوتنے کے بڑے بڑے انجنوں کو ٹریکٹر کہتے ہیں۔

صنعتیں پھیلانے کی پالیسی سے یہ تمام مقاصد حاصل ہو سکتے تھے۔ ملک میں اشتراکی
صنعتیں پھیلانے کا یہی مطلب تھا۔
یہ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر تعمیر کے کام کے لئے کروڑوں روبل کی ضرورت
تھی۔ بیرونی قرضوں کی اُمید کرنا فضول تھا کیونکہ سرمایہ دار حکومتوں نے قرضہ دینے سے
انکار کر دیا۔ ہم کو سب کچھ بیرونی مدد کے بغیر اپنے ہی وسائل سے کرنا تھا۔ لیکن اس وقت ہمارا
ملک نہایت غریب تھا۔
یہ ہماری ایک خاص مشکل تھی۔
سرمایہ دار ممالک نے اپنی بھاری صنعتیں بیرونی سرمایہ کی مدد سے تعمیر کی تھیں، یا تو
نوآبادیوں کو لوٹ کر، یا مفتوح قوموں سے تاوان لے کر، یا بیرونی ممالک سے قرض لے کر۔
سویت حکومت اصولی طور پر سرمایہ حاصل کرنے کے لئے اس قدر رذیل ذرائع اختیار نہیں کر سکتی تھی
جیسے کہ نوآبادیوں، یا مفتوح قوموں کا لوٹنا، بیرونی ممالک سے قرض لینے کا جہاں تک تعلق تھا،
سویت حکومت کے لئے وہ راستہ ہی بند تھا کیونکہ سرمایہ دار ممالک کچھ بھی قرض دینے پر تیار نہ
تھے۔ لہٰذا روپے پیسے کا انتظام ملک کے اندر ہی کرنا تھا۔
اور اس کا انتظام ہو ہی گیا۔ سویت یونین میں ایسے ایسے مالی ذرائع ڈھونڈ نکالے گئے جو کسی
سرمایہ دار ملک میں مل نہ سکتے تھے۔ سویت حکومت نے ان تمام ملوں، کارخانوں اور زمینوں پر
قبضہ کر لیا تھا جنہیں اکتوبر کے انقلاب نے سرمایہ داروں اور زمینداروں سے ضبط کر لیا تھا۔ اس
کے علاوہ نقل و حرکت کے ذرائع، ملکی اور بیرونی تجارت، اور بینک وغیرہ پر بھی حکومت کا قبضہ ہو گیا
تھا۔ ان سرکاری کارخانوں، بینکوں اور تجارت وغیرہ سے جو منافع ہوا وہ خون چوسنے والے
سرمایہ داروں کی جیب میں نہیں گیا، بلکہ صنعتوں کے پھیلانے کے کام میں استعمال کیا گیا۔
سویت حکومت نے زاری حکومت کے ان تمام قرضوں کو منسوخ کر دیا جن پر عوام کو
کروڑوں طلائی روبل سالانہ بہ طور سود کے ادا کرنا ہوتا تھا۔ زمیں سے زمینداروں کا حق مالکانہ
منسوخ کر کے سویت حکومت نے کسانوں کو تقریباً 50 کروڑ طلائی روبل بطور لگان کے ادا کرنے
سے بچا دیا۔ اس بھاری بوجھ سے چھٹکارا پا کر کسانوں میں اتنی مقدرت ہو گئی کہ وہ نئی اور زبردست
صنعتوں کی تعمیر کے کام میں ریاست کی مدد کر سکیں۔ کسانوں کا مفاد اسی میں تھا ___ کہ انہیں

ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینیں مل سکیں۔

آمدنی کے ان تمام ذرائع پر سرکاری قبضہ تھا۔ ان سے کروڑوں روبل کا منافع ہو سکتا تھا۔ ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ اس کا کاروباری انتظام ہو، اخراجات میں سخت کفایت کی جائے، صنعتوں کی پیداآور طاقتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے مال کے پیدا کرنے میں جو صرف ہوتا اسے کم کیا جائے تاکہ اس کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو، اور بے کار اخراجات ختم کئے جائیں۔

سوویت حکومت نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

سخت کفایت شعاری سے کام لینے کی وجہ سے بڑی بڑی صنعتوں کی تعمیر کے لئے سال بہ سال زیادہ سرمایہ مہیا ہو سکا۔ اس کی وجہ سے نہایت عظیم الشان صنعتی تعمیریں شروع کی جا سکیں، جیسے کہ ڈینیپر ہائیڈرو الیکٹرک پاور اسٹیشن (دریائے ڈینیپر کے کنارے پانی کی طاقت سے بجلی پیدا کرنے کے اسٹیشن) ترکستان سائبیریا ریلوے، اسٹالن گراڈ ٹریکٹر ورکس ''اموا'' آٹوموبیل ورکس (موٹر کا کارخانہ) اور ان کے علاوہ بہت سے مشینی آلات کے کارخانے۔

1926-27ء میں ایک ارب روبل صنعتوں میں لگائے گئے، اور تین سال بعد یہ ممکن ہو سکا کہ 5 ارب روبل لگائے جائیں۔

صنعتی تعمیر میں برابر ترقی ہو رہی تھی۔

سرمایہ دار ممالک نے سوویت یونین کے اشتراکی معاشی نظام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو سرمایہ دارانہ نظام کے لئے ایک خطرہ تصور کیا۔ لہٰذا سامراجی حکومتوں نے سوویت یونین پر نیا دباؤ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ انہوں نے یہ چاہا کہ ملک میں بے چینی اور بے اعتمادی کا جذبہ پھیلا دیں تاکہ صنعتی ترقی ختم ہو جائے یا کم از کم رک ضرور جائے۔

مئی 1927ء میں برطانیہ کے سب سے زیادہ رجعت پسند عناصر نے جو اس زمانے میں وزارتوں پر قابض تھے ''آرکوس'' (برطانیہ میں سوویت یونین کی تجارتی انجمن) پر ایک اشتعال انگیز حملہ کر دیا۔ 26 مئی 1927ء کو برطانیہ کی قدامت پسند حکومت نے سوویت یونین سے ریاستی اور تجارتی تعلقات ختم کر دیئے۔

7- جون 1927ء کو وارسا میں سوویت یونین کے سفیر کامریڈ وائیکوف کو ایک روسی انقلاب دشمن نے قتل کر دیا، جو پولینڈ کا باشندہ بن گیا تھا۔

اسی زمانے کے قریب خود سوویت یونین میں برطانوی جاسوسوں اور انتشار پیدا کرنے والے عناصر نے لینن گراڈ میں پارٹی کے ایک کلب میں ایک میٹنگ پر بم پھینک دیا جس سے تقریباً 30 آدمی زخمی ہوئے اور چند ایک تو بری طرح زخمی ہوئے۔

1927ء کے گرمی کے موسم میں ایک ساتھ برلن، پیکن، شنگھائی اور تین سن میں سوویت کے سفارت خانوں اور تجارتی نمائندوں کے دفتروں پر حملہ کیا گیا۔

ان واقعات نے سوویت حکومت کے لئے اور زیادہ مشکلات پیدا کر دیئے۔

لیکن سوویت حکومت نے ان سے مرعوب ہونے سے انکار کر دیا، اور آسانی سے سامراجیوں کے اشتعال انگیز حملوں کا مقابلہ کیا۔

پارٹی اور سوویت حکومت کے لئے ٹراٹسکی کے ساتھیوں اور دوسرے مخالفوں نے بھی اس سے کم مشکلیں پیدا نہیں کیں۔ کامریڈ اسٹالن نے غلط نہیں کہا کہ ''سوویت حکومت کے خلاف چیمبرلین سے لے کر ٹراٹسکی تک ایک متحدہ محاذ قائم ہو رہا ہے۔'' پارٹی کی چودھویں کانگرس کے فیصلوں اور اپنی وفاداری کے وعدے کے باوجود مخالفین نے ہتھیار نہیں ڈالے۔ اس کے باوجود انہوں نے پارٹی میں پھوٹ ڈالنے اور اسے کمزور کرنے کی کوششیں بڑھا دیں۔

1926ء کی گرمی کے موسم میں ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں نے مل کر ایک پارٹی کا مخالف گروہ بنایا، انہوں نے اس کے اردگرد تمام شکست خوردہ مخالف گروہوں کے پس ماندہ عناصر کو جمع کیا اور خفیہ طور پر اپنی ایسی پارٹی قائم کی جس کی بنیاد لینن کے اصولوں کی مخالفت پر تھی۔ اس طرح انہوں نے پارٹی کے ضوابط اور پارٹی کی کانگرس کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی جس کے مطابق پارٹی کے اندر گروہ بندی کی ممانعت ہو گئی تھی۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے انہیں خبردار کر دیا کہ اگر پارٹی کا یہ مخالف گروہ (جو منشویک اگستی جتھے کے بدنام گروہ سے ملتا جلتا تھا) ختم نہیں کر دیا گیا تو اس گروہ کے ممبروں کے لئے اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ پھر بھی اس گروہ کے ساتھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔

اسی سال خزاں کے موسم میں پارٹی کی پندرہویں کانگرس کے فوراً پہلے انہوں نے ماسکو لینن گراڈ اور دوسرے شہروں میں کارخانوں کے پارٹی ممبروں کے جلسوں پر دھاوا بول دیا اور یہ کوشش کی کہ پارٹی کو ایک نئی بحث میں الجھنے پر مجبور کیا جائے۔ انہوں نے بحث کے لئے جو لائحہ عمل پیش

کیا وہ قریب قریب وہی لائحہ عمل تھا جو ٹراٹسکیت اور منشویت کے اصولوں اور لیننیت کی مخالفت پر مبنی تھا اور جسے یہ لوگ کئی مرتبہ پیش کر چکے تھے۔ اس میں صرف لفظی ردّ و بدل تھا۔ پارٹی کے ممبروں نے ان مخالف عناصر کو سخت پھٹکار بتائی اور کچھ جگہوں پر تو انہیں جلسوں سے نکال باہر کیا۔ مرکزی کمیٹی نے اس گروہ کے حامیوں کو پھر خبردار کیا اور یہ کہا کہ پارٹی ان کی مخالفانہ کارروائیوں کو اب زیادہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اس پر ان لوگوں نے مرکزی کمیٹی کی خدمت میں ایک بیان پیش کیا جس پر ٹراٹسکی، زنوویف، کامنیف اور سوکولینکوف کے دستخط تھے۔ اس بیان میں انہوں نے پارٹی کے اندر اپنی گروہ بندی کو خود برا بھلا کہا اور یہ وعدہ کیا کہ آئندہ سے وہ پارٹی کے وفادار رہیں گے۔ پھر بھی یہ جتھا قائم رہا اور اس کے ممبر پارٹی کے خلاف سازشیں کرتے رہے وہ لیننیت کی مخالفت میں اپنی پارٹی بناتے رہے انہوں نے غیر قانونی طور پر ایک خفیہ چھاپہ خانہ قائم کیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے ممبری کا چندہ وصول کرتے تھے اور اپنے لائحہ عمل کے اعلان نامے کو ممبروں میں تقسیم کرواتے تھے۔

ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کے رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پارٹی کی پندرہویں کانفرنس (منعقدہ نومبر 1926ء) میں اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کے ایک ایسے جلسے میں ممبروں کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ شامل کئے گئے تھے ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کی گروہ بندی کے سوال پر غور کیا گیا، اور ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ان تفرقہ اندازوں پر ملامت کی گئی اور ان کے مجوزہ لائحہ عمل کو کھلی ہوئی منشویت سے تعبیر کیا گیا۔

لیکن اس سے بھی ان کے ہوش ٹھکانے نہیں ہوئے۔ 1927ء میں جبکہ انگریز قدامت پرستوں نے سویت یونین سے ریاستی اور تجارتی تعلقات ختم کر دیئے، اس جتھے نے نئے زور شور سے پارٹی کی مخالفت شروع کر دی۔ اس نے لینن کے اصولوں کے خلاف نیا لائحہ عمل تیار کیا جو تراسی (83) آدمیوں کا لائحہ عمل کہلاتا ہے اور اسے پارٹی کے ممبروں میں تقسیم کروانا شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے مرکزی کمیٹی سے یہ پھر مطالبہ کیا کہ وہ پارٹی میں پھر ایک عمومی مباحثہ شروع کیا جائے۔

مخالف اعلانوں میں سے یہ سب سے زیادہ جھوٹا اور مضحک اعلان نامہ تھا۔

اس اعلان نامہ میں ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں نے یہ کہا کہ انہیں پارٹی کے فیصلوں کو

ماننے میں کوئی اعتراض نہیں تھا، اور وہ سب پارٹی کے ساتھ وفاداری کرنے کے حامی تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ پارٹی کے فیصلوں کی برابر خلاف ورزی کرتے رہے اور پارٹی اور اس کی مرکزی کمیٹی کے ساتھ وفاداری کے خیال تک کا مذاق اڑا رہے تھے۔

اس اعلان میں انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ انہیں پارٹی کا اتحاد منظور تھا اور وہ پھوٹ کے خلاف تھے۔ لیکن حقیقت میں وہ پارٹی کے اتحاد کو توڑتے رہے وہ پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے، اور لینن کے اصولوں کی مخالف ایک خفیہ پارٹی بناتے رہے جس میں سویت دشمنی اور انقلاب دشمنی کے تمام آثار موجود تھے۔

اپنے لائحہ عمل کے اس اعلان میں انہوں نے کہا کہ وہ صنعتیں پھیلانے کی پالیسی کے حامی تھے اور انہوں نے مرکزی کمیٹی پر یہ اعتراض تک کیا کہ وہ صنعتیں کافی تیزی سے پھیلا نہیں رہی تھی۔ لیکن واقعہ یہ تھا کہ اس موضوع پر پارٹی کی قرارداد کا مذاق اڑانے کے علاوہ ان لوگوں نے اور کچھ نہ کیا اور اوپر سے مطالبہ یہ کیا کہ بہت سے مل اور کارخانے رعایتاً غیر ملکوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔ وہ اصل میں یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ سویت کو غیر ملکی سرمایہ داروں سے رعایتیں ملیں گی تبھی کچھ کیا جا سکے گا۔

وہ اپنے کو اجتماعی کھیتی کے موافق بتاتے تھے، اور مرکزی کمیٹی پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ وہ اس کام کو تیزی سے چلا نہیں رہی تھی۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ وہ اس تصور تک کا مضحکہ اڑاتے تھے کہ کاشتکاروں کو اشتراکی تعمیر کے کام میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے یہ خیال پھیلایا کہ کسانوں اور مزدوروں کی لاینحل کشمکش کا ہونا ناگزیر تھا۔ ان کو دیہاتی ''مہذب پٹہ داروں'' یعنی کولکوں پر پورا بھروسہ تھا۔

غرض کہ مخالفین کے تمام اعلانوں کے مقابلے میں یہ اعلان سب سے جھوٹا اور ریاکارانہ تھا اور اس کا مدعا پارٹی کو دھوکہ دینا تھا۔

مرکزی کمیٹی نے فوراً عمومی مباحثہ شروع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے مخالفین کو یہ بتایا کہ مباحثہ صرف پارٹی کے ضوابط کے مطابق شروع ہو سکتا ہے یعنی پارٹی کانگرس سے دو ماہ قبل۔

اکتوبر 1927ء میں پندرہویں کانگرس سے دو مہینے پہلے پارٹی نے ایک عام مباحثہ کا اعلان کیا اور جدوجہد شروع ہو گئی۔ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کے گروہ کے لئے اس مباحثہ کا

نتیجہ سخت افسوس ناک ثابت ہوا۔ پارٹی کے 7 لاکھ 24 ہزار ممبروں نے مرکزی کمیٹی کی پالیسی کی حمایت کی اور صرف 4 ہزار نے یعنی ایک فیصدی سے بھی کم نے مخالفین کا ساتھ دیا۔ پارٹی کے مخالف گروہ کو شدید شکست ہوئی، پارٹی ممبروں کی بہت بڑی اکثریت نے اتفاق رائے سے مخالف گروہ کے لائحہ عمل کو مسترد کر دیا۔

پارٹی کی یہ کھلی ہوئی رائے تھی جس کے فیصلے کے لئے مخالفین نے اپیل کی تھی۔

لیکن مخالف گروہ کے لوگوں نے اس سے بھی سبق نہ لیا۔ بجائے اس کے کہ وہ پارٹی کی رائے کے سامنے سر جھکا لیتے انہوں نے اسے ناکام کرنے کی کوشش کی۔ قبل اس کے کہ مباحثہ ختم ہو اپنی شرمناک ناکامی کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے پارٹی اور سویت حکومت کے خلاف زیادہ شدید قسم کی جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے ماسکو اور لینن گراڈ میں کھلے طور پر احتجاجی مظاہرہ کرنے کی تیاری کی۔ اس کام کے لئے انہوں نے 7- نومبر کی تاریخ چنی جو کہ اکتوبر کے انقلاب کی سالگرہ کا دن تھا اور جس دن سویت یونین کے محنت کش عوام ملک بھر میں انقلابی مظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں نے اس عام انقلابی مظاہرے کے مقابلے میں ایک اور مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا جیسا کہ توقع تھی۔ اس گروہ کے لوگ سڑکوں پر اپنے مٹھی بھر طفیلی ہی جمع کر سکے۔ یہ چند طفیلی اور ان کے آقا غلام مظاہرے سے مغلوب ہو کر سڑکوں سے کھسکا دیئے گئے۔

اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھی قطعی طور پر سویت کے مخالف ہو گئے تھے۔ عام مباحثہ کے دوران میں انہوں نے مرکزی کمیٹی کے خلاف پارٹی سے اپیل کی تھی۔ اب اس ذلیل مظاہرے کے دوران میں انہوں نے پارٹی اور سویت سرکار کے خلاف مزدور طبقے کے دشمنوں سے اپیل کی۔ بالشویک پارٹی کو کمزور کرنے کا مقصد لے کر وہ لازماً اس منزل تک پہنچے کہ سویت ریاست کو بھی کمزور کریں کیونکہ سویت یونین میں حکومت اور بالشویک پارٹی ایک دوسرے علیحدہ نہیں تھیں۔ ان حالات میں ان دونوں مخالف گروہوں کے رہنماؤں نے اپنے کو پارٹی کے حقوق سے محروم کر لیا تھا، کیونکہ جو لوگ سویت دشمنی کی حد تک پہنچ چکے تھے، پارٹی کی صفوں میں ان کا رہنا برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا۔

14- نومبر 1927ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے مشترک جلسے نے

ٹراٹسکی اور زنوویف کو پارٹی سے نکال باہر کیا۔

2- اشتراکی صنعتی تعمیر کی ترقی۔ زراعت کا پچھڑ جانا۔ پارٹی کی پندرہویں کانگرس۔ زراعت میں اجتماعیت کی پالیسی۔ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کا کچلا جانا۔ ان لوگوں کا سیاسی بہروپیہ پن۔

1927ء کے آخر میں اشتراکی صنعتوں کی ترقی کی پالیسی کی کامیابی نمایاں ہو چکی تھی۔ نئی معاشی پالیسی کے ماتحت نسبتاً تھوڑے عرصہ میں صنعت نے کافی ترقی کر لی تھی۔ کل صنعتی اور زرعی پیداوار (مع لکڑی کی صنعت اور ماہی گیری کے) جنگ سے پہلے کے معیار تک نہ صرف پہنچ گئی بلکہ اس سے بڑھ بھی گئی تھی۔ ملک کی مجموعی پیداوار میں صنعتی پیداوار کا تناسب 42 فیصدی ہو گیا، اور یہی جنگ سے پہلے کا تناسب بھی تھا۔

شخصی صنعتوں کی جگہ پر اشتراکی صنعتیں بڑھ رہی تھیں۔ 1926ء اور 1927ء میں اشتراکی صنعتوں کی پیداوار 81 فیصدی سے بڑھ کر 86 فیصدی ہو گئی اور اسی زمانے میں شخصی صنعتیں 19 فیصدی سے کم ہو کر 14 فیصدی ہو گئیں۔

اس کا یہ مطلب تھا کہ سویت یونین کی صنعتوں کی ترقی نہایت واضح طور پر اشتراکی نوعیت رکھتی تھی۔ صنعتوں کی ترقی سے پیداوار کے شعبہ میں اشتراکی نظام کی فتح کا راستہ صاف ہو رہا تھا اور جہاں تک صنعتوں کا تعلق تھا یہ سوال کہ ''کون جیتے گا'' حل ہو چکا تھا، جیت اشتراکیت کی ہو رہی تھی۔

تجارت کے شعبے سے بھی ذاتی سوداگر کھسک رہے تھے۔ خوردہ فروش تجارت میں ان کا حصہ جو 1924-25ء میں 42 فیصدی تھا 1926-27ء میں کم ہو کر 32 فیصدی ہو گیا۔ تھوک مال بازار میں ان کا کاروبار 9 فیصدی سے کم ہو کر 5 فیصدی ہو گیا۔

سب سے زیادہ تیزی سے بڑے پیمانے کی اشتراکی صنعتوں نے ترقی کی۔ 1927ء میں جو دوبارہ تعمیر کے زمانے کے بعد پہلا سال تھا پچھلے سال کے مقابلہ میں پیداوار 18 فیصدی بڑھ گئی۔ اتنی ترقی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی اور سرمایہ دار ممالک کی بڑے پیمانے کی صنعتوں میں ممکن نہ تھی۔

لیکن زراعت اور خاص طور پر غلے کی کاشت میں نقشہ ہی دوسرا تھا، اگر چہ مجموعی حیثیت سے زراعت جنگ کے پہلے کے مقابلے میں ترقی کر چکی تھی۔ لیکن سب سے اہم زرعی پیداوار یعنی اناج کی پیداوار جنگ کے پہلے کے مقابلے میں صرف 91 فیصدی تھی۔ جہاں تک اناج کا تعلق تھا جو شہروں کے استعمال کے لئے فروخت کیا جاتا تھا اس کی مقدار جنگ کے پہلے کے مقابلے میں صرف 37 فیصدی تھی، اور مشکل یہ تھی کہ اس بات کا سخت اندیشہ تھا کہ منڈیوں میں اناج کی مقدار اور زیادہ کم ہو جائے گی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ 1918ء سے جو عمل شروع ہوا تھا، یعنی ان بڑے بڑے فارموں کا جو منڈیوں کے لئے غلہ پیدا کرتے تھے ٹوٹ کر چھوٹے فارموں میں تقسیم ہو جانا، اور پھر ان چھوٹے فارموں کا منقسم ہو کر اور بھی ننھی ننھی کھیتیاں بن جانا، اب بھی جاری تھا۔ اور یہ بالکل چھوٹی چھوٹی کھیتیاں فطری[1] نظام معیشت کی طرف واپس جا رہی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں فروخت کے لئے بہت ہی کم غلہ پیدا ہو سکتا تھا۔ 1927ء میں جبکہ غلہ کی کل پیداوار جنگ کے پہلے کے مقابلہ میں کچھ ہی کم تھی، جو غلہ منڈیوں میں پہنچتا تھا وہ اس وقت کے مقابلے میں صرف ایک تہائی تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اناج کی پیداوار کا یہی حال رہتا تو فوج اور شہر والوں کو مسلسل قحط کا سامنا کرنا پڑتا۔

یہ تو تھا اناج کی پیداوار کا بحران۔ اس کے بعد افزائش مویشیان میں بھی بحران ہونا لازمی تھا۔

اس مصیبت سے نجات کا صرف ایک ہی راستہ تھا۔ وہ یہ کہ بڑے پیمانے کی کاشت کا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں ٹریکٹر اور زرعی مشینیں استعمال کی جا سکیں جس کی وجہ سے پیداوار میں کئی گنے اضافے کا امکان تھا، اور منڈیوں میں بھی کہیں زیادہ غلہ پہنچ سکتا تھا۔ ملک کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ بڑے پیمانے کی سرمایہ دارانہ کھیتی کی جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسان عوام تباہ ہو جاتے، مزدوروں اور کسانوں کا اتحاد ختم ہو جاتا، کولکوں کی طاقت مضبوط ہو جاتی، اور دیہاتوں میں اشتراکیت کی شکست ہو جاتی۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے کھیتوں کو ملا کر بڑے بڑے اشتراکی فارم بنائے جائیں، اجتماعی کھیتی ہو جو ٹریکٹر اور دوسری نئی نئی زرعی مشین استعمال

[1] جس میں چیزیں تبادلہ کے لئے نہیں بلکہ اپنے اور اپنے خاندان کی ضروریات کے لئے پیدا کی جاتی ہیں۔

کر سکے۔ جس سے غلہ کی کاشت میں تیزی سے ترقی ہو سکے اور منڈیوں میں غلہ کی رسد بہت جلد بڑھ جائے۔

یہ ظاہر تھا کہ بالشویک پارٹی اور سویت سرکار صرف دوسرا ہی راستہ اختیار کر سکتے تھے یعنی اجتماعی کھیتی کے طریقہ پر زراعت کو ترقی دینا۔

اس فیصلے میں پارٹی نے لینن کے حسب ذیل مقولوں پر عمل کیا جو چھوٹے پیمانے کی انفرادی کھیتی کے بجائے بڑے پیمانے کی اجتماعی اور باہمی امدادی کھیتی کے دور میں پہنچنے کی ضرورت کے بارے میں تھے۔

(ا) ''چھوٹے فارموں کے لئے افلاس سے نجات حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔''[1]

(ب) ''اگر ہم ایک آزاد ملک کے آزاد باشندے ہونے کے بعد بھی پہلے کی طرح اپنے چھوٹے چھوٹے کھیت قائم رکھیں تو اس صورت میں بھی ہمیں بدحالی کا سامنا کرنا ہوگا۔''[2]

(ج) ''اگر کسانوں کی کھیتی باڑی کو زیادہ ترقی کرنا ہے تو ہمیں اس بات کو حتمی کر دینا چاہئے کہ اسے آگے کے دور تک پہنچائیں اور یہ دور وہی ہوگا جس میں الگ الگ چھوٹے پیمانے پر جوتے جانے والے کھیت جو سب سے پچھڑے ہوئے معاشی نظام کا نمونہ ہیں اور جن میں سب سے کم منافع ہے رفتہ رفتہ ملا ملا کر بڑے پیمانے کے اجتماعی فارموں میں تبدیل کر دیئے جائیں۔''[3]

(د) ''اگر ہم کسانوں پر عملاً یہ ثابت کر سکیں کہ زمین کی مشترک اجتماعی اور باہمی امدادی کھیتی ہی میں فائدہ ہے، اور اگر ہم باہمی امداد اور مجتمع کھیتی کے ذریعہ سے کسان کی مدد کر سکیں تبھی مزدور طبقہ جس کے ہاتھ میں سرکاری طاقت ہے اپنی پالیسی کی صحت کا کسانوں کو یقین دلا سکے گا، اور لاکھوں کسانوں کی حقیقی اور مستقل رہبری کر سکے گا۔''[4]

پارٹی کی پندرہویں کانگرس کے وقت یہ صورت حال تھی۔

پندرہویں کانگرس کا اجلاس 2 دسمبر 1927ء کو شروع ہوا۔ اس میں 898 نمائندے ایسے

[1] لینن، انتخاب، جلد 8، ص 195۔

[2] لینن، انتخاب، جلد 6، ص 370۔

[3] لینن، انتخاب، جلد 9، ص 51۔

[4] لینن، انتخاب، جلد 8، ص 198۔

شریک ہوئے جنہیں حق رائے دہندگی تھا، اور 1771 ایسے تھے جنہیں صرف تقریر کی اجازت تھی، یہ لوگ 887233 ممبروں اور 348957 امیدوار ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

مرکزی کمیٹی کی طرف سے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے صنعتی تعمیر کے اچھے نتائج اور اشتراکی صنعتوں کی تیزی سے ترقی کا تذکرہ کیا اور پارٹی کا یہ فرض بتایا۔

"شہروں اور دیہاتوں میں معاشی نظام کی تمام شاخوں میں اشتراکیت کی بنیادی حیثیت کو بڑھانا اور مضبوط کرنا اور ایک ایسا رویہ اختیار کرنا جس کی رو سے ملکی معاشی نظام سے سرمایہ دار عناصر نکال دیئے جائیں۔"

کامریڈ اسٹالن نے زراعت اور صنعتوں کا مقابلہ کیا، اور زراعت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی پچھڑی ہوئی حالت بیان کی اور کہا کہ خاص طور پر اناج کی کاشت میں اس وجہ سے ترقی نہیں ہوئی کہ مزروعہ اراضی بکھری ہوئی ہے جس سے موجودہ مشینوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ زراعت کی حالت ایسی خراب ہے کہ ملک بھر کا معاشی نظام خطرے میں ہے۔ اس مشکل صورت حال کی کیسے اصلاح کی جا سکتی ہے؟

انہوں نے کہا کہ موجودہ مشکل کا حل یہ ہے کہ

"چھوٹی چھوٹی منتشر کھیتوں کے بجائے انہیں ملا کر بڑے بڑے فارم قائم کئے جائیں جن میں اجتماعی کھیتی ہو اور طریقہ کاشت نئی طرح کا اور بہتر ہو۔ چھوٹی چھوٹی کھیتوں کو رفتہ رفتہ ملا دیا جائے، زبردستی نہیں بلکہ نمونہ قائم کر کے اور ترغیب دے کر۔ ان چھوٹے کھیتوں کے بجائے اراضی کی اجتماعی مشترک اور باہمی کاشت ہو۔ جس میں ٹریکٹر، زرعی مشین، اور زراعت کے نئے نئے طریقے استعمال کئے جائیں۔ اس کے علاوہ نجات کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔"

پندرہویں کانگرس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں اس نے یہ فرض بتایا کہ زرعی اجتماعیت کو پوری ترقی دی جائے۔ اجتماعی کھیتوں کو وسعت اور ترقی دینے کے لئے اور سرکاری فارموں کو بڑھانے کے لئے ایک مفصل خاکہ منظور کیا گیا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قطعی ہدایتیں دی گئیں۔

کانگرس نے یہ ہدایتیں دیں کہ:

"کولکوں کے خلاف زیادہ پُرزور جدوجہد کی جائے، اور ملک میں سرمایہ داری کو

روکنے کے لئے نئی تدبیریں اختیار کی جائیں، اور اشتراکیت حاصل کرنے کے کام میں کسانوں کی رہبری کی جائے۔"[1]

اور آخر میں چونکہ مجوزہ اسکیم کے مطابق معاشی تعمیر کی پالیسی پر باقاعدہ عمل ہونے لگا تھا، اس لئے تمام سرمایہ دار عناصر کو ختم کر کے اشتراکی نظام کی تکمیل کی غرض سے کانگرس نے یہ ہدایت دی کہ متعلقہ ادارے "پہلے پنج سالہ پروگرام" کا خاکہ تیار کریں، تاکہ قومی معاشی نظام کی ترقی ہو سکے۔

اشتراکی تعمیر کے مسئلہ پر فیصلے کرنے کے بعد کانگرس نے ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کے گروہ کو ختم کرنے کے سوال پر مباحثہ شروع کیا۔

کانگرس نے اس بات کا احساس کیا کہ "نظری طور پر مخالفین نے لینن ازم سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اور پست ہو کر ایک منشویک گروہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ انہوں نے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ داروں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی روش اختیار کی ہے، اور غیر ارادی طور پر یہ لوگ مزدور آمریت کے خلاف انقلاب دشمن عناصر کے ہاتھ کا کھلونا بن کر رہ گئے ہیں۔"[2]

کانگرس نے یہ محسوس کیا کہ پارٹی اور مخالف گروہ کے اختلافات یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ پروگرام تک مختلف ہو گیا ہے اور ٹراٹسکی کے ساتھیوں نے سوویت حکومت کی مخالفت کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ اس لئے کانگرس نے یہ اعلان کیا کہ کوئی شخص پارٹی کا ممبر رہ کر ٹراٹسکی گروہ سے نہ تو اتفاق کر سکتا ہے اور نہ ان کے خیالات کا پرچار کر سکتا ہے۔

کانگرس نے مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے مشترکہ جلسے کے اس فیصلے کو منظور کیا کہ ٹراٹسکی اور زنوویف کو پارٹی سے نکال دیا جائے، اور یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ ان کے گروہ کے تمام سرگرم ممبر بھی نکال دیئے جائیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں: رادیک، پروبیرازنسکی، راکوفسکی، پائیاتکوف، سریبریاکوف، آئی اسمرنوف، کامنیف، سرکیس، سافاروف، رلفشتز، مدیوانی، اسملگا، اور ان کے ساتھ ہی پورا "جمہوری مرکزیت پسند" گروہ جس میں ساپرونوف، وی اسمیرنوف، بوگوسلافسکی، دروبن وغیرہ شامل تھے۔

---

1. بالشویک پارٹی کی قراردادیں، روسی ایڈیشن، حصہ دوم، ص 26۔

2. بالشویک پارٹی کی قراردادیں، روسی ایڈیشن، حصہ دوم، ص 260۔

اسی نظری شکست اور تنظیمی پسپائی کے بعد ٹراٹسکی اور زنوویف کا جو کچھ تھوڑا بہت اثر عوام پر تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔

پندرہویں کانگرس کے کچھ ہی عرصہ بعد لیننزم کے یہ مخالف جو پارٹی سے نکال دیئے گئے تھے، پارٹی کو بیانات دینے لگے جس میں انہوں نے اظہار تاسف کیا۔ تراتسکیت چھوڑ دینے کا وعدہ کیا اور یہ درخواست کی تھی کہ انہیں پھر سے پارٹی میں داخل کر لیا جائے اس وقت تک پارٹی کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ ٹراٹسکی، راکوفسکی، راویک، کریستنسکی، سوکولینکوف وغیرہ مدتوں سے عوام دشمنی پر اتر آئے تھے، اور غیر ملکوں کے جاسوسی محکمے کی طرف سے سویت کے خلاف جاسوسی کر رہے تھے، اور کامنیف، زنوویف، پایاتکوف وغیرہ اس وقت بھی سرمایہ دار ممالک میں سویت یونین کے دشمنوں سے تعلقات قائم کر رہے تھے۔ تاکہ سویت عوام کے خلاف ان کے ساتھ اشتراک عمل کر سکیں، لیکن تجربے نے پارٹی کو یہ بتایا تھا کہ ان لوگوں سے جنہوں نے اکثر نہایت نازک مواقع پر لینن اور اس کی پارٹی پر حملے کئے تھے، ہر قسم کی بیہودگی سرزد ہو سکتی تھی، اس لئے پارٹی ان بیانات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ ان لوگوں کی درخواست کی سچائی جانچنے کے لئے پارٹی نے حسب ذیل شرائط رکھیں جن کو پورا کئے بغیر وہ داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

(ا) وہ کھلم کھلا یہ اعلان کریں کہ تراتسکیت کا نظریہ سویت دشمن اور بالشوزم کا مخالف ہے۔

(ب) وہ سب کے سامنے یہ اعتراف کریں کہ پارٹی کی پالیسی ہی واحد درست پالیسی ہے۔

(ج) وہ پارٹی اور اس کی کمیٹیوں کے فیصلوں پر بلاشرط عمل کریں۔

(د) انہیں کچھ عرصہ تک محض امتحانا رکھا جائے گا۔ جس میں ان کی آزمائش کی جائے گی۔ اس مدت کے بعد پارٹی ہر شخص کی درخواست پر انفرادی طور سے غور کرے گی اور اس آزمائش کے نتیجہ کی روشنی میں ہر شخص کے متعلق فیصلہ کرے گی۔

پارٹی کا یہ خیال تھا کہ بہرحال نکالے ہوئے ممبروں کا ان شرائط کو منظور کرنا پارٹی کے لئے مفید ہی ہو گا کیونکہ اس سے ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ان کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی۔ اس سے پارٹی کے صائب الرائے ہونے کا اور اس کی طاقت کا مظاہرہ ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے کچھ لوگوں نے سچے دل سے درخواستیں دی ہیں تو پارٹی کو اس کا موقع مل سکے گا کہ اپنے پرانے کارکنوں کو اپنی صفوں میں پھر سے شامل کرے۔ اگر یہ لوگ سچے نہ ہوئے تو

عوام کی نظر میں یہ بے نقاب ہو جائیں گے۔ لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ بھٹکے ہوئے انسان نہیں بلکہ بے اصولے موقع پرست ہیں جو مزدور طبقے کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، اور بے ایمان ہیں۔

نکالے ہوئے لوگوں میں سے زیادہ تر نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور اخبارات میں ان شرائط کے مطابق بیانات دیئے۔

ان لوگوں پر رحم کرنے کی غرض سے اور اس خیال سے کہ ان لوگوں کو دوبارہ پارٹی کی اور مزدور طبقے کی خدمت کا موقع مل سکے، پارٹی نے ان لوگوں کو داخل کر لیا۔

لیکن وقت آنے پر یہی ہوا کہ چند آدمیوں کو چھوڑ کر اس گروہ کی ''نمایاں ہستیوں'' کی توبہ اور اظہار تاسف شروع سے لے کر آخر تک جھوٹ اور دکھاوے پر مبنی تھا۔

اپنی درخواستیں دینے سے پہلے ہی یہ حضرات اپنی سیاسی روش عوام کے سامنے پیش کرنا چھوڑ چکے تھے اور بے اصول موقع پرستوں کا ایک گروہ بن کر رہ گئے تھے جو عوام کے سامنے خود اپنے ہی اصولوں کی تردید کرنے اور ان کو برا بھلا کہنے پر تیار ہو جاتے، اعلانیہ پارٹی کی پالیسی کی تعریف کرتے، اگرچہ وہ ان کی طبیعتوں کے بالکل خلاف تھی اور گرگٹ کی طرح ہر رنگ بدلنے پر تیار رہتے تھے۔ شرط صرف یہ تھی کہ ان حرکتوں سے پارٹی اور مزدور طبقے میں ان کی جگہ بنی رہے اور اس طرح وہ پارٹی اور مزدور طبقے کو نقصان پہنچا سکیں۔

ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کی ''نمایاں ہستیاں'' سیاسی دھوکے باز اور ریاکار ثابت ہوئیں۔

سیاسی ریاکار اپنے کام کی ابتدا ہی دھوکہ سے کرتے ہیں اور اپنا قابل نفرت مقصد حاصل کرنے کے لئے عوام، مزدور طبقے اور اس کی پارٹی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن سیاسی ریاکاروں کو محض فریبی نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ لوگ سیاسی موقع بازوں کے ایک بے اصول گروہ میں شامل ہیں، جو مدتوں پہلے عوام کا اعتماد کھو بیٹھنے کے بعد پھر سے دھوکہ بازی کر کے، گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر، مکاری سے یا اسی طرح کے دوسرے ذرائع سے عوام میں گھسنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنی سیاسی اہمیت قائم رکھ سکیں یہ لوگ وہ ہیں جو ہر قسم کے لوگوں سے تعاون کرنے پر تیار ہیں چاہے وہ جرائم پیشہ ہوں یا سماج کے بدترین انسان، یا عوام کے سخت ترین دشمن ہی کیوں نہ ہوں، تاکہ موقع پاتے ہی وہ پھر سے سیاسی اہمیت حاصل کر سکیں، اور ''حاکموں'' کی طرح عوام کی گردن پر چڑھ بیٹھیں۔

ٹراٹسکی اور زنوویف کے گروہ کی نمایاں ہستیوں میں اسی قسم کی سیاسی ریاکاری تھی۔

3- کولکوں پر حملہ۔ نجارن اور رائیکوف کا پارٹی کا مخالف گروہ۔ پہلا ''پنج سالہ پروگرام۔'' اشتراکی مسابقت۔ اجتماعی کھیتی کی عوامی تحریک کی ابتداء۔

ایک طرف تو ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھی پارٹی کے خلاف، اشتراکیت کی تعمیر کے خلاف اور اجتماعیت کے خلاف شورش مچا رہے تھے، دوسری طرف نجارن کے ساتھی یہ کہہ رہے تھے کہ اجتماعی کھیتی کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ کولکوں کو چھوڑ دینا چاہئے، کیونکہ وہ خود ترقی کر کے اشتراکیت تک پہنچ جائیں گے۔ سرمایہ داروں کا دولت جمع کرنا اشتراکیت کے لئے خطرے کی چیز نہیں ہے۔ ان شورشوں اور تحریکوں کی ملک کے سرمایہ دار عناصر نے اور سب سے بڑھ کر کولکوں نے جی کھول کر مدد کی۔ اخباری تبصرے دیکھ کر اب کولکوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ تنہا نہیں تھے، ٹراٹسکی، زنوویف، کامنیف، نجارن، رائیکوف وغیرہ ان کے مفاد کی ترجمانی کرنے کے لئے تیار تھے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے سویٹ حکومت کی پالیسی کا کولک اور زوروں سے مقابلہ کرنے لگے۔ انہوں نے مجموعی طور پر سویت حکومت کے ہاتھ فالتو غلہ بیچنے سے انکار کر دیا، اگر چہ ان کے پاس غلہ کی کافی مقدار تھی۔ انہوں نے اجتماعی کاشتکاروں، پارٹی کے کارکنوں اور دیہاتوں کے سرکاری اہلکاروں کے خلاف دہشت انگیزی شروع کر دی۔ اجتماعی کھیتوں اور اناج کے سرکاری گوداموں میں آگ لگا دی۔

پارٹی نے یہ محسوس کیا کہ جب تک کولکوں کی مقاومت کو کچلا نہ جائے گا اور کسان عوام کے سامنے انہیں مکمل شکست نہ ہوگی اس وقت تک مزدور طبقے اور سرخ فوج کو غذائی کمی کا سامنا کرنا ہوگا، اور اجتماعیت کی تحریک عام شکل اختیار نہیں کر سکتی۔

پندرہویں کانگرس کی ہدایتوں پر عمل کرتے ہوئے پارٹی نے کولکوں پر سخت حملہ شروع کر دیا اور اس مقولہ پر عمل کیا کہ غریب کسانوں پر پورا بھروسہ کرو، متوسط طبقے کے کسانوں سے اتحاد مستحکم کرو اور کولکوں کے خلاف جی توڑ جدو جہد کرو۔

مقررہ قیمت پر فالتو غلہ بیچنے سے انکار کرنے پر کولکوں کے خلاف پارٹی اور حکومت نے بہت سے ہنگامی قوانین منظور کئے۔ قوانین تعزیرات کی دفعہ 107 نافذ کر دی جس کے مطابق

عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ اگر کولک اور منافع خور مقررہ قیمت پر فالتو غلہ ریاست کے ہاتھ بیچنے سے انکار کریں تو ان کا غلہ ضبط کر لیا جائے۔ اس کے علاوہ غریب کسانوں کے ساتھ بہت سی رعائتیں کی گئیں جن کے مطابق کولکوں سے ضبط کئے ہوئے غلے کا 25 فیصدی ان کے حوالے کر دیا گیا۔

ان ہنگامی قوانین کا فوراً اثر ہوا۔ غریب اور درمیانی درجے کے کسانوں نے کولکوں کے خلاف جدو جہد میں شرکت کی، کولک بالکل اکیلے رہ گئے، اور ان کی اور منافع خوروں کی مقاومت کچل دی گئی۔ 1928ء کے آخر تک سویت سرکار کے پاس غلے کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا تھا اور اجتماعی کھیتی کی تحریک تیزی سے بڑھنے لگی تھی۔

اسی سال ڈونٹیزی کوئلے کی وادی کے ضلع شاختی میں توڑ پھوڑ کرنے والے ایک بڑے جتھے کا انکشاف ہوا جس میں بہت سے سرمایہ پرست ماہرین بھی شامل تھے۔ شاختی کے ان توڑ پھوڑ کرنے والوں کے تعلقات کانوں کے روسی اور غیر ملکی مالکوں اور ایک غیر ملکی فوجی جاسوسی محکمے سے بھی تھے۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ سویت یونین میں اشتراکی صنعتوں کی ترقی کو ختم کر دیں اور سرمایہ داری کے دوبارہ قیام میں مدد دیں۔ ان توڑ پھوڑ کرنے والوں نے جان بوجھ کر کانوں میں بدانتظامی کی تھی تا کہ کوئلے کی پیداوار کم ہو جائے۔ ان لوگوں نے مشینوں کو خراب کر دیا، ہوا جانے کے انتظام میں گڑ بڑ کر دی، چھتیں گروا دیں، دھماکے کروا دیئے، کانوں میں آگ لگوا دی، اور بجلی گھر منہدم کرا دیا۔ ان توڑ پھوڑ کرنے والوں نے دیدہ ودانستہ مزدوروں کی حالت کی اصلاح میں اڑنگا لگایا، اور سویت کے قانون کے تحفظ محنت کشاں کی خلاف ورزی کی۔

ان توڑ پھوڑ کرنے والوں پر مقدمہ چلایا گیا اور وہ اپنی سزا کو پہنچے۔

مرکزی کمیٹی نے پارٹی کے تمام اداروں کو یہ ہدایت دی کہ وہ شاختی کے واقعہ سے مناسب نتائج اخذ کریں۔ کامریڈ اسٹالن نے یہ اعلان کیا کہ بالشویک کاروباری منتظمین خود ہی پیدائش دولت کے طریقوں میں مہارت پیدا کریں، تا کہ پرانے سرمایہ پرست ماہروں میں سے جو لوگ توڑ پھوڑ کرنے والے ہیں ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور مزدوروں میں سے فنی تعلیم حاصل کرنے والوں کی ٹریننگ میں جلدی کی جائے۔

مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے بموجب فنی تعلیم گاہوں میں نوجوان ماہروں کی ٹریننگ میں

اصلاح کی گئی۔ پارٹی اور نوجوان کیمونسٹ لیگ کے ہزاروں ممبروں اور بہت سے غیر پارٹی ممبروں کو جو مزدور طبقے کے بہی خواہ تھے فنی تعلیم کے لئے تیار کیا گیا۔

کولکوں کے خلاف پارٹی کے حملے کے پہلے جبکہ پارٹی ٹراٹسکی اور زنوویف کے گروہوں کا خاتمہ کرنے میں مصروف تھی، نجارن اور رائیکوف کا گروہ خاموش رہا۔ ان میں کھلم کھلا ٹراٹسکی کے ساتھیوں کی مدد کرنے کی ہمت نہ تھی اور کبھی کبھی وہ ان کے (ٹراٹسکی کے ساتھیوں کے) خلاف پارٹی کا ساتھ بھی دیتے تھے لیکن یہ لوگ پارٹی کی مخالفت کے لئے اپنے کو تیار کر رہے تھے۔ لیکن جب پارٹی نے کولکوں پر حملہ کیا اور ان کے خلاف ہنگامی قوانین نافذ کئے تو نجارن اور رائیکوف کے گروہ نے نقاب پھینک دیا، اور کھلم کھلا پارٹی پالیسی کی مخالفت کرنے لگے۔ یہ گروہ دل سے کولکوں کا ہمدرد تھا، اور اس موقع پر ان کے دلی جذبے نے زور مارا اور وہ علانیہ کولکوں کی مدافعت کرنے لگے۔ انہوں نے ہنگامی قوانین کی منسوخی کا مطالبہ کیا اور سیدھے سادھے آدمیوں کو یہ کہہ کر ڈرا دیا کہ اگر یہ قوانین منسوخ نہ ہوئے تو زراعت میں انحطاط شروع ہو جائے گا۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ یہ زوال اس وقت بھی شروع ہو چکا تھا۔ اجتماعی کھیتوں اور سرکاری فارموں کی ترقی کو جو زرعی تنظیم کے بہترین نمونے تھے نظر انداز کرتے ہوئے اور کولک کھیتوں کے زوال کو دیکھتے ہوئے ان لوگوں نے اسی زوال کو زراعت کا زوال بتایا۔ اپنے دعویٰ کا نظری پس منظر قائم کرنے کے لئے انہوں نے طبقاتی کشمکش کے مدھم پڑ جانے کا ایک نہایت مہمل نظریہ تراشا۔ اس نظریہ کی بناء پر انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ جیسے جیسے سرمایہ دار عناصر کے خلاف اشتراکیت کی فتح ہوتی جائے گی طبقاتی کشمکش کا زور بھی گھٹتا جائے گا۔ رفتہ رفتہ یہ کشمکش بالکل ختم ہو جائے گی، اور طبقاتی دشمن بغیر جد و جہد کے ہتھیار ڈال دے گا۔ اس لئے کولکوں کے خلاف حملے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح ان لوگوں نے اپنی صاف صاف سرمایہ پرست روش کو گھما پھرا کر بیان کیا کہ کولک پُرامن طریقے پر اشتراکیت کے دور میں پہنچ جائیں گے۔ اس روش کو اختیار کر کے انہوں نے لینن ازم کے مشہور نظریہ کی تردید کرنی چاہی جس کا اصول تھا کہ اشتراکیت کی ترقی کے ساتھ طبقاتی دشمن کی مقاومت زیادہ سخت ہو جائے گی، اور طبقاتی کشمکش صرف اسی وقت ختم ہو گی جبکہ طبقاتی دشمن بالکل ختم ہو جائے۔

یہ ظاہر تھا کہ نجارن اور رائیکوف کا رجعت پسند موقع پرست گروہ زنوویف اور ٹراٹسکی کے

ساتھیوں سے صرف ظاہری شکل و صورت میں مختلف تھا۔ موخر الذکر اپنی اصلی نوعیت کو "انتہا پسند" انقلابی الفاظ (جیسے مستقل انقلاب) کے پیچھے چھپا سکتے تھے، لیکن نجارن اور رائیکوف کے گروہ نے کولکوں پر حملے کے سوال پر پارٹی کی مخالفت کی تھی اس لئے وہ اپنی نوعیت چھپا نہ سکے، اور انہیں کھلم کھلا ملک کے رجعت پسند عناصر اور خاص طور پر کولکوں کی حمایت کرنا پڑی۔ پارٹی یہ جان گئی کہ کبھی نہ کبھی نجارن اور رائیکوف کا گروہ پارٹی کی مخالفت کے لئے ٹراٹسکی اور زنوویف کے بچے ہوئے ساتھیوں سے اتحاد کرے گا۔

اپنے سیاسی اعلانات کے مطابق نجارن اور رائیکوف کے گروہ نے اپنے پیروؤں کو جمع کرنے اور منظم کرنے کے لئے سرگرمی شروع کر دی۔ نجارن کے ذریعے انہوں نے سلیپکوف، ماریتسکی، آئخنوالد، گولڈنبرگ جیسے نوجوان سرمایہ دار عناصر کو جمع کیا۔ تومسکی کے ذریعے انہوں نے ٹریڈ یونین کے اونچے اونچے عہدہ داروں کو اکٹھا کیا۔ (جیسے میلنچنسکی، دوگادوف وغیرہ) اور رائیکوف کے ذریعے انہوں نے ہمت ہارے ہوئے اونچے سوویت عہدہ داروں کو شریک کیا۔ (جیسے اسمرنوف، آئسمونٹ، وی اشمٹ وغیرہ) اس گروہ میں تمام لوگ شریک ہو گئے جو سیاسی پستی کا شکار ہو چکے تھے اور جو اپنے ہرنے پن کے جذبات چھپاتے نہ تھے۔

اسی زمانے میں ماسکو کے پارٹی ادارہ کے چند اعلیٰ عہدہ دار بھی اس گروہ کے ساتھ ہو گئے۔ (جیسے یوگلانوف، کوتوف، یوخنوف، ریوتن، یاگودا، پولونسکی وغیرہ) اس گروہ کا ایک حصہ پوشیدہ رہا، اور کھلم کھلا اس نے پارٹی کی پالیسی کی مخالفت سے احتراز کیا۔ ماسکو پارٹی کے اخبار میں اور جلسوں میں اس بات کی تلقین کی گئی کہ کولکوں کے ساتھ رعائتیں ہونا چاہئیں، کولکوں پر سخت ٹیکس ہو مصلحت کے خلاف تھا، صنعتی ترقی عوام پر ایک بار تھی، اور بھاری صنعتوں کی ترقی کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ یوگلانوف نے نیپر ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم (دریائے نیپر کے پانی سے بجلی پیدا کرنے کی اسکیم) کی مخالفت کی اور یہ مطالبہ کیا کہ بھاری صنعتوں کے بجائے ہلکی صنعتوں کی ترقی پر روپیہ صرف کیا جائے۔ یوگلانوف اور دوسرے رجعت پسندوں کا کہنا تھا کہ ماسکو صرف صنعت پارچہ بافی کا مرکز تھا، اور رہے گا، اور اس لئے وہاں انجینئرنگ کے کارخانے بنانے کی ضرورت نہ تھی۔

ماسکو کے پارٹی ادارے نے یوگلانوف اور اس کے ساتھیوں کو بے نقاب کیا، اور انہیں آخری بار پھر خبردار کیا۔ ماسکو کی پارٹی پہلے سے بھی زیادہ مرکزی کمیٹی کا ساتھ دینے لگی۔ 1928ء

میں بالشویک پارٹی کی ماسکو کمیٹی کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ دو محاذوں پر جنگ ہونا چاہیے، اور سب سے زیادہ مخالفت رجعت پسندانہ کج روی کی ہونا چاہیے۔ یہ رجعت پسند لوگ کامریڈ اسٹالن کے قول کے بموجب پارٹی کے اندر کولکوں کے ایجنٹ تھے۔

''اگر ہماری پارٹی میں رجعت پسند کج روی کو کامیابی ہوئی تو سرمایہ داری کی طاقتیں اٹھ کھڑی ہوں گی، مزدور طبقہ کی انقلابی طاقت کمزور ہو جائے گی، اور ہمارے ملک میں سرمایہ داری کے دوبارہ قیام کے امکانات بڑھ جائیں گے۔''[1]

1929ء کی ابتداء میں اس بات کا انکشاف ہوا کہ نجارن اپنے گروہ کی رائے سے کامنیف کے ذریعہ ٹراٹسکی کے ساتھیوں سے اس غرض سے سمجھوتہ کی گفت وشنید کر رہا تھا کہ پارٹی کے خلاف مشترک جدوجہد کی جا سکے۔ مرکزی کمیٹی نے ان رجعت پسندوں کی مجرمانہ سرگرمیوں کو بے نقاب کیا اور انہیں متنبہ کیا کہ ان حرکتوں کا نتیجہ نجارن، رائیکوف اور تومسکی کے لئے برا ہوگا۔ لیکن ان لوگوں نے اس تنبیہ پر بھی دھیان نہیں دیا۔ مرکزی کمیٹی کے ایک جلسے میں انہوں نے پارٹی پالیسی کے خلاف ایک نیا پروگرام پیش کیا جو ایک اعلان کی شکل میں تھا، اور جس کی مرکزی کمیٹی نے سخت مذمت کی۔ اس نے انہیں پھر سے خبردار کیا، اور ٹراٹسکی، زنوویف کا حشر یاد دلایا۔ لیکن ان سب کے باوجود پارٹی کے خلاف نجارن اور رائیکوف کے گروہ کی سرگرمیاں جاری رہیں۔

رائیکوف، تومسکی اور نجارن نے مرکزی کمیٹی سے استعفیٰ دیدیا۔ انہیں یہ امید تھی کہ اس سے پارٹی بدنام ہو گی۔ مرکزی کمیٹی نے استعفیٰ دینے کی تخریبی پالیسی پر انہیں ملامت کی۔ آخر کار مرکزی کمیٹی کے ایک عام جلسے نے جو نومبر 1929ء میں منعقد ہوا، یہ اعلان کیا کہ موقع پرست رجعت پسندوں کے نظریئے کا پرچار کوئی شخص پارٹی میں رہتے ہوئے نہیں کر سکتا اس نے یہ طے کیا کہ نجارن جو اس گروہ کا رہنما تھا مرکزی کمیٹی کی سیاسی مجلس عاملہ (پولٹ بیورو) سے برطرف کر دیا جائے۔ اس نے رائیکوف، تومسکی اور دوسرے مخالفین کو پھر سے متنبہ کیا۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ معاملات بہت خراب ہو گئے تھے اس رجعت پسند گروہ کے رہنماؤں نے ایک بیان پیش کیا جس میں انہوں نے اپنی غلطیوں کا اقبال کیا، اور یہ تسلیم کیا کہ پارٹی کی سیاسی روش بالکل درست تھی۔

[1] اسٹالن، لینن ازم، ''بالشویک پارٹی میں رجعت پسندانہ کج روی۔''

ان رجعت پسندوں نے یہ طے کیا کہ وقتی طور پر پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ان کی صفیں منتشر نہ ہو جائیں۔

اس طرح ہر نئے رجعت پسندوں کے خلاف پارٹی کی جدوجہد کا پہلا دور ختم ہوا۔

پارٹی کے نئے اختلافات پر سوویت یونین کے بیرونی دشمنوں کی نظریں پڑ ہی گئیں۔ ان اختلافات کو پارٹی کی کمزوری سمجھتے ہوئے انہوں نے سوویت یونین کو جنگ میں پھنسانے کی کوشش کی تاکہ اس کا صنعتی پروگرام پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ 1929ء کی گرمیوں میں سامراجیوں نے چین کو سوویت یونین کے خلاف لڑنے کا اشتعال دیا۔ انہوں نے چین کے جنگجو عناصر کو اکسایا کہ وہ چینی مشرقی ریلوے پر جو سوویت یونین کی ملکیت تھی قبضہ کر لیں۔ ان کے بھڑکانے پر چینی انقلاب دشمن فوجوں نے ہمارے مشرق بعید کی سرحد پر حملہ کر دیا۔ لیکن یہ حملہ فوراً ہی کچل دیا گیا۔ چینی جنگجو سرخ فوج سے شکست کھا کر پسپا ہو گئے اور منچوریا کی حکومت سے ایک صلح نامہ ہو گیا۔

سوویت یونین کی امن قائم رکھنے کی پالیسی پھر کامیاب ہوئی حالانکہ اس راہ میں مشکلیں تھیں۔ غیر ملکی دشمن سازشیں کر رہے تھے اور پارٹی کے اندر ''تفرقہ'' تھا۔

اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد برطانیہ اور سوویت یونین کے درمیان سفارتی اور تجارتی تعلقات جنہیں برطانوی قدامت پسندوں نے ختم کر دیا تھا دوبارہ قائم ہو گئے۔

اندرونی و بیرونی دشمنوں کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ پارٹی بھاری صنعتوں کو ترقی دینے کے کام میں اشتراکی مسابقت[1] کا جذبہ پیدا کرنے میں سرکاری فارم اور اجتماعی کھیتیاں قائم کرنے میں، قومی معاشی نظام کی ترقی کے لئے ''پنج سالہ پروگرام'' کے تیاریاں کرنے کے کام میں مصروف رہی۔

اپریل 1929ء میں پارٹی کی سولہویں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پہلا ''پنج سالہ پروگرام'' خاص موضوع بحث تھا۔ اس کانفرنس نے رجعت پسندوں کی یہ تجویز کہ ''پنج سالہ پروگرام'' کے

[1] یعنی یہ جذبہ کہ ہر شخص محنت میں دوسرے سے بڑھ جائے۔

کم از کم پروگرام[1] کو پورا کیا جائے مسترد کر دی اور یہ کہا کہ زیادہ سے زیادہ پروگرام کو پورا کرنے کی پابندی تمام حالات میں ہونا چاہئے۔

اس طرح اشتراکیت کی تعمیر کے لئے پارٹی نے مشہور پہلا "پنج سالہ پروگرام" منظور کیا۔ اس پروگرام کے مطابق 1928ء سے 1933ء تک تعمیری کاموں میں 64 ارب روبل صرف کرنے کی تجویز تھی۔ اس میں سے 19 ارب 50 کروڑ روبل صنعتوں اور بجلی کی ترقی کے لئے تھا، 10 ارب نقل و حرکت کے ذرائع کی ترقی کے لئے تھا، اور 23 ارب 20 کروڑ روبل زراعتی ترقی کے لئے۔

سویت یونین کی صنعتوں اور زراعت کو نئے طریقوں پر چلانے کے لئے یہ عظیم الشان پروگرام منظور کیا۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

"پنج سالہ پروگرام کا بنیادی فرض یہ تھا کہ ہمارے ملک میں ایسی صنعتیں قائم کی جائیں جن کی بنیاد پر نہ صرف تمام صنعتوں کے لئے بلکہ وسائل نقل و حمل اور زراعت کے لئے بھی اشتراکی اصولوں کے مطابق نئی مشینیں مہیا کی جا سکیں، اور ان کی نئی تنظیم کی جا سکے۔"[2]

باوجود اس کے کہ یہ لائحہ عمل نہایت عظیم الشان تھا، اس نے بالشویکوں کو نہ تو متحیر کیا اور نہ بوکھلا دیا۔ اس کے لئے صنعتوں اور زرعی اجتماعیت کی ترقی نے راستہ صاف کر دیا تھا، اور اس کے قبل ہی مزدوروں اور کسانوں میں محنت کشی کے جذبہ کی لہر دوڑ چکی تھی جس کا اظہار اشتراکی مسابقت میں ہوا۔

پارٹی کی سولہویں کانفرنس نے تمام محنت کشوں سے یہ اپیل کی کہ وہ اشتراکی مسابقت کے اس جذبہ کو اور زیادہ بڑھائیں۔

اشتراکی مسابقت کے جذبے نے اولوالعزمانہ جفاکشی کی کئی مثالیں پیدا کیں، اور محنت کے متعلق ایک نیا جذبہ پیدا کر دیا۔ کئی کارخانوں میں، اجتماعی اور سرکاری فارموں میں مزدوروں اور

[1] پروگرام میں تجویزیں اس طرح کی تھیں کہ پانچ برس میں کم از کم کام کا معیار اور زیادہ سے زیادہ کام کا معیار مقرر کر دیا گیا تھا۔ رجعت پسند یہ کہتے تھے کہ کم از کم معیار کی پابندی ہو۔ کانفرنس نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ معیار کی پابندی ہو۔

[2] اسٹالن، لینن ازم، روسی ایڈیشن، صفحہ 485۔

کسانوں نے اپنے الگ الگ خاکے تیار کئے جو سرکاری پروگرام سے کہیں زیادہ تھے۔ انہوں نے محنت کرنے میں زبردست جفاکشی، اولوالعزمی اور مردانگی کا مظاہرہ کیا۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے پارٹی اور سرکاری پروگرام میں اشتراکی ترقی کے جو فرائض تھے انہیں پورا کیا بلکہ اس سے کہیں زیادہ کام کر دکھایا۔ محنت کے متعلق روش تبدیل ہو چکی تھی۔ سرمایہ داری کے زمانے کی مجبوری اور تعزیری بیگار ختم ہو چکی تھی۔ "اب یہ عزت، شان و شوکت، بہادری اور جانبازی کا سوال بن گیا تھا۔" (اسٹالن)

سارے ملک میں بہت بڑے پیمانے پر صنعتی تعمیر کا کام جاری تھا۔ ڈینپر کی ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم پورے زور پر تھی۔ ڈونبز کی وادی میں کرامتوزسک اور گورلوفکا کے لوہے اور فولاد کے کارخانے تیزی سے تعمیر ہو رہے تھے، اور لوگانسک کے انجن کے کارخانے کی دوبارہ تعمیر شروع ہو گئی تھی۔ یورال کے علاقے میں مشین بنانے کے کارخانے اور بریزینکی اور سولیکاسک کے کیمیاوی کارخانے تعمیر ہو رہے تھے۔ ماگنی توگورسک کے لوہے اور فولاد کے کارخانے پر کام شروع ہو گیا تھا۔ ماسکو اور گورکی میں موٹر کا کارخانہ قریب قریب تیار ہو چکا تھا، اور اسی طرح روستوف میں ٹریکٹر کاٹنے کی مشین اور دیگر زرعی مشین کے کارخانے بھی بہت کچھ تیار ہو چکے تھے۔ کزینٹسک کی کوئلے کی کانیں جو سویت یونین کا کوئلہ پیدا کرنے والا دوسرا سب سے بڑا علاقہ تھا، وسیع کی جا رہی تھیں۔ گیارہ مہینے کے اندر ہی اندر اسٹالن گراڈ میں بہت بڑا ٹریکٹر کا کارخانہ تیار ہو گیا۔ ڈینپر کے ہائیڈرو الیکٹرک ورکس اور اسٹالن گراڈ کے ٹریکٹر کے کارخانے تیار کر کے مزدوروں نے دنیا میں محنت کی بارآوری کی سب سے بڑی مثال قائم کر دی۔

اتنے زبردست پیمانے پر صنعتی تعمیر کی تاریخ میں کوئی مثال تھی اور نہ نئی ترقی کے لئے اس قدر جوش و خروش اور محنت کے لئے جانبازی کی ایسی کوئی مثال تھی۔

محنت کشی کے جوش کا یہ ایک نیا اُبھار تھا جو اشتراکی مسابقت کے جذبے کی وجہ سے پیدا ہوا اور زور اور نمو پا رہا تھا۔

اس مرتبہ کسان مزدوروں سے پیچھے نہ تھے۔ دیہاتوں میں بھی محنت کا یہ جوش کسان عوام میں پھیلنے لگا۔ جو اپنے اجتماعی کھیتوں کی تنظیم کر رہے تھے۔ کسانوں نے قطعی طور پر اجتماعی کھیتی اختیار کرنی شروع کر دی۔ اس میں سرکاری فارموں اور مشین و ٹریکٹر اسٹیشنوں نے بہت کام کیا۔

کسان بڑی بڑی تعداد میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں پر جاتے تھے اور ٹریکٹروں اور زراعتی مشینوں کا مظاہرہ دیکھتے تھے، اس کو پسند کرتے تھے اور یہ عہد کرتے تھے کہ ہم بھی اجتماعی کھیتی کریں گے۔ کسان آج تک متحد نہ تھے وہ منتشر تھے، اور اپنی انفرادی چھوٹی چھوٹی کھیتوں کو کسی طرح بھی ترقی نہ دے سکتے تھے کیونکہ ان کے پاس مناسب آلات نہ تھے۔ لیکن بالآخر انہیں اپنی غیر مزروعہ زمین اور اپنی زندگی سدھارنے کا، اپنی مصیبتوں کو دور کرنے کا ذریعہ مل ہی گیا۔ وہ یہ تھا کہ اپنی چھوٹی چھوٹی اراضیوں کو ملا کر باہمی اجتماعی کھیتیاں قائم کریں۔ ان پر ٹریکٹر استعمال کریں، جو سخت سے سخت اور کچی سے کچی مٹی کو توڑ سکتا ہے۔ سرکار سے مشینوں، روپیہ اور مشورہ کی امداد حاصل کریں، اور کولکوں کی غلامی سے نجات حاصل کریں۔ جنہیں سویت حکومت نے کچل دیا تھا اور جس پر لاکھوں کسان نہایت مسرور تھے۔

اس بنا پر اجتماعی کھیتی کی تحریک چلی جو بعد میں اور خاص طور پر 1929ء کے آخر میں نہایت تیز ہوگئی۔ اس تیزی کی رفتار اشترا کی صنعتی ترقی سے بھی زیادہ تھی۔

1928ء میں اجتماعی کھیتوں میں کل مزروعہ زمین کا رقبہ 13 لاکھ 90 ہزار ہیکٹر تھا۔ 1929ء میں یہ 48 لاکھ 62 ہزار ہوگیا، اور 1930ء میں ڈیڑھ کروڑ۔

کامریڈ اسٹالن نے اپنے مضمون ''زبردست تبدیلیوں کا سال'' (1929ء) میں اجتماعی کھیتوں کے بارے میں یہ لکھا کہ:

''ترقی کی یہ زبردست رفتار ہماری بڑے پیمانے کی اشترا کی صنعتوں میں بھی نہیں پائی جاتی جو کہ اپنی ترقی کی رفتار کے بارے میں خود ہی مشہور تھیں۔''

یہاں سے اجتماعی کھیتی کی تحریک میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ اجتماعی کھیتی کی عوامی تحریک کی ابتداء تھی۔

متذکرہ بالا مضمون میں اس تحریک کی خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

''اجتماعی کھیتی کی موجودہ تحریک کی نئی اور فیصلہ کن خصوصیت یہ ہے کہ پہلے کی طرح کسان انفرادی طور پر اس میں شریک نہیں ہو رہے ہیں بلکہ اب پورے علاقے اس تحریک میں شریک ہو رہے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ معنی یہ ہیں کہ متوسط طبقے کا کسان اس تحریک میں شامل ہوگیا۔ زراعت کی ترقی کی یہی بنا ہے اور سویت حکومت کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے ......''

اس کا مطلب یہ تھا کہ وقت آ رہا تھا بلکہ آ گیا تھا کہ کولکوں کے پورے طبقے کو ٹھوس اجتماعیت کی بنا پر بالکل ختم کردیا جائے۔

خلاصہ

1926ء سے 1929ء کے دور میں پارٹی کو اشتراکی تعمیر کے سلسلہ میں ملک کے اندر اور بیرونی تعلقات کے شعبے میں بھی بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی ان تمام دشواریوں پر غالب آئی۔ پارٹی اور مزدور طبقے کی کوششوں سے اشتراکی تعمیر کی پالیسی کو پوری کامیابی ہوئی۔

صنعتی تعمیر کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ بھاری صنعتوں کی تعمیر کے لئے رقم کیسے حاصل کی جائے۔ یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ ملک میں ایک بھاری صنعت کی بنیاد پڑ گئی جو ساری قومی معیشت کے لئے مشین مہیا کر سکتی تھی۔

اشتراکی تعمیر کا پہلا پنج سالہ پروگرام منظور ہوا۔ بہت بڑے پیمانے پر نئے کارخانے سرکاری فارم اور اجتماعی فارم قائم ہونے لگے۔

اشتراکیت کی طرف قدم بڑھانے سے ملک میں طبقاتی جدوجہد تیز ہو گئی اور خود پارٹی کے اندر سختی سے جدوجہد ہونے لگی۔ اس جدوجہد کا سب سے بڑا نتیجہ یہ ہوا کہ کولکوں کی مقاومت کچلی گئی۔ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کی قلعی کھل گئی۔ یہ ظاہر ہو گیا کہ ان کا گروہ سوویت یونین کا دشمن تھا۔ رجعت پسند ہرنٹوں کے گروہ کو بے نقاب کر دیا گیا۔ سبھوں نے جان لیا کہ وہ لوگ کولکوں کے ایجنٹ تھے۔ ٹراٹسکی کے ساتھیوں کو پارٹی سے نکال دیا گیا، اور یہ صاف صاف بتا دیا گیا کہ ٹراٹسکی کے ساتھیوں اور رجعت پسند موقع پرستوں کے خیالات کے لئے پارٹی میں قطعی کوئی گنجائش نہیں۔

ٹراٹسکی کے ساتھیوں کو بالشویک پارٹی نے مکمل نظری شکست دی۔ مزدور طبقہ میں کوئی بھی ان کی حمایت کرنے والا نہ رہا۔ اور اب ٹراٹسکی کے ساتھی کسی سیاسی رجحان کے نمائندے بھی نہ

رہے۔ ان کا گروہ بے اصول، خود غرض سیاسی منافقوں اور دھوکہ بازوں کا گروہ بن گیا۔

پارٹی نے بھاری صنعتوں کی بنیاد ڈالی اور سوویت یونین میں اشتراکی تعمیر کی غرض سے پنج سالہ پروگرام کی تکمیل کے لئے کسانوں اور مزدوروں کو تیار کیا۔ لاکھوں محنت کشوں میں اشتراکی مسابقت کا جذبہ پیدا ہوا۔ سارے ملک کے باشندوں میں محنت کرنے کا جوش پھیل گیا۔ مزدوروں میں ایک نئی ڈسپلن پیدا ہوئی۔

اس دور کا آخری سال بڑی تبدیلیوں کا سال تھا۔ صنعت میں اشتراکیت کو زبردست کامیابی ہوئی۔ زراعت میں بھی ابتدائی کامیابیاں نمودار ہونے لگیں۔ متوسط طبقے کے کسان اجتماعی کھیتی کی طرف مائل ہونے لگے، اور اجتماعی کھیتی کی ایک عوامی تحریک پیدا ہوئی۔

اجتماعی زراعت کو رواج دینے کی جدوجہد کے دور میں بالشویک پارٹی کی سرگرمیاں 1930ء سے 1934ء

1- 1930ء اور 1934ء کے درمیان ملک کی اندرونی حالت۔ سرمایہ دار ممالک میں معاشی بحران۔ جاپانیوں کا منچوریا پر قبضہ۔ جرمنی میں فاشزم کا برسر اقتدار ہونا۔ جنگ کے دو مرکز۔

جس زمانے میں کہ سوویت یونین میں اشتراکی صنعتیں پھیل رہی تھیں۔ اور ملک بھر میں تیزی سے صنعتی ترقی ہو رہی تھی۔ سرمایہ دار ممالک کو 1929ء کے ختم پر ایک اتنے شدید معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مسلسل تین برس تک اس بحران کی شدت بڑھتی ہی گئی۔ صنعتی بحران کے ساتھ ہی ساتھ زرعی بحران بھی تھا جس کی وجہ سے ان ممالک کی مشکلات اور بھی بڑھ گئی تھیں۔

اس معاشی بحران کے تین برس (1930ء سے 1933ء) صنعتی پیداوار بہت گھٹ گئی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پیداوار کم ہو کر 1929ء کے مقابلہ میں صرف 65 فیصدی رہ گئی، برطانیہ میں 86 فیصدی، جرمنی میں 66 فیصدی اور فرانس میں 77 فیصدی۔ لیکن اس زمانے میں سوویت یونین میں صنعتی پیداوار دونے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ 1929ء کے مقابلہ میں 1933ء میں اس کی پیداوار 201 فیصدی زیادہ تھی۔

اشتراکی معاشی نظام کی سرمایہ دارانہ نظام پر برتری کا یہ ایک اور ثبوت تھا۔ اس نے یہ ظاہر کر دیا کہ صرف اشتراکیت کا دیس ہی ایسا ہے جو معاشی بحران سے بری ہے۔

اس عالمگیر معاشی بحران نے 2 کروڑ 40 لاکھ بے روزگاروں کو فاقہ کشی، مصیبت اور مفلسی کا شکار بنا دیا۔ زرعی بحران نے کروڑوں کسانوں پر مصیبت ڈھا دی۔

اس معاشی بحران نے سامراجی طاقتوں کی آپس کی کشمکش، فاتح اور مفتوح ممالک کی کشمکش، سامراجی ممالک اور ان کی ماتحت نوآبادیات اور محکوم قوموں کی کشمکش، مزدوروں اور سرمایہ داروں کی کشمکش، کسانوں اور زمینداروں کی کشمکش، سب ہی میں شدید اضافہ کر دیا۔

پارٹی کی سولہویں کانگرس میں کامریڈ اسٹالن نے جو رپورٹ مرکزی کمیٹی کی طرف سے پیش کی اس میں انہوں نے بتایا کہ سرمایہ دار طبقہ اس معاشی بحران کو ختم کرنے کی دو طرح سے کوشش کریگا۔ ایک تو یہ کہ فاشستی آمریت قائم کر کے مزدوروں کو کچل دے یعنی سب سے زیادہ رجعت پسند، سب سے زیادہ جنگجو قوم پرست اور سب سے زیادہ سامراجی سرمایہ دار عناصر کی آمریت قائم کرے، دوسری یہ کہ نوآبادیات اور محکوم ممالک کی دوبارہ تقسیم کی غرض سے لڑائیاں چھڑوائے، اور ان ممالک پر حلقہء اثر قائم کرے جو اپنی مدافعت نہیں کر سکتے۔

اور یہی ہوا۔

1932ء میں جاپان نے لڑائی کا خطرہ بڑھا دیا، یہ دیکھ کر کہ یورپین ممالک اور امریکہ معاشی بحران کی وجہ سے اپنے اندرونی مسئلوں میں مصروف ہیں جاپانی سامراجیوں نے یہ طے کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر چین جیسے کمزور ملک پر دباؤ ڈالے، اور اسے اپنا غلام بنائے، ان مقامی حادثوں کے بہانے سے جو خود انہیں کے اشتعال دینے کا نتیجہ تھے۔ جاپانی سامراجیوں نے چین پر اعلان جنگ کئے بغیر لٹیروں کی طرح اپنی فوج کو منچوریا میں داخل ہونے کا حکم دیدیا۔ جاپانی فوجیوں نے سارے منچوریا پر قبضہ کرلیا، اور اس طرح ان کو ایک ایسا اڈا مل گیا جہاں وہ شمالی چین کو فتح کر سکتے تھے، اور سوویت یونین پر بھی حملہ کر سکتے تھے جاپان نے مجلس اقوام سے اس لئے استعفےٰ دیدیا کہ کوئی روک ٹوک نہ رہ جائے اور نہایت تیزی سے ہتھیار بندی شروع کر دی۔

اس کی وجہ سے مجبور ہو کر امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے بھی مشرق بعید میں اپنے بحری

پڑے کو مضبوط کرنا شروع کر دیا، یہ ظاہر تھا کہ جاپان کا مقصد یہ تھا کہ چین پر تسلط قائم کرے، اور یورپین اور امریکی سامراجیوں کو وہاں سے نکال باہر کرے، ان لوگوں نے اس کے جواب میں اور زور سے ہتھیار بندی شروع کر دی۔

لیکن جاپان کا ایک اور مقصد بھی تھا اور وہ یہ کہ مشرق بعید کے سوویت علاقوں پر قبضہ کرے۔ ظاہر ہے کہ سوویت یونین اس خطرے سے آنکھیں نہیں پھیر سکتا تھا۔ اس نے اپنے مشرق بعید کے علاقوں کے دفاع کا مستحکم انتظام شروع کر دیا۔

اس طرح جاپانی فاشسٹ سامراجیوں کی وجہ سے مشرق بعید میں پہلا جنگی علاقہ قائم ہو گیا۔

لیکن معاشی بحران کی وجہ سے صرف مشرق بعید ہی میں سرمایہ داری کی کشمکش شدید نہیں ہو گئی، یورپ میں بھی اس کشمکش کی شدت بڑھی۔ صنعتوں اور زراعت میں مسلسل بحران کی وجہ سے، بے روزگاری کے بہت زیادہ بڑھ جانے سے، اور غریب طبقوں کی تباہ حالی سے، مزدوروں اور کسانوں کی بے اطمینانی بہت بڑھ گئی۔ مزدور طبقے کی بے اطمینانی بڑھ کر انقلابی بے چینی کی حد تک پہنچ گئی۔ یہ حالت خاص طور پر جرمنی کی تھی جو کہ لڑائی کی وجہ سے انگلستان اور فرانس کو تاوان جنگ دیتے دیتے سخت معاشی ناتوانی کے عالم میں تھا۔ وہاں کے مزدور طبقے پر دوہرا بوجھ تھا۔ ایک تو خود جرمنی کے اور دوسرے انگلستان اور فرانس کے سرمایہ دار طبقے کا۔ اس بے چینی کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ فاشسٹوں کے برسر اقتدار ہونے کے پہلے رائخلاگ کے انتخابات میں ساٹھ لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کو ووٹ دیا۔ جرمن سرمایہ داروں کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ جرمنی میں جو سرمایہ دارانہ جمہوری آزادیاں قائم ہیں وہ کہیں انہیں کے لئے مضر نہ ثابت ہوں، اور کہیں مزدور طبقہ انہیں آزادیوں سے فائدہ اٹھا کر انقلابی تحریک کو ترقی نہ دے، اس لئے انہوں نے یہ طے کیا کہ جرمنی میں سرمایہ دار طبقے کا اقتدار قائم رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان سرمایہ دارانہ آزادیوں کو ختم کر دیا جائے۔ رائخلاگ کو معطل کر دیا جائے، اور ایک دہشت انگیز قوم پرستانہ سرمایہ دارانہ آمریت قائم کی جائے۔ جو مزدور طبقے کو کچل سکے، اور ان ٹٹ پونجیہ عناصر کی مدد حاصل کر سکے جو جنگ میں جرمنی کی شکست کا بدلہ لینا چاہتے تھے، اور اس لئے انہوں نے فاشسٹ پارٹی کے ہاتھ میں طاقت دے دی، جو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے کو قومی

مزدور پارٹی کہتی تھی، جرمن سرمایہ دار خوب جانتے تھے کہ یہ فاشسٹ پارٹی سامراجی سرمایہ داروں کے اس حصے کی ترجمانی کرتی تھی جو سب سے زیادہ رجعت پسند تھا، اور مزدور طبقے کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس کے علاوہ یہ پارٹی انتقام کے لئے سب سے زیادہ شور مچاتی تھی، اور اس لئے یہ اہلیت رکھتی تھی کہ ٹٹ پونجیہ طبقے کے لاکھوں قوم پرستوں کو کامیابی سے دھوکہ دے سکے، مزدور طبقے سے غداری کرنے والوں نے اس کام میں ان کی مدد کی یعنی جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے رہنماؤں نے جنہوں نے اپنی سمجھوتہ بازی کے ذریعہ سے فاشزم کے لئے راستہ صاف کیا۔

یہ وہ حالات تھے جن کی وجہ سے 1933ء میں جرمن فاشسٹ برسر اقتدار آسکے۔ پارٹی کی سترہویں کانگرس میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے جرمنی کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا:

''جرمنی میں فاشزم کی کامیابی کو صرف مزدور طبقے کی کمزوری اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی غداری کا ثبوت نہ سمجھنا چاہئے۔ اس کو سرمایہ دار طبقے کی کمزوری کا مظاہرہ بھی سمجھنا چاہئے۔ اس بات کا بھی مظاہرہ سمجھنا چاہئے کہ سرمایہ دار طبقہ پارلیمانیت، اور جمہوریت کے پرانے طریقوں سے حکومت نہیں کر سکتا، اور اس وجہ سے اس بات پر مجبور ہے کہ ملک کے اندر حکومت کرنے میں دہشت انگیزی کے طریقے اختیار کرے۔''

جرمن فاشسٹوں نے اپنی اندرونی پالیسی کی ابتداء رائخلاگ میں آگ لگا کر کی۔ مزدور طبقے کو خارجی طریقہ سے کچل دیا۔ اس کے اداروں کو ختم کر دیا، اور بورژوا جمہوری آزادیوں کو منسوخ کر دیا۔ انہوں نے اپنی بیرونی پالیسی کی ابتداء لیگ آف نیشنز سے الگ ہو جانے سے کی اور کھلے طور پر جنگی تیاری شروع کر دی تا کہ جرمنی کے فائدے کے لئے جبری طور پر یورپین ریاستوں کی دوبارہ تقسیم ہو سکے۔

اس طرح جرمن فاشسٹوں کی وجہ سے وسطی یورپ میں بھی ایک دوسرا جنگی علاقہ پیدا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ سوویت یونین اس قدر اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے مغرب کے واقعات پر نگاہ رکھنا، اور مغربی سرحد پر مدافعت کی تیاری شروع کر دی۔

2- کولک عناصر کو کم کرنے کے بجائے کولکوں کا بحیثیت طبقے کے انسداد۔ اجتماعی کھیتی کی تحریک کے متعلق پارٹی کی پالیسی کو غلط طرح پیش کرنے کے خلاف جدوجہد۔ تمام سرمایہ دار عناصر پر حملہ۔ پارٹی کی سولہویں کانگرس۔

1929ء اور 1930ء میں کسانوں کا بہت بڑی تعداد میں اجتماعی زراعت کی تحریک میں شامل ہونا، پارٹی اور حکومت کے مدتوں کے کام کا نتیجہ تھا۔ اشتراکی صنعتوں کی ترقی جس کی وجہ سے زرعی مشین اور ٹریکٹر بہت بڑی تعداد میں تیار کئے جا رہے تھے۔ 1928ء و 1929ء میں غلہ کی خرید کے سلسلے میں کولکوں کے خلاف جو کارروائی ہوئی، زرعی اور امداد باہمی کی سوسائٹیوں کی ترقی جنہوں نے رفتہ رفتہ کسانوں کو اجتماعیت سے مانوس کیا۔ شروع کے اجتماعی کھیتوں اور سرکاری فارموں کی کامیابی یہ تمام وہ چیزیں تھیں جنہوں نے اجتماعی زراعت کے لئے زمین تیار کی جس سے کہ پورے پورے گاؤں، ضلعے اور علاقے اجتماعی کھیتوں میں شرکت کرنے لگے۔

لیکن اجتماعی زراعت کی یہ زبردست ترقی کوئی بالکل پُرامن چیز نہ تھی کہ کسانوں کی بہت بڑی اکثریت بس اجتماعی کھیتی کرنے لگے۔ یہ دراصل کولکوں کے خلاف کسان عوام کی جدوجہد تھی۔ مکمل اجتماعیت کے معنی یہ تھے کہ جس گاؤں میں اجتماعی کھیتی ہو اس گاؤں کی ساری زمین اجتماعی کھیتوں میں شامل کر لی جائے۔ لیکن چونکہ اس زمین کے کافی حصہ پر کولکوں کا قبضہ تھا اس لئے کسان انہیں بے دخل کر دیتے، ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیتے، ان کے مویشی اور مشین حاصل کر لیتے اور سوویت عہدہ داروں سے یہ مطالبہ کرتے کہ کولک گرفتار کر لئے جائیں۔ یا ضلعوں سے نکال باہر کئے جائیں۔

اس لئے مکمل اجتماعیت کا مفہوم یہ تھا کہ کولکوں کو بالکل ختم کر دیا جائے۔

اس وقت تک سوویت یونین کی حالت اتنی مضبوط ہو چکی تھی کہ وہ کولکوں کا خاتمہ کر دے ان کی مقاومت کو کچل دے، اور کولک زراعت کے بجائے سرکاری فارم اور اجتماعی کھیتی قائم کر سکے۔

1927ء میں کولک 60 کروڑ پونڈ اناج پیدا کرتے تھے جس میں سے صرف 13 کروڑ فروخت کیا جاتا تھا۔ اس سال سرکاری اور اجتماعی کھیتوں سے صرف ساڑھے تین کروڑ پونڈ اناج

منڈی میں پہنچ سکا تھا۔ 1929ء میں بالشویک پارٹی کی مضبوط پالیسی کی وجہ سے کہ سرکاری اور اجتماعی کھیتوں کو ترقی دی جائے اور اسی طرح اشتراکی صنعتوں کی ترقی کی وجہ سے جس سے ملک میں ٹریکٹرز اور زرعی مشینیں مہیا ہو سکیں، سرکاری اور اجتماعی فارم نہایت طاقتور ہو گئے۔ اس سال ان فارموں کی اناج کی پیداوار 40 کروڑ پونڈ سے زیادہ ہوئی جس میں سے 13 کروڑ پونڈ فروخت ہونے کے لئے بھیجے گئے۔ جتنا غلہ 1927ء میں کولکوں نے منڈیوں کے لئے جو غلہ پیدا کیا تھا یہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔

اس طرح ملک کی معاشی زندگی میں طبقوں کی نئی صف بندی ہو رہی تھی اور اس قدر مادی وسائل موجود تھے کہ جتنا غلہ کولک پیدا کرتے تھے، اس سے زیادہ سرکاری اور اجتماعی کھیتوں سے پیدا ہو جائے۔ انہیں اسباب کی بناء پر بالشویک پارٹی کو اس بات کا موقع مل سکا کہ وہ کولک طبقے پر پابندیاں عاید کرنے کی پالیسی ترک کر کے ایک نئی پالیسی اختیار کر سکے یعنی کولکوں کو بہ حیثیت ایک طبقے کے ختم کر کے اجتماعیت کی تکمیل کرے۔

1929ء کے پہلے سوویت حکومت نے کولکوں پر پابندیاں عاید کرنے کی پالیسی پر عمل کیا تھا۔ اس نے کولکوں پر زیادہ سخت ٹیکس باندھا، انہیں اس بات پر مجبور کیا کہ وہ مقررہ قیمت پر سرکار کے ہاتھ غلہ بیچیں، کھیت اٹھانے کے متعلق قانون نافذ کر کے اس نے کچھ حد تک اس کے استعمال کی زمین کو محدود کر دیا تھا، اجرت پر محنت کے متعلق قانون نافذ کر کے اس نے ان کی کاشت کو محدود کر دیا تھا، لیکن ابھی تک اس نے کولکوں کو ختم کرنے کی پالیسی اختیار نہیں کی تھی، کیونکہ کھیت اٹھانے اور اجرت پر محنت لینے کے قوانین نے انہیں اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنا کام چلاتے رہیں، اور بے دخلی کی ممانعت کی وجہ سے انہیں ایک قسم کا اطمینان سا ہو گیا تھا۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کولک طبقہ بڑھ نہیں سکا۔ ان میں سے بہت سے ان پابندیوں کی سختی برداشت نہ کر سکے اور برباد ہو کر اپنا کام دھندا چھوڑ بیٹھے۔ لیکن اس پالیسی نے کولک طبقے کی معاشی بنیادیں ختم نہ کیں۔ اس نے اس طبقے کو مٹایا نہیں اس پالیسی کا منشاء کولکوں پر پابندیاں عاید کرنا تھا، ان کو مٹانا نہیں تھا۔ یہ پالیسی اس وقت تک ضروری تھی جب تک کہ اجتماعی اور سرکاری کھیتیاں اس قابل نہ تھیں کہ حسب ضرورت غلہ خود ہی پیدا کر لیں۔

1929ء کے ختم پر اجتماعی اور سرکاری فارموں کے ترقی کر جانے پر سوویت حکومت نے یہ

پالیسی ختم کر کے ایک بالکل دوسری پالیسی پر عمل شروع کر دیا، وہ پالیسی تھی کولکوں کا بحیثیت ایک طبقے کے ختم کر دینا اور ان کا اخراج۔ اس نے کھیت اٹھانے اور اجرت پر محنت کے متعلق قوانین منسوخ کر دیئے۔ اس طرح نہ تو کولک کھیت اٹھا سکتے اور نہ مزدور رکھ سکتے۔ کولکوں کی بے دخلی کو روکنے کے متعلق جو قانون تھا وہ منسوخ کر دیا گیا اس نے کسانوں کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ اجتماعی کھیتوں کے فائدہ کے لئے کولکوں کی مشینیں، ان کے مویشی، اور ان کی دوسری مقبوضات ضبط کر لیں۔ کولکوں کی جائیدادیں ضبط ہو گئیں، بالکل اسی طرح جیسے 1918ء میں صنعتوں میں سرمایہ داروں کے مقبوضات ضبط ہو گئے تھے۔ فرق صرف یہ ہوا کہ کولکوں کے قبضہ میں پیدائش دولت کے جو آلات تھے ان پر سرکاری قبضہ نہیں ہوا بلکہ وہ کسانوں کے ہاتھ میں دیدیئے گئے جو اجتماعی کھیتی کے لئے متحد ہو چکے تھے۔

یہ ایک زبردست انقلاب تھا سماج اپنی پرانی حالت سے دفعتاً ایک نئی حالت میں پہنچ گیا، اور یہ تبدیلی اپنے نتائج کے لحاظ سے اکتوبر 1917ء کے انقلاب سے کسی طرح کم نہ تھی۔

اس انقلاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اوپر سے عمل میں آیا تھا، یعنی حکومت کے اقدام پر، اور نیچے سے کروڑوں کسانوں نے اس کی مدد کی۔ وہ کسان کولکوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے تاکہ اجتماعی کھیتی کو رواج دے کر آزادی سے زندگی بسر کریں۔

انقلاب نے ایک ہی وار میں اشتراکی تعمیر کے تین بنیادی مسائل کو حل کر دیا۔

ل) اس نے ہمارے ملک کے سب سے متعدد استحصال کرنے والے طبقے کا خاتمہ کر دیا یعنی کولک طبقہ کا جو سرمایہ داری کے دوبارہ قیام میں خاص طور پر مددگار ہو سکتا تھا۔

ب) اس نے ہمارے ملک کے سب سے متعدد محنت کش طبقے یعنی کسان طبقے کو انفرادی کھیتی کے راستے سے ہٹا کر جس میں کہ سرمایہ داری کے نشوونما پانے کی گنجائش تھی باہمی اجتماعی اور اشتراکی کھیتی کے راستے پر لگا دیا۔

ج) اس کی وجہ سے زراعت میں اشتراکیت کے اصول پھیل گئے اور سوویت راج کی بنیادیں مستحکم ہو گئیں۔ باوجود اس کے کہ زراعت قومی معاشی نظام کی سب سے وسیع اور اہم شاخ تھی اس سے قبل اس کی ترقی سب سے کم ہوئی تھی۔

اس طرح ملک میں سرمایہ داری کی بحالی کے لئے جو طبقہ سب سے زیادہ کوشش کرتا وہ ختم کر

دیا گیا، اور اشتراکی معاشی نظام قائم کرنے کے لئے نئے اور فیصلہ کن حالات پیدا ہو گئے۔

کولکوں کو بحیثیت ایک طبقے کے ختم کرنے کی پالیسی کے اسباب بیان کرتے ہوئے اور کسانوں کی مکمل اجتماعیت کے لئے تحریک کے نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے 1929ء میں کہا تھا۔

"تمام ملکوں کے ان سرمایہ داروں کی آخری امید بھی جو سوویت یونین میں دوبارہ سرمایہ داری قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں (جسے وہ شخصی ملکیت کا مقدس اصول کہتے ہیں) ختم ہو رہی ہے۔ کسانوں کا طبقہ جس میں ان کے خیال میں سرمایہ داری جڑ پکڑ سکتی ہے۔ مجموعی طور پر شخصی ملکیت کا پرچم چھوڑ کر اجتماعیت کی راہ پر چلنے لگا ہے جو کہ اشتراکیت کی راہ ہے۔ سرمایہ داری کی بحالی کی آخری امید بھی ختم ہو رہی ہے۔"[1]

کولکوں کو بحیثیت ایک طبقے کے ختم کر دینے کی پالیسی کا فیصلہ اس مشہور تاریخی قرارداد میں ہوا جو "اجتماعیت کی رفتار اور اجتماعی کھیتی کو ترقی دینے کے لئے سرکاری کارروائی" کے عنوان سے بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے 5۔ جنوری 1930ء کو منظور کیا۔ اس فیصلہ میں بہت علاقوں کی حالت کے اختلاف کو پوری طرح مدنظر رکھا گیا تھا، اور اس بات پر بھی دھیان دیا گیا تھا کہ کون علاقہ کس درجہ تک اجتماعیت کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

مختلف علاقوں میں اجتماعیت قائم کرنے کے لئے مختلف رفتار سے کام کرنے کا فیصلہ ہوا، اور اس کام کے لئے مرکزی کمیٹی نے ملک کو تین حلقوں میں تقسیم کیا۔

پہلے حلقہ میں وہ علاقے تھے جہاں کی خاص پیداوار اناج تھی یعنی شمالی قفقاز (کوبان، ڈان اور تیریک کا علاقہ) وسطی اور جنوبی والگا جہاں فوراً ہی اجتماعیت ممکن تھی، کیونکہ ان علاقوں میں ٹریکٹروں کی تعداد سب سے زیادہ تھی اور اسی علاقے کو اناج خریدنے کی مہموں کے سلسلے میں کولکوں کا مقابلہ کرنے کا سب سے زیادہ تجربہ بھی تھا۔ مرکزی کمیٹی نے یہ ہدایت دی کہ اس اناج پیدا کرنے والے خطہ میں اجتماعیت کی تکمیل 1931ء کے موسم بہار تک ہو جائے۔

اناج پیدا کرنے والے دوسرے حلقے کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ 1932ء کے موسم بہار تک

---

[1] اسٹالن، لینن ازم، "زبردست تبدیلیوں کا سال"۔ انگریزی ایڈیشن۔

اجتماعی زراعت کو رواج دینے کا کام پورا کر دیں۔ اس حلقے میں یوکرین، وسطی کالی مٹی کا علاقہ، سائبیریا، یورال، قزاقستان وغیرہ شامل تھے۔

اجتماعیت کی بڑھتی ہوئی رفتار کو دیکھتے ہوئے مرکزی کمیٹی نے یہ ضروری سمجھا کہ ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینوں کو تیزی سے تیار کرنے کے لئے کارخانے بنائے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی مرکزی کمیٹی نے یہ بھی ہدایت کی کہ اجتماعی کھیتی کی تحریک کی موجودہ حالت میں گھوڑوں سے ہل چلوانے کی اہمیت کو گھٹانے کا جو رجحان ہے اسے روکنا ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بے تحاشہ گھوڑے بیچے جانے لگے تھے۔

اجتماعی کھیتی کے لئے تقاوی کی جو رقم مقرر ہوئی تھی 1929ء و 1930ء میں دوگنی کر دی گئی یعنی 5 ارب روبل، بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔

اجتماعی کھیتوں کے معائنے، پیمائش اور حد بندی کے تمام اخراجات حکومت نے برداشت کئے۔

اس قرارداد میں یہ نہایت اہم ہدایت تھی کہ اس زمانے میں اجتماعی کھیتی کی تحریک کو عموماً "زراعتی آرٹیل"[1] کی شکل اختیار کرنا چاہئے جس میں پیداوار کی صرف خاص خاص چیزیں اجتماعی ملکیت ہوتی ہیں۔

مرکزی کمیٹی نے پُرزور الفاظ میں پارٹی کی تمام تنظیموں کو آگاہ کیا کہ وہ "اوپر سے احکام جاری کر کے اجتماعی کھیتی کی تحریک کو جبری طور پر چلانے کی کوئی کوشش نہ کریں کیونکہ اس میں یہ خطرہ ہے کہ اجتماعی کھیتوں کی تنظیم میں حقیقی اشتراکی سابقت کے بجائے دکھاوے کی اجتماعیت نہ ہو جائے۔"[2]

اس قرارداد میں مرکزی کمیٹی نے یہ واضح کر دیا کہ دیہاتوں میں پارٹی کی پالیسی پر کس طرح عمل ہونا چاہئے۔

کولکوں کو بہ حیثیت طبقے کے ختم کرنے کی پالیسی نے اور مکمل اجتماعیت کی پالیسی نے اجتماعی کھیتوں کے لئے ایک زبردست تحریک پیدا کی۔ سارے کے سارے گاؤں اور ضلعوں نے

---

1 زراعت کا وہ اجتماعی ادارہ جس کا صرف زمین اور خاص خاص آلات کاشتکاری پر قبضہ ہوتا ہے۔ جس میں پیداوار کو ہر شخص محنت کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جس میں مکان، مویشی وغیرہ پر شخصی قبضہ رہتا ہے۔

2 "بالشویک پارٹی کی قراردادیں۔" روسی ایڈیشن۔ حصہ دوم۔ صفحہ 662۔

...کمیٹی میں حصہ لیا اور کولکوں کو اپنے راستے سے نکال باہر کر کے ان کی غلامی سے نجات پائی۔

...تھی اس تحریک کی شاندار ترقی کے باوجود پارٹی سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ یہ ظاہر ...تی تھی کہ اجتماعیت کے بارے میں کہیں کہیں پارٹی پالیسی کو غلط معنی پہنائے گئے اگرچہ ...زی کمیٹی نے یہ ہدایت کر دی تھی کہ اس تحریک کی کامیابی کے باوجود جلد بازی سے کام نہیں لینا ...بعض لوگوں نے موقع محل کا خیال کئے بغیر اور اس بات پر دھیان دیئے بغیر کہ کسان راضی ...ہیں یا نہیں اور زبردستی یہ تحریک چلانا شروع کر دی۔

اس بات کا انکشاف ہوا کہ اجتماعی کھیتی کے رضاکارانہ اصول کی خلاف ورزی ہو رہی تھی اور ...کئی اضلاع میں کسانوں کو اجتماعی کھیتی کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا، اور انہیں یہ دھمکی دی جا رہی تھی کہ ...اگر وہ راضی نہ ہوئے تو ان کی املاک ضبط ہو جائے گی، یا ان کا حق رائے دہندگی چھین لیا جائے گا، ...یا اسی طرح دوسری سزائیں ملیں گی۔

کئی اضلاع میں بجائے اس کے کہ پارٹی کی پالیسی کے بنیادی اصولوں کو تحمل سے سمجھا ...جائے اور اجتماعیت کے لئے زمین ہموار کی جائے، اوپر سے حکم چلایا جاتا تھا اور اجتماعی کھیتوں کے ...متعلق مبالغہ آمیز اور فرضی رپورٹیں بھیجی جاتی تھیں، اور اجتماعیت کے تناسب کو غلط بیانی سے ...بڑھا دیا جاتا تھا۔

باوجود اس کے کہ مرکزی کمیٹی نے یہ ہدایت کر دی تھی کہ اجتماعی کھیتی کی شکل عموماً زراعتی ...آرٹیل ہونا چاہئے جس میں صرف خاص ذرائع پیداوار اور آلات کاشتکار پر اجتماعی قبضہ ہو، کئی ...جگہوں پر اس بات کی احمقانہ کوششیں کی گئیں کہ آرٹیل کے بجائے سیدھے ہی پنچایتی ملکیت قائم ...کی جائے اور مکان، دودھاری گائیں، مویشی، مرغیاں، وغیرہ جو تجارت کے کام کی نہ تھیں ان ...سب چیزوں پر بھی اجتماعی ملکیت ہو جائے۔

اجتماعیت کی تحریک کی ابتدائی کامیابی کو دیکھتے ہوئے بعض علاقوں کے عہدہ داروں نے ...اجتماعیت کی رفتار اور اس کی جو مدت مقرر ہوئی تھی، اس کے متعلق مرکزی کمیٹی کے قطعی احکامات کی ...خلاف ورزی کی۔ بڑھے چڑھے اعداد پیش کرنے کے جوش میں ماسکو کے علاقے کے رہنماؤں ...نے اپنے ماتحتوں کو یہ ہدایت دی کہ اجتماعیت کا کام موسم بہار 1930ء تک ختم کر دیا جائے۔ ...اگرچہ ان لوگوں کو اس کام کے لئے تین سال دیئے گئے تھے (یعنی آخر 1932ء تک یہ کام ختم کرنا

تھا) قفقاز اور وسطی ایشیا میں ان ہدایتوں کی اس سے بھی زیادہ خلاف ورزی ہوئی۔

پارٹی کی پالیسی کے اس غلط طرح سے پیش ہونے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کولکوں اور ان کے ٹوڈیوں نے خود بھی اشتعال انگیزی شروع کر دی۔ انہوں نے خود بھی یہ تجویز کی کہ زراعتی آرٹیل کے بجائے پنچایتی ملکیت قائم کی جائے، اور فوراً ہی مکان، پالتو جانور، مرغیوں وغیرہ پر اجتماعی ملکیت ہو جائے۔ اس کے علاوہ کولکوں نے کسانوں کو اس بات پر اکسایا کہ وہ اپنے مویشیوں کو مار ڈالیں قبل اس کے کہ وہ اجتماعی کھیتوں میں داخل ہوں، کیونکہ ان کے مطابق یہ چیزیں بہرصورت چھین لی جائیں گی۔

ہمارے طبقاتی دشمن نے یہ اندازہ لگایا کہ پارٹی کی پالیسی کو مقامی ادارے جو غلط طرح پر پیش کر رہے تھے اس سے کسان بپھر جائیں گے اور سوویت حکومت کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

پارٹی کے چند اداروں کی ان غلطیوں کی وجہ سے اور دشمن کے اشتعال دینے سے آخر فروری 1930ء میں باوجود اس کے کہ عام طور پر اجتماعی کھیتی کی تحریک میں بلاشبہ کامیابی ہو رہی تھی۔ پھر بھی کئی اضلاع میں کسانوں میں شدید بے چینی اور بے اطمینانی کے آثار نمایاں تھے، کہیں کہیں کولکوں اور ان کے ایجنٹوں نے کسانوں کو سوویت کے خلاف عمل کرنے کی حد تک اشتعال دیا۔

پارٹی پالیسی کو اس غلط طرح سے پیش کرنے کی بہت سی تشویشناک خبریں سن کر جن سے خود اجتماعی کھیتی کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا مرکزی کمیٹی نے فوراً حالت پر قابو پانے کے لئے کارروائی کی اور پارٹی کے چند کارکنوں کو اسی کام پر مقرر کر دیا کہ وہ ان غلطیوں کا جلد از جلد انسداد کریں۔ 2-مارچ 1930ء کو مرکزی کمیٹی کی ہدایت کے مطابق کامریڈ اسٹالن کا مضمون ''کامیابی سے دماغ پھر گیا'' شائع کیا گیا۔ اس مضمون میں ان تمام لوگوں کو خبردار کیا گیا جو اس تحریک کی کامیابی سے اس قدر از خود رفتہ ہو گئے تھے کہ شدید غلطیاں کر بیٹھے اور پارٹی کے راستے سے بھٹک گئے، اور جو کسانوں پر اجتماعی کھیتی میں شریک ہونے کے لئے جبر کر رہے تھے۔ اس مضمون میں اس اصول پر بہت زور دیا گیا کہ اجتماعی کھیتی میں شرکت رضاکارانہ ہونا چاہئے اجتماعی کھیتوں کے قائم ہونے کے طریقے اور رفتار کا انحصار مقامی حالات پر ہونا چاہئے۔ کامریڈ اسٹالن نے اس بات پر پھر زور دیا کہ اجتماعی کھیتی

کی تحریک کی خاص شکل زراعتی آرٹیل ہونا چاہئے جس میں صرف خاص خاص آلات پیداوار پر اور زیادہ تر ان پر جو غلے کی کاشت کے لئے استعمال ہوتے تھے اجتماعی قبضہ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ گھر بھری زمین، دودھ دینے والے جانوروں چھوٹے موٹے مویشیوں، مرغیوں وغیرہ پر شخصی ملکیت رہے۔

کامریڈ اسٹالن کے مضمون کی بہت بڑی سیاسی اہمیت تھی۔ اس کی وجہ سے پارٹی کے ادارے اپنی غلطیاں درست کر سکے اور سوویت حکومت کے ان دشمنوں نے منہ کی کھائی جو یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اس غلطی سے فائدہ اٹھا کر کسانوں کو سوویت حکومت کے خلاف بھڑکا دیں۔ کسان عوام نے یہ دیکھ لیا کہ بالشویک پارٹی کی روش کا مقامی عہدیداروں کی ''انتہا پسندانہ'' حماقتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس مضمون نے کسانوں کو مطمئن کر دیا۔

کامریڈ اسٹالن کے مضمون میں جو کام شروع ہوا تھا اس کی تکمیل کے لئے مرکزی کمیٹی نے طے کیا کہ غلط بیانی کرنے والوں پر ایک اور وار کیا جائے۔ چنانچہ 15-مارچ 1930ء کو اس نے ایک قرارداد منظور کی جس کا عنوان تھا ''اجتماعی کھیت کی تحریک میں پارٹی کی روش کو مسخ کرنے کی کوشش کے انسداد کے لئے کارروائیاں''۔

اس قرارداد میں تمام غلطیوں کا مفصل تجزیہ کیا گیا تھا، اور یہ دکھایا گیا تھا کہ ان غلطیوں کی وجہ یہ تھی کہ پارٹی کی لینینی اور اسٹالنی روش سے انحراف ہوا تھا اور پارٹی کی ہدایتوں کی خلاف ورزی کی گئی تھی۔

مرکزی کمیٹی نے یہ بھی بتایا کہ پارٹی کی پالیسی میں توڑ مروڑ کرنے کی اس انتہا پسندانہ روش سے طبقاتی دشمن کی امداد ہوتی ہے۔

مرکزی کمیٹی نے یہ بھی ہدایت کی کہ ''جو لوگ ان غلطیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے ہیں فوراً اپنے عہدوں سے برطرف کر دیئے جائیں اور ان کی جگہ دوسرے آدمی مقرر کئے جائیں۔''[1]

مرکزی کمیٹی نے ماسکو اور قفقاز وغیرہ علاقوں کے رہنماؤں کو بدل دیا جنھوں نے سیاسی غلطیاں بھی کی تھیں اور جن میں ان غلطیوں کا ازالہ کرنے کی اہلیت بھی نہ تھی۔

---

[1] بالشویک پارٹی کی قراردادیں۔ روسی ایڈیشن۔ حصہ دوئم۔ صفحہ 663۔

3-اپریل 1930ء کو کامریڈ اسٹالن کا مضمون "اجتماعی کھیتی کرنے والے ساتھیوں کو جواب" شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے کسانوں کے مسئلے پر اور اجتماعی کھیتی کی تحریک میں جو شدید غلطیاں ہوئی تھیں ان کے بنیادی اسباب بیان کئے، وہ اسباب یہ تھے ___ متوسط طبقے کے کسان کی طرف ایک غلط رویہ اختیار کیا گیا تھا۔ لینن کے اصول پر عمل نہیں کیا گیا کہ اجتماعی کھیتوں کی تشکیل اختیاری طور پر ہونا چاہئے اور نہ اُس کے اس اصول کی پابندی ہوئی کہ سوویت یونین کے مختلف خطوں کے حالات کے اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریک چلائی جائے اور اس کی بھی کوشش کی گئی کہ آرٹیل کو چھوڑ کر ایک دم پنچایتی ملکیت قائم کی جائے۔

ان تمام کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارٹی کے رویے کو جو کئی علاقوں میں مقامی اداروں نے مسخ کر دیا تھا اس کا انسداد ہو گیا۔

پارٹی کے بہت سے کارکن ابتدائی کامیابی سے بے خود ہو کر نہایت تیزی سے پارٹی کی روش سے بھٹک رہے تھے۔ ان بہت سے لوگوں کی غلطیاں فوراً درست کرنے میں دھارے کے خلاف جانے میں مرکزی کمیٹی نے کافی استحکام کا اظہار کیا۔

آخرکار پارٹی اجتماعی کھیتی کی تحریک میں غلطیوں کا انسداد کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

اس وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ اجتماعی کھیتی کی تحریک میں جو کامیابیاں ہوئی ہیں انہیں مستحکم کیا جا سکے۔

اس کی وجہ سے یہ بھی ممکن ہو سکا کہ اجتماعی کھیتی کی تحریک نئے جوش اور نئے ولولے سے آگے بڑھ سکے۔

کولکوں کے طبقے کا خاتمہ کرنے کی پالیسی اختیار کرنے سے پہلے سرمایہ دار عناصر پر ایک حملہ نہایت سرگرمی سے ہو چکا تھا کہ انہیں صنعتوں سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ حملہ زیادہ تر شہروں تک محدود رہا۔ اس وقت تک دیہات اور زراعت شہروں سے پچھڑے ہوئے تھے، لیکن اب دیہاتوں کا پچھڑا ہونا ماضی کی کہانی بن گیا تھا، کولک طبقے کو ختم کرنے کے لئے کسانوں کی جدوجہد اب نہایت نمایاں شکل اختیار کر چکی تھی، اب پارٹی نے بھی کولک طبقے کا خاتمہ کرنے کی پالیسی اختیار کر لی تھی، اس لئے سرمایہ دار عناصر پر حملے نے ایک عمومی شکل اختیار کی ___ ایک محدود حملے کے بجائے تمام سرمایہ دار عناصر پر حملہ شروع ہو گیا۔ جب تک کہ پارٹی کی سولہویں کانگرس منعقد ہو

ان سرمایہ دارانہ عناصر کے خلاف ہر طرف حملہ جاری تھا۔

پارٹی کی سولہویں کانگرس کا اجلاس 26-جون 1930ء کو شروع ہوا۔ اس میں 1268 نمائندے ایسے شریک ہوئے جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھا، اور 891 ایسے تھے جنہیں صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔ یہ لوگ پارٹی کے 1260074 ممبروں اور 711609 امیدوار ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

پارٹی کی تاریخ میں سولہویں کانگرس کی اہمیت یہ ہے کہ اس کانفرنس نے ہر محاذ پر اشتراکیت کو آگے بڑھایا، اس نے کولک طبقے کا خاتمہ کرایا اور اس نے مکمل اجتماعیت حاصل کی۔ (اسٹالن)

مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے بتایا کہ اس اشتراکی شعبے میں بالشویک پارٹی کو بڑی شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

اشتراکی صنعتیں یہاں تک پھیل گئیں کہ ملک کی کل پیداوار میں صنعتی پیداوار زرعی پیداوار کے مقابلے میں کہیں بڑھ گئی۔ 1929-30ء کے مالی سال میں صنعتی پیداوار 53 فیصدی تھی اور زرعی پیداوار صرف 47 فیصدی۔

1926-27ء کے مالی سال میں پندرہویں کانگرس کے موقع پر کل صنعتی پیداوار جنگ کے پہلے کے مقابلے میں صرف 102،5 فیصدی تھی۔ 1929-30ء میں سولہویں کانگرس کے موقع پر یہ 180 فیصدی ہو چکی تھی۔

بھاری صنعتوں (یعنی مشینیں اور دیگر آلات پیدائش بنانے کے کارخانے) کی مسلسل ترقی ہو رہی تھی۔

"ہم لوگ عنقریب اپنے ملک کو ایک زرعی ملک سے تبدیل کر کے صنعتی ملک بنا دیں گے۔"

کامریڈ اسٹالن نے کانگرس کے موقع پر خوشی کے زبردست نعروں کے درمیان اعلان کیا۔

پھر بھی، کامریڈ اسٹالن نے سمجھایا، ہمیں صنعتی ترقی کی تیز رفتار کو غلط فہمی سے صنعتی ترقی کا بلند معیار نہ سمجھنا چاہئے۔ جہاں تک صنعتی ترقی کے معیار کا تعلق تھا ہم اشتراکی صنعتوں کے حیرت انگیز ترقی کے باوجود ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کے مقابلے میں پچھڑے ہوئے تھے، بجلی کی طاقت کا یہی حال تھا اگرچہ اس سلسلہ میں سوویت یونین نے تعجب خیز ترقی کی تھی، اور یہی حالت معدنیات کی تھی۔ لائحہ عمل کے مطابق 1929-30ء میں کچے لوہے کی نکاسی سوویت یونین میں 55 لاکھ ٹن

ہونے والی تھی جبکہ جرمنی میں اسی سال 1 کروڑ 34 لاکھ ٹن اور فرانس میں 1 کروڑ 4 لاکھ 50 ہزار ٹن کچے کوئلہ کی نکاسی ہوئی۔ کم سے کم وقت میں فنی اور معاشی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے صنعتی ترقی کی رفتار میں اور زیادہ تیزی کی ضرورت تھی، اور ان تمام عناصر کے خلاف جدوجہد کی ضرورت تھی جو اشتراکی صنعتوں کی ترقی کی رفتار گھٹانا چاہتے تھے۔

وہ لوگ جو ہماری صنعتوں کی ترقی کی رفتار گھٹانا چاہتے ہیں اشتراکیت کے دشمن اور ہمارے طبقاتی دشمن کے ایجنٹ ہیں۔[1]

جبکہ پہلے "پنج سالہ لائحہ عمل" کے پہلے سال کا پروگرام نہ صرف پورا ہو گیا بلکہ مقررہ حد سے بھی زیادہ ہو گیا تو عوام میں یہ نعرہ مقبول ہونے لگا کہ "پنج سالہ لائحہ عمل کو چار برس میں مکمل کرو۔" صنعتوں کی بعض شاخیں مثلاً (تیل، کچا کوئلہ، مشین سازی، زرعی مشینیں، بجلی) تو اپنا کام اس قدر کامیابی سے چلا رہی تھیں کہ پانچ برس کا مجوزہ کام ڈھائی، تین سال ہی میں مکمل ہو جانے والا تھا، اس سے یہ ثابت ہوا کہ "پنج سالہ لائحہ عمل چار برس میں" کے نعرے پر عمل بالکل ممکن تھا، اور اس طرح شک کرنے والوں کی موقع پرستی کا پردہ فاش ہو گیا۔

سولہویں کانگریس نے مرکزی کمیٹی کو یہ ہدایت دی کہ وہ "اس بات کو پکا کر دے کہ اشتراکی تعمیر کی بالشویک رفتار قائم رہے اور پنج سالہ لائحہ عمل واقعتاً چار برس میں مکمل ہو جائے۔"

پارٹی کی سولہویں کانگریس تک زراعت میں زبردست ترقی ہو چکی تھی۔ کسان عوام کا رخ اشتراکیت کی طرف ہو گیا تھا۔ یکم مئی 1930ء کو غلہ پیدا کرنے والے خاص علاقوں میں کسان گھرانوں کے 40، 50 فیصدی اجتماعی کھیتی کرنے لگے تھے۔ (موسم بہار 1928ء میں یہ صرف 2 یا 3 فیصدی تھے) اجتماعی کھیتوں کا مزروعہ رقبہ 3 کروڑ 60 لاکھ ہیکٹر ہو گیا۔[2]

اس طرح مرکزی کمیٹی نے اپنی قرارداد مورخہ 5۔ جنوری 1930ء میں جو رقبہ بڑھا کر مقرر کیا تھا (یعنی 3 کروڑ ہیکٹر) اس سے زیادہ اجتماعی کھیتی شروع ہو گئی، اجتماعی کھیتی کے متعلق "پنج سالہ لائحہ عمل" میں جو پروگرام تجویز کیا گیا تھا۔ دو سال کے اندر ہی اس کے ڈیوڑھے پر عمل ہو گیا۔

1۔ استالن، لینن ازم، "بالشویک پارٹی کی سولہویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کی رپورٹ" انگریزی ایڈیشن۔

2۔ ایک ہیکٹر تقریباً ڈھائی ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔

تین برس کے اندر اجتماعی کھیتوں کی پیداوار کی جو مقدار فروخت ہوتی تھی، وہ چالیس گنا سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ 1930ء ہی میں ملک میں جتنا غلہ منڈیوں میں پہنچا وہ آدھے سے زیادہ اجتماعی کھیتوں میں پیدا ہوا تھا۔ (اور یہ سرکاری فارموں کو چھوڑ کر تھا۔)

اس کا مطلب یہ تھا کہ اب سے زرعی نظام کا مستقبل انفرادی کھیتوں پر نہیں بلکہ اجتماعی اور سرکاری کھیتوں پر منحصر تھا۔

جبکہ کسانوں کی اجتماعی کھیتی میں عام شرکت کے پہلے سویت حکومت زیادہ تر اشتراکی صنعتوں پر بھروسہ کرتی تھی اب یہ تیزی سے بڑھتے ہوئے زراعت کے اشتراکی حصے پر بھی بھروسہ کرنے لگی یعنی اجتماعی اور سرکاری کاشت پر۔

سولہویں کانگریس نے اپنی ایک قرارداد میں کہا کہ اجتماعی کاشت کرنے والے کسان "سویت حکومت کا ایک خاص اور مضبوط رکن بن گئے ہیں۔"

3. ملکی معیشت کی تمام شاخوں میں نئی تعمیر کی پالیسی۔ تکنیک کی اہمیت۔ اجتماعی کھیتی کی تحریک کا آگے بڑھنا۔ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے سیاسی شعبے۔ چار سال میں پنج سالہ لائحہ عمل کی تکمیل کے نتائج۔ سارے محاذ پر اشتراکیت کی فتح۔ پارٹی کی سترہویں کانگریس۔

جبکہ بھاری صنعتیں اور خاص طور پر مشینیں سازی کی صنعت تیار ہو چکی تھی، اور اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی، اور یہ ظاہر ہو گیا کہ اس کی ترقی کافی تیزی سے ہو رہی تھی، پارٹی کے سامنے اس کے بعد یہ سوال آیا کہ قومی معاشی نظام کی تمام شاخوں کو جدید طرز پر پھر سے تعمیر کیا جائے۔ ایندھن (کوئلہ اور تیل) دھات، غذا، لکڑی، اسلحے اور دوسری ہلکی صنعتوں زراعت اور نقل وحمل کے انتظام میں نئے طریقوں اور نئی مشینوں کی ضرورت تھی۔ زرعی پیداوار اور صنعتی مصنوعات کی بہت زیادہ مانگ کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ ہر چیز کی پیداوار دوگنی، تگنی بڑھائی جائے۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ تمام ملوں اور کارخانوں تمام اجتماعی اور سرکاری فارموں کے استعمال کے لئے جدید آلات پیداوار مہیا نہ کئے جائیں کیونکہ پرانے آلات سے حسب ضرورت

پیداوار ممکن نہ تھی۔

جب تک کہ معاشی نظام کی خاص خاص شاخوں کی دوبارہ تعمیر نہیں ہوتی تھی ملک کی بڑھتی ہوئی اور نئی نئی مانگوں کو پورا کرنا مشکل تھا۔

تعمیر نو کے بغیر یہ ممکن نہ تھا کہ اشتراکیت پورے محاذ پر پوری کامیابی سے ترقی کر سکے، کیونکہ شہروں اور دیہاتوں کے سرمایہ دار عناصر کو صرف محنت اور ملکیت کی نئی تنظیم سے ہی نہیں بلکہ نئی اور برتر تکنیک سے بھی شکست دینا ضروری تھا۔

تعمیر نو کے بغیر یہ ممکن نہ تھا کہ فنی اور معاشی طور پر ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کا مقابلہ کیا جا سکے، اور ان سے بھی آگے بڑھایا جا سکے، کیونکہ اگرچہ سوویت یونین صنعتی ترقی کی رفتار میں تمام سرمایہ دار ممالک سے بڑھ گیا تھا پھر بھی صنعتی ترقی کے معیار اور پیداوار کی مقدار میں وہ ان سے کہیں پچھڑا ہوا تھا۔

ان کے برابر ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ پیدائش دولت کی ہر شاخ کے لئے نئی تکنیک استعمال کی جائے اور جدید ترین طریقوں پر ان کی دوبارہ تعمیر کی جائے۔

اس لئے فنی (تکنیک کی) ترقی کے سوال کی فیصلہ کن اہمیت ہوگئی۔

سب سے بڑی رکاوٹ یہ نہ تھی کہ جد مشینوں یا مشین سازی کے آلات کی کمی ہو کیونکہ ہماری مشین سازی کی صنعت جدید سامان مہیا کر سکتی تھی۔ خاص مشکل یہ تھی کہ کاروباری انتظامی عمال فنی (تکنیک کی) ترقی کے متعلق ایک غلط رویہ اختیار کر رہے تھے، ان میں ایک یہ رجحان تھا کہ تعمیر نو کے زمانے میں فنی تعلیم کی اہمیت گھٹائیں اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ ان کی رائے میں تکنیک جو دراصل ''سرمایہ دار ماہروں'' کا کام تھا ثانوی اہمیت رکھتا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کمیونسٹ کاروباری منتظمین کو پیداوار کے فنی پہلو میں دخل نہ دینا چاہئے اور زیادہ ''اہم'' چیزوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے، یعنی صنعتوں کا ''عام'' انتظام۔

اس لئے پیداوار کے معاملات میں بورژوا ماہروں کو پوری آزادی حاصل ہوگئی اور کمیونسٹ انتظامی مجلسیں صرف ''عام'' انتظام کرتیں، یعنی کاغذوں پر دستخط کرنا۔

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایسا رویہ ہو تو ''عام'' انتظام اور نگرانی کے معنی صرف یہ رہ جائیں گے کہ بیکار کی دستخطیں ہوتی رہیں اور کاغذوں سے فضول الجھا جائے حقیقی نگرانی اور رہبری نہیں ہوسکتی تھی۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر ان انتظامی عمال کا فنی معاملات کے متعلق یہی رویہ رہتا تو ہم کبھی بھی ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کے برابر بھی نہیں ہو سکتے تھے ان سے بڑھ جانا تو الگ رہا۔ خاص طور پر دوبارہ تعمیر کے دور میں اس رویہ کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہمارا ملک ہمیشہ کے لئے پچھڑی ہوئی حالت میں رہ جاتا، اور ہماری ترقی کی رفتار کم ہو جاتی۔ درحقیقت فنی معاملات کے متعلق یہ رویہ صرف ایک نقاب تھا، جس سے کمیونسٹ کاروباری انتظامی عمال کا ایک گروہ اپنی پوشیدہ خواہش کو چھپاتا، یعنی ترقی کی رفتار کو کم کرنا چاہتا تھا تاکہ سارا الزام ''ماہروں'' پر رکھا جائے۔

یہ ضروری تھا کہ ان کمیونسٹ انتظامی عمال کی توجہ فنی معاملات کی طرف مبذول کی جائے۔ انہیں یہ سمجھنا ضروری تھا کہ بالشویک کاروباری انتظامی عمال کا جدید فنی علوم حاصل کرنا نہایت ضروری تھا نہیں تو یہ خطرہ تھا کہ ہمارا ملک پسماندگی اور جمود کا شکار ہو جائے گا۔

جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہوتا آئندہ کی ترقی ممکن نہ تھی۔

اس سلسلہ میں کامریڈ اسٹالن کی وہ تقریر نہایت اہمیت رکھتی ہے جو انہوں نے صنعتی منتظمین کی پہلی کانگرس منعقدۂ فروری 1931ء میں کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ:

''کبھی کبھی یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا تحریک کی رفتار میں کچھ کمی کرنا ممکن نہیں ہے؟ نہیں! ساتھیو! یہ ممکن نہیں ہے۔ رفتار ہرگز کم نہ ہونی چاہئے ....رفتار کم کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم پچھڑ جائیں گے۔ اور جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ شکست کھاتے ہیں۔ لیکن ہم شکست کھانا نہیں چاہتے۔ نہیں۔ نہیں ہم کسی طرح شکست نہیں کھائیں گے!

''پرانے روس کی تاریخ ہی یہی ہے کہ پچھڑ جانے کی وجہ سے اس نے مسلسل شکستیں کھائیں۔ اس نے منگول خانوں سے شکست کھائی۔ اس کو ترکی بھی ہرا چکے ہیں۔ اس کو سویڈن کے جاگیرداروں نے مغلوب کیا۔ اس کو پولینڈ اور لتھوانیا کے زمینداروں نے سرنگوں کیا۔ اس کو برطانوی اور فرانسیسی سرمایہ داروں اور جاپانی سرمایہ داروں نے شکست دی۔ سب ہی نے اس کو ہرایا، صرف اس لئے کہ وہ پچھڑا ہوا تھا.........

''ہم ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں سو پچاس سال پچھڑے ہوئے ہیں۔ ہم کو یہ فاصلہ دس برس میں طے کر لینا ہے۔ یا تو ہم اس کام کو انجام دیں، نہیں تو وہ ہمیں کچل دیں گے.........

''دس برس میں ہمیں وہ تمام فاصلہ طے کر لینا ہے جو ہمارے اور ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کے درمیان ہے۔ اس کے لئے ہمیں تمام ''خارجی'' مواقع حاصل ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ان مواقع سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے، اور اس کا انحصار ہم پر ہے اور صرف ہم پر اب وقت آ چکا ہے کہ ہم ان موقعوں سے فائدہ اٹھانا سیکھیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم ایک نئی پالیسی اختیار کریں، ایسی پالیسی جو زمانے اور حالات کے مطابق ہو یعنی ہر چیز میں دخل دینے کی پالیسی اگر آپ کسی کارخانے کے منیجر ہیں تو کارخانے کے تمام معاملات میں دخل دیجئے، ہر چیز کو دیکھئے، کوئی چیز آپ کی نظر سے بچنے نہ پائے سیکھئے اور پھر سے سیکھئے۔ بالشویکوں کی نئی علوم پر ضرور مہارت حاصل کرنا چاہئے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ بالشویک خود ہی ماہر بن جائیں۔ تعمیر نو کے زمانے میں فنی مہارت پر ہر چیز کا انحصار ہے۔''[1]

کامریڈ اسٹالن کی تقریر کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس نے کمیونسٹ کاروباری انتظامی عمال کے فنی تعلیم کے متعلق تحقیر آمیز رویہ کو ختم کر دیا، اور انہیں فنی ترقی کے سوال کے روبرو کر دیا۔ اس نے ایک نئے دور کا آغاز کیا، جس میں خود بالشویکوں نے فنی مہارت حاصل کرنے کی جدوجہد کی اور اس طرح معاشی تعمیر نو کے کام میں مدد دی۔

اس وقت سے ''فنی تعلیم'' سرمایہ دار ''ماہروں'' کا اجارہ نہیں رہی بلکہ خود بالشویک کاروباری انتظامی عمال کے لئے ایک نہایت اہم چیز ہوگئی۔ لفظ ''ماہر'' اس وقت سے تحقیر کا کلمہ نہیں رہا بلکہ ان بالشویکوں کا ایک باعزت خطاب ہوگیا جو فنی مہارت حاصل کر چکے ہیں۔

اس کے بعد سے جیسا کہ ہونا چاہئے تھا ہزاروں ''سرخ'' ماہروں کی فوج تیار ہوگئی جو فنی مہارت حاصل کر چکے تھے اور صنعتوں کی رہبری اور نگرانی کر سکتے تھے۔

یہ ایک نیا سوویت فنی تعلیم یافتہ طبقہ تھا، کسانوں اور مزدوروں کا تعلیم یافتہ طبقہ۔ اب ہماری صنعتوں کے انتظام میں یہی سب سے اہم طبقہ ہوگیا۔

ان تمام چیزوں کی وجہ سے معاشی تعمیر نو کے کام میں ترقی ہونا ضروری تھی اور ہوئی بھی۔

تعمیر نو کا کام صرف صنعتوں اور ذرائع نقل وحمل تک محدود نہ تھا۔ زراعت میں تو یہ کام اور بھی زیادہ تیزی سے ہوا، اور اس کا سبب بھی صاف ہے۔ زراعت میں بہ نسبت اور چیزوں کے مشینوں

[1] اسٹالن، ''لینن ازم'' ''کاروبار کے منیجروں کے فرائض''، انگریزی ایڈیشن۔

کا استعمال بہت کم تھا۔ اس کے لئے نئی اور جدید مشینوں کی ضرورت کا احساس زیادہ ہوتا تھا، اب چونکہ اجتماعی کھیتوں کی تعداد مہینے مہینے بلکہ ہفتے ہفتے بڑھ رہی تھی۔ اور زرعی مشینوں اور ہزاروں ٹریکٹروں کی مانگ ہو رہی تھی، اس بات کی فوری ضرورت پیش آئی کہ ان مشینوں کی پیداوار بڑھائی جائے۔

1931ء میں اجتماعی کھیتی کی تحریک نے اور ترقی کی۔ خاص طور پر اناج پیدا کرنے والے علاقوں میں 80 فیصدی سے زیادہ کھیتوں کو متحد کر کے اجتماعی کاشت کی جانے لگی تھی۔ ان علاقوں میں مکمل اجتماعیت کا کام انجام دیا جا چکا تھا۔ ان علاقوں میں جو اناج پیدا تو کرتے تھے لیکن اس قدر نہیں اور صنعتوں کے لئے فصلیں پیدا کرنے والے علاقوں میں 50 فیصدی سے زیادہ کسانوں نے اجتماعی کھیتوں میں شرکت کر لی تھی۔ اس وقت تک 2 لاکھ اجتماعی کھیت تھے اور 4 ہزار سرکاری فارم۔ دونوں ملا کر رقبے میں سارے ملک کی مزروعہ زمین کے دو تہائی تھے۔ مزروعہ زمین کے صرف ایک تہائی رقبے پر انفرادی کھیتی ہوتی تھی۔

دیہاتوں میں اشتراکیت کی یہ ایک زبردست کامیابی تھی۔

لیکن اس تحریک کی اب تک زیادہ تر ترقی وسعت کے اعتبار سے تھی، اس کی گہرائی بہت کم تھی یعنی یہ کہ اجتماعی کھیتوں کی تعداد بڑھ رہی تھی، اور وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں پھیل رہے تھے، لیکن اجتماعی کھیتوں کی پیداوار کی صلاحیت میں یا ان پر کام کرنے والوں کی کاریگری میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیکھے ہوئے آدمیوں کی تعداد اور اس تحریک کی رہبری کرنے والوں کی تعداد میں اس رفتار سے اضافہ نہیں ہو رہا تھا جس رفتار سے خود اجتماعی کھیتوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ نئے اجتماعی کھیتوں کا کام ہمیشہ خاطر خواہ نہ ہوتا تھا، اور وہ کافی کمزور تھے۔ ان کے لئے ایک مشکل یہ بھی تھی کہ دیہاتوں میں پڑھے لکھے لوگوں کی کمی تھی جو اجتماعی کھیتی کے لئے نہایت ضروری تھے (مثلاً حساب رکھنے والے غلے کے ذخیروں کے منیجر، سکریٹری وغیرہ) اس کے علاوہ کسانوں کو بڑے پیمانے کی اجتماعی کاروبار سنبھالنے کا تجربہ بھی نہ تھا۔ اجتماعی کاشتکار وہی تھے جو کل تک انفرادی کھیتی کرتے تھے۔ ان کو چھوٹے چھوٹے کھیت جوتنے کا تجربہ ضرور تھا لیکن بڑے بڑے اجتماعی کھیتوں کے انتظام کرنے کا کوئی تجربہ نہ تھا، اور یہ تجربہ ایسا نہ تھا کہ انہیں دن بھر میں حاصل ہو جاتا۔

اس وجہ سے اجتماعی کاشت کے ابتدائی دور میں کافی خرابیاں تھیں۔ یہ دیکھا گیا کہ کام لینے کا انتظام ٹھیک نہیں تھا۔ محنت کے متعلق سخت ڈسپلن نہ تھی۔ کئی اجتماعی کھیتوں میں آمدنی کی تقسیم اس بنا پر نہ ہوتی کہ جو شخص جتنے دن محنت کرے اس کے حساب سے معاوضہ پائے بلکہ اس بنا پر ہوتی کہ کس خاندان میں کتنے کھانے والے ہیں۔ یہ اکثر ہوتا تھا کہ ایماندار محنتی اجتماعی کاشتکاروں کے مقابلے میں کاہلوں کو زیادہ معاوضہ مل جاتا۔ ان خرابیوں کی وجہ سے کاشتکاروں میں کام کرنے کا مادہ کم ہو گیا تھا۔ اس بات کی بہت سی مثالیں ہوئیں کہ کام کرنے کے خاص زمانوں میں بعض اجتماعی کاشتکار غیر حاضر ہو جاتے اور جاڑے کی برف باری کے زمانے تک فصل بٹائی نہ جاتی اور کٹائی اس بری طرح ہوتی کہ اناج کی بڑی مقدار ضائع ہو جاتی۔ مشینوں اور گھوڑوں کی اور اس کے علاوہ یوں بھی کام کی انفرادی ذمہ داری نہ ہونے کی وجہ سے اجتماعی کھیت کمزور پڑ جاتے اور ان کی آمدنی کم ہو جاتی۔

صورت حال اس وقت اور بگڑ گئی جب سابق کولک اور ان کے ٹودی کسی نہ کسی طرح اجتماعی کھیتوں میں گھس گئے اور ان میں ذمہ داری کے عہدے حاصل کر لئے۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ سابق کولک ایسے اضلاع میں چلے جاتے جہاں انہیں کوئی جانتا نہ تھا اور وہاں اجتماعی کھیتوں میں تخریب اور توڑ پھوڑ کی غرض سے گھس جاتے۔ کبھی کبھی پارٹی کے کارکنوں اور سویت حکومت کے اہلکاروں کی غفلت کی وجہ سے یہ لوگ اپنے ہی ضلعوں میں اجتماعی کھیتوں میں گھس گئے۔ اس کام میں انہیں آسانی یوں ہوگئی کہ انہوں نے اپنی حکمت عملی بالکل بدل دی۔ پہلے کولک اجتماعی کھیتوں کا کھلے طور پر مقابلہ کرتے تھے۔ وہ اس تحریک کے نمایاں کارکنوں پر جارحانہ مظالم کرتے تھے، نہایت سنگدلی سے انہیں قتل کر دیتے تھے اور ان کے گھر اور اناج کے کھلیان جلا ڈالتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان طریقوں سے وہ کسانوں کو خوفزدہ کر دیں گے اور اجتماعی کھیتوں میں شرکت سے روک دیں گے۔ لیکن اس تحریک کی کھلی ہوئی مخالفت کے ناکامیاب ہونے کے بعد انہوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کر دی۔ انہوں نے اپنی بندوقیں الگ دھر دیں، اور ایسے بن گئے کہ جیسے ایک چیونٹی کو بھی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ سویت کے وفادار ہیں۔ ایک مرتبہ اجتماعی کھیتوں میں گھسنے کے بعد وہ پوشیدہ طور پر اپنی تخریبی کارروائی چلاتے رہے۔ انہوں نے یہ چاہا کہ اندر سے اجتماعی کھیتوں میں بدنظمی پیدا کر دیں۔ محنت کرنے میں ڈسپلن ختم کر دیں، فصل کے

حسابات اور کس شخص نے اتنا کام کیا ہے۔ اس کے نقشہ جات میں گڑبڑ پیدا کر دیں، ان کی بدمعاشی کی یہ بھی ایک چال تھی کہ کھیتوں پر کام کرنے والے گھوڑوں کو جان بوجھ کر بیماریوں کا چھوت لگا کر تباہ کر دیں، یا یہ کہ ان کی طرف سے بے اعتنائی کر کے انہیں بیکار کر دیں۔ اس مقصد میں وہ اکثر کامیاب بھی ہوئے۔ انہوں نے ٹریکٹروں اور فارم کی مشینوں کو نقصان پہنچایا۔

یہ کولک اکثر کسانوں کو دھوکہ دے سکے اور بغیر خوف و سزا کے توڑ پھوڑ کر سکے کیونکہ اجتماعی کھیتیاں ابھی کمزور تھیں اور ان پر کام کرنے والے ناتجربہ کار تھے۔

کولکوں کی اس تخریب کو ختم کرنے کے لئے اور اجتماعی کھیتوں کو مضبوط بنانے کی رفتار تیز کرنے کے لئے موخرالذکر کی فوراً امداد کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ مدد کارکنوں کے مشورے اور رہبری کے ذریعہ ہو سکتی تھی۔

یہ امداد بالشویک پارٹی نے دی۔ جنوری 1933ء میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ اجتماعی کھیتوں کی خدمت کے لئے جو ٹریکٹر اور مشین اسٹیشن تھے ان میں سیاسی شعبے قائم کئے جائیں۔ تقریباً 17 ہزار پارٹی کے ممبران شعبوں میں کام کرنے کے لئے دیہات بھیجے گئے۔ تاکہ اجتماعی کھیتوں کی مدد کی جا سکے۔

یہ مدد نہایت فائدہ مند ثابت ہوئی۔

1933ء اور 1934ء میں ان سیاسی شعبوں نے اجتماعی کاشتکاروں کی ایک سرگرم جماعت بنانے میں بہت مدد کی، اُن کے کام کی خرابیاں دور کروائیں، انہیں مضبوط کیا اور انہیں کولک دشمن اور توڑ پھوڑ کرنے والوں سے چھٹکارا دلایا۔

ان سیاسی شعبوں نے اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا، اجتماعی کھیتوں کو تنظیم اور اہلیت دونوں کے لحاظ سے مضبوط کیا۔ اس پر کام کرنے والوں کو کام سکھایا، ان کی تنظیم میں اصلاح کی اور ان کا سیاسی معیار بڑھایا۔

اجتماعی کاشتکاروں کو اپنے کھیتوں کو مضبوط کرنے کی ترغیب دینے میں اجتماعی کھیتوں کے مزدوروں کی پہلی کل یونین کانگرس (منعقدہ فروری 1933ء) اور کامریڈ اسٹالن کی اس تقریر کی خاص اہمیت ہے جو انہوں نے اس کانگرس کے موقع پر کی۔

دیہاتوں میں اجتماعیت کے قبل کی پرانی کھیتی کا نئی اجتماعی کھیتی سے مقابلہ کرتے ہوئے

کامریڈ اسٹالن نے کہا:

"پرانے رواج کے مطابق ہر کسان اپنا کام الگ الگ کرتا تھا، اپنے آباؤ اجداد کے پرانے طریقے پر عمل کرتا تھا اور پرانے زمانے کے آلات استعمال کرتا تھا۔ یہ کسان یا تو زمیندار کے لئے محنت کرتے تھے، اور یا سرمایہ دار کے لئے، کولک کے لئے، یا منافع خور کے لئے، وہ دوسروں کو دولتمند کرتے تھے اگرچہ خود وہ تنگی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اجتماعی کاشت کے نئے دور میں کسان مل جل کر کام کرتے ہیں، باہمی امداد کے اصول پر چلتے ہیں اور جدید ترین آلات کاشت استعمال کرتے ہیں جیسے کہ ٹریکٹر اور زرعی مشینیں۔ وہ اپنے لئے اور اپنے کھیتوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کی زندگی پر اب نہ زمیندار کا قابو ہے نہ سرمایہ دار کا، نہ کولک اور نہ منافع خور کا۔ وہ اپنی حالت اور تہذیب بہتر کرنے کی غرض سے کام کرتے ہیں۔ [1]"

کامریڈ اسٹالن نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اجتماعی کاشت کا طریقہ اختیار کرنے سے کسانوں نے کیا حاصل کیا۔ بالشویک پارٹی نے لاکھوں غریب کسانوں کو اجتماعی کاشت میں شریک ہونے میں مدد دی اور کولکوں کی غلامی سے چھٹکارا پانے کی کوشش میں ان کا ساتھ دیا۔ اجتماعی کھیتی میں شریک ہو کر اور کام کرنے کے لئے بہترین زمینیں اور بہتر آلات کاشت میسر ہونے کی وجہ سے وہ کسان جو پہلے تنگی سے زندگی بسر کرتے تھے اب اجتماعی کاشتکار ہونے کی وجہ سے ان کی حیثیت متوسط طبقے کے کسانوں کی طرح ہو گئی اور انہیں ایک قسم کا اطمینان حاصل ہو گیا۔

اجتماعی کھیتی کی ترقی میں یہ پہلا قدم تھا اور یہی اس کا پہلا کارنامہ تھا۔

کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ دوسرا قدم یہ تھا کہ اجتماعی کاشتکاروں کا معیار زندگی پہلے کے بہ نسبت بہت بلند کر دیا جائے (اگلے زمانے کے غریب، اور درمیانی کسان دونوں کا) اور تمام اجتماعی کاشتکاروں کو خوش حال کر دیا جائے اور تمام اجتماعی کھیتوں کو بالشویک بنا دیا جائے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

"اجتماعی کاشتکاروں کے خوشحال ہونے کے لئے اب صرف ایک ہی بات کی کسر رہ گئی ہے وہ یہ کہ وہ اپنے اجتماعی کھیتوں میں ایمانداری سے محنت کریں، ٹریکٹروں اور مشینوں سے پورا فائدہ اٹھائیں، بار برداری کے جانوروں کو پوری طرح استعمال کریں۔ خوش اسلوبی سے کاشت کریں

[1] اسٹالن: "لینن ازم کے مسائل" روسی ایڈیشن۔ صفحہ 358۔

اور اجتماعی کھیتوں کی ملکیت کی مدد کریں۔" [1]

کامریڈ اسٹالن کی تقریر کا لاکھوں اجتماعی کاشتکاروں پر بہت ہی گہرا اثر پڑا اور اجتماعی کھیتوں کے لئے ان کی تجویزیں لائحہ عمل بن گئیں۔

1934ء کے ختم تک اجتماعی کھیت کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ سویت یونین کے کسانوں کے تین چوتھائی سے زیادہ گھرانے اجتماعی کاشت میں مصروف تھے اور کل مزروعہ اراضی کے رقبے کا 90 فیصدی اجتماعی کھیتی میں تھا۔

1934ء میں 281000 ٹریکٹر اور 32000 فصل کاٹنے کی مشینیں دیہاتوں میں کام کر رہی تھیں۔ اس سال موسم بہار کی بونے کی فصل میں بونے کا کام 1933ء کے مقابلے میں پندرہ بیس دن اور 1932ء کے مقابلے میں تیس چالیس دن پہلے ختم ہو گیا اور 1932ء کے مقابلے میں مقررہ وقت سے تین مہینے پیشتر غلہ سرکار کے پاس پہنچا دیا گیا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو برس کے اندر اجتماعی کھیت کس قدر مضبوط ہو گئے تھے۔ یہ سب پارٹی اور مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کی مدد کا نتیجہ تھا۔

اجتماعی کھیتوں کی اس ٹھوس کامیابی اور اس کے ساتھ ہی زراعت کی ترقی کی وجہ سے سویت حکومت کے لئے یہ ممکن ہو سکا کہ روٹی اور دوسری اشیاء پر سے راشن بندی ہٹالی جائے اور غذا کی خرید و فروخت کی غیر محدود اجازت ہو گئی۔

چونکہ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے سیاسی شعبوں نے اس کام کو پورا کر دیا تھا جس کے لئے وہ عارضی طور پر قائم کئے گئے تھے، مرکزی کمیٹی نے یہ طے کیا کہ انہیں پارٹی کی معمولی کمیٹیوں میں تبدیل کر دیا جائے اور ان علاقوں کی ضلع کمیٹیوں میں انہیں شامل کر دیا گیا۔

زراعت اور صنعتوں دونوں کی یہ کارگذاری اس وجہ سے ممکن ہو سکی۔ پہلا "پنج سالہ لائحہ عمل" کامیابی سے پورا ہو گیا تھا۔

1933ء کے اوائل تک یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ پہلا "پنج سالہ لائحہ عمل" وقت سے پہلے ہی چار برس اور تین مہینوں میں پورا ہو گیا۔

سویت یونین کے مزدوروں اور کسانوں کے لئے یہ عظیم الشان کامیابی تھی۔

[1] اسٹالن "لینن ازم کے مسائل" صفحہ 532 و 533۔

پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے ایک مشترک جلسے میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے پہلے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کے نتائج پر تبصرہ کیا۔ رپورٹ نے یہ واضح کر دیا کہ جس زمانے میں پہلا ''پنج سالہ لائحہ عمل'' مکمل ہوا اس میں پارٹی اور سویت حکومت کو حسب ذیل کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

(ا) سویت یونین ایک زرعی ملک سے تبدیل ہو کر صنعتی ملک ہو گیا کیونکہ ملک کی پیداوار میں صنعتی پیداوار 70 فیصدی ہو گئی تھی۔

(ب) اشتراکی معاشی نظام نے صنعتوں کے حلقے سے تمام سرمایہ دارانہ عناصر کو خارج کر دیا تھا اور صنعتوں میں وہی واحد نظام ہو گیا۔

(ج) زراعت کے حلقوں میں اشتراکی معاشی نظام نے کولکوں کو بہ حیثیت ایک طبقے کے خارج کر دیا اور زراعتی نظام میں یہ سب سے اہم ہو گیا۔

(د) اجتماعی کاشت نے دیہاتوں میں غربت اور ناداری کا خاتمہ کر دیا، اور کروڑوں غریب کسانوں کا معیارِ زندگی بڑھ گیا۔

(ہ) اشتراکی نظام نے صنعتوں میں بے روزگاری کا خاتمہ کر دیا اور اگرچہ بہت سی صنعتوں میں آٹھ گھنٹے کا دن قائم رہا لیکن زیادہ تر صنعتوں میں 7 گھنٹے کا، اور غیر صحت مند صنعتوں میں صرف 6 گھنٹے کا دن قائم کر دیا۔

(و) قومی معاشی زندگی کی تمام شاخوں میں اشتراکیت کی فتح نے ایک انسان پر دوسرے انسان کا ظلم واستحصال ختم کر دیا۔

پہلے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کی کامیابیوں کا ماحصل یہ تھا کہ انہوں نے مزدوروں اور کسانوں کو استحصال سے نجات دلائی اور اس بات کے لئے راستہ صاف کر دیا کہ سویت یونین کے تمام محنت کش خوشحال اور مہذب زندگی بسر کر سکیں۔

جنوری 1934ء میں پارٹی کی سترہویں کانگرس منعقد ہوئی۔ اس میں 1235 ایسے تھے جنہیں حق رائے دہندگی حاصل تھا اور 1736 ایسے جنہیں صرف تقریر کرنے کی اجازت تھی۔ یہ لوگ پارٹی کے 1874488 ممبروں اور 935298 امیدوار ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے، کانگرس نے پچھلی کانگرس سے اس وقت تک پارٹی کے کام کا جائزہ لیا اور ملک کی معاشی اور تہذیبی

زندگی میں اشتراکیت کی حاصل کی ہوئی تمام کامیابیوں پر تبصرہ کیا۔ روئیداد میں یہ بات باقاعدہ درج کر لی گئی کہ پارٹی کی عام روش ہر جگہ کامیاب ہوئی۔

یہ کانگرس پارٹی کی تاریخ میں ''بتاریخوں کی کانگرس'' کے نام سے مشہور ہے۔

مرکزی کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے ان بنیادی تبدیلیوں کی طرف توجہ دلائی جو سویت یونین میں اس دوران میں واقع ہوئیں تھیں۔

''اس دوران میں سویت یونین میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ اس نے پسماندگی اور عہد وسطیٰ کی قدامت کا غلاف پھینک دیا ہے۔ ایک زراعتی ملک سے تبدیل ہو کر اب سویت یونین ایک صنعتی ملک ہو گیا ہے۔ ایک ایسے ملک سے جس میں چھوٹے پیمانے پر انفرادی طور سے کاشت ہو رہی تھی ہمارا ملک ترقی کر کے ایسا ہو گیا ہے جہاں بڑے پیمانے پر مشینوں کی مدد سے اجتماعی کاشت ہوتی ہے۔ ہمارا ملک ایک جاہل، اَن پڑھ اور غیر مہذب ملک کے بدلے ایک تعلیم یافتہ مہذب ملک بن گیا ہے (یا بن رہا ہے) جس میں اُن اعلیٰ، درمیانی اور ابتدائی اسکولوں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہے جو سویت یونین کی مختلف قوموں کی زبان میں تعلیم دیتے ہیں۔''[1]

اس وقت ملک کی 99 فیصدی صنعتیں اشتراکی صنعتیں تھیں۔ اشتراکی زراعت (یعنی اجتماعی اور سرکاری فارم) ملک بھر کی مزروعہ زمین کے 90 فیصدی رقبے پر ہوتی تھی۔ جہاں تک تجارت کا تعلق ہے اس حلقے سے سرمایہ دار عناصر بالکل خارج کئے جا چکے تھے۔

جب نئی معاشی پالیسی اختیار کی جا رہی تھی تو لینن نے کہا کہ ہمارے ملک میں پانچ سماجی و معاشی شکلوں کے عناصر موجود تھے۔ پہلا ابوی معاشی نظام تھا جو کہ دراصل ایک فطری نظام تھا یعنی جس میں تجارت قریب قریب تھی ہی نہیں۔ دوسری شکل تھی چھوٹے پیمانے پر بازار کے لئے چیزیں پیدا کرنا، جیسا کہ کاریگروں اور زیادہ تر کسانوں کے کھیتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو زرعی پیداوار کو فروخت کرتے تھے۔ نئی اقتصادی پالیسی کے زمانہ میں اس قسم کے لوگ بہت بڑی اکثریت میں تھے۔ تیسری شکل شخصی کی تھی جو نئی اقتصادی پالیسی ابتدائی زمانے میں پھر سے بڑھنے لگی تھی۔ چوتھی شکل ریاستی سرمایہ دار کی تھی جو عام طور پر رعایتوں کی شکل میں موجود تھی لیکن اس نے کچھ زیادہ ترقی نہیں کی تھی۔ پانچویں شکل اشتراکیت کی تھی۔ اس زمانے میں اشتراکی صنعتیں کمزور تھیں، سرکاری

[1] اسٹالن۔ ''بالشویک پارٹی کی سترہویں کانگرس، مرکزی کمیٹی کی رپورٹ''۔ انگریزی ایڈیشن۔ صفحہ 30۔

اور اجتماعی کھیت بہت تھوڑے سے تھے، سرکاری تجارتی اور امدادِ باہمی کی سوسائٹیاں بھی بہت کمزور تھیں۔

لیکن، لینن نے کہا تھا کہ اشتراکی شکل ہی غلبہ پائے گی۔

نئی معاشی پالیسی کا مقصد ہی یہ تھا کہ اشتراکی معاشی نظام کی مکمل کامیابی حاصل کی جائے۔ اور پارٹی کی سترہویں کانگرس کے وقت تک یہ مقصد حاصل ہو چکا تھا۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ:

"ہم اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلی تیسری اور چوتھی معاشی شکلیں اب باقی نہیں رہیں۔ دوسری شکل کی اہمیت جاتی رہی، اور پانچویں شکل یعنی اشتراکیت نے مکمل غلبہ حاصل کر لیا ہے اور سارے قومی معاشی نظام میں اسی کا چرچا ہے۔"

کامریڈ اسٹالن کی رپورٹ میں نظری اور سیاسی رہنمائی کے سوال پر کافی زور دیا گیا تھا۔ انہوں نے پارٹی کو آگاہ کیا کہ اگرچہ اس کے تمام دشمن، ہر شکل وصورت کے موقع پرست اور قوم پرستانہ کج روی کرنے والے شکست کھا چکے تھے پھر بھی ان کے نظریوں کے بچے کھچے اثرات پارٹی کے چند اراکین کے دماغوں میں دبے رہ گئے تھے، اور کبھی کبھی ابھر بھی آتے تھے۔ معاشی زندگی میں اور خاص طور پر لوگوں کے دماغوں میں سرمایہ داری کے بچے ہوئے اثرات جہاں بھی رہ گئے تھے، وہاں لینینیت کے مخالف شکست خوردہ گروہ کے نظریئے نمو پا سکتے تھے۔ عوام کی ذہنیت میں اس رفتار سے ترقی نہیں ہوتی جس رفتار سے کہ ان کی معاشی حالت میں ہوتی ہے اس لئے معاشی زندگی میں سرمایہ داری کے ختم ہونے کے باوجود لوگوں کے دماغ میں چند سرمایہ دارانہ خیالات بچے رہ جاتے ہیں۔ یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ اردگرد کی سرمایہ دار دنیا جس کے خلاف ہمیں ہمیشہ کیل کانٹے سے لیس رہنے کی ضرورت تھی برابر اس بات کی کوشش کر رہی تھی کہ ان بچے ہوئے اثرات کو دوبارہ پیدا کرے اور بڑھائے۔

مسئلہ قومیت کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں سرمایہ داری کے جو بچے ہوئے اثرات تھے ان کی طرف بھی کامریڈ اسٹالن نے توجہ کی، کیونکہ اس سوال پر ان اثرات کا گہرا نقش تھا۔ بالشویک پارٹی کو دوہری جدوجہد کرنا پڑ رہی تھی، روسیوں کی جارحانہ قوم پرستی کی کج روی کے خلاف بھی اور

مقامی قوم پرستانہ کج روی کے خلاف بھی کئی ریاستوں میں (جیسے یوکرین، بیلوروس وغیرہ) کے اداروں نے مقامی قوم پرستی کے خلاف جدوجہد کم کر دی تھی اور اس کو یہاں تک بڑھ جانے دیا کہ ان قوم پرستوں نے دشمنوں سے، اور مداخلت کرنے والوں سے تعاون کر لیا، اور اس طرح وہ ریاست کے لئے خطرہ کا باعث ہو گئے۔ اس سوال کے جواب میں کہ مسئلہ قومیت میں کون کج روی زیادہ خطرناک ہے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا:

"زیادہ خطرناک وہ کج روی ہے جس کے خلاف ہم نے جدوجہد کرنا چھوڑ دی اور اسے یہاں تک بڑھ جانے دیا کہ ریاست کے لئے اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔"[1]

کامریڈ اسٹالن نے پارٹی کو یہ ہدایت دی کہ وہ نظری سیاسی کام میں زیادہ انہماک کا اظہار کرے اور لینینیت کی تمام مخالف فطری رجحانوں، اور تمام دشمن گروہوں اور طبقوں کے نظری اثرات کی قلعی کھول دے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ صحیح فیصلے کرنے سے ہی کامیابی نہیں ہو جاتی۔ کامیابی کا یقین کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ مناسب آدمیوں کو مناسب جگہوں پر مقرر کیا جائے، ایسے لوگ جو اونچی کمیٹیوں کے فیصلے پر عمل درآمد کر سکیں، اور فیصلوں پر عمل ہونے کی نگرانی کرائیں۔ اس تنظیمی کارروائی کے بغیر یہ خطرہ تھا کہ فیصلے صرف کاغذ ہی پر رہ جائیں گے، اور عملی زندگی سے انہیں کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اس سلسلے میں کامریڈ اسٹالن نے لینن کے اس مشہور مقولے کی طرف اشارہ کیا کہ تنظیمی معاملات میں خاص چیز یہ ہے کہ کام کے لئے مناسب کارکن چنے جائیں اور کام کی نگرانی کی جائے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا کہ ہمارے کام کی خاص خرابی یہ تھی کہ ہمارے فیصلوں اور ان کے انجام دینے کی تنظیم میں مطابقت نہ تھی اور ان کی انجام دہی کی نگرانی نہیں ہوتی تھی۔

پارٹی اور حکومت کے فیصلوں پر عمل کی بہتر نگرانی کے لئے سترہویں کانگرس نے مرکزی کمیٹی کے ماتحت ایک "پارٹی کنٹرول کمیشن" اور سویت یونین کے عوامی کمیساروں کی کونسل کے ماتحت سویت کمیشن قائم کیا۔ یہ دونوں ادارے "مرکزی کنٹرول" اور مزدوروں اور کسانوں کے مخلوط کمیشن کے بجائے قائم کئے گئے تھے۔ اس ادارے نے وہ تمام فرائض انجام دے لئے جس کے

1. اسٹالن "بالشویک پارٹی کی ساتویں کانگرس، مرکزی کمیٹی کے کام کی رپورٹ" انگریزی ایڈیشن۔ صفحہ 81۔

لئے بارہویں کانگرس نے اسے قائم کیا تھا۔

کامریڈ اسٹالن نے نئے دور کے لئے پارٹی کے تنظیمی فرائض حسب ذیل بیان کئے:

1- ہمارا تنظیمی کام پارٹی کی سیاسی روش کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہئے۔

2- تنظیمی رہنمائی کا معیار بھی اسی قدر بڑھنا چاہئے جتنا کہ سیاسی رہنمائی کا معیار ہے۔

3- تنظیمی رہنماؤں میں اتنی صلاحیت ہونا چاہئے کہ وہ پارٹی کے سیاسی نعروں اور فیصلوں پر عمل درآمد کروا سکیں۔

آخر میں کامریڈ اسٹالن نے پارٹی کو آگاہ کیا کہ اگرچہ اشتراکیت کو کافی کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں، ایسی کامیابیاں جن پر ہم بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں، پھر بھی ان کامیابیوں کی وجہ سے ہمارا سر نہ پھر جانا چاہئے، اور خوشی کے مارے بے عملی پیدا نہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ۔

''ہمیں پارٹی کو سلا نہ دینا چاہئے بلکہ اس کی چوکسی کو اور سخت کر دینا چاہئے، اس کو عمل کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔ اس کو غیر مسلح نہیں بلکہ چاق و چوبند رکھنا چاہئے۔ اس کو منتشر نہیں کرنا چاہئے بلکہ دوسرے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کو پورا کرنے کے لئے صف بستہ رکھنا چاہئے۔''[1]

اس کانگرس میں قومی معاشی نظام کو ترقی دینے کے لئے دوسرے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کے لئے کامریڈ مولوتوف اور کوئی بیشیف نے رپورٹیں پیش کیں۔ دوسرے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کا پروگرام پہلے کے مقابلے میں بھی کہیں زیادہ تھا۔ اس دوسرے لائحہ عمل کے اختتام پر یعنی 1937ء میں جنگ کے قبل کے مقابلے میں صنعتی پیداوار آٹھ گنا ہو جانے والی تھی۔ ملک کی ترقی کے لئے اس نئے لائحہ عمل میں بنیادی تعمیری کام پر 133 ارب روبل صرف کئے جانے والے تھے برخلاف اس کے پہلے لائحہ عمل میں صرف 64 ارب سے کچھ ہی زیادہ اٹھے تھے۔

اتنے بڑے پیمانے پر بنیادی تعمیری کام سے یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ معاشی نظام کی تمام شاخوں کے لئے جدید مشینیں مہیا کی جا سکیں۔

دوسرے لائحہ عمل کے مطابق خاص طور پر زراعت کے کام کے لئے مشینیں مہیا کرنے کی تکمیل ہونے والی تھی۔ کل ٹریکٹر کی طاقت ساڑھے بائیس لاکھ گھوڑا طاقت سے بڑھ کر جو

[1] ایضاً۔ صفحہ 96۔

1932ء میں تھی 1937ء میں 80 لاکھ گھوڑا طاقت سے زیادہ ہو جانے والی تھی۔ اس لائحہ عمل کے مطابق بڑے پیمانے پر زراعت کے سائنٹیفک اصولوں پر عمل کیا جانے والا تھا (جیسے کھیتوں میں باری باری سے فصل لگانا، منتخب بیجوں کا استعمال، خزاں کے موسم میں ہل چلانا وغیرہ)

نقل و حرکت کے ذرائع کی فنی (ٹیکنیکل) تعمیر نو کے لئے بہت بڑے پیمانے کا خاکہ تیار کیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ مزدوروں اور کسانوں کی مالی اور تہذیبی حالت بہتر کرنے کے لئے ایک بہت وسیع پروگرام بھی تھا۔

سترہویں کانگرس نے تنظیمی معاملات پر کافی توجہ کی اور کامریڈ لگانووچ کی رپورٹ کے بموجب پارٹی اور سوویتوں کے کام کے متعلق فیصلے کئے۔ اب جبکہ پارٹی کی عام روش کامیاب ہو چکی تھی جبکہ کروڑوں کسانوں اور مزدوروں کے تجربے نے یہ ثابت کر دیا کہ پارٹی کی پالیسی صحیح تھی تنظیم کے مسئلے کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ دوسرے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کے نئے اور پیچیدہ فرائض کا یہ تقاضا تھا کہ ہر شعبے میں کام کا معیار بلند ہو۔ تنظیمی مسئلے پر کانگرس کے فیصلے میں یہ کہا گیا تھا کہ:

''دوسرے پنج سالہ لائحہ عمل'' کے متعلق ہمارے جو خاص فرائض ہیں جیسے سرمایہ دار عناصر کو پوری طرح ختم کر دینا، معاشی زندگی اور عوام کے ذہنوں سے سرمایہ داری کے بچے ہوئے تمام اثرات کو دور کرنا جدید فنی اصولوں کے مطابق پورے معاشی نظام کی دوبارہ تعمیر کا کام مکمل کرنا، جدید آلات کے استعمال سے اور نئی صنعتوں سے واقفیت حاصل کرنا، زراعت میں پوری طرح مشینوں کا استعمال اور اس کی پیداوار بڑھانا، ان تمام فرائض کا فوری تقاضہ یہ ہے کہ ہر پہلو سے ہم اپنے کام کی اصلاح کریں اور خاص طور پر عملی تنظیمی رہنمائی کی اصلاح کی ضرورت ہے۔''[1]

سترہویں کانگرس نے پارٹی کے نئے ضوابط منظور کئے جو پرانے ضوابط سے کچھ مختلف تھے، پہلا فرق یہ تھا کہ نئے ضوابط میں ایک مقدمہ بڑھا دیا گیا تھا۔ اس مقدمے میں کمیونسٹ پارٹی کی تعریف، مزدور طبقے کی جدوجہد میں اس کے فرائض اور اہمیت کی تعریف بیان کی گئی تھی اور یہ بتایا

[1] بالشویک پارٹی کی تجویزیں۔ حصہ دوم۔ روسی ایڈیشن۔ صفحہ 591۔

گیا تھا کہ مزدور آمریت میں پارٹی کی کیا جگہ ہے۔ نئے ضوابط نے تفصیل سے پارٹی کے ممبروں کے فرائض بیان کئے۔ نئے ممبروں کے داخلے کے متعلق سخت شرائط اور ہمدردوں کے حلقوں کے متعلق ایک نئی دفعہ کا اضافہ کیا گیا تھا۔ نئے ضوابط میں پارٹی کی تنظیمی تشکیل کا زیادہ مفصل تذکرہ تھا۔ پارٹی کے مقامی مرکزوں کے متعلق جو اس کانگرس کے بعد سے ابتدائی ادارے کہلاتے ہیں نئی دفعیں منظور ہوئیں۔ پارٹی کی اندرونی جمہوریت اور پارٹی کی ڈسپلن کے متعلق قواعد پھر سے بنائے گئے۔

4۔ نجارن کے ساتھیوں کا گرتے گرتے سیاسی دھوکے بازی پر اتر آنا۔ ٹراٹسکی کے ماننے والے دھوکے بازوں کا تنزل کر کے قاتلوں اور جاسوسوں کا انقلاب دشمن گروہ بن جانا۔ کروف کا ظالمانہ قتل۔ بالشویک نگرانی سخت کرنے کے لئے پارٹی کی کارروائی۔

ہمارے ملک میں اشتراکی کامیابیاں نہ صرف پارٹی مزدوروں اور اجتماعی کاشتکاروں کے لئے باعثِ مسرت تھیں بلکہ سویت کے اہل علم طبقوں اور تمام ایماندار باشندوں کو بھی اس کامیابی کی بہت خوشی تھی۔

لیکن استحصال کرنے والے شکست خوردہ طبقوں کے بچے ہوئے عناصر کو اس بات کی خوشی تو درکنار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا غصہ بڑھتا ہی گیا۔

ہارے ہوئے طبقوں کے کفش برداروں یعنی نجارن اور ٹراٹسکی کے ماننے والوں کے پسماندہ مٹھی بھر انسانوں کو تو اس بات پر بہت ہی غصہ تھا۔

یہ ''شرفا'' مزدوروں اور اجتماعی کاشتکاروں کی کامیابیوں کا اندازہ عوام کے مفاد کی نگاہ سے نہیں لگاتے تھے، جو کہ ایسی ہر کامیابی پر خراج تحسین ادا کرتے تھے، بلکہ خود اپنے قابل نفرت ذلیل گروہ کے مفاد کی نظر سے لگاتے جس کا زندگی کی حقیقتوں سے کوئی لگاؤ باقی نہیں رہا تھا۔ چونکہ ہمارے ملک میں اشتراکیت کی کامیابی سے مراد یہ تھی کہ پارٹی کی پالیسی کی جیت ہوئی اور خود ان کی پالیسی کے دیوالیے پن کا اظہار ہوا۔ ان ''شریف'' آدمیوں نے کھلی ہوئی حقیقتوں کے سامنے

سر جھکانے اور مشترک مقصد میں شریک ہونے کے بجائے پارٹی اور عوام سے اپنی شکست کا انتقام لینے کی ٹھانی۔ انہوں نے مزدوروں اور کسانوں کے مفاد کے خلاف توڑ پھوڑ اور تخریب شروع کر دی۔ کانوں کو گولوں سے اڑا دیا، کارخانوں میں آگ لگا دی، سرکاری اور اجتماعی کھیتوں کو تباہ و برباد کرنے لگے، یہ سب اس غرض سے کہ مزدوروں اور کسانوں کے کارناموں پر پانی پھیر دیں اور سویت حکومت کے خلاف عوام کو مشتعل کریں، اور اس تخریب کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت کے لئے اور بے نقابی سے بچنے کے لئے وہ پارٹی کی وفاداری کا دم بھرتے رہے، اس کو سراہتے رہے، اس کی خوشامدیں کرتے رہے اور اس کے سامنے اپنے کو ذلیل کرتے رہے۔ لیکن دراصل مزدوروں اور کسانوں کے خلاف ان کی تخریب جاری تھی۔

پارٹی کی سترہویں کانگرس میں نجارن، رائیکوف، اور تامسکی نے تقریریں کیں جن میں انہوں نے اظہارِ تاسف اور شرمندگی کیا، پارٹی کی تعریفیں کیں اور اس کے کارناموں کو آسمان تک پہنچا دیا۔ لیکن کانگرس نے ان کی تقریروں میں خلوص کی عدم موجودگی اور فریب کی جھلک محسوس کی، کیونکہ پارٹی اپنے ممبروں سے یہ نہیں چاہتی کہ وہ اس کے کارناموں پر قصیدہ خوانی کریں بلکہ وہ چاہتی ہے کہ تمام اراکین اشتراکی محاذ پر ایمانداری سے کام کریں اور نجارن کے ساتھیوں میں مدتوں سے اس کے علامات نہیں پائے جاتے تھے، پارٹی نے دیکھ لیا کہ ان ''شرفاء'' کی تقریریں کھوکھلی تھیں اور ان کا مقصد یہ تھا کہ کانگرس کے باہر ان کے ساتھی ان تقریروں سے دھوکہ بازی اور مکر کا سبق سیکھیں اور ہتھیار نہ ڈالیں۔

سترہویں کانگرس میں ٹراٹسکی کے ساتھی زنوویف اور کامینیف نے بھی تقریریں کیں جنہوں نے اپنی غلطیوں پر اپنے کو خوب برا بھلا کہا اور پارٹی کی اس کی کامیابیوں پر خوب لمبی چوڑی تعریفیں کیں۔ لیکن کانگرس یہ دیکھنے پر مجبور تھی کہ ان کا اپنے اوپر ملامت کرنا اور پارٹی کی تعریفیں کرنا، دونوں ہی کا مقصد اپنے ضمیر کی بے چینی پر پردہ ڈالنا تھا۔ پھر بھی پارٹی کو اس وقت تک نہ یہ علم تھا اور نہ اس کا شبہ تھا کہ یہ حضرات ایک طرف تو کانگرس میں یہ تقریریں کر رہے تھے، دوسری طرف وہ کروف کی زندگی پر جارحانہ حملہ کرنے کی سازش کر رہے تھے۔

یکم دسمبر 1934ء کو اسمالنی واقع لینن گراڈ میں کروف کو ریوالور سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ قاتل فوراً موقع پر ہی گرفتار کر لیا گیا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک خفیہ انقلاب دشمن گروہ کا رکن

ہے جس میں لینن گراڈ کے زنوویف کے سوویت دشمن ساتھی شامل تھے۔

کروف سے پارٹی اور مزدور طبقے کو محبت تھی، اس کی ہلاکت کی خبر سے تمام لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا، اور سارے ملک میں غم اور غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

تحقیقات نے یہ ثابت کیا کہ 1933ء اور 1934ء میں لینن گراڈ میں ایک خفیہ انقلاب دشمن دہشت انگیز گروہ بنایا گیا تھا، جس میں زنوویف کے پرانے ساتھی شامل تھے اور جس کی رہنمائی ایک نام نہاد ''لینن گراڈ کا مرکز'' کر رہا تھا۔ اس گروہ کا مقصد یہ تھا کہ کمیونسٹ پارٹی کے رہنماؤں کو قتل کر دیا جائے۔ کروف کا پہلا شکار چنا گیا تھا۔ اس گروہ کے اراکین کے بیانات سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے تعلقات بیرونی سرمایہ دار ریاستوں سے تھے اور وہ ان سے تنخواہیں بھی پاتے تھے۔

اس گروہ کے جن جن ممبروں کا پتہ چل گیا تھا انہیں سوویت یونین کی عدالت عالیہ کے فوجی حصے نے سزائے موت دی۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ایک اور خفیہ انقلاب دشمن انجمن کا سراغ ملا جس کا نام تھا ''ماسکو کا مرکز۔'' ابتدائی تفتیش اور مقدمے کی کارروائی نے اس بات کا اظہار کیا کہ زنوویف، کامنیف اور یفدوکموف اور اس انجمن کے دوسرے رہنماؤں پر اپنے پیروں میں دہشت انگیزی کی ذہنیت پیدا کرنے کی اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور حکومت کے اراکین کے قتل کی سازش کی کس قدر ذمہ داری تھی۔

ان لوگوں کی مکاری اور بدمعاشی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ زنوویف نے (جو کروف کے قتل کی سازش میں شریک تھا اور جس نے قاتل کو اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ قتل میں جلدی کی جائے) کروف کی موت پر اظہار تاسف کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا جس میں اس کی تعریفیں کیں، اور یہ مطالبہ کیا کہ خط شائع کیا جائے۔

زنوویف کے ساتھیوں نے عدالت میں بھی معذرت خواہی کی اور اظہارِ تاسف کیا، لیکن وہاں بھی وہ فریب اور مکاری سے بعض نہ آئے۔ انہوں نے یہ چھپایا کہ ٹراٹسکی سے ان کے تعلقات قائم تھے، انہوں نے یہ چھپایا کہ ٹراٹسکی کے ساتھ ساتھ وہ بیرونی جاسوسی محکموں کے ہاتھوں بک چکے تھے۔ انہوں نے اپنی جاسوسی اور تخریب کی کارروائیوں کو چھپایا، انہوں نے عدالت سے یہ بھی چھپایا کہ ان کے تعلقات نجارن کے ساتھیوں سے تھے اور یہ کہ ٹراٹسکی اور

نجارن کے ساتھیوں میں ایکا تھا اور وہ لوگ فاشسٹوں کے زرخرید گنڈے بن گئے تھے۔

جیسا کہ بعد میں پتہ چلا کامریڈ کروف کا قتل اس مشترک ٹراٹسکی اور نجارن کے گروہوں کا کام تھا۔

اس وقت بھی (1935ء میں) یہ واضح ہو گیا تھا کہ زنوویف کا گروہ ایک چھپا ہوا سفید گارڈ کا ادارہ تھا، اور اس کے اراکین اسی سزا کے مستحق تھے جس کی کہ سفید گارڈ والے تھے۔

سال بھر کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ کروف کے قتل کی درحقیقت اصلی تنظیم ٹراٹسکی، زنوویف، کامنیف اور ان کے شرکاء نے کی تھی اور انہوں نے مرکزی کمیٹی کے دیگر ممبران کے قتل کی بھی تیاریاں کی تھیں۔ زنوویف، کامنیف، بکائیف، یفدوکموف، پکل، آئی سمرنوف، مراچ کوفلی، تروکانیاں، رائن گولڈ، وغیرہ پر مقدمہ چلایا گیا۔ نہایت نمایاں ثبوت کو دیکھتے ہوئے ان کو کھلے طور پر بھرے اجلاس میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے کروف کی قتل کی سازش کی تھی بلکہ وہ پارٹی اور حکومت کے تمام رہنماؤں کے قتل کی تیاریاں کر رہے تھے۔ بعد کی تفتیش سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ بدمعاش جاسوسی اور تخریب کے کام کے لئے نوکر رکھے گئے تھے۔ ان لوگوں کی ہیبت ناک اخلاقی اور سیاسی بداعمالی، ان کی بدمعاشی اور غداری کا پورا اندازہ ماسکو میں مقدمے کے دوران میں 1936ء میں ہوا، اگرچہ یہ لوگ سب کچھ پارٹی کی جھوٹی وفاداری سے چھپانا چاہتے تھے۔

قاتلوں، اور جاسوسوں کے اس گروہ کا خاص، اکسانے والا سرغنہ، اور غدار ٹراٹسکی تھا زنوویف اور کامنیف وغیرہ ٹراٹسکی کے ایجنٹ اور ساتھی تھے اور اس کی انقلاب دشمن ہدایتوں پر عمل کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ اس بات کی تیاری کر رہے تھے کہ اگر سوویت یونین پر سامراجی طاقتیں حملہ کریں تو اسے شکست ہو۔ مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کے متعلق ان کی ذہنیت شکست پسند ہو گئی تھی۔ وہ لوگ جرمن اور جاپانی فاشسٹوں کے ذلیل آلہ کار اور ایجنٹ بن گئے تھے۔

کروف کے قتل کے متعلق پارٹی تنظیموں کے نام ایک گشتی مراسلے میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے لکھا کہ:

(ا) ہم کو اپنی موقع پرستانہ خود اطمینانی کو ختم کر دینا چاہئے جو اس عقیدہ کا نتیجہ ہے کہ ہم جس قدر مضبوط ہوتے جائیں گے ہمارا دشمن زیادہ مطیع ہو جائے گا اور حملہ نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ یہ وہی پرانی رجعت

پسند کج روی ہے جس سے سب کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ رفتہ رفتہ دشمن بھی اشتراکیت کی طرف آنے لگے گا اور آخر میں سچا اشتراکی بن جائے گا۔ بالشویکوں کے لئے یہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منانے کا وقت نہیں ہے، انہیں اس کی بالکل اجازت نہیں کہ اپنے فرض میں کوتاہی کریں، ہم کو خود اطمینانی کی ضرورت نہیں بلکہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ حقیقی بالشویک انقلابی ہوشیاری کی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس قدر ہمارے دشمنوں کی ناامیدی بڑھے گی اسی قدر وہ ''انتہائی'' کارروائی کا موقع ڈھونڈھیں گے، کیونکہ شکست خوردہ لوگوں کا سویت کی مخالفت کا یہی ذریعہ باقی رہ جاتا ہے۔ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور ہوشیار رہنا چاہئے۔

(ب) ہم کو اس کا باقاعدہ انتظام کرنا چاہئے کہ پارٹی کے ممبروں کو پارٹی کی تاریخ کی تعلیم دی جائے، ہماری پارٹی کی تاریخ میں تمام پارٹی دشمن عناصر سے انہیں واقف کرایا جائے، پارٹی کی مخالفت میں پارٹی کے دشمنوں نے جو ترکیبیں کیں اور جو حکمت عملی اختیار کی وہ سب بتائی جائیں۔ اس سے بھی زیادہ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ہماری پارٹی نے ان پارٹی دشمن گروہوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا طریقے اور کیا عملی راستے اختیار کئے، جن کی وجہ سے وہ تمام دشمنوں کو کچل سکی۔ پارٹی کے ممبروں کو نہ صرف یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ پارٹی نے کس طرح آئینی جمہوریت پسندوں، اشتراکی انقلابیوں، منشویکوں اور نراجیوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دی بلکہ یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ اس نے کس طرح ٹراٹسکی کے ساتھیوں۔ مرکزی جمہوریت پسندوں، مزدوروں کی مخالف گروہ، زنوویف کے ساتھیوں، رجعت پسند کج روی کرنے والوں اور انتہا پسندی کا دم بھرنے والوں وغیرہ کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دی وہ کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ ہماری پارٹی کی تاریخ کا علم اور اس سے واقفیت پارٹی کی ممبروں میں انقلابی ہوشیاری اور باخبری پیدا کرنے کا سب سے

یقینی اور اہم ذریعہ ہے۔

اس زمانے میں پارٹی کی صفوں سے ان عناصر کا اخراج جو پارٹی سے حقیقتاً مختلف ہیں جو 1933ء میں شروع ہوا، بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ خاص طور پر پارٹی کے ممبروں کے اعمال نامہ کی باقاعدہ تصدیق اور ممبری کے پرانے کارڈوں کے بجائے نئے کارڈ لینے کا جو طریقہ کروف کے قتل کے بعد شروع ہوا نہایت مفید ثابت ہوا۔

پارٹی کے ممبروں کے اعمال نامہ کی چھان بین سے پہلے پارٹی کارڈوں کے متعلق کئی اداروں میں لاپروائی ہوتی رہی۔ کئی پارٹی کے اداروں میں یہ پتہ چلا کہ کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کے نام کے اندراج میں عجیب بدانتظامی تھی۔ یہ حالات ایسے تھے جن سے دشمن فائدہ اٹھاتے تھے، اور جاسوسی، تخریب وغیرہ کو چھپانے کے لئے پارٹی کارڈ کی آڑ لیتے تھے۔ کئی رہنماؤں نے یہ کیا کہ نئے ممبروں کا داخلہ اور ممبری کے کارڈ تقسیم کرنا ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا تھا جو چھوٹے مرتبوں پر تھے اور کبھی کبھی ایسے لوگوں پر چھوڑ دیا گیا تھا جن کے قابل بھروسہ ہونے کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔

ایک گشتی مراسلے میں جو 13-جولائی 1935ء کو جاری ہوا ممبروں کے اندراج، پارٹی ممبری کے کارڈ کا اجراء، اور احتیاط سے رکھنے کے موضوع پر مرکزی کمیٹی نے سب اداروں کو یہ ہدایت کی کہ وہ پارٹی کے تمام ممبروں کے اعمال نامہ کی تصدیق کریں اور اپنے پارٹی کے گھر میں بالشویک نظام قائم کریں۔

پارٹی کے ممبروں کے اعمال نامہ کی تصدیق سے بہت فائدہ ہوا۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کامریڈ ایژوف کی رپورٹ کے سلسلے میں جو انہوں نے اس تصدیق کے نتائج کے بارے میں پیش کی تھی مرکزی کمیٹی کے ایک عام جلسے نے 25-دسمبر 1935ء کو ایک قرارداد منظور کی۔ اس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یہ تصدیق ایک ایسی سیاسی، اور تنظیمی کارروائی تھی جس کی کہ بالشویک پارٹی کی صفوں کو مضبوط کرنے میں بڑی اہمیت تھی۔

جب پارٹی کے ممبروں کے اعمال نامہ کی تصدیق ہو گئی اور ممبروں کو پارٹی ممبری کے پرانے کارڈ واپس کرنے پر نئے کارڈ مل گئے تو اس کے بعد نئے ممبروں کا داخلہ شروع ہوا، اسی ضمن میں مرکزی کمیٹی نے یہ ہدایت کی کہ پارٹی میں نئے ممبر مجموعی طور پر داخل نہ کئے جائیں، بلکہ انفرادی

تحقیق کے بعد اور صرف وہی لوگ داخل کئے جائیں جو ''سیاسی طور پر واقعی ترقی یافتہ ہیں، اور مزدور طبقے کے مفاد کے دل سے بہی خواہ ہیں۔ جو ہمارے ملک کے بہترین انسان ہیں اور جو عموماً مزدور طبقے سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ کسانوں اور اہل علم طبقوں کو بھی شامل کیا جائے جو اشتراکیت کے لئے جدوجہد کے کسی ایک شعبے میں جانچے جا چکے ہیں۔''

نئے ممبروں کے داخلے کے سلسلے میں مرکزی کمیٹی نے پارٹی نظاموں کو آگاہ کر دیا کہ پارٹی کے مخالف عناصر پھر سے پارٹی کی صفوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے:

''پارٹی کے ہر ادارے کا یہ فرض ہے کہ وہ سچے بالشویک کی طرح پوری سختی سے نگرانی کرے، اور لینی پارٹی کا علم بلند کئے رہے، اور پارٹی کی صفوں کو مخالف اور دشمن عناصر کے گھسنے سے محفوظ رکھے۔''[1]

اپنی صفوں کو پاک اور مضبوط کر کے پارٹی کے دشمنوں کا خاتمہ کر کے اور پارٹی کی روش کو بگاڑنے کی کوششوں کو بالکل ناکام بنانے کے بعد بالشویک پارٹی اپنی مرکزی کمیٹی سے اور زیادہ قریب ہو گئی تاکہ اس کی رہنمائی میں پارٹی اور سوویت یونین ایک نئے دور یعنی ایک بے طبقہ اشتراکی سماج کی تکمیل کے دور میں داخل ہو سکے۔

---

1 بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی تجویز۔ پرافدا مورخہ 29۔ ستمبر 1936ء۔

خلاصہ

1930ء سے 1934ء کے دور میں بالشویک پارٹی نے وہ مسئلہ حل کیا جو اقتدار حاصل کرنے کے بعد مزدور انقلاب کا سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کروڑوں چھوٹے چھوٹے اراضی دار کسانوں کو اجتماعی کاشتکاری یعنی اشتراکیت کے راستے پر لگانا تھا۔

کولکوں کا جو استحصال کرنے والے طبقوں میں تعداد میں سب سے زیادہ تھے۔ خاتمہ کر دیا گیا، اور زیادہ تر کسانوں نے اجتماعی کاشتکاری کو اختیار کر لیا۔ ملک میں سرمایہ داری کی آخری بنیاد بھی چور چور ہو گئی۔ زراعت میں اشتراکیت کو پوری کامیابی حاصل ہو گئی اور دیہاتوں میں سویت حکومت کو پورا استحکام نصیب ہوا۔

اس ضمن میں تنظیمی نوعیت کی کئی دشواریاں بھی پیش آئیں۔ ان دشواریوں پر قابو پا لینے کے بعد اجتماعی فارموں (کھیتوں) کی بنیاد بہت مضبوط ہو گئی اور ان کی خوشحالی کا دور شروع ہوا۔

پہلے پنج سالہ لائحہ عمل کی بدولت ہمارے ملک میں اشتراکی معاشی نظام کی بہت مضبوط بنیاد پڑ گئی۔ یعنی ایک اول درجے کی بھاری صنعت قائم ہو گئی، اور اجتماعی کاشتکاری بالکل مشینوں کے ذریعہ ہونے لگی، بیروزگاری کا خاتمہ ہو گیا، ایک انسان کے ہاتھوں دوسرے انسان کا استحصال بالکل مٹ گیا، اور ہمارے محنت کشوں کی زندگی کے مادی اور تہذیبی معیار کو مستقل طور پر ترقی دینے کے مواقع پیدا ہو گئے۔

پارٹی اور حکومت کی دلیری اور انقلابی حکمت عملی کی بدولت جو انتہائی دانائی پر مبنی تھی، مزدور طبقے اجتماعی کاشتکاروں اور ہمارے ملک کے سبھی محنت کشوں نے مل کر یہ زبردست کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

چاروں طرف دنیا کے سرمایہ دار سویت یونین کو نیچا دکھانے، اوراس کی طاقت کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ وہ اب سویت یونین کے اندر قاتلوں، توڑ پھوڑ کرنے والوں اور جاسوسوں کی ٹولی کو منظم کرنے کے لئے دونی مستعدی سے کام کرنے لگے۔ جرمنی اور جاپان میں فسطائیت کے برسر اقتدار آنے کے بعد سویت یونین کے گرد سرمایہ داروں کا گھیرا مضبوط کرنے کی پالیسی اوران کی دشمنی کی حرکتیں اور بڑھ گئیں۔ ٹراٹسکی اور زنوویف کے ساتھیوں کی صورت میں فسطائیت کو ایسے وفادار خادم مل گئے جو جاسوسی اور توڑ پھوڑ کرنے اور قتل و غارت کی حرکتوں کے لئے بالکل تیار تھے وہ سویت یونین میں نئے سرے سے سرمایہ داری کو رواج دینا چاہتے تھے اور اس غرض سے جنگ کی حالت میں سویت یونین کی شکست کے خواہشمند تھے۔

سویت یونین نے ان مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیں۔ قوم و ملک کے ان دشمنوں اور غداروں کے ساتھ رحم اور مروت کو بالکل روا نہیں رکھا گیا۔

بارھواں باب

اشتراکی سماج کی تعمیر کی تکمیل کے لئے بالشویک پارٹی کی جدوجہد۔ نئے دستور اساسی کا آغاز

1935ء سے 1937ء

1- 1935ء تا 1937ء میں بین الاقوامی صورت حال۔ معاشی بحران کا عارضی طور پر کم ہونا۔ ایک نئے معاشی بحران کا ظہور۔ حبش پر اٹلی کا قبضہ۔ اسپین میں جرمنی اور اٹلی کی مداخلت۔ وسطی چین پر جاپانیوں کا حملہ۔ دوسری سامراجی جنگ کا آغاز۔

سرمایہ دار ممالک میں 1929ء کے اختتام کے قریب جو معاشی بحران شروع ہو گیا تھا۔ وہ 1933ء تک قائم رہا، اس کے بعد صنعتوں میں تنزل رک گیا۔ بحران کے بعد جمود کا دور شروع ہوا، اوراس کے بعد کچھ بحالی اور کچھ ترقی، لیکن یہ ترقی ایسی نہ تھی کہ ایک نئے اور اعلیٰ پیمانے پر دوبارہ صنعتی گرم بازاری شروع ہو جاتی۔ دنیا کی سرمایہ دارانہ صنعتیں 1929ء کے صنعتی معیار تک نہ پہنچ سکیں۔ 1937ء تک 1929ء کے معیار سے صرف 95 یا 96 فیصدی پیداوار ہو سکی تھی، اور 1937ء کے دوسرے حصے میں ایک نیا صنعتی بحران شروع ہو گیا جس کا اثر سب سے پہلے ریاستہائے متحدہ امریکہ پر پڑا۔ 1937ء کے آخر تک امریکہ میں بے روزگاروں کی تعداد پھر سے

ایک کروڑ ہو گئی۔ برطانیہ میں بے روزگاری تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

اس طرح قبل اس کے کہ وہ پہلے بحران کی تباہ کاریوں سے پوری طرح سنبھل سکیں سرمایہ دار ممالک کو ایک دوسرے معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سامراجی ممالک کے تضاد اور اس کے ساتھ ہی سرمایہ داروں اور مزدوروں کے تضاد اور زیادہ بڑھ گئے۔

اسی لئے جنگجو حکومتیں ان ملکوں پر جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے دست درازی کر کے اپنے اندرونی معاشی بحران کے نقصانات کو پورا کرنے کی اور بھی زیادہ کوشش کرنے لگیں۔ جرمنی اور جاپان کی حکومتیں جنگجوئی میں پہلے ہی سے بدنام تھیں اب اٹلی کی حکومت بھی ان میں آ ملی۔

1935ء میں فاشسٹ اٹلی نے حبش پر حملہ کر دیا، اور اس پر قبضہ کر لیا۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق اس کے ایسا کرنے کی کوئی وجہ معقول نہیں تھی۔ اس نے حبش پر ڈاکوؤں کی طرح حملہ کر دیا اور اعلان جنگ بھی نہ کیا جیسا کہ اب فاشسٹوں کا عام قاعدہ ہے یہ نہ صرف حبش پر ایک ضرب تھی بلکہ برطانیہ پر بھی تھی، یورپ سے ہندوستان تک اس کے بحری راستے پر تھی اور یوں عام طور پر سارے ایشیا پر تھی۔ برطانیہ نے اٹلی کو حبش پر قابض ہونے سے روکنے کی ایک بیکاری کوشش کی۔ اٹلی مجلس اقوام سے علیحدہ ہو گیا تا کہ اس پر کوئی پابندی نہ رہ جائے اور نہایت سرگرمی سے اپنی ہتھیار بندی شروع کر دی۔

اس طرح یورپ سے ایشیا کے نزدیک ترین راستے میں بھی جنگ کی گتھی پڑ گئی۔

فاشسٹ جرمنی نے اکیلے ہی بغیر دوسری طاقتوں کی رضامندی یا مشورے کے درسائی کا صلح نامہ توڑ دیا، اور یورپ کے نقشے کو بزور بدل دینے کا ارادہ کیا۔ جرمن فاشسٹوں نے اس بات کو خفیہ نہیں رکھا کہ وہ پڑوس کے ممالک پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ کم از کم وہ پڑوس کے ان علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتے تھے یہاں پر تخت دم کے لوگ بستے تھے، لہٰذا انہوں نے پہلے آسٹریا پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا پھر چیکوسلواکیہ پر حملہ کرنے کی اسکیم بنائی، پھر پولینڈ پر، کیونکہ اس ملک میں ایک علاقہ ایسا بھی تھا جہاں جرمنوں کی آبادی تھی، اور وہ علاقہ جرمنی کی سرحد سے ملا ہوا تھا، اور پھر .... ''پھر دیکھا جائے گا۔''

1936ء کی گرمی کے موسم میں جرمنی اور اٹلی نے اسپین کی ریپبلک کے خلاف مداخلت شروع

کر دی۔ ہسپانوی فاشسٹوں کی مدد کے بہانے انہیں یہ موقع حاصل ہو گیا کہ وہ خفیہ طور پر اسپین کی سرزمین پر فرانس کے تعقب میں اپنی فوجیں اتار دیں۔ ہسپانوی سمندروں میں اپنے بحری بیڑے کھڑے کر دیں۔ جزائر بلیرک اور جبل الطارق کے علاقوں میں جنوب میں، بحر اوقیانوس میں مغرب میں اور خلیج بسکے میں شمال کی جانب 1938ء کی ابتداء میں جرمن فاشسٹوں نے آسٹریا پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح دریائے ڈینوب کے وسطی علاقے پر ان کا تسلط ہو گیا اور جنوبی یورپ میں انہوں نے بحیرۂ ایڈریاٹک کی طرف بڑھنا شروع کیا۔

جرمن اور اطالوی فاشسٹوں نے اسپین میں اپنی مداخلت اور زیادہ بڑھا دی اور ساتھ ہی ساتھ دنیا سے یہ کہنا شروع کیا کہ وہ صرف ہسپانوی کیمونسٹوں سے لڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا مقصد نہ تھا۔ لیکن یہ جھوٹ اس قدر نمایاں تھا کہ صرف بے وقوف ہی اس سے دھوکے میں آ سکتے تھے۔ درحقیقت یہ لوگ برطانیہ اور فرانس پر حملہ کر رہے تھے تا کہ ان کے بڑے بڑے افریقی اور ایشیائی مقبوضات تک پہنچنے کے سمندری راستوں میں حائل ہو سکیں۔

جہاں تک آسٹریا پر قبضہ کرنے کا تعلق ہے یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ درسائی کے صلح نامے کے خلاف کوئی جدوجہد تھی، اور نہ یہ بہانہ کیا جا سکتا تھا کہ جرمنی اپنے ''قومی'' مفاد کے تحفظ کے لئے اپنے ان علاقوں پہ دوبارہ قبضہ کرنا چاہتا ہے جو پہلی سامراجی جنگ میں اس سے چھین لئے گئے تھے۔ آسٹریا نہ تو اس جنگ کے پہلے جرمنی کا حصہ تھا، اور نہ اس کے بعد۔ آسٹریا پر زبردستی قبضہ کرنا دوسرے ملک پر سامراجی تسلط جمانے کی نمایاں مثال تھی۔ اس واقعہ کے بعد اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ جرمنی کا اصلی مقصد یہ تھا کہ مغربی یورپ میں اپنا اقتدار قائم کرے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ برطانیہ اور فرانس کے مفاد پر ایک وار تھا۔

اس طرح جنوبی یورپ میں آسٹریا اور ایڈریاٹک کے علاقے میں اور یورپ کے سب سے مغربی حصے، اسپین میں اور اس کے اردگرد کے سمندر میں جنگ کی نئی گتھیاں پڑ گئیں۔

1937ء میں جاپانی فاشسٹ جنگجوؤں نے پائینگ پر قبضہ کر لیا۔ وسطی چین پر حملہ کیا اور شنگھائی پر اپنا تسلط جما لیا۔ سالوں پہلے جس طرح انہوں نے منچوریا پر حملہ کیا تھا، اسی طرح وسطی چین کا حملہ بھی جاپانی طریقے کے مطابق ہوا یعنی ڈاکوؤں کی طرح، بے ایمانی سے ان ''مقامی واقعات'' کا بہانہ ڈھونڈھ کر حملہ شروع کیا۔ جس کی ذمہ داری خود انہی پر تھی۔ انہوں نے

تمام بین الاقوامی اصولوں، تمام صلح ناموں اور عہد ناموں کو توڑ ڈالا۔ تین سن اور شنگھائی پر قبضہ کر لینے سے چین کی وسیع منڈیوں کی کنجی جاپانیوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ جس وقت تک جاپان شنگھائی اور تین سن پر قابض رہتا ہے وہ برطانیہ اور امریکہ کو وسطی چین سے جہاں ان کا بہت زیادہ سرمایہ لگا ہوا ہے جب چاہے نکال باہر کر سکتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ جاپانی حملہ آوروں کے خلاف چینی عوام اور چینی فوجوں کی نہایت بہادری کی جنگ، چین کا زبردست قومی احیاء اس کے وسیع علاقے اور گھنی آبادی اور آخر میں چینی قومی حکومت کا یہ مستحکم عہد کہ آزادی کی لڑائی اس وقت تک جاری رکھی جائے گی جب تک کہ جاپانی حملہ آوروں سے چین کا چپہ چپہ پاک نہیں ہو جاتا۔ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آوروں کا چین میں نہ تو کوئی مستقبل ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔

لیکن یہ واقعہ ہے کہ بالفعل چینی تجارت کی کنجی جاپان ہی کے ہاتھ میں ہے اور چین سے جنگ دراصل برطانیہ اور امریکہ کے مفاد پر ایک کاری ضرب ہے۔

اسی طرح بحرالکاہل کے علاقے میں خطہ چین میں جنگ کی ایک اور گتھی قائم ہو گئی۔

ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دوسری سامراجی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اس کی ابتداء چپکے چپکے بغیر کسی اعلان جنگ کے ہو گئی، قومیں اور ریاستیں تقریباً بلا جانے بوجھے دوسری سامراجی جنگ کے دائرے میں داخل ہو گئیں۔ تین حملہ آور ملکوں جرمنی، اٹلی اور جاپان کے فاشسٹ حکمرانوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں جنگ شروع کی۔ جو ایک نہایت وسیع علاقے میں جاری ہے۔ جبل الطارق سے شنگھائی تک۔ اس نے 50 کروڑ سے زیادہ انسانوں کو اب تک اپنے چکے میں گھسیٹ لیا ہے، اور اگر غور سے دیکھا جائے تو درحقیقت یہ جنگ برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے سرمایہ دارانہ مفاد کے خلاف جاری ہے کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کا دوبارہ بٹوارہ اور حلقہ جات اثر کی دوبارہ تقسیم حملہ آور ممالک کے حق میں کی جائے اور کہنے کو جو جمہوری ریاستیں ہیں ان کے مقبوضات کو چھین لیا جائے۔

اس دوسری سامراجی جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اب تک صرف حملہ آور طاقتیں ہی اسے چلا رہی ہیں اور پھیلا رہی ہیں، اور دوسری طرف کی طاقتیں یعنی جمہوری طاقتیں، جن کے خلاف درحقیقت یہ جنگ جاری ہے، یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں جیسے وہ لڑائی

سے الگ رہنے کو کہتی ہیں، اپنی امن پسندی کا راگ الاپتی ہیں فاشسٹ حملہ آوروں کو کھلیاں دیتی ہیں اور .... رفتہ رفتہ حملے آور کے مقابلے میں پیچھے ہٹتی جاتی ہیں، اگرچہ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ ہم لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

یہ جنگ، جیسا کہ ہم دیکھیں گے، کچھ عجیب یک طرفہ لڑائی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ایک جارحانہ لڑائی نہیں ہے۔ جو کمزور ممالک جیسے حبش، اسپین اور چین پر قبضہ کرنے کے لئے جاری ہے۔

یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اس جنگ کی یک طرفہ نوعیت ''جمہوری'' ریاستوں کی فوجی یا معاشی کمزوری کی وجہ سے ہے ''جمہوری'' ریاستیں فاشسٹ ریاستوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔ اس بڑھتی ہوئی جنگ کی یک طرفہ نوعیت اس وجہ سے ہے کہ فاشسٹ قوموں کے خلاف ''جمہوری'' ریاستوں کا کوئی متحدہ محاذ نہیں ہے۔ یہ نام کی جمہوری ریاستیں ظاہر ہے کہ فاشسٹ ریاستوں کی زیادتیوں اور مظالم کو پسند نہیں کرتیں اور ان کی طاقت بڑھنے سے ڈرتی بھی ہیں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ خوف انہیں یورپ کے مزدور طبقے کی بڑھتی ہوئی تحریک اور ایشیا کی قومی آزادی کی تحریک سے ہے وہ فاشزم کو ان خطرناک تحریکوں کے لئے تریاق سمجھتی ہیں۔ اس وجہ سے ان جمہوری ریاستوں کے حکمرانوں، خاص طور پر برطانیہ کے حکمراں قدامت پرست حلقے کی کارروائی ان زیادتی کرنے والے فاشسٹوں سے صرف اس بات کی منت سماجت تک محدود ہے کہ وہ ''حد سے تجاوز نہ کریں''۔

لیکن یہ حکمراں طبقے مجموعی طور پر مزدور طبقے اور قومی آزادی کی تحریک کے متعلق فاشسٹوں کی رجعت پسندانہ پالیسی سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے برطانیہ کے حکمراں طبقے تقریباً ویسی ہی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں جس پر کہ زارشاہی کے دور میں روسی اعتدال پسند سرمایہ دار عمل کر رہے تھے۔ یعنی اگرچہ وہ زارشاہی کے رویئے کی ''زیادتیوں'' سے ڈرتے تھے لیکن عوام سے ان کو زیادہ خوف تھا، اور اس لئے زار سے منت سماجت کی روش اختیار کرتے تھے اور عوام کے خلاف زار سے ساز باز کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں روس کے اعتدال پسند سرمایہ داروں نے اس دوغلے پن سے بہت نقصان اٹھایا۔ یہ امید کی جا سکتی ہے کہ برطانیہ کے حکمراں طبقوں سے اور فرانس اور امریکہ میں ان کے دوستوں سے بھی تاریخ مواخذہ کرے گی۔

ظاہر ہے کہ سویت یونین بین الاقوامی سیاست کی اس نئی صورت حال کو اور آنے والے

واقعات کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ حملہ آور ممالک جب کوئی جنگ شروع کرتے ہیں تو وہ خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو تمام امن پسند ممالک کے لئے خطرہ کا باعث ہوتی ہے۔ یہ دوسری سامراجی جنگ جو "خاموشی کے ساتھ" تمام قوموں پر چھا گئی اور جس نے 50 کروڑ سے زیادہ آدمیوں کو اپنے دائرہ میں لے لیا، ظاہر ہے کہ تمام اقوام کے لئے ایک شدید خطرہ کی چیز ہے، اور سب سے زیادہ سویت یونین کے لئے۔ اس بات کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جرمنی، اٹلی اور جاپان نے "کیمونسٹ دشمن محور" قائم کر لیا ہے۔ لہٰذا ہمارے ملک نے پُرامن پالیسی پہ عمل کرتے ہوئے سرحدی استحکامات کو مضبوط کرنا شروع کر دیا اور سرخ فوج اور سرخ بیڑے کی جنگی صلاحیت بڑھانے کی کوشش کی۔ 1934ء کے آخر میں سویت یونین نے مجلس اقوام میں شرکت کی یہ اس وجہ سے کی کہ مجلس اقوام اپنی کمزوری کے باوجود ایک ایسا ادارہ ہو سکتی ہے جہاں سے فاشسٹوں کی جنگ جوئی اور دوسرے ملکوں کو غلام بنانے کی کوششیں بے نقاب کی جا سکتی ہیں، اور جنگ کو کچھ حد تک روکنے کا کام اس سے لیا جا سکتا ہے۔ سویت یونین کا یہ خیال تھا کہ ایسے زمانے میں مجلس اقوام کے جیسا کمزور بین الاقوامی ادارہ بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مئی 1935ء میں کسی ممکن حملے کے خلاف باہمی امداد کے لئے ایک معاہدہ سویت یونین اور فرانس میں ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس قسم کا ایک معاہدہ چیکوسلواکیہ سے بھی ہوا۔ مارچ 1936ء میں باہمی امداد کے لئے ایک عہد نامہ منگولین عوامی رپبلک سے ہوا، اور اگست 1937ء میں چینی رپبلک سے غیر جارحانہ معاہدہ ہو گیا۔

2۔ سویت یونین میں صنعت اور زراعت کی مزید ترقی۔ دوسرے "پنج سالہ پروگرام" کا وقت سے پہلے مکمل ہو جانا۔ زراعت کی تعمیر نو اور اجتماعیت کی تکمیل۔ کارکنوں کی اہمیت۔ استاخنوف تحریک۔ عوام کی حالت کا بہتر ہونا۔ تہذیبی معیار کی ترقی۔ سویت انقلاب کا استحکام۔

ایک طرف تو سرمایہ دار ممالک میں 1930ء تا 1933ء کے معاشی بحران کے تین سال بعد ایک نیا بحران پھر شروع ہو گیا، اور دوسری طرف سویت یونین میں اس پوری مدت میں مسلسل صنعتی

ترقی ہوتی رہی۔ 1937ء کے وسط میں دنیا کی سرمایہ دارانہ صنعت کی پیداوار بہ حیثیت مجموعی 1929ء کے معیار کے مقابلے میں صرف 95 یا 96 فیصدی تھی اور چند ہی روز بعد ایک نیا بحران شروع ہو گیا۔ مگر سویت یونین کی صنعتیں مسلسل ترقی کرتی رہیں اور 1937ء میں پیداوار کا معیار 1929ء کے مقابلے میں 428 فیصدی تھا، اور جنگ کے پہلے کے مقابلے میں 700 فیصدی۔

یہ کارنامہ تعمیر نو کی پالیسی کا راست نتیجہ تھا جس پر پارٹی اور حکومت اس قدر مستقل مزاجی سے عمل کرتی رہی تھی۔

ان کارناموں کا نتیجہ یہ تھا کہ صنعتوں میں دوسرا "پنج سالہ پروگرام" قبل از وقت مکمل ہو گیا۔ اس کی تکمیل یکم اپریل 1937ء کو ہوئی یعنی چار برس اور تین مہینے میں۔

اشتراکیت کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔

زراعت میں بھی ترقی کا قریب قریب یہی نقشہ تھا۔ مزروعہ اراضی کا رقبہ 1913ء میں 10 کروڑ 50 لاکھ ہیکٹیر تھا۔ 1937ء میں یہ بڑھ کر 13 کروڑ 50 لاکھ ہو گیا۔ غلے کی پیداوار 1913ء میں 4 ارب 80 کروڑ پوڈ[1] تھی۔ 1937ء میں یہ بڑھ کر 6 ارب 80 کروڑ پوڈ ہو گئی۔ کچی روئی کی پیداوار 4 کروڑ 40 لاکھ پوڈ سے بڑھ کر 15 کروڑ 40 لاکھ پوڈ ہو گئی۔ سن 1 کروڑ 90 لاکھ پوڈ سے 2 کروڑ 10 لاکھ پوڈ، چقندر[2] 65 کروڑ 40 لاکھ سے 1 ارب 31 کروڑ 10 لاکھ پوڈ، سرسوں 12 کروڑ 90 لاکھ سے 30 کروڑ 60 لاکھ پوڈ ہو گئی۔

اسی سلسلے میں یہ بھی بیان کر دینا چاہئے کہ 1937ء میں صرف اجتماعی کھیتوں میں (سرکاری فارموں کے علاوہ) اتنا غلہ پیدا ہوا کہ 1 ارب 70 کروڑ پوڈ غلہ منڈیوں میں فروخت کے لئے بھیجا گیا۔ 1913ء میں زمینداروں، کولکوں اور کسانوں نے سب ملا کر جتنا غلہ منڈیوں میں بھیجا اس سے یہ کم از کم 40 کروڑ پونڈ زیادہ تھا۔

زراعت کی صرف ایک ہی شاخ یعنی مویشیوں کی افزائش نسل میں ترقی کی رفتار بہت سست تھی اور جنگ کے پہلے کے معیار سے کم تھی۔

جہاں تک زراعت میں اجتماعیت کا تعلق تھا، یہ کام تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ کسان گھرانوں کی

---

[1] ایک پوڈ 36 پونڈ کے برابر ہوتا ہے۔

[2] یورپ میں چقندر سے شکر بنائی جاتی ہے۔

کل تعداد جس نے 1937ء تک اجتماعی کاشت میں شرکت کی تھی 1 کروڑ 85 ہزار تھی، یا کل کسان گھرانوں کی تعداد کا 93 فیصدی۔ اناج کی کاشت کے کل رقبے میں سے 99 فیصدی پر اجتماعی کاشت ہوتی تھی۔

زراعت کی دوبارہ تعمیر اور بڑے پیمانے پر زراعتی مشین اور ٹریکٹر مہیا کرنے کی پالیسی بارآور ہوئی۔

صنعت اور زراعت کی دوبارہ تعمیر کی تکمیل کی وجہ سے قومی معاشی نظام کی ہر شاخ کے لئے بہترین طریقے اور جدید ترین مشینیں استعمال ہونے لگی تھیں۔ صنعت، زراعت، ذرائع نقل و حرکت، فوج، سب ہی کے لئے بہت بڑی تعداد میں جدید ترین سامان مہیا کر دیا گیا تھا۔ مشینیں، مشین سازی کے آلات، ٹریکٹر، زرعی مشینیں، ریل کے انجن، جہاز، توپیں، ٹینک، ہوائی جہاز، جنگی جہاز وغیرہ سب ہی کچھ مہیا کر دیا گیا۔ ہزاروں ایسے سیکھے ہوئے آدمی درکار تھے جو اس تمام سامان کو استعمال کر سکیں اور اس سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔ بغیر ایسے آدمیوں کی کافی تعداد کے جو فنی مہارت رکھتے ہوں، یہ خطرہ تھا کہ تمام سامان اور محنت ضائع ہو جائے گی۔ یہ ایک بڑا خطرہ تھا اور اس وجہ سے تھا کہ ایسے سیکھے ہوئے کاریگروں کی تعداد جو اس سامان کو پورا استعمال کر سکیں، اتنی تیزی سے نہیں بڑھ رہی تھی۔ جتنی تیزی سے جدید سامان کی پیداوار بڑھ رہی تھی۔ معاملات اس وجہ سے اور بھی پیچیدہ ہو گئے کہ اکثر صنعتی انتظامی مجلسوں نے اس خطرے کا احساس نہیں کیا اور یہ سمجھتے رہے کہ نئی تعلیم سے خود ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ جہاں پہلے وہ اس چیز کی اہمیت ضرورت سے گھٹاتے اور اسے حقارت سے دیکھتے تھے۔ اب انہوں نے اس کی اہمیت ضرورت سے زیادہ بڑھا دی اور اسے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ انہوں نے یہ احساس نہیں کیا کہ بغیر ان لوگوں کے جنہوں نے فنی مہارت حاصل کی فنی تعلیم فی نفسہٖ بیکار چیز تھی، وہ یہ نہ سوچ سکے کہ فنی تعلیم کو خوب بارآور کرنے کے لئے ان آدمیوں کی ضرورت ہے جو فن میں مہارت رکھتے ہوں۔

چنانچہ فنی مہارت حاصل کرنے والے کارکنوں کا سوال نہایت اہم ہو گیا۔ وہ انتظامی مجلسیں جنہوں نے فنی علوم کے لئے بہت جوش دکھایا تھا، اور سیکھے ہوئے آدمیوں اور کام کرنے والوں کی اہمیت کا احساس نہیں کیا تھا، ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانے کی ضرورت تھی کہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو فنی تعلیم دی جائے تاکہ وہ فنی ترقی سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

ہرگاہ کہ سابقاً، دوبارہ تعمیر کے دور کی ابتداء میں، جبکہ ملک میں فنی تعلیم کی کمی تھی، پارٹی نے یہ نعرہ اٹھایا کہ "تعمیر نو کے دور میں فنی تعلیم پر سب کچھ منحصر ہے" اب جبکہ فنی تعلیم کافی ہو گئی تھی جبکہ تعمیر نو کا کام قریب قریب پورا ہو چکا تھا، اور جبکہ ملک میں سیکھے ہوئے آدمیوں اور کاریگروں کی کمی محسوس ہو رہی تھی، پارٹی کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ ایک نیا نعرہ اٹھایا جائے تاکہ عوام کی توجہ اس قدر فنی تعلیم پر نہیں بلکہ سیکھنے والوں اور ان لوگوں پر جو اس تعلیم کو پوری طرح استعمال کر سکیں۔ مرتکز کی جائے۔

اسی سلسلے میں کامریڈ اسٹالن نے سرخ فوج کی اکیڈمی کے گریجویٹوں کے سامنے مئی 1935ء میں جو تقریر کی اس کی اس ضمن میں نہایت اہمیت ہے۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا:

"پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے کہ فنی تعلیم پر ہر چیز کا فیصلہ ہے۔ اس نعرے کی مدد سے فنی مہارت میں جو کمی تھی ہم اس کو دور کر سکے، اور جدید ترین اور فنی اعتبار سے بہترین سامان ہر شعبے کے لئے مہیا کر سکے۔ یہ ایک نہایت اچھی چیز ہے۔ لیکن یہ بالکل ناکافی ہے۔ فنی تعلیم سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جنہوں نے فنی مہارت حاصل کر لی ہو۔ ایسے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ جو اسے بہترین طریقوں سے پوری طرح استعمال کر سکیں۔ ان آدمیوں کے بغیر جو فنی مہارت حاصل کریں، یہ بیکار شے ہے۔ جو لوگ فنی مہارت حاصل کر چکے ہیں، ان فنون سے معجزے دکھا سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اوّل درجے کے کارخانوں اور ملوں میں، سرکاری اور اجتماعی کھیتوں میں اور ہماری سرخ فوج میں اس قسم کے کافی آدمی موجود ہوں جو اس مہارت سے پورا فائدہ اٹھا سکیں تو اس وقت کے مقابلے میں ہمارا ملک تگنی چوگنی ترقی کر سکتا ہے، اس لئے اب ہم سب سے زیادہ ان آدمیوں اور کام کرنے والوں پر زور دیتے ہیں جنہوں نے فنی مہارت حاصل کر لی ہے اس لئے ہمیں اپنا پرانا نعرہ کہ فنی مہارت ہر چیز کا فیصلہ ہے، جو ایسے زمانے میں اٹھایا گیا تھا جبکہ ملک میں فنی تعلیم اور مہارت کا قحط تھا چھوڑ کر ایک نیا نعرہ اختیار کرنا چاہئے کہ کارکنوں پر سب

کچھ منحصر ہے، اس زمانے میں یہی چیز سب سے اہم ہے۔"

"اب وقت آچکا ہے کہ یہ محسوس کیا جائے کہ دنیا کے پاس جو سب سے قیمتی سرمایہ ہے جو سب سے زیادہ فیصلہ کن ہے، وہ انسان ہیں، وہ کام کرنے والے ہیں، یہ سمجھ کر لینا چاہئے کہ ہمارے ملک کی موجودہ حالت میں "کارکنوں پر سب کچھ منحصر ہے" اگر ہماری صنعتوں، زراعت، نقل و حرکت کے ذرائع اور فوجوں میں اچھے کارکنوں کی تعداد کافی ہو تو ہمارے ملک کو کوئی شکست نہیں دے سکتا اگر ہمارے پاس ایسے کارکن نہ ہوئے تو ہم شکست پا رہیں گے۔"

اس طرح اس زمانے کا بنیادی فریضہ یہ تھا کہ تیزی سے لوگوں کو فنی تعلیم دی جائے، تاکہ وہ لوگ جلد ہی فنی مہارت حاصل کر لیں اور پیداوار بڑھا سکیں۔

سیکھے ہوئے آدمیوں کی تعداد میں اضافہ کی سب سے نمایاں مثال، ہمارے لوگوں کا جدید طریقوں پر مہارت حاصل کرنے اور زیادہ پیدا کرنے کی صلاحیت بڑھانے کا سب سے زیادہ اظہار استاخنوف کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اس تحریک کی ابتداء اور ترقی ڈونیٹز ی وادی میں کوئلے کی صنعت میں ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ دوسری صنعتوں میں پھر ریلوے اور زراعت میں بھی پھیل گئی۔ اس تحریک کا نام اس کے موجد کے نام پر پڑا۔ اس کا موجد الیکسی استاخنوف وسطی ارمینو کوئلے کی کان میں (ڈونیٹز کی وادی) کوئلہ کھودتا تھا۔ استاخنوف کے پہلے نکیتا آئزدکوف نے اکیلے سب سے زیادہ کوئلہ کھودنے کا نام پیدا کر لیا تھا۔ 31۔ اگست 1935ء کو استاخنوف نے ایک دور میں 102 ٹن کوئلہ کھودا جو کہ مقرر معیار کا چودہ گنا تھا، اس سے مزدوروں اور اجتماعی کاشتکاروں کی ایک تحریک عامہ شروع ہو گئی کہ پیداوار کا معیار بڑھایا جائے اور ہر شخص کی پیداوار کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے۔ بُسی گن نے موٹر کے کارخانے میں اسمیتین نے جوتے کے کارخانے میں، کری ونوس نے ریل میں اسنسکی نے ریل میں یعقدوکیا ونوگرادووا اور ماریا ونوگرادووا نے پارچہ بانی میں، ماریا دیمچنکو، ماریا گناتینکو، پی انجلینا، پولاگیتن، کولینوف، بورن اور کورواک نے زراعت میں، اس تحریک کے سلسلے میں سب سے پہلے نام پیدا کیا۔

ان کے بعد دوسرے لوگ آئے جنہوں نے اس تحریک کی رہنمائی کی اور پیداوار کی

صلاحیت بڑھانے کے معاملے میں اگلے رہنماؤں سے بھی بڑھ گئے۔

استاخنوفیوں کی پہلی کل یونین کانفرنس نے جو کریملن میں نومبر 1935ء میں منعقد ہوئی اور کامریڈ اسٹالن کی اس تقریر نے جو انہوں نے اس کانفرنس میں کی اس تحریک میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ کامریڈ اسٹالن نے کہا:

"استاخنوف تحریک اشتراکی سبقت خواہی کی ایک نئی اور بلند تر لہر کا اظہار ہے .... پہلے کوئی تین برس ہوئے اشتراکی سبقت خواہی کے پہلے دور میں یہ جذبہ لازماً نئے طریقوں سے وابستہ نہ تھا۔ اس زمانے میں ہمارے یہاں بہت کم جدید طریقے اور سامان استعمال ہوتے تھے اشتراکی سبقت خواہی کا موجودہ دور یعنی استاخنوف تحریک، خلاف اس کے، جدید ترین طریقوں، اور سامان سے متعلق ہے۔ ان نئے طریقوں اور نئی مشینوں کے بغیر استاخنوف تحریک کا تصور ہی محال ہے۔ ہمارے پیش نظر بہت سے لوگ ہیں جیسے کامریڈ استاخنوف، بُسی گن، اسمیتن، کری ونوس، ونوگرادووا وغیرہ اور بہت سے دوسرے کام کرنے والے مرد اور عورت جنہوں نے اپنے کام کے جدید ترین طریقوں پر مہارت حاصل کر لی ہے اس پر قابو پا لیا ہے، اور اسے آگے بڑھا دیا ہے۔ تین برس پہلے ہمارے پاس ایسے لوگ نہ تھے۔ استاخنوف تحریک کی اہمیت یہ ہے کہ یہ پرانے فنی معیار ختم کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ ناکافی ثابت ہو چکے ہیں اور اس نے بعض موقعوں پر ایسے معیار پیداوار کی صلاحیت کے قائم کر دیئے ہیں جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک سے بھی زیادہ ہیں۔ اس طرح یہ تحریک ہمارے ملک میں اشتراکیت کے زیادہ استحکام کے عملی امکانات قائم کر رہی ہے اور اس بات کا امکان پیدا کر رہی ہے کہ ہمارا ملک تمام ممالک کے مقابلے میں زیادہ خوشحال ہو جائے۔"

استاخنوفیوں کے کام کے طریقے بیان کرتے ہوئے اور ہمارے ملک کے مستقبل کے لئے اس تحریک کی زبردست اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے کہا:

''ہمارے ان ساتھیوں، استاخنوفیوں کو، ذرا غور سے دیکھئے یہ لوگ کس قسم کے لوگ ہیں؟ یہ لوگ عام طور پر نوجوان یا ادھیڑ عمر کے کام کرنے والے مرد اور عورتیں ہیں جو مہذب ہیں اور فنی تعلیم سے پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ جو اپنا کام اس طرح کرتے ہیں کہ وہ ذرہ برابر بھی غلطی یا فرق پیدا نہیں ہوتا۔ جو کام میں وقت بچانے کی اہمیت محسوس کرتے ہیں، اور کام میں نہ صرف منٹوں کا شمار کرتے ہیں بلکہ سیکنڈ بھی گنتے ہیں۔ ان تمام لوگوں نے کم از کم وہ فنی تعلیم حاصل کر لی ہے جو ضروری ہے، اور اپنے آئندہ تعلیم جاری رکھنے میں یہ لوگ مدافعت پرستی اور جمود کا شکار نہیں ہیں جیسا کہ بعض انجینئروں یا کاروباری انتظامی مجلسوں کا حال ہے۔ یہ لوگ بے دھڑک آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ ہمارے صنعتی رہنماؤں نے معاشی خاکے کام کرنے کی قابلیت کے مطابق قائم کئے ہیں، ان میں یہ ترمیمیں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اکثر انجینئروں اور ماہروں کی غلطیوں کو سمجھا دیتے ہیں، ان کی اسکیموں کو بہتر کر دیتے ہیں، کبھی کبھی انہیں سکھاتے بھی ہیں اور آگے بڑھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے کام اور اس کے طریقوں پر عبور حاصل کر لیا ہے، اور فنی ہنر سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ آج استاخنوفیوں کی تعداد پھر بھی کم ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا کہ کل ان کی تعداد دس گنی ہو جائے گی ____ کیا یہ ظاہر نہیں ہے کہ استاخنوفی ہمارے صنعتوں میں ایک نیا رنگ پیدا کر رہے ہیں۔ استاخنوف تحریک ہی ہماری صنعتوں کے مستقبل کی تشکیل کرے گی، اور اس میں مزدور طبقے کی آئندہ تہذیبی اور فنی ترقی کے جراثیم ہیں اور یہ ہمیں ایک ایسی شاہ راہ دکھاتی ہے جس سے ہم محنت سے پیداوار بڑھانے کی صلاحیت بہت زیادہ بڑھا سکیں گے یہ محنت اور پیداوار کی ترقی اشتراکیت سے کمیونزم کی طرف جانے کے لئے اور دماغی و جسمانی مشقت کی تفریق رفع کرنے کے لئے ضروری ہے۔''

استاخنوف تحریک کے پھیلنے سے اور دوسرے ''پنج سالہ لائحہ عمل'' کے قبل از وقت ختم ہو جانے سے محنت کش عوام کے مالی اور تہذیبی معیار کے زیادہ بلند ہونے کے حالات پیدا ہو گئے۔

''دوسرے پنج سالہ لائحہ عمل'' کے زمانے میں مزدوروں اور دفتر کے ملازمین کی حقیقی تنخواہ دوگنی سے زیادہ ہو گئی۔ 1933ء میں تنخواہیں کل ملا کر 34 ارب روبل تھیں۔ 1937ء میں بڑھ کر 81 ارب روبل ہو گئیں۔ سرکاری سماجی بیمہ فنڈ اسی زمانے میں 14 ارب 60 کروڑ روبل سے بڑھ کر 5 ارب 60 کروڑ روبل ہو گیا۔ 1937ء میں سال ہی بھر میں مزدوروں اور دوسرے سرکاری ملازمین کے سرکاری بیمے پر ان کی رہن سہن کی حالت بہتر کرنے پر، ان کی تہذیبی ضروریات پر، اسپتالوں پر، صحت بخش مقامات پر، اور طبی امداد پر، 10 ارب روبل صرف کئے گئے۔

دیہاتوں میں اجتماعی کاشت کا نظام مستحکم ہو چکا ہے، اس کام میں اجتماعی کھیتوں کے منتخب کام کرنے والوں کی دوسری کانگریس منعقدہ فروری 1935ء کے منظور شدہ زراعتی آرٹیل کے ضوابط سے اور جس زمین پر اجتماعی کھیت تھے ان کا دائمی حق ملکیت قائم کر دینے سے بہت مدد ملی۔ اجتماعی کاشت کے رواج کے استحکام نے دیہاتی آبادی کی عسرت اور بے اطمینانی کا خاتمہ کر دیا۔ تقریباً تین سال پہلے اجتماعی کاشتکاروں کو ایک دن کی محنت کے عوض میں ایک یا دو کلوگرام فی کس ملتا تھا۔ اب غلہ پیدا کرنے والے علاقوں میں زیادہ تر اجتماعی کاشتکاروں کو ایک دن کی محنت کے معاوضے میں 5 سے لے کر 12 کلوگرام اناج فی کس ملتا تھا اور کبھی کبھی 20 کلوگرام بھی ملتا تھا۔ اس کے علاوہ دوسری پیداوار کی چیزیں اور رقم بھی ملتی تھی، اناج پیدا کرنے والے علاقوں میں اب لاکھوں اجتماعی کاشت کرنے والے گھرانے ایسے تھے جن کو سالانہ 500 سے لے کر 500 پوڈ اناج ملتا تھا، اور اس کے علاوہ روئی، چقندر، سَن، مویشی، انگور، سنترہ، موسمی وغیرہ، اور ترکاری کی کاشت کے علاقوں میں ہزاروں روبل سالانہ کی آمدنی ہوئی تھی، اجتماعی کاشتکار خوشحال ہو گئے تھے، اجتماعی کاشت کرنے والے گھرانوں کو اب خاص فکر اس بات کی تھی کہ نئے کھلیان اور غلے کے گودام بنائے جائیں، کیونکہ پرانے گودام جو اگلے زمانے کی قلیل پیداوار رکھنے کی غرض سے بنائے تھے اب پیداوار کا دسواں حصہ رکھنے کے لئے بھی ناکافی تھے۔

1936ء میں عوام کا معیار زندگی بڑھ جانے کی وجہ سے حکومت نے حمل گرانا ممنوع قرار دیدیا اور ساتھ ہی ساتھ زچگی کے اسپتالوں، گود کے بچوں کی پرورش گاہوں، دودھ پلانے کے

مرکزوں اور چھوٹے بچوں کی تربیت گاہوں کی بڑے پیمانے پر تعمیر کا پروگرام شروع ہوا۔ 1936ء میں ان مصارف کے لئے 2174,000000 روبل منظور ہوئے (اس کے برخلاف 1935ء میں صرف 875,000,000 روبل صرف کئے گئے تھے) ایک قانون یہ منظور کیا گیا کہ کثیر العیال خاندانوں کو کافی گذارے دیئے جائیں۔ اس قانون کے تحت میں 1937ء میں 1 ارب روبل سے زیادہ گذاروں میں تقسیم کئے گئے۔

ہر شخص کے لئے لازمی تعلیم حاصل کرنے کے قانون کی وجہ سے اور نئے اسکولوں کے بن جانے سے عوام نے نہایت تیزی سے تہذیبی ترقی کی، ملک بھر میں بہت بڑی تعداد میں اسکول قائم کئے گئے۔ ابتدائی اور درمیانی اسکولوں میں طالبعلموں کی تعداد جو 1914ء میں صرف 80 لاکھ تھی اب 37-1936ء میں 2 کروڑ 80 لاکھ ہوگئی۔ اسی زمانے میں یونیورسٹی کے طالبعلموں کی تعداد 112000 سے بڑھ کر 542000 ہوگئی۔

یہ بالکل ایک تہذیبی انقلاب تھا۔

عوام کی مالی اور تہذیبی حالت کی ترقی ہمارے سویت انقلاب کی طاقت واستحکام کا اور اجیت ہونے کا مظاہرہ تھا۔ ماضی میں انقلاب اس وجہ سے تباہ ہوگئے کہ انہوں نے عوام کو آزادی تو دی لیکن ان کی مالی اور تہذیبی حالت بہتر نہ کی۔ یہی ان کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ ہمارا انقلاب ان تمام انقلابات سے اس بات میں مختلف ہے کہ اس نے نہ صرف عوام کو زارشاہی اور سرمایہ داری کی قید سے آزاد کیا بلکہ عوام کے رہن سہن اور ان کی تہذیب کے معیار کو بلند کیا۔ اسی میں ہمارے انقلاب کے مستحکم اور اجیت ہونے کا راز پوشیدہ ہے۔ کامریڈ اسٹالن نے استاخنوفیوں کی پہلی کل یونین کانگرس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

> ''دنیا کے انقلابوں میں صرف ہمارا پرولتاری انقلاب ہی ہے جو عوام کو نہ صرف سیاسی بلکہ معاشی نتیجے بھی دکھا سکا۔ مزدوروں کے تمام انقلابوں میں ہماری دانست میں صرف ایک ہی انقلاب تھا جو سیاسی طاقت پر قبضہ حاصل کر سکا۔ وہ پیرس کیمون [1] کا انقلاب تھا۔ لیکن اس کی مدت حیات

[1] 18 مارچ 1871ء کو فرانس کی سرمایہ دار حکومت کو معزول کر کے مزدوروں نے ''پیرس کیمون'' کے نام سے اپنی حکومت قائم کر دی تھی۔

> بہت کم تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے سرمایہ داری کی زنجیروں کو توڑنے کی کوشش کی لیکن اسے اتنا وقت نہ مل سکا کہ ان بندشوں کو ختم کر سکتی۔ اور ظاہر ہے کہ اس کو موقع ہی نہ تھا کہ عوام کو انقلاب کے معاشی فوائد کا نمونہ دکھایا جا سکتا۔ یہ صرف ہمارا ہی انقلاب ہے جس نے سرمایہ داری کی بندشوں کو توڑ کر عوام کو آزاد کیا۔ بلکہ ایسے حالات بھی پیدا کر سکا جن میں عوام خوش حالی سے زندگی بسر کر سکیں۔ ہمارے انقلاب کے مستحکم اور اجیت ہونے کا راز اسی میں مضمر ہے۔''

3۔ سویتوں کی آٹھویں کانگرس۔ سویت یونین کے نئے دستور اساسی کا نفاذ۔

فروری 1935ء میں سویت یونین کی سویتوں کی ساتویں کانگرس نے یہ فیصلہ کیا کہ سویت یونین کا جو دستور اساسی 1924ء میں منظور ہوا تھا اس کو تبدیل کر دیا جائے۔ دستور اساسی میں تبدیلی کرنے کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ 1924ء کے مقابلے میں جب کہ دستور نافذ کیا گیا تھا۔ سویت یونین کی زندگی میں بڑی تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ اس زمانے میں ملک میں طبقاتی تعلقات بالکل بدل گئے تھے، نئی اشتراکی صنعتیں قائم ہو چکی تھیں، کولک ختم کر دیئے گئے تھے، اجتماعی کاشت کا طریقہ کامیاب ہو چکا تھا، قومی معاشی نظام کی ہر شاخ میں پیدائش دولت کے ذرائع اشتراکی ملکیت ہو چکے تھے اور یہی اشتراکی ملکیت اب سویت سماج کا بنیادی اصول بن گئی تھی۔ اشتراکیت کی کامیابی کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ رائے دہندگی کے طریقے کو جمہوری اصولوں کے زیادہ مطابق بنایا جا سکے اور یہ بھی ممکن ہو گیا کہ پوری آبادی کو خفیہ طور پر براہ راست رائے دہندگی کا برابر کا حق مل سکے۔

سویت یونین کے نئے دستور اساسی کا مسودہ ایک دستور ساز کمیشن نے تیار کیا جو اس کام کے لئے کامریڈ اسٹالن کی صدارت میں قائم کیا گیا تھا۔ اس مسودہ پر ملک بھر میں مباحثہ کیا گیا۔ جو ساڑھے پانچ مہینے جاری رہا۔ اس کے بعد یہ سویتوں کی آٹھویں غیر معمولی کانگرس کے سامنے پیش کیا گیا۔

سویتوں کی آٹھویں کانگرس جو خاص کر اسی مقصد سے بلائی گئی تھی کہ اس مسودہ کو منظور کرے

میں منعقد ہوئی۔
یا مسترد کرے، نومبر 1936ء

نئے دستور کے مسودہ پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کامریڈ اسٹالن نے ان خاص تبدیلیوں کو
کی تجویز تھی۔
بتایا جو پرانے دستور میں کرنے

1924ء کا دستور اساسی نئی معاشی پالیسی کے ابتدائی دنوں میں منظور کیا گیا تھا۔ اس وقت سویت حکومت نے سرمایہ داری کو بھی اشتراکیت کی ترقی کے ساتھ بڑھنے کی اجازت دی تھی جبکہ دو نظاموں میں (یعنی اشتراکی اور سرمایہ داری) مقابلہ ہو رہا تھا سویت حکومت نے یہ خاکہ بنایا کہ اس مقابلے کے زمانے میں اشتراکی نظام کی معاشی معاملات میں جیت کی تنظیم کی جائے۔ یہ سوال ابھی تک طے نہ ہوا تھا کہ ''جیت کس کی ہوگی'' صنعتوں میں اب تک پرانی مشینیں اور پرانے طریقے تھے، صنعتی پیداوار اتنی بھی نہ ہوئی تھی جتنی جنگ کے پہلے تھی۔ زراعت میں اس سے بھی زیادہ زبون حالی تھی۔ انفرادی کھیتی کے وسیع ریگستان میں سرکاری فارم اور اجتماعی کھیت چھوٹے چھوٹے نخلستان ہی تھے۔ اس زمانے میں کولکوں کے ختم کر دینے کا سوال نہ تھا بلکہ صرف ان کی تعداد اور کارروائی محدود کرنے کا تھا۔ ملک بھر کی تجارت میں اشتراکی تجارت 50 فیصدی سے زیادہ نہ تھی۔

1936ء میں سویت یونین کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ اس وقت تک ملک کی معاشی زندگی میں زبردست تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ سرمایہ دار عناصر بالکل ختم ہو چکے تھے اور معاشی زندگی کے ہر زمرہ میں اشتراکی نظام کا بول بالا تھا۔ اب ایک زبردست اشتراکی صنعت قائم ہو چکی تھی۔ صنعتی پیداوار جنگ کے قبل کے مقابلے میں سات گنی ہو چکی تھی انفرادی صنعتیں ختم ہو چکی تھیں۔ جدید ترین مشینوں کی مدد سے اشتراکی طریقے پر کاشت اجتماعی اور سرکاری کھیتوں کی شکل میں، جو دنیا بھر کے مقابلے میں سب سے زیادہ بڑے پیمانے پر ہو رہی تھی، کامیاب ہو چکی تھی۔ 1936ء تک کولک بہ حیثیت ایک طبقے کے ختم کیے جا چکے تھے اور ملک کی معاشی زندگی میں انفرادی کاشت کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی تھی۔ تجارت کا سارا کاروبار سرکار یا امداد باہمی کی سوسائٹیوں کے ہاتھ میں تھا۔ ایک انسان کا دوسرے انسان پر استحصال ختم ہو چکا تھا۔ ملک کی معاشی زندگی کی ہر شاخ میں نئے اشتراکی نظام کی بنیادیں ہی پیدائش دولت کے ذرائع پر مجموعی اشتراکی قبضہ ہونے پر تھیں۔ نئے اشتراکی سماج میں بحران، مفلسی، بے روزگاری، بدحالی، سب کچھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکے

تھے۔ اس بات کے حالات پیدا ہو چکے تھے کہ سویت سماج کے تمام انسان ایک خوشحال اور مہذب زندگی بسر کر سکیں۔

کامریڈ اسٹالن نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ سویت یونین کی آبادی کی طبقاتی تشکیل بھی اسی کے مطابق تبدیل ہو چکی تھی۔ زمینداروں اور پرانے سامراجی سرمایہ داروں کا طبقہ خانہ جنگی کے دوران ہی میں ختم ہو چکا تھا۔ اشتراکی تعمیر کے دور میں بقیہ تمام استحصال کرنے والے عناصر، سرمایہ دار، سوداگر، کولک اور منافع خور بھی ختم کر دیئے گئے تھے۔ ان طبقوں کا ایک بہت ہی چھوٹا سا حصہ کچلنے سے بچ گیا تھا، اور وہ بھی مستقبل قریب ہی میں ختم کیا جانے والا تھا۔

سویت یونین کے محنت کش عوام یعنی کسانوں، مزدوروں، اور اہل علم کی حالت میں بھی اشتراکی تعمیر کے زمانے میں بہت بڑی تبدیلی ہو چکی تھی۔

مزدوروں کا طبقہ اب مظلوم نہ تھا کہ جس کا پیدائش دولت کے ذرائع پر کوئی قبضہ نہ ہو، جیسا کہ سرمایہ داری کے زمانے میں تھا۔ اس نے سرمایہ داری ختم کر دی تھی۔ سرمایہ داروں سے پیداوار کے ذرائع چھین کر انہیں عوام کی ملکیت بنا دیا تھا۔ یہ اب اپنے قدیم معنی کے مطابق ''پرولتاریت'' رہا ہی نہیں تھا۔ سویت یونین کی پرولتاریت جس کے ہاتھ میں اب حکومت کی باگ ڈور تھی، تبدیل ہو کر ایک بالکل نیا طبقہ ہو گیا تھا۔ یہ ایک ایسا مزدور طبقہ تھا جو استحصال کی مصیبت سے نجات حاصل کر چکا تھا، جس نے سرمایہ دارانہ معاشی نظام ختم کر دیا تھا، اور ذرائع پیداوار پر اشتراکی ملکیت قائم کر دی تھی اس لئے یہ ایک ایسا مزدور طبقہ تھا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

سویت یونین کے کسانوں کی حالت میں بھی اس سے کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئی تھیں۔ پرانے زمانے میں بیس لاکھ سے زیادہ انفرادی کاشت کرنے والے گھران، اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتوں پر الگ الگ کھیتی کرتے تھے اور نہایت پرانی وضع کے اوزار استعمال کرتے تھے۔ ان پر زمیندار، کولک، سوداگر، منافع خور اور ساہوکار سب ہی ظلم کرتے تھے۔ لیکن اب سویت یونین میں کسانوں کا ایک بالکل مختلف طبقہ نمودار ہو گیا تھا۔

اب کسانوں پر مظالم کرنے کے لئے نہ زمیندار تھے، نہ کولک، نہ سوداگر تھے اور نہ مہاجن۔ کسان گھرانوں کی بہت بڑی اکثریت نے اجتماعی کاشت میں شرکت کر لی تھی۔ اجتماعی کھیتی کا انحصار پیدائش دولت کے ذرائع پر انفرادی ملکیت پر نہیں بلکہ اجتماعی ملکیت پر تھا۔ جو اجتماعی

مشقت کا نتیجہ تھی۔ کسانوں کا یہ طبقہ بالکل نئی وضع کا تھا، یہ ہر قسم کے استحصال سے نجات حاصل کر چکا تھا۔ کسانوں کا یہ ایک ایسا طبقہ تھا جس کی مثال صفحات تاریخ میں نہیں ملے گی۔

سویت یونین کے اہل علم طبقے میں بھی تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ اب ایک نیا تعلیم یافتہ طبقہ قائم ہو چکا تھا۔ اس کے زیادہ تر اراکین یا تو کسان گھرانوں کے افراد تھے اور یا مزدور۔ پرانے تعلیم یافتہ طبقے کی طرح یہ سرمایہ داری کی خدمت نہیں کرتے تھے بلکہ اب یہ اشتراکیت کو فروغ دینے کے لئے کوشاں تھے اشتراکی سماج کی مساوی رکنیت انہیں حاصل تھی۔ مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ تعلیم یافتہ لوگ بھی ایک نیا اشتراکی سماج تعمیر کر رہے تھے۔ یہ اہل علم حضرات نئی وضع کے تھے جو عوام کی خدمت کرتے تھے، اور تمام استحصال سے بری تھے۔ ایسے تعلیم یافتہ طبقے سے ماضی کی تاریخ واقف نہ تھی۔

اس طرح محنت کشوں میں طبقاتی تفریق کی لکیریں سویت یونین میں مٹ رہی تھیں۔ پرانے وقتوں کی طبقاتی تفرقہ پروری غائب ہو رہی تھی۔ مزدوروں اور کسانوں میں اور تعلیم یافتہ طبقوں میں جو پہلے کی معاشی اور سیاسی کشمکش تھی وہ گھٹ رہی تھی اور مٹتی جاتی تھی۔ سماج کے سیاسی اور اخلاقی اتحاد کی بنیادیں نصب ہو رہی تھیں۔

سویت یونین کی زندگی کی یہ زبردست تبدیلیاں، اشراکیت کے یہ فیصلہ کن کارنامے نئے دستور اساسی میں منعکس تھے۔

نئے دستور اساسی کے مطابق سویت سماج دو دوستانہ طبقوں پر مشتمل تھا، کسان اور مزدور۔ دونوں میں طبقاتی فرق ابھی تک قائم ہے۔ سویت یونین مزدوروں اور کسانوں کی اشتراکی ریاست ہے۔

سویت یونین کی سیاسی بنیادی محنت کش عوام کے نمائندوں کی سویتوں پہ ہے جو کہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کی تباہی اور مزدور راج کے کارناموں کی وجہ سے بڑھیں اور مضبوط ہوئیں۔

سویت یونین میں تمام سیاسی طاقت شہروں اور دیہاتوں کے محنت کش عوام کے ہاتھ میں مرتکز ہے جن کی ترجمانی محنت کش عوام کے نمائندوں کی سویتیں کرتی ہیں۔

سویت یونین میں بلند ترین سیاسی جماعت ''سویت یونین کی سپریم سویت'' (مجلس اعلیٰ) ہے۔

یہ سپریم سویت دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ یونین کی سویت اور قوموں کی سویت۔ ان کا چناؤ سویت یونین کے تمام باشندے کرتے ہیں، اور ان کی میعاد چار برس ہے۔ اس چناؤ میں حصہ لینے کا ہر بالغ کو برابر کا حق ہے۔ انتخاب راست ہوتا اور ووٹ خفیہ طور پر دیا جاتا ہے۔

سویت یونین کی سپریم سویت اور اس کے علاوہ بقیہ تمام سویتوں کے لئے انتخاب میں حصہ لینے کا حق ہر شخص کو ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ سویت یونین کے تمام باشندے جن کی عمر 18 برس سے زیادہ ہے بغیر قوم، مذہب، معیار تعلیم، سکونت، خاندان، جائیداد یا ماضی کے چال چلن کی تفریق کے بغیر انتخابات میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہیں، اور منتخب کئے جاسکتے ہیں، صرف وہی لوگ اس حق سے مستثنیٰ ہیں جو یا تو پاگل ہیں اور یا عدالتوں نے انہیں یہ سزا بھی دی ہے کہ ان کا حق رائے دہندگی ضبط کرلیا جائے۔

نمائندوں کے چناؤ میں برابری کا اصول برتا جاتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کو ایک ووٹ دینے کا حق ہے اور انتخابات میں تمام باشندے مساوات کے اصول کے مطابق رائے دیتے ہیں۔

نمائندوں کے انتخابات راست ہوتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ محنت کش عوام کے نمائندوں کی تمام سویتوں کا انتخاب چاہے وہ دیہات یا شہر کی سویت ہو، اور یا سپریم سویت، سب ہی کا انتخاب باشندوں کے براہ راست ووٹ سے ہوتا ہے۔

سویت یونین کی سپریم سویت کے دونوں ایوانوں کے مشترک جلسے میں سپریم سویت کی مجلس صدارت اور سویت یونین کے عوامی کمیساروں کی کونسل کا انتخاب ہوتا ہے۔

سویت یونین کی معاشی بنیادیں اشتراکی معاشی نظام اور ذرائع پیدائش دولت کی اشتراکی ملکیت پر ہے۔ سویت یونین میں اس اشتراکی اصول پر عمل ہوتا ہے کہ ہر شخص سے اس کی استعداد کے مطابق، ہر شخص کو اس کی محنت کے مطابق۔

سویت یونین کے تمام باشندوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ کام کرے، آرام کرے، فرصت کا وقت پائے، تعلیم حاصل کرے، اور ضعیفی، بیماری، جسمانی معذوری کی حالت میں گزارا پائے۔

عورتوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔

سویت یونین کے تمام باشندوں کی مساوات بلاتفریق نسل وقومیت ایک اٹل قانون ہے۔

عقیدے کی آزادی اور مذہب کے خلاف پرچار کرنے کی آزادی بھی ہر شخص کو حاصل ہے۔

اشتراکی سماج کو مضبوط کرنے کے لئے دستور اساسی کے مطابق ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ عوامی اداروں میں شرکت کر سکے اور ان کی تشکیل کر سکے۔ کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسرے شخص کو جسمانی ایذا پہنچائے۔ کسی کی حکومت میں کوئی دخل نہیں دے سکتا، اور نہ کوئی شخص ذاتی مراسلت کو کھول کر پڑھ سکتا ہے۔ ان تمام غیر ملکی باشندوں کو جو محنت کش عوام کی خدمت، یا سائنٹیفک سرگرمی، یا قومی جدوجہد میں حصہ لینے کی وجہ سے حکومتوں کا شکار ہوئے ہیں، یہ حق حاصل ہے کہ وہ سویت یونین میں پناہ گزیں ہوسکیں۔

نئے اساس نے سویت یونین کے تمام باشندوں پر اہم فرائض بھی عائد کئے جاسکتے ہیں۔ ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ قوانین کی پابندی کرے محنت کش کی ڈسپلن برقرار رکھے، ایمانداری سے پبلک فرائض ادا کرے، اشتراکی ملت کے ضوابط کی خلاف ورزی نہ کرے، اشتراکی عوامی ملکیت کو مضبوط بنائے، اور اس کا تحفظ کرے اور اشتراکی وطن کا دفاع کرے۔

''وطن کا دفاع سویت یونین کے ہر باشندے کا متبرک فرض ہے۔''

باشندوں کے اس حق کے متعلق کے وہ انجمنوں کی تشکیل کر سکتے ہیں، دستور کی ایک دفعہ میں یہ تحریر ہے کہ

> ''مزدور طبقے اور محنت کش عوام کے جو سب سے زیادہ سرگرمِ عمل اور سیاسی شعور رکھنے والے باشندے ہیں وہ سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) میں شریک ہوتے ہیں۔ جو کہ اشتراکی نظام کو مستحکم کرنے اور اسے فروغ دینے کی جدوجہد میں محنت کش طبقوں کا ہراول دستہ ہے اور جو محنت کشوں کے تمام اداروں میں چاہے وہ پبلک ہوں یا سرکاری، رہنما عنصر ہے۔''

سویتوں کی آٹھویں کانگرس نے بالاتفاق آرا سویت یونین کے مجوزہ دستور اساسی کو منظور کیا۔

اس طرح سویت ملک کو ایک نیا دستور اساسی مل گیا جو اشتراکیت کی فتح اور مزدوروں اور

کسانوں کی جمہوریت پر مبنی تھا۔

اس نئے دستور اساسی نے اس زبردست واقعہ کا قانونی اظہار کیا کہ سویت یونین، ترقی کی ایک نئی منزل میں داخل ہوگیا۔ وہ منزل جس میں اشتراکی سماج کی تعمیر کی تکمیل کی جائے اور رفتہ رفتہ ایک کیمونسٹ سماج کی طرف قدم اٹھایا جائے جس میں زندگی کا نمایاں اصول وہ کیمونسٹ اصول ہو کہ ''ہر شخص سے اس کی استعداد کے مطابق، ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مطابق۔''

4۔ ملک سے غداری، جاسوسی اور توڑ پھوڑ کرنے والے ٹراٹسکی اور بخارن کے گروہ کے پسماندگان کی تحلیل۔ سویت یونین کی سپریم سویت کے انتخاب تیاریاں۔ پارٹی کے اندر وسیع پیمانے پر جمہوریت کے اصول کا پارٹی کی روش ہونا۔ سپریم سویت کا چناؤ۔

1937ء میں بخارن اور ٹراٹسکی کے گروہ کے شیطانی جرائم کے بارے میں نئے واقعات کا انکشاف ہوا۔ پایاتکوف، رادیک وغیرہ کے مقدمے سے، تخاچیفسکی یاکیر وغیرہ کے مقدمے سے اور آخر میں بخارن، رائیکوف، کریستنسکی، روزن گولتز وغیرہ کے مقدمے سے یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ بخارن اور ٹراٹسکی کے ساتھی بہت دنوں سے اس غرض سے ایک دوسرے سے مل گئے تھے کہ عوام کے دشمنوں کا ایک متحدہ گروہ بنائیں۔ یہ لوگ رجعت پسندوں اور ٹراٹسکی کے پیروکاروں کے گروہ کی حیثیت سے سرگرمی دکھاتے تھے۔

ان مقدموں نے یہ دکھایا کہ یہ ننگ انسانیت عوام کے دشمنوں یعنی ٹراٹسکی، زنوویف، اور کامنیف سے مل کر اکتوبر کے اشتراکی انقلاب کے اوائل ہی سے لینن، پارٹی اور سویت ریاست کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ ان سازشوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں: 1918ء کی ابتداء میں بریسٹ لٹوفسک کے صلح نامے میں دخل اندازی۔ لینن کے خلاف سازش اور ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں سے مل کر لینن، اسٹالن اور سویردلوف کی گرفتاری اور قتل کی کوشش (موسم بہار 1918ء) 1918ء کی گرمی کے موسم میں لینن پر گولی سے بدمعاشانہ حملہ جس سے وہ زخمی بھی ہوا۔ اسی زمانے میں ''انتہا پسند'' اشتراکی انقلابیوں کی بغاوت۔ 1921ء میں اس بات کی دیدہ ودانستہ کوشش کہ

پارٹی کے اندرونی اختلافات کو خوب بڑھا دیا جائے تاکہ پارٹی کے اندر ہی سے لینن کی قیادت ختم کر دی جائے۔ لینن کی علالت اور اس کے موت کے بعد یہ کوشش کہ پارٹی کی رہنمائی ختم کر دی جائے۔ سرکاری رازوں کو دوسروں پر عیاں کر دینا اور غیر ملکی جاسوسی محکمے کو جاسوسی سے ملکی اطلاعات پہنچانا، کروف کا جارحانہ قتل، توڑ پھوڑ اور دھماکے کروانے کی کارروائی۔ منزنسکی، کوئی بیشیف، اور گورکی کا قتل۔ یہ پتہ چلا کہ یہ تمام اور اسی قسم کے دوسری بدمعاشیاں یا تو ٹراٹسکی، زنوویف، کامنیف، نجارن، رائیکوف اور ان کے پٹھوؤں کے اکسانے سے ہوئی تھیں، یا ان کے مشورے سے اور یہ سب کی سب بورژوا ریاستوں کے جاسوسی محکموں کے حکم پر ہوئی تھیں۔

مقدموں نے ان اصلی واقعات پر روشنی ڈالی کہ ٹراٹسکی اور نجارن کے گنڈوں نے اپنے آقاؤں یعنی غیر ملکی جاسوسی محکموں کے حکم پر یہ بیڑا اٹھایا کہ وہ پارٹی اور سویت ریاست کو ختم کر دیں گے، ملک کی دفاعی طاقت ختم کر دیں گے، بیرونی فوجی مداخلت کی مدد کریں گے، سرخ فوج کی شکست کے لئے راستہ صاف کریں گے، سویت یونین کا بٹوارہ کروا دیں گے سویت کے ساحلی علاقوں کو جاپان، سویت بیلوروس کو پولینڈ اور سویت یوکرین کو جرمنی کے حوالے کر دیں گے، مزدوروں اور اجتماعی کاشتکاروں کے کارناموں پر پانی پھیر دیں گے، اور سویت یونین میں سرمایہ دارانہ غلامی دوبارہ قائم کریں گے۔

یہ سویت دشمن بونے، جن کی طاقت چیونٹی کے برابر تھی ظاہراً یہ سمجھ کر خوش ہوئے تھے کہ وہ سارے ملک کے آقا ہیں، اور یہ تصور کرتے تھے کہ حقیقتاً یہ انہیں کے قبضے میں ہے کہ یوکرین، بیلوروس اور ساحلی علاقے فروخت کر دیں یا دے ڈالیں۔

یہ سفید گاردی لٹیرے بھول گئے کہ سویت دیس کے حقیقی مالک سویت عوام ہیں، اور رائیکوف، نجارن، زنوویف، یا کامنیف جیسے لوگ ریاست کے عارضی ملازمین ہیں جنہیں وہ کسی وقت بھی کوڑے کی طرح نکال کے پھینک سکتی تھی۔

فاشسٹوں کے یہ قابل نفرت زرخرید غلام یہ بھول گئے کہ سویت عوام کو بس انگلی اٹھانے کی دیر تھی اور ان کا کہیں نشان بھی نہ ملے گا۔

سویت عدالت نے ان نجارنی اور ٹراٹسکیائی خبیثوں کو سزائے موت دی۔

سویت عوامی اندرونی محکمے نے فوراً اس سزا کی تعمیل کرادی۔

سویت عوام نے اس گروہ کی فنا کو بہ نظر استحسان دیکھا اور اپنے دوسرے کاموں میں لگ گئے۔

اس کے بعد کا کام یہ تھا کہ سویت یونین کی سپریم سویت کے انتخابات کے لئے تیاری کی جائے، اور اسے منظم طریقے پر عمل میں لایا جائے۔

پارٹی چناؤ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہوگئی۔ پارٹی کا یہ کہنا تھا کہ سویت یونین کے نئے آئین کا نفاذ ملک کی سیاسی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ اس نئے دور سے یہ مراد ہے کہ رائے دہندگی کے طریقے کو پوری طرح جمہوری اصولوں کے مطابق کر دیا جائے۔ محدود حق رائے دہندگی کے بجائے عمومی حق رائے دہندگی، اس حق میں پہلے سب برابر نہ تھے، لیکن اب سب کی برابری، براہ راست انتخاب جو کہ پہلے نہ تھا، اور کھلا ووٹ دینے کے بجائے بند ووٹ دینے کا حق۔

نئے دستور کے پہلے ان لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہ تھا جو مذہبی پیشوا تھے، جو سابقاً سفید گارد یا کولک طبقے سے متعلق تھے، اور جو مفید محنت میں مصروف نہ تھے۔ نئے دستور نے ان تمام پابندیوں کو ختم کر دیا اور نمائندوں کے انتخاب میں ہر شخص کو حصہ لینے کی اجازت دے دی۔

پہلے نمائندوں کے انتخابات میں مساوات نہ تھی کیونکہ دیہاتوں اور شہروں کے حق نمائندگی میں فرق تھا۔ اب انتخابات کے معاملے میں حد بندی کے تمام اسباب ختم ہوگئے تھے، اور ہر شخص کو برابری سے انتخابات میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوگیا۔

پہلے سویت کے درمیانی اور اعلیٰ اداروں کا انتخاب براہ راست نہ ہوتا تھا۔ اب نئے دستور کے مطابق تمام سویتوں کو، دیہاتی اور شہری سے لے کر سپریم سویت تک، باشندگان سویت یونین براہ راست منتخب کرنے والے تھے۔

پہلے سویتوں کے نمائندے کھلے ووٹوں سے چنے جاتے تھے اور چناؤ پوری پوری فہرستوں کا ہوتا تھا۔ اب نمائندوں کا انتخاب کھلے ووٹوں سے نہیں بلکہ بند اور خفیہ ووٹ سے ہونے والا تھا، اور چناؤ ایک فہرست کا نہیں بلکہ الگ الگ علاقوں سے انفرادی امیدواروں کا۔

ملک کی سیاسی زندگی میں یہ ایک نئے دور کا آغاز تھا۔

حق رائے دہندگی میں ایک نئے طریقے کی وجہ سے عوام کی سیاسی سرگرمی بڑھ گئی اور عوام کا سویت اداروں پر قابو زیادہ ہوگیا۔ ساتھ ہی ساتھ ان سویت اداروں کی عوام سے ذمہ داری بڑھ گئی۔

اس نئے دور کے لئے پوری طرح تیار ہونے کے واسطے پارٹی کو اس کی روح رواں ہونا ضروری تھا۔ آنے والے انتخابات میں پارٹی کی رہنمائی کا تیقن ضروری تھا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ جب پارٹی کے تمام ادارے خود ہی اپنی روزمرہ زندگی میں جمہوری رویہ اختیار کریں، جب کہ وہ جمہوری مرکزیت کے اصولوں پر پارٹی کی اندرونی زندگی میں عمل کریں، جیسا کہ پارٹی کے ضوابط کا تقاضہ تھا۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکتا تھا جبکہ پارٹی کے تمام ادارے منتخب کئے جائیں، جبکہ پارٹی میں تنقید اور اپنی تنقید کے طریقے پر پوری طرح عمل ہو سکے، اور جب کہ پارٹی کے تمام اداروں کی ذمہ داری پارٹی کے ممبروں سے ہو، اور جبکہ پارٹی کے تمام ممبران خود ہی پوری سرگرمی دکھائیں۔

مرکزی کمیٹی کے ایک عام جلسے میں جو آخر فروری 1937ء میں منعقد ہوا کامریڈ ژادنوف نے سپریم سویت کے انتخابات کے لئے پارٹی کے تیار کرنے کے موضوع پر ایک رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں اس بات کا انکشاف ہوا کہ کئی پارٹی کے ادارے باقاعدہ پارٹی کے ضوابط اور مرکزی جمہوریت کے اصولوں کی اپنے روزمرہ کام میں خلاف ورزی کر رہے تھے۔ انتخابات کے بجائے نامزدگی کرتے تھے۔ امیدواروں کے فرداً انتخاب کے بجائے پوری پوری فہرستوں کا انتخاب کرتے تھے، بند ووٹ کے بجائے کھلے ووٹ ڈلواتے تھے۔ یہ ظاہر تھا کہ جن اداروں میں اس قسم کی بے ضابطگیاں ہوں وہ سپریم سویت کے انتخاب میں اپنے فرض ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ پارٹی کے اداروں میں ایسے تمام غیر جمہوری طریقے ختم کر دیئے جائیں اور پارٹی کے کام کی ایک وسیع جمہوری روش پر دوبارہ تنظیم کی جائے۔

چنانچہ کامریڈ ژادنوف کی رپورٹ سننے کے بعد مرکزی کمیٹی کے جلسے نے یہ فیصلہ کیا کہ:

(ا) ''پارٹی کے ضوابط کے مطابق پارٹی کے اندر کس جمہوری اصولوں پر عمل ہونے کی بنا پر پارٹی کے کام کی دوبارہ تنظیم کی جائے۔''

(ب) ''پارٹی کمیٹیوں کے اراکین کی نامزدگی کا ادارہ ختم کر کے پارٹی کے ضوابط کے مطابق تمام بالائی کمیٹیوں کے ممبران کا انتخاب کیا جائے۔''

(ج) ''پارٹی کے اداروں کے انتخاب میں پوری پوری فہرست کا ایک ساتھ انتخاب ممنوع قرار دیدیا جائے۔ انتخاب انفرادی امیدواروں کا ہونا

چاہئے۔ پارٹی کے ہر رکن کو یہ اختیار ہے کہ جس طرح چاہے ہر امیدوار کی وہ تنقید کر سکتا ہے، اور ان کو چیلنج کر سکتا ہے۔''

(د) ''پارٹی کے اداروں کے انتخاب میں بند ووٹ دینے کا رواج قائم کیا جائے۔''

(ہ) ''پارٹی کی تمام کمیٹیوں کا ابتدائی اداروں کی کمیٹیوں سے لے کر، علاقے کی کمیٹیوں کا اور اور قومی کمیونسٹ پارٹیوں کی مرکزی کمیٹیوں کا انتخاب کیا جائے، اور یہ انتخابات 20- مئی کو مکمل ہو جائیں۔''

(و) ''پارٹی کے اداروں کو یہ ہدایت کی جائے کہ پارٹی کی کمیٹیوں کی میعاد کے متعلق پارٹی کے ضوابط پر پوری طرح عمل کیا جائے یعنی انتخابات ابتدائی اداروں میں سال میں ایک بار، ضلع اور شہر کے اداروں میں، سال میں ایک بار، علاقے اور ریپبلکوں کے اداروں میں ڈیڑھ سال میں ایک بار۔''

(ز) ''اس بات کی نگرانی رکھی جائے کہ پارٹی کی کمیٹیاں کارخانوں کے ممبروں کے عام جلسوں میں ہوں نہ کہ ان ابتدائی ممبروں کے نمائندوں کے جلسے میں۔''

(ح) ''پارٹی کے بعض اداروں میں جو ایک رواج تھا کہ پارٹی کے ممبروں کے عام جلسوں کے بجائے نمائندہ کانفرنسیں اور دوکانوں کے جلسے ہوں، ایسے ختم کر دینا چاہئے۔''

اس طرح پر پارٹی نے آنے والے انتخابات کی تیاریاں کیں۔

مرکزی کمیٹی کے اس فیصلے کی بہت بڑی سیاسی اہمیت تھی۔ اس کی اہمیت نہ صرف یہ تھی کہ اس فیصلے نے سپریم سویت کے انتخابات کے سلسلے میں پارٹی کی کارروائیوں کی ابتداء کی، بلکہ اس سے بھی زیادہ اہمیت یہ تھی کہ پارٹی نظام کو کام کی دوبارہ تنظیم کرنے میں اور پارٹی کی اندرونی جمہوریت کے اصولوں پر عمل کرنے میں مدد دی تا کہ سپریم سویت کے انتخابات کے لئے پوری طرح پارٹی تیار ہے۔

پارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب کے لئے پارٹی اور غیر پارٹی عوام میں گٹھ بندی کر دی جائے۔ پارٹی نے غیر پارٹی عوام سے اتحاد کر کے یہ طے کیا کہ انتخاب میں دونوں ہی مشترک امیدواروں کو کھڑا کر دیں۔ یہ ایک عدیم المثال چیز تھی اور بورژوا ممالک کے انتخابات میں ممکن نہ تھی۔ لیکن ہمارے ملک میں انتخابات کے لئے کمیونسٹوں اور غیر کمیونسٹ عوام کا اتحاد ایک فطری چیز تھی۔ کیونکہ یہاں طبقات میں کشمکش باقی نہ رہی تھی، یہاں ساری آبادی کے ہر عنصر کا اخلاقی اور سیاسی اتحاد ایک اٹل حقیقت ہو چکا ہے۔

7- دسمبر 1937ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے رائے دینے والوں سے خطاب کیا، اور ان میں کہا کہ:

''12 دسمبر 1937ء کو سویت یونین کے محنت کش عوام ہمارے اشتراکی دستور اساسی کے مطابق سویت یونین کی سپریم سویت کے لئے اپنے اپنے نمائندوں کا انتخاب کریں گے۔ بالشویک پارٹی اس انتخاب میں غیر پارٹی مزدوروں، کسانوں، دفتر کے ملازموں اور تعلیم یافتہ طبقوں سے اتحاد کر کے شریک ہو رہی ہے...... بالشویک پارٹی اپنے کو غیر پارٹی عوام سے علیحدہ نہیں کرتی بلکہ اس کے برخلاف غیر پارٹی عوام، مزدوروں اور دفتر کے ملازموں کی ٹریڈ یونین، نوجوانوں کی کمیونسٹ لیگوں اور دوسری غیر پارٹی انجمنوں سے اشتراک عمل کرتی ہے۔ لہٰذا یہ امیدوار کمیونسٹوں اور غیر کمیونسٹ عوام کی طرف سے ہوں گے۔ ہر غیر پارٹی نمائندہ کمیونسٹوں کا بھی نمائندہ ہوگا۔ بالکل ویسے ہی جیسے ہر کمیونسٹ نمائندہ غیر پارٹی عوام کا بھی نمائندہ ہوگا۔''

مرکزی کمیٹی کا یہ خطاب ان الفاظ پر ختم ہوا:

''سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) کی مرکزی کمیٹی تمام کمیونسٹوں اور ہمدردوں کو یہ ہدایت دیتی ہے کہ وہ غیر پارٹی امیدواروں کے لئے اسی اتفاق آراء سے ووٹ دیں جس طرح کہ کمیونسٹ امیدواروں کے لئے۔

مرکزی کمیٹی تمام غیر پارٹی رائے دہندگان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ کمیونسٹ امیدواروں کے لئے بھی اسی اتفاق آراء سے ووٹ دیں جس طرح کہ غیر پارٹی امیدوار کے لئے۔

مرکزی کمیٹی تمام ووٹروں سے یہ اپیل کرتی ہے کہ ایک ایک شخص 12- دسمبر 1937ء کو یونین کی سویتوں اور قوموں کی سویتوں کے نمائندوں کے انتخاب میں شرکت کرے۔

کوئی بھی ایسا ووٹر نہ ہو جو سویت ریاست کی مجلس اعلیٰ کے لئے نمائندے چننے کا معزز حق استعمال نہ کرے۔

ملک کا کوئی بھی باعمل باشندہ ایسا نہ ہو جو اس بات کو اپنا شہری فرض نہ سمجھے کہ بغیر کسی استثنیٰ کے ہر رائے دینے والے کو سپریم سویت کے انتخاب میں شرکت کرنے پر آمادہ کرے۔

12- دسمبر 1937ء ایک بڑا تہوار ہونا چاہئے جس دن سویت یونین کی تمام اقوام کے محنت کش لینن اور اسٹالن کے ظفریاب پرچم کے تلے اپنا اتحاد منائیں۔''

11- دسمبر 1937ء کو انتخاب سے ایک دن پہلے کامریڈ اسٹالن نے اس علاقے کے ووٹروں سے خطاب کیا جس سے کہ وہ نامزد کئے گئے تھے۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ کس قسم کے لوگوں کو سپریم سویت کے لئے نمائندہ بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ:

''رائے دہندگان اور عوام کو یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ان کے نمائندے اپنے فرائض پورے کریں، اپنے کام میں وہ سیاسی ناشائستگی کی حد تک نہ گرنے پائیں، اپنے فرائض کی ادائیگی میں ان کی سیاسی شخصیت لینن کی طرح کی ہو۔ سیاسی امور میں ان کا مطمح نظر اس قدر صاف اور قطعی ہو جیسے لینن کا تھا۔ لینن کی طرح وہ عوام کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں بے دھڑک ہوں اور ترحم سے کام نہ لیں۔ جب معاملات پیچیدہ ہونے لگیں۔ جب مطلع پر خطرات نمایاں ہوں تو ان میں گھبراہٹ کے آثار نمایاں نہ ہونے

پائیں۔ وہ گھبراہٹ کے سائے سے بھی اسی طرح بری ہوں جیسے کہ لینن تھا وہ پیچیدہ معاملات میں جس میں نہایت غور وخوض اور ہر پہلو کے توازن کی ضرورت ہو، عقلمندی اور ہوشیاری کا اظہار لینن کی طرح کریں۔ ان میں اسی قدر ایمانداری اور صاف گوئی ہو جیسے کہ لینن میں تھی۔ وہ عوام سے اسی طرح محبت کریں جیسے کہ لینن کرتا تھا۔''

سویت یونین کی سپریم سویت کے انتخابات 12- دسمبر کو بڑے جوش وخروش سے ہوئے، ان کی حیثیت معمولی انتخابات سے کہیں زیادہ تھی۔ یہ ایک بڑا تہوار تھا جس میں سویت عوام اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا رہے تھے۔ یہ سویت کی مختلف اقوام کی زبردست دوستی کا مظاہرہ تھا۔

کل 94000,000 ووٹروں میں سے 91000,000 سے زیادہ یعنی 96،8 فیصدی نے ووٹ دیئے۔ اس میں سے 89844000 یعنی 98،6 فیصدی نے کیمونسٹوں اور غیر پارٹی عوام کے مشترک امیدواروں کے حق میں ووٹ دیئے صرف 632000 اشخاص نے یعنی ایک فیصدی سے کم نے ان مشترک امیدواروں کے خلاف ووٹ دیا۔ ان ''اتحادیوں'' کے تمام امیدوار منتخب ہوگئے۔

اس طرح 9 کروڑ انسانوں نے متفقہ طور پر سویت یونین میں اشتراکیت کی فتح پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

کیمونسٹوں اور غیر پارٹی عوام کے اتحاد کے لئے یہ ایک شاندار کامیابی تھی۔

یہ بالشویک پارٹی کے لئے بھی زبردست کامیابی تھی۔

یہ سویت عوام کے اخلاقی اور تہذیبی اتحاد کی شاندار تصدیق تھی جس کی طرف کامریڈ سولوتوف نے اس تقریر میں اشارہ کیا تھا جو انہوں نے اکتوبر کے انقلاب کی بیسویں سالگرہ کے موقع پر کی تھی۔

تتمہ

بالشویک پارٹی نے جو لمبی تاریخی منزلیں طے کی ہیں، ان سے کیا خاص نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں؟

سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک پارٹی) ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

1- سب سے بڑھ کر تاریخ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ پرولتاری انقلاب کی کامیابی، مزدور راج کی کامیابی، اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ پرولتاریت کی ایک انقلابی پارٹی موجود نہ ہو، ایسی پارٹی جو موقع پرستی سے بری ہو، جو سمجھوتے بازوں اور ہتھیار ڈال دینے والے عناصر سے کسی قسم کی مفاہمت کرنے پر تیار نہ ہو، اور جو بورژوازی یا اس کی حکومت کی طرف انقلابی رویہ اختیار کرے۔

پارٹی کی تاریخ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ مزدور طبقے کو ایسی پارٹی کے بغیر چھوڑ دینا اس کے مترادف ہے کہ اسے انقلابی قیادت سے معذور رکھا جائے، جس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ''پرولتاری انقلاب کے مقصد کو ناکام رکھا جائے۔

پارٹی کی تاریخ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ مغربی یورپ کی طرح سوشل ڈیموکریٹک پارٹی پُرامن حالات میں نشوونما ہوئی ہے، جو موقع پرستوں کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ جو سماجی اصلاح کی خواب دیکھتی ہے اور جو سماجی انقلاب سے خوف کھاتی ہے۔ ہرگز ایسی پارٹی نہیں ہو سکتی۔

پارٹی کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ صرف ایک نئی وضع کی پارٹی، جو مارکس اور لینن کے اصولوں پر گامزن ہو، جو سماجی انقلاب کی پارٹی ہو، جو پرولتاریت کو بورژوازی کے خلاف فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار کر سکے، اور جو پرولتاری انقلاب کی فتح کی تنظیم کر سکے صرف وہی ایسی پارٹی

ہوسکتی ہے۔

سویت یونین کی بالشویک پارٹی ایسی ہی پارٹی ہے۔

کامریڈ اسٹالن کہتے ہیں:

انقلاب سے پہلے کے دور میں جب کہ ایک پُرامن ترقی کا دور تھا، جبکہ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیاں مزدور طبقے کی تحریک پر حاوی تھیں، جب جدوجہد کا خاص ذریعہ پارلیمنٹری جدوجہد سمجھا جاتا تھا، اس وقت تک ہماری پارٹی کی وہ زبردست اہمیت تھی اور نہ ہوسکتی تھی جو بعد میں اسے کھلے انقلابی طور پر انقلابی معرکوں کے زمانے میں حاصل ہوئی۔ دوسری انٹرنیشنل پر جو حملے کئے گئے ان کا جواب دیتے ہوئے کاٹسکی کہتا ہے کہ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیاں امن کی آلہء کار ہیں، جنگ کی نہیں، اور اسی وجہ سے جنگ اور پرولتاریت کے انقلابی اقدام کے زمانے میں وہ اہم قدم اٹھانے سے معذور تھیں۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری انٹرنیشنل کی پارٹیاں پرولتاریت کی انقلابی جدوجہد کے لئے نااہل ہیں۔ وہ مزدوروں کی جدوجہد کرنے والی پارٹیاں نہیں ہیں جو مزدوروں کی اس کام میں رہنمائی کرسکیں کہ وہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں، بلکہ انتخابات میں حصہ لینے کے ادارے ہیں جو صرف چناؤ میں شرکت اور پارلیمنٹری جدوجہد کے قابل ہیں، اور واقعتاً اسی سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب دوسری انٹرنیشنل کے موقع پرستوں کا عروج تھا اس زمانے میں پارٹی نہیں بلکہ اس کا پارلیمنٹری حلقہ مزدوروں کا خاص سیاسی ادارہ بن گیا تھا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایسے زمانے میں پارٹی اپنے پارلیمنٹری حلقے کی دم چھلا بن کر رہ گئی تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ ان حالات میں، جب کہ ایسی پارٹی کے ہاتھ میں تحریک کی باگ ڈور ہو، پرولتاریت کو انقلاب کے تیار کرنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔

لیکن نئے دور کے آغاز سے معاملات بالکل بدل گئے، اس نئے دور میں طبقاتی کشمکش نمایاں ہوگئی ہے یہ پرولتاریت کے انقلابی اقدام کا دور ہے۔ پرولتاری انقلاب کا دور ہے، اور ایسا دور ہے جس میں شہنشاہیت کا تختہ الٹ دینے کے لئے اور حکومت پر پرولتاریت کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے صف بستگی ہورہی ہے۔ اس عہد میں پرولتاریت کے سامنے نئے فرائض رونما ہو رہے ہیں، پارٹی کے سارے کام کو نئے اور انقلابی طرز پر دوبارہ منظم کرنا، کارکنوں کو سیاسی اقتدار

حاصل کرنے کی غرض سے انقلابی جدوجہد کے جذبہ کے مطابق تعلیم دینا، محفوظ دستوں کو تیار کرنا، اوران کو بروئے کار لانا، ہمسایہ ممالک کے مزدوروں سے اتحاد قائم کرنا، غلام اور نیم غلام ممالک تحریک آزادی سے گہرے اور مضبوط تعلقات قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سمجھنا کہ یہ نئے کام وہ پرانی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں انجام دے سکتی ہیں جن کا نشوونما پارلیمانیت کے پُرامن حالات میں ہوا ہے۔ ہراس و ناامیدی کا شکار ہوجانا ہے اور خود کو ناگزیر طور پر شکست کے حوالے کردینا ہے، اگر مزدور طبقہ آج بھی جبکہ اس پر ان کاموں کی ذمہ داری کا بار ہے، پرانی ہی پارٹیوں کی قیادت میں رہا تو پھر وہ بالکل نہتا ہوجائے گا اور اس کے پاس اپنے دفاع کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مزدور طبقہ اس صورت حال کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوسکتا۔

اسی لئے ایک نئی پارٹی کی ضرورت ہے، ایک ایسی پارٹی کی جو مجاہد اور انقلابی پارٹی ہو، جو اس قدر جرأت رکھتی ہو کہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد میں مزدور طبقہ کی قیادت کرسکے، جس کو اتنا تجربہ ہو کہ انقلابی صورت حال کی پیچیدگیوں میں وہ اپنا راستہ تلاش کرلے اور جس میں اتنی لچک ہو کہ وہ اپنی کشتی راستہ کی تمام چٹانوں سے بچاتی ہوئی نکال لے جائے۔

ایسی پارٹی کے بغیر شہنشاہیت کا تختہ الٹنے اور مزدور آمریت قائم کرنے کا خواب دیکھنا بھی بے سود ہے۔

"یہ نئی پارٹی لیننیت کی پارٹی ہے۔"[1]

2- پارٹی کی تاریخ ہم کو یہ بھی سکھاتی ہے کہ مزدور طبقہ کی پارٹی اپنے طبقہ کی رہنمائی کا کام اس وقت تک نہیں کرسکتی، مزدور انقلاب کی تنظیم کرنے اور اس کی قیادت کرنے کا فرض اس وقت تک انجام نہیں دے سکتی جب تک اس نے مزدور طبقہ کی تحریک کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ نظریہ پر یعنی مارکسی لیننی نظریہ پر عبور حاصل نہ کرلیا ہو۔

مارکسی لیننی نظریہ کی قوت اس حقیقت پر مبنی ہے کہ اس کی بدولت پارٹی ہر صورت حال میں صحیح طریقہء عمل تعین کرسکتی ہے۔ واقعات حاضرہ کے اندرونی ربط کو سمجھ سکتی ہے اور ان واقعات کی آئندہ روش کے متعلق پیش بینی کرسکتی ہے اور نہ صرف یہ محسوس کرلیتی ہے کہ یہ واقعات فی الحال کس سمت میں جارہے ہیں بلکہ یہ بھی کہ آئندہ کس صورت سے اور کس سمت میں ان کا پیش آنا یقینی ہے۔

---

[1] اسٹالن، لینن ازم، انگریزی ایڈیشن۔

محض وہ پارٹی اعتماد کے ساتھ بڑھ سکتی اور مزدور طبقہ کی رہنمائی کرکے اسے آگے لے جا سکتی ہے جس نے مارکسی لینی نظریہ پر مکمل عبور حاصل کرلیا ہو۔

لیکن وہ پارٹی جس نے مارکسی لینی نظریہ پر عبور حاصل نہیں کیا راستہ میں بھٹکنے پر مجبور ہوتی ہے اسے اپنے عمل پر اعتماد نہیں رہتا اور وہ مزدور طبقہ کی رہنمائی کرکے اسے آگے نہیں لیجا سکتی۔

بظاہر ممکن ہے یہ معلوم ہوتا ہو کہ مارکسی لینی نظریہ پر مکمل دستگاہ حاصل کرنے کے لئے محض اس امر کی ضرورت ہے کہ مارکس، اینگلس اور لینن کی تصنیفات کے نتائج اور دعوؤں کو محنت کر کے علیحدہ علیحدہ وزبانی یاد کرلیا جائے، مناسب موقعوں پر ان کے حوالے دینا سیکھ لیا جائے اور بس، اور پھر یہ امید کی جائے کہ اس طرح جو نتائج اور دعوے زبانی یاد کئے گئے ہیں وہ ہر مرض کی دوا ثابت ہوں گے۔ لیکن مارکسی لینی نظریہ کے متعلق یہ رویہ قطعی غلط ہے۔ مارکسی لینی نظریہ کو محض بعض بے جان اصولوں کا مجموعہ، شریعت یا کسی عقیدہ کی مقدس نشانی نہیں سمجھنا چاہئے۔ نہ مارکسیوں کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ محض ملا اور پنڈت ہیں، مارکسی لینی نظریہ سماج کے ارتقاء کا علم ہے، مزدور طبقہ کی تحریک کا علم ہے، مزدور انقلاب کا علم ہے، کمیونسٹ سماج کی تعمیر کا علم ہے اور ایک علم ہونے کی حیثیت سے اس میں جمود نہیں پیدا ہو سکتا نہ ہوا ہے، بلکہ وہ ترقی کرتا اور اپنی روز افزوں تکمیل کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی ارتقاء کے دوران میں نئے تجربوں اور نئے علم کی بدولت اس میں اور زیادہ اضافہ اور ترقی ہوگی اور اس کے بعض نتائج وقت کے ساتھ تبدیل ہوں گے، اور ان کی جگہ نئے نتائج اور اصول لے لیں گے جو نئے تاریخی حالات سے مطابقت رکھتے ہوں گے۔

مارکسی لینی نظریہ پر عبور حاصل کرنے کے یہ معنی قطعی نہیں ہیں کہ اس کے تمام اصول اور نتائج طوطے کی طرح رٹ لئے جائیں اور ان کے کسی لفظ سے سر مو تجاوز نہ کیا جائے۔ مارکسی لینی نظریہ پر عبور حاصل کرنے کے لئے ہم کو چاہئے کہ پہلے اس کے لفظ اور معنی میں امتیاز کرنا سیکھیں۔

مارکسی لینی نظریہ پر عبور حاصل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے لب لباب پر دستگاہ حاصل کر لی جائے اور پھر مزدور طبقہ کی طبقاتی جدوجہد کے بدلتے ہوئے حالات کے ماتحت انقلابی تحریک کے عملی مسائل کو حل کرنے کے لئے اس کو کام میں لایا جائے۔

مارکسی لینی نظریہ پر عبور حاصل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انقلابی تحریک کے نئے تجربات سے اس نظریہ میں اضافہ کیا جائے، اس میں نئے اصول اور نتائج داخل کئے جائیں، اس کو ترقی

دی جائے اور اس کے ان نتائج اور اصولوں کے بدلے جو فرسودہ ہو گئے ہیں نئے تاریخی حالات کی روشنی میں نئے اصول اور نتائج بلا کسی پس وپیش کے لیکن نظریہ کے اصل مدعا کے مطابق داخل کئے جائیں۔

مارکسی نظریہ کوئی بے جان عقیدہ نہیں ہے بلکہ ایک مشعل راہ ہے۔ فروری 1917ء میں دوسرے روسی انقلاب سے پہلے تمام ممالک کے مارکسیوں نے یہ فرض کرلیا تھا کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان عبوری دور میں پارلیمانی جمہوری ریپلک سماج کی سیاسی تنظیم کی بہترین شکل ہے۔ اگرچہ مارکس نے 1871ء ہی میں کہہ دیا تھا کہ مزدور آمریت کی سیاسی تنظیم کی سب سے زیادہ موزوں شکل پیرس کمیون کے قسم کی تنظیم ہے نہ کہ پارلیمانی ریپلک کے قسم کی، لیکن بدقسمتی سے مارکس نے اپنی تصنیفات میں اس بیان کی مزید تشریح نہ کی اور اسے فراموش کردیا گیا۔ اس کے علاوہ 1891ء میں ایرفرٹ پروگرام کی تنقید کے دوران میں اینگلس کے اس مستند بیان سے کہ "جمہوری ریپلک...... مزدور آمریت کی مخصوص شکل ہے" اس امر میں کوئی شبہ باقی ہی نہیں رہ گیا کہ جمہوری ریپلک کو مارکسی برابر مزدور آمریت کی سیاسی تنظیمی شکل سمجھتے رہے۔ بعد میں اینگلس کا بیان تمام مارکسیوں کے لئے حتیٰ کہ خود لینن کے لئے بھی مشعل راہ بنا رہا۔ لیکن 1905ء کے روسی انقلاب نے اور پھر 1917ء میں فروری کے روسی انقلاب نے سماج کی سیاسی تنظیم کی ایک نئی شکل پیدا کی یعنی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں (پنچایتیں) ان دو روسی انقلابوں کے تجربات کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے لینن مارکسی نظریہ کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مزدور طبقہ کی آمریت کی بہترین سیاسی شکل پارلیمانی جمہوری ریپلک نہیں بلکہ سوویتوں (پنچایتوں) کی ریپلک ہے، اور اس نتیجہ کی بنیاد پر لینن نے اپریل 1917ء میں یعنی بورژوا انقلاب سے اشتراکی انقلاب کے درمیان عبوری دور میں یہ نعرہ جاری کیا کہ مزدور آمریت کی بہترین سیاسی شکل سوویتوں کی ریپلک ہے۔ تمام ملکوں کے موقعہ پرست پارلیمانی ریپلک کے تصور سے چمٹے رہے، اور لینن پر مارکسیت سے بھٹکنے اور جمہوریت کو برباد کرنے کا الزام لگایا کئے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اصلی مارکسی جس نے مارکسی نظریہ پر مکمل عبور حاصل کرلیا تھا لینن تھا نہ کہ موقعہ پرست کیونکہ لینن مارکسی نظریہ کو نئے تجربوں سے مالا مال کرکے اسے مزید ترقی دے رہا تھا، اور موقعہ پرست اس نظریہ کو پیچھے گھسیٹ رہے تھے، اور اس کے ایک اصول کو شریعت بنائے دے رہے تھے۔

ہماری پارٹی کا کیا حشر ہوتا، ہمارے انقلاب کا، مارکسیت کا کیا حشر ہوتا اگر لینن مارکسیت کے ایک پرانے دعوے کے بدلے جسے اینگلس نے مرتب کیا تھا، سوویتوں کی رپبلک کے متعلق اس نئے دعوے کو داخل کرنے کی ہمت نہ کرتا جو نئے تاریخی حالات کا مقتضیٰ تھا؟ پارٹی تاریکی میں بھٹکا کرتی، سوویتیں منتشر ہو جاتیں، ہم سوویت راج قائم نہ کر سکتے اور مارکسی نظریہ کو ایک زبردست دھچکا لگتا۔ مزدور طبقہ کی شکست ہوتی اور اس کے دشمنوں کی فتح۔ شہنشاہیت سے قبل کی سرمایہ داری کے مطالعہ کی وجہ سے اینگلس اور مارکس اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اشتراکی انقلاب ایک ملک میں اکیلے کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ صرف اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب تمام یا بیشتر مہذب ممالک میں ایک ساتھ اقدام کیا جائے۔ یہ انیسویں صدی کے وسط کا ذکر ہے۔ بعد میں یہ اصول تمام مارکسیوں کے لئے مشعل راہ سا بن گیا۔ لیکن بیسویں صدی کی ابتدا ہوتے ہوتے شہنشاہیت سے پہلے کی سرمایہ داری سامراجی سرمایہ داری بن چکی تھی۔ ترقی پذیر سرمایہ داری اب لب گور پہنچ چکی تھی۔ سامراجی سرمایہ داری کے مطالعہ سے لینن مارکسی نظریہ کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اینگلس اور مارکس کا پرانا اصول اب نئی تاریخی حالات کے مطابق نہیں رہا ہے اور اشتراکی انقلاب کی کامیابی اکیلے ایک ملک میں بھی قطعی ممکن ہے۔ تمام ملکوں کے موقعہ پرست اینگلس اور مارکس کے اصول سے چمٹے رہے اور انہوں نے لینن پر مارکسیت سے انحراف کا الزام لگایا، لیکن ظاہر ہے کہ اصلی مارکسی جس نے مارکسی نظریہ پر مکمل عبور حاصل کر لیا تھا، لینن ہی تھا نہ کہ موقعہ پرست کیونکہ لینن مارکسی نظریہ کو نئے تجربوں سے مالا مال کر رہا تھا اور موقعہ پرست اسے پیچھے گھسیٹ رہے تھے، اسے ایک بے جان ممی[1] بنائے دے رہے تھے۔

پارٹی کا کیا حشر ہوتا، ہمارے انقلاب کا، مارکسیت کا کیا حشر ہوتا، اگر لینن مارکسیت کے الفاظ سے مرعوب ہو جاتا، اور اسے اتنا نظری یقین نہ حاصل ہوتا کہ مارکسیت کے ایک پرانے اصول کے بدلے اس نئے اصول کو جو نئے تاریخی حالات کے مطابق تھا داخل کرنے کی جرأت کر سکے اور کہے کہ اشتراکیت کی فتح اکیلے ایک ملک میں بھی ہو سکتی ہے؟ پارٹی تاریکی میں بھٹکا کرتی، مزدور انقلاب قیادت سے محروم ہو جاتا اور مارکسی نظریہ کا انحطاط شروع ہو جاتا، مزدور طبقہ کو شکست ہوتی اور اس کے دشمنوں کو فتح۔

---

1 فراعنہ مصر کی محفوظ لاش۔

موقع پرستی کے معنی ہمیشہ یہی نہیں ہوتے کہ مارکسی نظریہ کی یا اس کے کسی خاص دعوے یا نتیجہ کی براہ راست تردید کی جائے۔ موقعہ پرستی کا اظہار بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ مارکسیت کے بعض ایسے دعوؤں پر جوں کے توں قائم رہنے کی کوشش کی جاتی ہے جو فرسودہ ہو گئے ہیں اور انہیں بے جان اصول بنا دیا جاتا ہے۔ اس سے مارکسیت کی مزید ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے مزدور طبقہ کی انقلابی تحریک کی ترقی رک جاتی ہے۔

بلاخوف مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اینگلس کی موت کے بعد سے مارکسی نظریہ کے زبردست ماہر لینن اور لینن کے بعد اسٹالن، اور لینن کے دوسرے شاگرد ہی سچے مارکسی ہوئے ہیں جنہوں نے مارکسی نظریہ کو ترقی دی ہے اور مزدوروں کی طبقاتی جدوجہد کے نئے حالات میں اسے نئے تجربات سے مالا مال کیا ہے، اور چونکہ لینن اور لیننیوں نے مارکسی نظریہ کو ترقی دی ہے اس لئے لیننیت مارکسیت کی مزید ترقی یافتہ شکل ہے۔ لیننیت مزدور طبقہ کی طبقاتی جدوجہد کے نئے حالات کی مارکسیت ہے، شہنشاہیت اور مزدور انقلاب کے دور کی مارکسیت ہے، کرۂ زمین کے 1/6 حصہ پر اشتراکیت کی فتح کے دور کی مارکسیت ہے۔

اکتوبر 1917ء میں بالشویک پارٹی کو فتح نہیں حاصل ہو سکتی تھی۔ اگر اس کے سب سے آگے بڑھے ہوئے لوگوں نے مارکسیت کے نظریہ پر عبور نہ حاصل کر لیا ہوتا، اگر انہوں نے اس نظریہ کو مشعل راہ بنانا نہ سیکھ لیا ہوتا، اگر انہوں نے مارکسی نظریہ کے دامن کو مزدور طبقہ کی طبقاتی جدوجہد کے نئے تجربات سے مالا مال نہ کیا ہوتا۔

اینگلس نے ان جرمن مارکسیوں کی تنقید کرتے ہوئے جنہوں نے امریکہ میں امریکی مزدور طبقہ کی تحریک کی قیادت کرنے کی ذمہ داری لی تھی لکھا تھا:

''ان جرمنوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اس نظریہ کو ایک ایسے آلہ و کار کی طرح کیونکر استعمال کیا جائے جو امریکی عوام کو حرکت میں لے آئے۔ زیادہ تر انہوں نے بھی اس نظریہ کو نہیں سمجھا ہے اور اس کے متعلق ایک نظریہ پرست اور ملائی رویہ اختیار کر لیا ہے، گویا یہ ایسی کوئی چیز ہے جسے طوطے کی طرح رٹ لیا جائے، اور اس کے بعد بغیر کسی مزید سوچ بچار کے وہ ہر مرض کی دوا ثابت ہو گا۔ ان کے لئے یہ ایک بے جان اصول ہے،

مشعل راہ نہیں۔"[1]

کی نیف اور بعض ان پرانے بالشویکوں کی تنقید کرتے ہوئے جو اپریل 1917ء میں مزدور اور کسان کی انقلابی جمہوری آمریت کے تصور سے ایک ایسے وقت میں چمٹے ہوئے تھے جبکہ انقلابی تحریک اس منزل سے آگے بڑھ چکی تھی، اور اشتراکی انقلاب کی متقاضی تھی، لینن نے لکھا تھا:

"مارکس اور اینگلس ہمیشہ کہتے تھے کہ ہماری تعلیم کوئی بے جان عقیدہ نہیں ہے بلکہ ایک مشعل راہ ہے، وہ اصولوں کو طوطے کی طرح رٹ لینے اور بلا سمجھے ان کو جپتے رہنے کا بجا طور پر مذاق اڑاتے تھے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ اصول عام فرائض کا خاکہ پیش کر سکتے ہیں تاریخی عمل کے ہر مخصوص دور کے حقیقی اقتصادی و سیاسی حالات کی بدولت لازمی طور سے تبدیلی کی گنجائش ہوتی ہے۔"[2]

اس ناقابل انکار حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے کہ سچا مارکسی وہ ہے جو حقیقی زندگی کو اور ٹھوس حقیقتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور ماضی کے نظریہ کو سینے سے نہ لگائے رہے۔

3- پارٹی کی تاریخ ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ جب تک ٹٹ پونجیہ طبقہ کی سیاسی جماعتوں کو جو مزدور طبقہ کے درمیان سرگرمی دکھاتی رہتی ہیں اور جو مزدور طبقہ کے پسماندہ حصوں کو گھسیٹ کر سرمایہ دار طبقہ کی آغوش میں پہنچاتی ہیں اور اس طرح مزدور طبقہ کے اتحاد کو توڑتی رہتی ہیں، تہس نہس کیا جائے گا۔ اس وقت تک مزدور انقلاب کی فتح ناممکن ہے۔

ہماری پارٹی کی تاریخ ٹٹ پونجیہ طبقہ کی سیاسی جماعتوں یعنی اشتراکی انقلابیوں، مینشویکوں، نراجیوں، قوم پرستوں کے خلاف جدوجہد کی تاریخ ہے جس میں ان جماعتوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ اگر یہ پارٹیاں ہرائی نہ جاتیں اور انہیں مزدور طبقہ کے درمیان سے نکال باہر نہ کیا جاتا تو مزدور طبقہ کا اتحاد حاصل نہیں ہو سکتا تھا اور اگر مزدور طبقہ متحد نہ ہوتا تو مزدور انقلاب کی فتح ناممکن تھی۔

اگر یہ جماعتیں جو پہلے سرمایہ داری کو قائم رکھنے کے حق میں تھیں اور پھر اکتوبر انقلاب کے

---

[1] خط بنام سورج، 29 نومبر 1586ء۔

[2] لینن، مجموعہ، اردو ایڈیشن، ص 100 و 101۔

بعد سرمایہ داری کو دوبارہ بحال کرنے کے حق میں تھیں بُری طرح ہرائی نہ جاتیں تو مزدور طبقہ کی آمریت کا برقرار رکھنا، بدیسی مسلح مداخلت کو شکست دینا اور اشتراکیت کی تعمیر کرنا ناممکن تھا۔

اس بات کو ایک اتفاقی امر نہیں کہا جا سکتا کہ اشتراکی انقلابی، مینشویک، نراجی اور قوم پرست غرض ٹٹ پونجیہ طبقہ کی تمام پارٹیاں جو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے خود کو "انقلابی" اور "اشتراکی" کہتی تھیں اکتوبر کے اشتراکی انقلاب سے پہلے ہی انقلاب دشمن پارٹیاں بن گئیں اور بعد میں انہوں نے غیر ممالک کے سرمایہ داروں کے جاسوسی عملوں کی دلالی اختیار کر لی اور جاسوسی کرنے یا توڑ پھوڑ مچانے، کج روی پھیلانے اور قتل اور غداری کے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔

لینن کا قول ہے کہ:

"سماجی انقلاب کے دور میں مزدور طبقہ کا اتحاد محض مارکسیت کی انتہائی انقلابی پارٹی ہی حاصل کر سکتی ہے اور وہ بھی تمام دوسری پارٹیوں کے خلاف پیہم اور بے دریغ جدوجہد کے ذریعہ۔"[1]

4- پارٹی کی تاریخ ہم کو یہ بھی سکھاتی کہ جب تک مزدور طبقہ کی پارٹی خود اپنی صفوں میں موقعہ پرستوں کے خلاف پوری ثابت قدمی سے جدوجہد نہیں کرے گی، جب تک وہ خود اپنی صفوں میں ہرنٹوں کا قلع قمع نہیں کرے گی اس وقت تک وہ اپنے اندر اتحاد اور ڈسپلن قائم نہیں رکھ سکتی، مزدور انقلاب کی تنظیم اور قیادت کا فرض پورا نہیں کر سکتی اور نہ نئے اشتراکی سماج کی تعمیر کا کام انجام دے سکتی ہے۔

ہماری پارٹی کی اندرونی زندگی کی تاریخ ان موقعہ پرستوں کے خلاف جدوجہد کی تاریخ ہے جو پارٹی کے اندر تھے یعنی اقتصادیت پسندوں، مینشویکوں، ٹراٹسکی اور بخارن کے ماننے والوں اور قوم پرستانہ کج روی پر عامل ہونے والوں کے خلاف جدوجہد کی تاریخ ہے جس میں ان گروہوں کو مکمل شکست ہوئی۔

ہماری پارٹی کی تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ ہرنٹوں کے یہ تمام گروہ درحقیقت ہماری پارٹی میں منشویزم کے ایجنٹ تھے، یہ منشویزم کی جونکیں اور اس کی تلچھٹ تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جو منشویزم کو پارٹی میں جاری رکھنے کے آلہ کار تھے۔ منشویزم کی طرح انہوں نے بھی سرمایہ دارانہ اثرات کو

---

[1] لینن مجموعہ، جلد 26، ص 50۔

بڑھانے کے لئے کام کیا لیکن خود مزدور طبقہ اور پارٹی کے اندر۔اس لئے پارٹی کے اندران گروہوں
کا قلع قمع کرنے کی جدوجہد دراصل منشویزم کا قلع قمع کرنے کی جدوجہد کی ایک کڑی تھی۔

اگر ہم نے ''اقتصادیت پسندوں'' اور منشویکوں کو ہرا نہ دیا ہوتا تو ہم پارٹی کی تعمیر نہیں کر سکتے تھے اور مزدور طبقے کی قیادت کرکے مزدور انقلاب نہیں لا سکتے تھے۔

اگر ہم نے ٹراٹسکی اور بخارن کے حلقہ بگوشوں کو شکست نہ دی ہوتی تو ہم وہ حالات نہیں پیدا کر سکتے تھے جو اشتراکیت کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔

اگر ہم نے ہر قسم کی قوم پرستانہ کج روی پھیلانے والوں کو شکست نہ دی ہوتی تو ہم عوام کو بین الاقوامیت کی روشنی میں تعلیم نہیں دے سکتے تھے۔ ہم اقوام سویت یونین کی زبردست اخوت کو قائم نہیں رکھ سکتے تھے، اور نہ ہم سویت یونین کی تعمیر کر سکتے تھے۔

ممکن ہے بعض لوگوں کو محسوس ہو کہ بالشویکوں نے پارٹی کے اندر موقعہ پرستوں کے خلاف جدوجہد میں بڑا وقت صرف کیا اور ان کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی۔ لیکن یہ قطعی غلط ہے۔ موقعہ پرستی پارٹی کے تندرست جسم پر ایک ناسور ہے اور اسے ہرگز بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ پارٹی مزدور طبقہ کا اگلا دستہ ہے، اس کا اگلا قلعہ ہے، اس کا جنرل اسٹاف[1] ہے۔ مزدور طبقہ کی رہنمائی کرنے والے عملہ میں مشکلوں، موقعہ پرستوں، ہرنٹوں اور غداروں کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ اگر ایسے وقت میں جبکہ مزدور طبقہ سرمایہ دار طبقہ سے زندگی اور موت کی لڑائی لڑ رہا ہے خود اس کے عملہ میں اس کے قلعہ کے اندر ہرنٹے، اور غدار موجود ہوئے تو وہ دو طرفہ آتش باری میں پھنس جائے گا___ سامنے سے بھی، اور پیچھے سے بھی۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اسے شکست کا سامنا ہو گا۔ کسی قلعہ پر قبضہ کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اس پر اندر سے قبضہ کر لیا جائے۔ فتح حاصل کرنے کے لئے مزدور طبقہ کی پارٹی یعنی اس طبقہ کی رہنمائی کرنے والے عملہ کو، اس کے اگلے مورچہ کو، ہرنٹوں، بھگوڑوں، ساتھ چھوڑنے والوں، اور غداروں سے پاک کرنا لازمی ہے۔

یہ محض ایک اتفاقی امر نہیں سمجھا جا سکتا کہ ٹراٹسکی اور بخارن کے ساتھی اور قوم پرست کج روی پھیلانے والے جو لینن اور پارٹی سے لڑے آخر میں اس جگہ پہنچ گئے، جہاں منشویک اور اشتراکی انقلابی پارٹیاں تھیں، یعنی وہ فاشسٹی جاسوسی محکموں کے ایجنٹ بن

[1] جو فوج کی رہنمائی کرتا اور مختلف محاذوں میں ربط و تعاون قائم رکھتا ہے۔

گئے اور جاسوسی کرنے لگے، توڑ پھوڑ مچانے لگے، قتل کرنے لگے، صحیح راستے سے بھٹکانے اور اپنے ملک سے غداری کرنے لگے۔

لینن نے کہا تھا کہ:

''ہماری صفوں میں اگر اصلاح پسند اور منشویک موجود ہیں تو مزدور انقلاب میں فتح حاصل کرنا محال ہے، اس فتح کو برقرار رکھنا محال ہے۔ یہ چیز اصولی طور پر بالکل بدیہی ہے اور عملی طور پر بھی روس اور ہنگری دونوں جگہ کے تجربوں سے اس کی نمایاں تصدیق ہو چکی ہے...... روس میں ایسے مشکل حالات کئی بار پیش آئے کہ اگر منشویک، اصلاح پسند اور ٹٹ پونجیہ جمہوریت پسند ہماری پارٹی کے اندر موجود ہوتے سویت راج کا یقیناً خاتمہ ہو جاتا ہے۔''[1]

کامریڈ اسٹالن کا قول ہے کہ:

''ہماری پارٹی اندرونی اتحاد اور اپنی صفوں میں عدیم المثال یکجہتی قائم رکھنے میں بنیادی طور پر اس لئے کامیاب ہوئی کہ اس نے موقعہ پرستی کی گندگی کو اپنے اندر سے بروقت پاک کر دیا، کیونکہ اس نے اپنے اندر سے تخریب پسندوں اور منشویکوں کو نکال باہر کیا۔ مزدور پارٹیاں اپنے اندر سے موقع پرستوں، اصلاح پسندوں، سامراجیوں، جنگی وطنیت پرستوں، سماجی وطن پروروں اور سماجی امن پرستوں کو نکال ہی ترقی کرتی اور طاقتور بنتی ہیں، پارٹی اپنے اندر سے موقعہ پرست عناصر کو نکال کر قوت حاصل کرتی ہے۔''[2]

5- پارٹی کی تاریخ ہم کو یہ بھی سکھاتی ہے اگر اپنی کامیابی کے نشہ میں بہک کر کوئی پارٹی مغرور ہونے لگے، اپنے کام کی خرابیوں پر نظر رکھنا چھوڑ دے اور اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے سے نیز بے باکی اور ایمانداری کے ساتھ وقت پر ان کو دور کرنے سے ڈرنے لگے تو پھر وہ مزدور طبقہ کے

[1] لینن مجموعہ، روسی ایڈیشن، جلد 25، ص 362 و 363۔

[2] اسٹالن، لینن ازم، انگریزی ایڈیشن۔

قائد کی حیثیت سے اپنا فرض انجام نہیں دے سکتی۔

اگر کوئی پارٹی تنقید سے اور اپنی تنقید خود کرنے سے نہیں ڈرتی، اگر وہ اپنے کام کی غلطیوں اور خرابیوں پر لیپا پوتی نہیں کرتی، اگر وہ اپنے کاموں کی غلطیوں سے سبق حاصل کر کے اپنے کارکنوں کو تعلیم و تربیت دیتی ہے، اگر وہ اپنی غلطیوں کو بروقت سدھارنا جانتی ہے تو پھر اسے شکست نہیں دی جا سکتی۔

اگر کوئی پارٹی اپنی غلطیاں چھپاتی ہے، اگر وہ بے اطمینانی پیدا کرنے والے مسائل کی لیپا پوتی کرتی ہے، اگر وہ اپنی غلطیوں کو اس مفروضہ کے پردے میں ڈھک دیتی ہے کہ معاملات بہ خیر و خوبی چل رہے ہیں، اگر وہ اپنی گزشتہ کامیابیوں پر بھروسہ کر کے اطمینان سے بیٹھ رہتی ہے تو وہ فنا ہو جائے گی۔

لینن کا قول ہے:

''کسی سیاسی پارٹی کا اپنی غلطیوں کی طرف جو رویہ ہوتا ہے اس سے یقینی طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس پارٹی میں خلوص کا عنصر کتنا ہے اور وہ ان فرائض کو جو اس پر اپنے طبقہ اور محنت کش عوام کی طرف سے عاید ہوتے ہیں عملی طور پر کس طرح پورا کرتی ہے۔''[1]

اور مزید یہ کہ:

''تمام انقلابی پارٹیاں جو اب تک فنا ہوئی ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا دماغ پھر گیا تھا، وہ یہ نہیں سمجھ سکیں کہ ان کی طاقت کا سوتا کہاں ہے، اور وہ اپنی کمزوریوں کا ذکر زبان پر لاتے ڈرتی تھیں۔ لیکن ہم ہرگز فنا نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم اپنی کمزوریوں کا ذکر کرنے سے نہیں ڈرتے اور ہم ان کمزوریوں پر قابو پانا سیکھ لیں گے۔''[2]

6- اور آخر میں پارٹی کی تاریخ ہم کو یہ سکھاتی ہے کہ جب تک مزدور طبقہ کی پارٹی کے عوام سے رابطے وسیع نہ ہوں گے، جب تک کہ وہ ان رابطوں کو پیہم وسیع نہ کرتی رہے گی، جب تک

1 لینن، مجموعہ، روسی ایڈیشن، جلد 25، ص 200۔

2 لینن، مجموعہ، روسی ایڈیشن، جلد 47، صفحہ 260، 261۔

اسے یہ نہ معلوم ہوگا کہ عوام کی آواز کو توجہ سے کیونکر سننا چاہئے، اور ان کی ضرورتوں کو کیونکر سمجھنا چاہئے، جب تک کہ وہ عوام کو سکھانے ہی کے لئے نہیں بلکہ ان سے سیکھنے کے لئے بھی تیار نہ ہوگی، اس وقت تک وہ سچی عوامی پارٹی نہیں بن سکتی جو مزدور طبقہ کے لاکھوں آدمیوں اور تمام محنت کش لوگوں کی قیادت کی اہل ہو۔

جیسا کہ لینن نے کہا ہے ''وہ پارٹی ہرگز شکست نہیں کھا سکتی جو یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ محنت کشوں کی کثیر ترین تعداد سے خصوصاً مزدور طبقہ سے اور اس کے علاوہ محنت کش عوام کے غیر مزدور حصوں سے بھی رابطہ قائم کر۔۔لے، گہرا تعلق رکھے اور ایک حد تک ان میں پیوست ہو جائے۔''[1]

وہ پارٹی فنا ہو جاتی ہے جو خود کو اپنی پارٹی کے تنگ دائرہ میں محدود کر لیتی ہے جو اپنا رشتہ عوام سے توڑ لیتی ہے اور جس پر عملہ شاہی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔

کامریڈ اسٹالن نے کہا ہے:

''ہم اس کو ایک کلیہ قرار دے سکتے ہیں کہ بالشویک جب تک قوم کے عام لوگوں سے تعلق قائم رکھیں گے اس وقت تک انہیں کامیابی حاصل ہوتی رہے گی۔''

1 ایضاً —— ایضاً۔

بدلو تحریک

نصاب بدلیں گے

تو سماج بدلے گا

طلبا حقوق کی جنگ ـــــ این ایس ایف کے سنگ

JK NSF

struggle

knowledge

JAMMU

KASHMIR

victory

NSF